

اُردو فارسی
بُستانِ المحدثین

جلیل القدر محدثین کرام کے حالات زندگی، دیانت داری
اور احادیث کے انتخاب میں ان کی عظیم
خدمت پر ایک محققانہ تحریر

مُصَنَّفٌ

زبدۃ المحدثین عمدۃ المُفسِّرین شاہ عبد العزیز

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ایچ ایم سعید کمپنی
ناشرین

ادب سنزل، پاکستان چوک، کراچی

ایچ ایم سعید

لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِأُولِي الْأَلْبَابِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مصنفه

زبدة المحرّثين عُمدة المفسّرين شاه عبد العزيز محدّث دہلویؒ

ترجمہ

حضرت مولانا عبد السميع دیوبندیؒ

مع

مختصر حالات شاه عبد العزيزؒ

ان

مولانا عبد اللطيف ارشد

بیتع
مکین
آرت منزل
پاکستان چوک کراچی

جملہ حقوق بحق

ایچ۔ ایم سعید کمپنی ادب منبزل کراچی محفوظ ہیں

مطبوعہ

ایجوکیشنل پریس ٹرانسپارینس ایچ۔ ایم سعید کمپنی

ادب منبزل پاکستان چوک کراچی

عرض مترجم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

الحمد لله على حلمه بعد علمه وعلى عفوه بعد قدرته اللهم انى اعوذ بك ان اقول
 زورًا او اعشى فجورًا وصلى الله على سيدنا و مولانا محمد وآله وصحبه وسلم تسليمًا كثيرًا۔
 حمد و صلوة کے بعد یہ نیاز مند بارگاہ رفیع عبد السمیع دیوبندی برادران اسلام کی
 خدمت میں عرض کرتا ہے کہ جب مصدر حسنات بکیراں۔ جناب حاجی محی الدین صاحب نے
 بحر العلوم وحید العصر استاذی مولانا حبیب الرحمن صاحب متع الله بطول بقائه
 و ادام فیوض برکاته مددگار ہمتہ دارالعلوم دیوبند سے "بستان المحدثین" کا ترجمہ
 اردو زبان میں کرانے کے لئے اپنی خواہش کو ظاہر فرمایا تو حضرت استاذی مدظلہ نے مجھ کو اس
 کام کے لئے مامور فرمایا۔ اگرچہ میں اس اہم امر کے لائق نہ تھا، لیکن تعمیل ارشاد کو اپنا فخر سمجھا،
 اور اس خیال کو پیش نظر رکھ کر کہ حق تعالیٰ اس کتاب سے مخلوق کو نفع پہنچائے، بامداد الہی
 سلیس عبارت میں اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نام "روض الراحین" رکھا۔

اب اس ترجمہ کے متعلق چند باتیں ضروری عرض کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

① اس کتاب کا ترجمہ لفظی نہیں ہے بلکہ با محاورہ اردو کے موافق کیا گیا ہے۔ اسی سبب
 سے اردو میں متن الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہو گئی ہے۔

② چونکہ دارالعلوم دیوبند کے دفتر میں صرف دو نسخے موجود تھے اور ان میں بھی اکثر مقامات میں
 غلطیاں بہت تھیں، اس وجہ سے اکثر جگہ تو دوسری کتابوں سے دیکھ بھال کر درست کیا اور
 بعض جگہ میرے استاذ موصوف الصدر نے قرائن سے الفاظ کا رد و بدل کر کے ترجمہ کی اصلاح
 فرمائی۔ پھر بھی چند مواقع ایسے ہیں کہ وہ بالکل سمجھ میں نہیں آئے۔ اصل کتاب میں جس طرح موجود
 تھے اسی طرح ان کا ترجمہ کر دیا گیا ہے اور وہ بہت تھوڑے ہیں۔

۳) اصل الفاظ کی رعایت و درستی محاورات کو حتی الوسع ملحوظ رکھنے میں کوتاہی نہیں کی
اولاً میں نے خود اصل نسخہ کی کاپی تصحیح کرنے میں پوری کوشش کی اور ثانیاً بوقت طبع جو
غلطیاں میرے محترم استاد مذکورہ کو سرسری نظر میں محسوس ہوئیں، اس کی انہوں نے اصلاح
فرمادی۔ بہر حال میں نے کمال جانفشانی اور درد سر میں اس ترجمہ میں اٹھائی ہے، مگر بایں ہمہ
قارئین کرام سے بصد ادب یہ التماس ہے کہ وہ اگر کسی غلطی پر مطلع ہوں تو اس کی اصلاح فرما کر
ماجو رہوں۔ اور اصل نسخہ کی طرف اس کو منسوب کرنے کے ساتھ مترجم کو بری سمجھیں۔

۴) چونکہ میں کثیر المشاغل تھا، اپنے کار مفوضہ سے جب مہلت ملتی تھی تو اس کے ترجمہ
میں مہروف ہو جاتا تھا۔ اس وجہ سے صرف ترجمہ پر ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ مگر بعض بعض
مقامات پر فائدہ کی ف بنا کر اس کے ذیل میں بہت در ضرورت لکھ دیا ہے۔

اور اس کتاب میں ایک معما تھا اس کے حل کا اضافہ بھی اپنی طرف سے کر دیا۔ اس کے
علاوہ اور کسی طرح کا تغیر و تبدل نہیں کیا گیا۔

۵) اصل کتاب میں جو لفظ مشکل یا اصطلاح محدثین و اہل فقہ کا آیا ہے، ان کے معنی و تشریح
کو حاشیہ پر لکھ دیا گیا ہے۔

۶) جناب حاجی صاحب نے (جو اس کے اصل محرک ہیں) اس ترجمہ کو پسند فرمایا اور اپنی
طرف سے رفاہ عام کے لئے طبع کرایا۔ جو شخص اس ترجمہ سے مستفید ہو وہ اپنی دعاؤں میں
حاجی صاحب اور اس ناچیز کو فراموش نہ فرمائے۔

بندہ عبدایح دیوبندی

۲۵۔ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

فہرست مضامین

بستان المحدثین فی تذکرہ کتب الحدیث والمحدثین

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۴۹	علامہ قعنبنی کا تذکرہ	۱۰	بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد
۵۱	موطا کا چوتھا نسخہ	۱۱	موطا امام مالکؒ
۵۲	علامہ ابن القاسم کا تذکرہ	۱۳	امام مالکؒ کا حلیہ اور لباس
۵۶	موطا کا پانچواں نسخہ	۱۷	روایۃ الاکابر عن الاصاغر
۵۷	علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ	۱۸	سند حدیث کے دو طریقے
۵۸	موطا کا چھٹا نسخہ	۲۰	امام مالک کی مجالس حدیث
۵۹	علامہ عبد اللہ بن یوسف تنسی کا تذکرہ	۲۰	امام مالک کی مدح میں امام سفیانؒ
۵۹	موطا کا ساتواں نسخہ		کے چند اشعار
۶۰	علامہ یحییٰ بن یحییٰ کا تذکرہ	۲۶	موطا کا تدریجی انتخاب
۶۱	موطا کا آٹھواں نسخہ	۲۶	موطا کی مدح میں سعدون کے اشعار
۶۲	علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ	۲۷	موطا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار
۶۳	موطا کا نوواں نسخہ	۲۸	امام مالک سے موطا کی سماعت
۶۳	علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ	۲۹	موطا کا پہلا نسخہ
۶۴	موطا کا دسواں نسخہ	۳۰	علامہ یحییٰ بن یحییٰ مسمودی کا تذکرہ
۶۴	بروایت مصعب بن عبد اللہ زبیری	۳۳	اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر فخر
۶۵	موطا کا گیارھواں نسخہ		امام مالک کے مسلک کا مغرب و
۶۵	موطا کا بارھواں نسخہ	۳۵	اندلس میں رواج
۶۵	مسند، غافقی	۴۰	علامہ زیاد بن عبد الرحمن کا تذکرہ
۶۶	علامہ ابوالقاسم غافقی کا تذکرہ	۴۲	موطا کا دوسرا نسخہ
۶۶	موطا کا تیسرا نسخہ	۴۳	علامہ عبد اللہ بن وہب کا تذکرہ
۶۶	بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی	۴۹	موطا کا تیسرا نسخہ

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۱۰۸	صحیح مستدرک حاکم	۶۸	موطا کا چودھواں نسخہ بردایت ابوحنوفہ
۱۰۹	مستدرک میں احادیث موضوعہ کا اندراج	۶۸	علامہ ابوحنوفہؒ سہمی کا تذکرہ
۱۱۳	مستخرج علی صحیح مسلم، ابو نعیم صیہانی	۶۹	موطا کا پندرہواں نسخہ
۱۱۶	مسند دارمی	۷۰	علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ
۱۱۸	سنن دارقطنی	۷۰	موطا کا سولہواں نسخہ
۱۲۱	علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف و نظائر	۷۰	بروایت امام محمد بن الحسن شیبانی
۱۲۲	سنن ابو مسلم انکسٹی	۷۲	تاخیر عصر پر بحث
۱۲۳	سنن سعید بن منصور	۷۵	تفصیل شروح موطا
۱۲۴	اذان کی ابتداء	۷۷	مسانید حضرت امام اعظمؒ
۱۲۶	مصنف عبدالرزاق	۷۸	مسند حضرت امام شافعیؒ
۱۲۷	حافظ عبدالرزاق اور تشیع	۷۹	مسند حضرت امام احمد بن حنبلؒ
۱۲۷	مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ	۸۲	تعداد احادیث
۱۲۸	فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں	۸۴	مسند ابو داؤد طیالسی
۱۲۹	کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف ابن المنذر	۸۶	مسند عبد بن حمید
۱۳۱	سنن کبریٰ بیہقی	۸۷	مسند حارث بن ابی اسامہ
۱۳۲	کتاب معرفۃ السنن والایثار بیہقی	۸۹	ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب
۱۳۲	امام شافعی اور مسئلہ تقدیر	۹۰	مسند بنار
۱۳۳	امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر طبع و تصفیہ	۹۰	قصہ تزویج ام المومنین حفصہؓ
۱۳۳	امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان	۹۲	مسند ابویعلیٰ موصلی
۱۳۶	امام بیہقی کے چند اشعار	۹۵	صحیح ابو عوانہ
۱۳۶	شرح السنۃ بنوی	۹۹	صحیح اسماعیلی
۱۳۷	معاجم ثلاثہ طبرانی	۱۰۱	صحیح ابن حبان
۱۳۸	کتاب الدعاء طبرانی	۱۰۵	علامہ ابن حبان کے قول النبوة العلم والعلیٰ پر بحث

۱۷۱	امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ	۱۴۲	طبرانی اور حجابی کے درمیان مذکرہ حدیث
۱۷۳	امام ابن معین کے چند اشعار	۱۴۳	معجم، اسمعیلی
۱۷۳	جہلا کا اہل حدیث پر طعن	۱۴۴	کتاب الزہد والرقائق، ابن المبارک
۱۷۵	علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مطاعن کا رد	۱۴۷	امام ابن المبارک کے والد کی ویانت اور امانت
۱۷۷	عبدالسلام اشعری کا قصیدہ	۱۴۹	امام ابن المبارک کی عبادت گزاروں اور کیفیت استقبال
۱۷۸	کتاب الکنی والاسامی، نسائی	۱۵۱	امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجہ
۱۷۹	تاریخ الثقات، ابن حبان	۱۵۳	امام ابن المبارک کے اشعار اور نصح امام ابن المبارک اور موسم حج
۱۸۰	الارشاد فی معرفۃ المحدثین، ابو یعلیٰ	۱۵۵	فردوس، علمی
۱۸۱	حلیۃ الاولیاء، ابو نعیم اصفہانی	۱۵۷	حافظ شیرویه کا تذکرہ
۱۸۱	الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب، ابن عبدالبر	۱۵۹	نوادرا الاصول، حکیم ترمذی
۱۸۳	علامہ ابن عبدالبر کے چند اشعار	۱۶۰	حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج
۱۸۵	تاریخ بغداد، خطیب	۱۶۵	حکیم ترمذی کے چند اقوال
۱۸۸	علامہ خطیب بغدادی کی دعاء اور اس کی قبولیت	۱۶۶	کتاب الدعاء، ابن ابی الدنیا
۱۹۱	علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار	۱۶۷	دہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیر خواری میں کلام کیا،
۱۹۲	امالی، محاملی	۱۶۹	کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد
۱۹۳	فوائد، ابو بکر شافعی	۱۶۹	بیہقی
۱۹۶	چہل حدیث، ابو الحسن طوسی	۱۷۱	کتاب اقتصار العلم والحمل، خطیب
۱۹۷	چہل حدیث، ابوالقاسم قشیری	۱۷۱	تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرجال
۲۰۰	علامہ قشیری کے چند اشعار		
۲۰۰	چہل حدیث، ابو بکر آجری		
۲۰۳	نزہۃ الحقائق، ابو موسیٰ مدینی		
۲۰۵	حصن حصین، ابن الجزری		
۲۰۷	امام ابن الجزری کا تذکرہ		
۲۱۰	امام ابن الجزری کے چند اشعار		

صفحہ	موضوع	صفحہ	موضوع
۲۴۶	علامہ دمیاطی کی طرف سے	۲۱۲	کتاب الجمع بین الصحیحین، حمیدی
	علم منطق کی مذمت	۲۱۳	علامہ حمیدی کے چند اشعار
۲۵۰	کرامات الاولیاء، خلال	۲۱۷	الشہاب الموعظ والآداب، قضاعی
۲۵۱	حُبِزَر، ابنِ نُجَید	۲۱۹	کتاب شہاب کی مدح میں چند اشعار
۲۵۲	علامہ ابنِ نجید کی خدمات اور	۲۲۰	صحیح ابنِ خزیمہ
	ان کے عدم اظہار پر اصرار	۲۲۰	کتاب المنتقی، ابنِ الجبارود
۲۵۳	علامہ ابنِ نجید کے چند ملفوظات	۲۲۱	کتاب الادب المفرد، بخاری
۲۵۴	جزر الفیل، ابو عمرو ابنِ اسماک	۲۲۲	عمل ایوم واللیلہ، نسائی
۲۵۶	جزر فضائل اہل البیت، ابو الحسن بزاز	۲۲۲	مسند حمیدی
۲۵۸	اربعین، شتّامی	۲۲۴	معجم ابنِ حُجیب
۲۶۰	جُنیّد اور ایک لوٹھی کا واقعہ	۲۲۵	معجم ابنِ قانع
۲۶۲	الاتّناع بالاربعین المتباینہ بشرط	۲۲۶	شرح معانی الآثار، طحاوی
	السمع، ابنِ حُبّہ عسقلانی	۲۲۸	امام طحاوی اور مرزنی کا واقعہ
۲۶۴	مسلسلات صغریٰ، سیوطی	۲۳۰	کتاب المائتین صابونی
۲۶۴	مختصر حصین حصین (عدہ) ابنِ الجزری	۲۳۱	علامہ صابونی کی وسعتِ علمی
۲۶۶	تخریج احادیث الاجیاء، عراقی	۲۳۳	ابو الحسن داؤدی کا علم
۲۶۶	صحیح بخاری	۲۳۴	صابونی کی موت پر ظہارِ غم
۲۶۷	امام بخاری کی عودت بصارت	۲۳۵	کتاب الجالستہ، دیویری
۲۶۹	امام بخاری کی بمبئی قوتِ حافظہ	۲۳۸	سلاح المؤمن، ابنِ الامام عسقلانی
۲۷۱	امام بخاری کی تالیف صحیح میں اہتمام	۲۴۱	احادیث الخنفار، ایزاری
۲۷۲	امام بخاری پر مصائب و ابتلاء	۲۴۱	فوائد، تمام رازی
	صحیح بخاری کی فضیلت	۲۴۲	مسند عدنی
	امام بخاری کے چند اشعار	۲۴۲	معجم، دمیاطی
	امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین بسکی کا قصیدہ	۲۴۵	علامہ دمیاطی کے چند اشعار

۳۱۴	ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار	صحیح مسلم
۳۱۵	علامہ بدرالدین دماینی کے چند اشعار	صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ
۳۱۶	اللہ مع ایح فی شرح جامع ایح	۲۸۲ امام مسلم کی موت کا سبب
۳۱۸	ارشاد الساری، قسطلانی	۲۸۲ سنن ابوداؤد
۳۲۰	علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ	۲۸۵ سنن ابوداؤد کی وہ چار حدیثیں
۳۲۲	حاشیہ بخاری سید زروق فاسی علی البخاری	جو دین میں کفایت کے درجہ میں ہیں
۳۲۳	بہجتہ النفوس، ابن ابی حمزہ	سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ
۳۲۴	توہیح علی النجاشی، سیوطی	۲۸۸ ابوطاہر سلفی کی نظم
۳۲۵	معالم السنن شرح ابی داؤد، خطابی	۲۸۹ جامع کبیر، ترمذی
۳۲۶	علامہ خطابی کے چند اشعار	۲۹۰ جامع ترمذی کی بعض خصوصیات
۳۳۱	عارضۃ الاحوذی فی شرح الترمذی ابن العزیمی	جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس
۳۳۲	علامہ ابن العربی کے چند اشعار	"ابوعیسیٰ" کنیت رکھنے پر بحث
۳۳۳	الالمام فی احادیث الاحکام ابن دقیق العید	سنن صغری، نسائی
۳۳۴	علامہ ابن دقیق العید کی کرامات	۲۹۵ سنن کبری، نسائی
۳۳۵	علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال	مجتبیٰ کی تالیف کا سبب
۳۳۶	کتاب الشفار بتعریف حقوق المصطفیٰ	امام نسائی کی موت کا واقعہ
۳۳۷	قاضی عیاض	۲۹۸ سنن ابن ماجہ
۳۳۸	کتاب الشفار کی مدح میں	مشارق قاضی عیاض
۳۳۹	لسان الدین الخطیب کے اشعار	شرح کرمانی بربخاری
۳۴۰	کتاب الشفار کی مدح میں	فتح الباری شرح البخاری، ابن حجر عسقلانی
۳۴۱	ابوالحسین ربذی کے اشعار	۳۰۲ علامہ ابن حجر کے قراءۃ حدیث میں عجائبات
۳۴۲	قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت	علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرائف
۳۴۳	قاضی عیاض کے چند اشعار	علامہ ابن حجر کے چند اشعار
۳۴۴	کتاب المصابیح، بغوی	۳۱۰ تنقیح الالفاظ للجامع ایح زرکشی
۳۴۵		۳۱۰ تعلیق المصابیح ابواب الجامع ایح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بستان المحدثین کی تالیف کا مقصد

حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے) کہ اس رسالہ کا نام بستان المحدثین ہے۔ چونکہ اکثر رسالوں اور تصنیفوں میں ایسی کتابوں سے حدیثیں نقل کی جاتی ہیں جن پر اطلاع نہ ہونے کی وجہ سے سننے والوں کو حیرانی پیش آتی ہے۔ اس وجہ سے اصل مقصود تو ان ہی کتابوں کا ذکر ہے، مگر تبعاً ان کے مصنفین کا بھی ذکر کیا جائے گا کیونکہ مصنف سے اس کی تصنیف کی قدر معلوم ہوتی ہے۔ نیز ہمارا مقصود فقط متون کا ذکر ہے۔ مگر بعض شرحوں کا بھی اس وجہ سے ذکر کیا جائے گا کہ کثرت شہرت اور کثرت نقل اور زیادتی اعتماد کی وجہ سے اگر ان کو متون کا حکم دیا جائے تو کچھ بے جا نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو خطا و لغزش سے محفوظ رکھنے کے ساتھ پھسلنے کے مقامات سے بچا کر ثبات قدم رکھے۔ ہم کو دنیا و آخرت میں ہر امر کی اسی سے امید ہے اور فقط اسی پر اعتماد اور بھروسہ ہے۔

اما بعد این رسالہ ایست مسلمی بہ بستان المحدثین کہ مقصود اصلی در آن ذکر کتب حدیث است کہ غالباً در رسائل و مصنفات از انہا نقل می آزند و بجهت عدم اطلاع بر آن کتب سامع متحیر می ماند و بالبعث برخی از احوال مصنفین آنہا نیز مذکور میشود کہ در حقیقت قدر تصنیف از قدر مصنفش پیدا است و گویا نسب کتاب است و نیز منظور اول ذکر متون است و گاہی ذکر بعضی شرح مشہورہ بعضی از کتب متداولہ نیز در اشنا خواہد آمد زیرا کہ شرح مذکورہ را بجهت کثرت شہرت و تعلق و کثرت شہرت نقل و وثوق و اعتماد بر آنہا حکم متون حاصل شدہ۔ واللہ تعالیٰ بعیننا عن الخطا و الخطل و یثبت اقدامنا مواضع الریل انہ المرجونی الاولی و الآخری و علیہ التوکل و الاعتماد فی الدنیا و العقبی

موطا امام مالک

کتاب موطا تصنیف حضرت امام مالک
ست علیہ الرحمۃ کہ صاحب مذہب متبوع اند
وتغریف وتوصیف ایشان نظر بجمال شہرت
فضائل ومحاسن ایشان فضولی می نماید لیکن
بفصد تبرک و تزیین این رسالہ پارہ از احوال
کرامت اشمال ایشان نگاشته می آید و بہین
نیت در باقی کتب مشہورہ و مصنفین آنہا
عمل رفتہ و مع ہذا آنچه مذکور میشود
غالی از فائدہ زائدہ نخواہد بود چنانچہ
بر تاریخ و اناں و احوال نویسایا پوشیدہ
نخواہد ماند۔ نسب مبارکش این است
مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو
بفتح العین بن الحارث بن عیمان بن عیین
معجمہ مفتوحہ بعد ہا ثناة تحتیہ ساکنہ
بن خثیل بنجار معجمہ مضمومہ و مثلثہ مفتوحہ
بصیغہ التصغیر کذا ضبطہ الحافظ ابن حجر
فی الاصابۃ فی ذکر ابی عامر بن عمرو۔ و این ابو
عامر را ذہبی در تحبیرید اصحابہ ذکر نمودہ
و گفتہ لم ار من ذکرہ من اصحابہ وقد
کان فی زمن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، و لابنہ
مالک روایتہ عن عثمان وغیرہ من الصحابہ۔

یہ کتاب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی
تصنیف ہے جو صاحب مذہب اور لوگوں کے مقتدا
ہیں، اور ان کے کمالات علمی و عملی کی شہرت کو پیش نظر رکھ
کر ان کی تعریف و توصیف کرنا اگرچہ فضول امر معلوم
ہوتا ہے۔ لیکن تبرکاً ان حالات میں سے جو از سر تا پایا
کرامتوں سے پُر ہیں۔ کچھ تھوڑا سا اس باعث لکھا جاتا
ہے تاکہ اس رسالہ کیلئے زینت کا باعث ہو۔ اسی طرح
دوسری کتابوں کے مصنفین کا ذکر بھی اسی وجہ سے
کیا جائے گا۔ یا اس ہمہ فن تاریخ کے جاننے والوں اور
واقعات و حالات زمانہ کے لکھنے والوں پر یہ امر مخفی
نہ رہے کہ جو کچھ لکھا جاتا ہے کسی فائدہ زائدہ سے
خالی نہ ہوگا۔ امام صاحب کا مبارک نسب یہ ہے:
مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو (عین کے
زبر کے ساتھ) بن الحارث بن عیمان (عین معجمہ کا زبر اس
کے بعد یا رتختانی ساکنہ) بن خثیل (خار معجمہ مضمومہ اور
ثار مثلثہ مفتوحہ بصیغہ تصغیر) چنانچہ اصحابہ میں حافظ
ابن حجر نے ابی عامر بن عمرو کے ذکر میں ایسا ہی بیان
کیا ہے۔ ذہبی بھی تجرید اصحابہ میں ابو عامر کا ذکر لائے
ہیں اور کہا ہے کہ میں نے صحابہ میں ان کا ذکر نہیں پایا
وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ضرور تھے۔ ان کے
بیٹے مالک نے عثمان رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ سے روایت کی جو

شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل نے شرح مختصر خلیل میں جو فقہ مالکی کا مشہور رسالہ ہے اور دیار مغرب میں رائج اور بہت کارآمد ہے ایسا ہی بیان کیا ہے لیکن ابو عامر ابو مالک کے دادا اور صحابی ہیں سوائے بدر کے اور سب مغازی میں جناب رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ حاضر ہوئے ہیں۔

یہ عبارت ویباج الموائج سے جو ابن فرحون کی تصنیف ہے بطور خلاصہ نقل کی گئی ہے خلیل کو جو امام مالک کے جد اعلیٰ ہیں دارقطنی نے خارجہ کے بدلے جمیم مضموم کے ساتھ ضبط کیا ہے اور ابن خلیل عمرو بن الحارث کے بیٹے ہیں اور حارث ذی اصبح کے ساتھ مشہور ہیں اسی وجہ سے امام مالک کو اصبحی کہتے ہیں۔

امام مالک ۹۳ھ میں پیدا ہوئے چنانچہ یحییٰ بن بکیر نے جو امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں یہی بیان کیا ہے۔ امام مالک شکم مادر میں معمول سے زیادہ رہے۔ یہ مدت بعض نے دو سال بیان کی ہے اور بعض نے تین سال کہا ہے آپ کی وفات ۱۶۹ھ میں ہوئی ہے۔ آپ کی پیدائش اور انتقال کی تاریخ کو ایک بزرگ نے اس قطعہ میں نظم کیا ہے اور اسی سے ان کی عمر کی مدت بھی ظاہر ہوتی ہے۔ ترجمہ

امام مالک خدا کے راستہ کے چلنے والے بہت اچھے امام اور دینی پیشوا ہیں کیلئے باعث فخر ہیں ان کی ولادت کا سال نجم کے اعداد سے اور سن حلت فاز مالک کے اعداد سے نکلتا ہے۔

وحافظ ابن حجر در اصحابہ برہمین قدر الکفانمودہ اند۔ شیخ محمد بن ابراہیم بن خلیل در شرح مختصر خلیل کہ رسالہ ایست مشہور در فقہ مالکی و در دیار مغرب رائج و متداول ست چنین گفتہ است۔

واما ابو عامر فهو جد ابی مالک صحابی شہد المغازی کلہا مع رسول اللہ ﷺ خلا بدرانہی المخصان ویباج الموائج لابن فرحون و نیز باید دانست کہ دارقطنی نام خلیل را کہ جد اعلیٰ امام مالک ست جمیم مضمومہ بدل خای مجرہ ضبط نمودہ و ابن اسپر عمرو بن الحارث ست و حارث مشہور بذی اصبح ست ولہذا امام مالک را اصبحی گویند۔

تولد امام مالک در ۹۳ھ نو دوسہ از ہجرت مقدسہ واقع شدہ چنانچہ یحییٰ بن بکیر کہ از اجل تلامذہ ایشانست نقل نمودہ و مدت حمل ایشان ہم دراز شدہ بعضے دو سال و بعضی سہ سال نوشتہ اند و وفات ایشان در ۱۶۹ھ یک صد و ہفتاد و نہ اتفاق افتادہ تاریخ تولد و وفات ایشان را بزرگی درین قطعہ نظم نمودہ و مدت عمر شریف ایشان نیز از ہمین دو تاریخ ظاہر میشود۔ قطعہ

فَخَرُّوا لِمَا لَمْ يَكُنْ نِعْمَ إِلَّا مَالِكُ
مَوْلِدُهُ نَجْمٌ هُدَى وَفَاتُهُ فَازٌ مَالِكُ

۱۲ بعض نے سن ولادت ۹۵ھ لکھا ہے۔ ۱۲

امام مالک کا حلیہ اور لباس

دراز قد، موٹا بدن، سفید رنگ، مائل بہ زردی، کشادہ چشم، خوبصورت ناک بلند کھتے تھے۔ ان کی پیشانی میں سر کے بال کم تھے ایسے شخص کو عربی میں اصلع کہتے ہیں۔ حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی اصلع تھے، ڈاڑھی گنجان اور اس قدر لمبی تھی کہ سینہ تک پہنچتی تھی اور مونچھوں کے ان بالوں کو جو لبوں کے کنارے پر ہوتے تھے کترواتے تھے اور منڈوانے کو مکروہ سمجھتے تھے۔ فرماتے تھے کہ مونچھ کا منڈوانا مثلہ میں داخل ہے اور مونچھ بھی آپ کی وافر تھی اور اس میں بھی جناب امیر المؤمنین عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کرتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ (رَأَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْتُلُ سَبْلَةَ إِذَا أَهْمَتْهُ أَمْرٌ) یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب کوئی امر عظیم پیش آتا تھا تو اپنی مونچھوں کو بیچ دیا کرتے تھے۔

واقعی کا قول ہے کہ امام مالک کی ۹۰ سال کی عمر ہوئی ہے لیکن آپ نے ڈاڑھی کا کبھی خضاب نہیں کیا اور نہ کبھی حمام میں تشریف لے گئے۔ امام مالک خوش پوشاک عدن کے بنے ہوئے کپڑے پہنتے تھے۔ عدن ملک یمن کا ایک شہر ہے اور وہاں کے کپڑے نہایت نفیس اور بیش قیمت ہوتے ہیں۔

حلیہ مبارک ایشان چنین نوشته اند کہ ایشان دراز قد، فرہ اندام و سفید رنگ مائل بزردی، کشادہ چشم خوش صورت و بلند بینی بودند و در پیشانی ایشان موی سر کمی داشت و این قسم شخص را در لغت عرب اصلع گویند۔ جناب امیر المؤمنین عمر فاروقؓ و جناب امیر المؤمنین علیؓ نیز اصلع بودند و پیش دراز و انبوه بودند تا بہ سینہ ایشان می رسید و موی شارب را آنچه بر کنارہ لب می باشند می کوفتند و حلق شوارب را مکروہ می داشتند و می فرمودند کہ این حلق از باب مثلہ است و بیروت و فر داشتند درین باب نیز تمسک بفعل امیر المؤمنین فاروقؓ می فرمودند۔ روی آن رضی اللہ عنہ کان یقتل سبلتہ اذا اہم امر یعنی بیروت خود را بار بار تاب میدادند وقتی کہ در مہمی مستغرق میشدند۔

علاوہ ازیں خراسان اور مصر کے اعلیٰ قسم کے کپڑے بھی پہنتے تھے۔ آپ کا لباس اکثر سفید ہوتا تھا اور اکثر اوقات عطر لگایا کرتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ جس شخص کو حق تعالیٰ نے ثروت یعنی مال و دولت عطا کیا ہو اور

واقعی گفتہ است کہ امام مالک نو دسال عمر یافت و سپیدی موی خود را خضاب نکرده و گاہے در حمام داخل نشد و امام مالک رحمہ اللہ بسیار خوش لباس می بود و جامہائے عدن کہ شہر بیت درمین و ثیب آنجا بغایت نفیس و بیش قیمت میباشد می پوشید و جامہائے خراسان و مصر و قسم اعلیٰ می پوشید و غالباً لباس ایشان سپیدی بود اکثر اوقات عطر جیدی مالیدی می فرمود کہ دوست ندارم مگر کسی را کہ حق تعالیٰ اور نعمت و ثروت دادہ باشد و لہ اعصاب کا کاٹ دینا۔

اثران بروظاہر نباشد۔ زیرا کہ کتمانِ نعمت
او از کفرانِ نعمت ست۔

کاتبِ حروف گوید سلفِ صالح را در
خواست ثیاب و ضدِ آن نیت صالح بود کیسکہ
نفاست دوست بود برای اظہارِ نعمت الہی می
کوشید و خوش می پوشید۔ کیسکہ ثیاب دون
اختیار می کرد بہ نیت تواضع و عدمِ شہرت می
کرد پس ہر یک از ایشان مُصیب است
و ہر کسی را از ثواب بر طبق نیت اُنصیب
ع وَاللِّئَالِیٰ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذٰہِبٌ

و اشہب کہ شاگردِ رشیدِ امام ست گفته
است کہ امام ہر گاہ کہ عمامہ بر سر بستہ یک پتہ
ازان زیرِ ذقن آوردہ ہیچ می داد و نیز یک
جانب اورا میان دو شالہ ارسال می کرد کہ
در عرف این دیار آن را شملہ گویند و
عرب عذبہ نامند ہر گہ بنا بر ضرورت سرمہ
می کشید در خانہ می نشست و بیرون
نمی برآمد مکروہ می داشت سرمہ کشیدن
را مگر بعلتی و مرضی و انگشتہ می امام
از سیم بود و نگین او سیاہ رنگ در
دی این آیت را نقش کردہ بود۔
حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ۔
مطرف کہ از شاگردان اوست
روزے از سبب اختیار این نقش سوال

لہ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے قمیص مرقومہ می پوشید و گاہے جرہ پشمینہ۔

اس کا اثر اس پر ظاہر نہ ہو تو میں ایسے شخص کو اپنا دوست
رکھنا پسند نہیں کرتا ہوں کیونکہ اس نے حق تعالیٰ
کی دی ہوئی نعمت کو چھپا کر کفرانِ نعمت کیا ہے۔

کاتبِ حروف کہتا ہے سلفِ صالحین عمدہ اور خراب
کپڑے پہننے میں اچھی نیت رکھتے تھے۔ جو شخص نفیس
کپڑے پہنتا اور نفاست کو دوست رکھتا تھا اس میں
اس کی یہ نیت ہوتی تھی کہ اچھی پوشاک استعمال کر کے
خدا کی نعمتوں کو ظاہر کرنے کی کوشش کرے اور جو شخص
موٹے کپڑوں کا استعمال کرتا تھا اس میں تواضع اور عجز و
انکساری کی نیت ہوتی تھی، شہرت کو پسند نہیں کرتا تھا
اس واسطے دونوں حق بجانب ہیں اور ہر ایک کو اس
کی نیت کے موافق حصہ ملیگا۔ ع

وَاللِّئَالِیٰ فِیْمَا یَعْشَقُوْنَ مَذٰہِبٌ
(اور محبت کی راہ میں ہر عاشق کا مسلک جدا گانہ ہے)
اشہب جو امام مالک کے شاگردِ رشید ہیں کہتے ہیں
جس وقت امام صاحب ممدوح عمامہ باندھتے تھے تو
اس کا ایک پتہ ٹھوڑی کے نیچے کر کے سر پر باندھتے
تھے اور اس کی ایک جانب کو جس کو اس ملک کے
رواج کے مطابق شملہ اور اہل عرب عذبہ کہتے ہیں)
دونوں شانوں کے درمیان ڈالتے تھے۔ عذر
(مجبوری) اور بیماری کے سوا سرمہ لگانے کو
بُرخیال فرماتے تھے۔ آپ جب کبھی کسی ضرورت
پسے سرمہ لگاتے تھے تو باہر تشریف نہ لاتے تھے۔
بلکہ گھر ہی میں بیٹھے رہتے تھے۔ امام صاحب کی

لہ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گاہے قمیص مرقومہ می پوشید و گاہے جرہ پشمینہ۔

انگشتری چاندی کی تھی، اس میں سیاہ رنگ کا نگینہ جڑا ہوا تھا اور حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اس پر کندہ تھا۔ مطرف نے جو امام صاحب مدوح کے شاگردوں میں سے ہیں انگشتری پر اس آیت کو کندہ کرانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا میں نے سنا ہے کہ حق تعالیٰ کلام مجید میں مؤمنین کے حق میں فرماتا ہے قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ پس اس وجہ سے میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آیت کا مضمون میرا نصب العین ہے اور ہر وقت میرے پیش نظر رہ کر میرے دل پر یہ منقش ہو جائے۔ امام صاحب کے دروازہ پر یہ کلمہ لکھا ہوا تھا مَا شَاءَ اللّٰهُ اس کا سبب بھی کسی سائل نے دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ لَوْ لَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ (اور ایسا کیوں نہ ہو کہ اپنے باغ میں داخل ہوتے ہوئے اشارہ اللہ کہتا) اور میری جنت میرا مکان ہے پس چاہتا ہوں کہ جب گھر میں آؤں تو یہ کلمہ مجھ کو یاد آ کر میری زبان پر جاری ہو جائے۔ مدینہ منورہ میں جس مکان میں رہتے تھے وہ مکان حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا تھا جو جلیل القدر صحابہ رضی عنہم سے تھے۔ مسجد نبوی میں امام کی نشست اس جگہ ہوتی تھی جہاں امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بیٹھتے تھے۔ امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے تمام عمر میں کبھی کسی بیوقوف یا کوتاہ عقل والے کے ساتھ ہم نشینی نہیں کی۔ امام احمد بن حنبل رحمہ فرماتے تھے کہ یہ ایک ایسی بڑی بات ہے کہ جو سوائے امام مالک کے اور کسی کو میسر نہیں ہوئی۔ علماء کے زمرہ میں اس سے بہتر اور کوئی فضیلت نہیں ہوتی اس لئے کہ بیوقوفوں کی

کرد۔ فرمود کہ در کلام الہی شنیدہ ام در حق مؤمنین می فرماید۔ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ۔ پس خواستم کہ مضمون این کلمہ نصب العین و نقش ضمیر من باشد و بر دروازہ امام این کلمہ مکتوب بود۔ مَا شَاءَ اللّٰهُ این نیز سوال کردند فرمود کہ خدا تعالیٰ فرمودہ است، وَ لَوْ لَا اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ و جنت خانہ من است، پس خواستم کہ ہر بار کہ بخانہ در آیم، این کلمہ بیاد من آید و بزربان من جاری شود۔ و خانہ کہ در ان امام می ماند در مدینہ منورہ خانہ عبداللہ بن مسعود بود کہ از کبار صحابہ است۔ و مکان نشست امام از مسجد نبوی مکان امیر المؤمنین عمر فاروق بود۔ و امام فرمودہ است کہ من در تمام عمر خود با سفیہ و سبک عقلی ہم نشینی نکرده ام، امام احمد بن حنبل می گوید کہ این امریست عظیم کہ ہرگز غیر از امام مالک میسر نیامدہ۔ و در زمرہ علماء فضیلتی بہتر ازین نمی باشد۔ زیرا کہ صحبت سفیہان نور علم را تیرہ می کند۔ و لابد تنزل از ذرہ تحقیق اتم بخصیض تقلید ہم نشینی اینہا ضرر

می افتد و این معنی در نفاست
علم قدح می کند و امام مالک را
کے در خوردن و آشامیدن ندیدہ
بود در خلوت می کرد با وصف
این تمکین و وقار در حسن خلق
با اہل و اولاد و خدم و حشم
بمرتبہ عظیم بود دریں باب
اتباع سنت سنیه رسول اللہ
و اصحاب کرام می فرمودند۔

صحبت نور علم کو تاریک کر دیتی ہے۔ اور تحقیق کی بلند
چوٹی سے گرا کر تقلید کی لپستی میں ڈال دیتی ہے جس
کی وجہ سے علم کی نفاست میں ایک گونہ خرابی اور
نقص آجاتا ہے۔ چونکہ امام صاحب کھانا پینا خلوت
میں رکھتے تھے اس وجہ سے کسی شخص نے آپ
کو کھاتے پیتے نہیں دیکھا امام صاحب باوجود
وقار اور خود داری کے اپنے اہل و عیال اور نوکر
چاکر کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے تھے،
اور اس معاملہ میں صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم
اجمعین اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت
کی پیروی فرماتے تھے۔

و در طلب علم حرص وافر
داشت در ابتداء زمان طلب علم
کہ مایہ ظاہری چنداں نداشت
سقف خانہ خود بر کندیدی و چوب
آزا فروختہ در کار کتاب وغیرہ صرف
فرمودی اما بعد ازاں دنیا بروے ہجوم
آوردہ و فتوح عظیم داشت و حفظ بدرجہ
اتم می داشت می فرماید کہ چنین نہ شدہ است
کہ چیزے را در حافظہ خود جادادہ باشم و باز
اورا فراموش سازم و ابتداء نشستن امام در
مجلس افادہ تعلیم در ہفدہ ساگی بود گویند کہ
دراں ایام زنے از عمدہ ہائے مدینہ قضا کردہ بود
غسالہ بہم غسل قیام نمود و دست برفرج آن زن
گذاشت گفت این فرج چه زنا کار بود دست غسالہ

علم حاصل کرنے کی حرص اور خواہش بہت
تھی زمانہ طالب علمی میں آپ کے پاس ظاہری سرمایہ
کچھ زیادہ نہ تھا، مکان کی چھت توڑ کر اس کی کڑیوں
کو فروخت کر کے کتب وغیرہ کے صرف میں خرچ فرمایا
کرتے تھے، اس کے بعد دولت کا دروازہ ان پر کھل
گیا اور کثرت سے بڑی بڑی فتوحات شروع ہو گئیں
آپ کا حافظہ بہت اعلیٰ درجہ کا تھا۔ یہ فرمایا کرتے
تھے کہ جس چیز کو میں نے محفوظ کر لیا پھر اسے کبھی نہیں
بھولا، سترہ سال کی عمر میں آپ نے مجلس افادہ
تعلیم کی ابتداء فرمائی تھی۔ لوگ یہ بیان کرتے
ہیں کہ اس زمانہ میں مدینہ کی ایک نیک بی بی کی وفات
ہوئی، جب غسل دینے والی عورت نے اس کو غسل دیا
تو اس نیک بخت مردہ عورت کی شرمگاہ پر ہاتھ رکھ کر
یہ کہا کہ یہ فرج کس قدر زنا کار تھی، فوراً اس کا ہاتھ

فرج پر ایسا چسپاں ہوا کہ اسے جدا کرنے کی سب نے کوشش
 و تادیر کی مگر فرج سے اس کا ہاتھ جدا نہ ہوا۔ انجام کار اس
 مشکل کو علماء اور فقہاء کی خدمت میں پیش کیا گیا اس کا علاج
 اور عمل دریافت کیا گیا سب کے سب اس سے عاجز ہوئے
 لیکن امام صاحب نے اس راز کی حقیقت کو اپنے ذہن رسا
 اور کامل فہم سے دریافت کر کے یہ فرمایا کہ اس غسل دینے والی
 کو حد قذف (یعنی وہ سزا جو شریعت نے زنا کی تہمت لگانے
 والے کے لئے مقرر فرمائی ہے) لگائی جائے۔ آپ کے ارشاد
 کے مطابق جب اس کے اتنی درے لگائے تو ہاتھ فرج
 سے فوراً جدا ہو گیا۔ سب لوگوں کے دلوں میں امام صاحب
 کی امامت و ریاست اسی دن سے راسخ طور پر جاگزیں ہو گئی
 امام صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزار
 حدیثیں لکھی ہیں۔

بر فرج چسپید ہر چند تردد و تلاش
 نمودند دست از فرج جدا نمی شد
 آخرین مشکل را بعلما و فقہاء راجع ساختند
 و چاره کار جستند ہمہ با از چہارہ
 فرومانند امام پے بس حقیقت برود
 فرمود کہ این غسل را قذف بزندان
 ہمین کہ ہشتاد و دو روزند از
 فرج جدا شد و از ان روز امامت
 و ریاست ایشان در اذہان مردم
 مستقر و راسخ گشت۔ امام فرمودہ
 است کہ بدست خود ہزار حدیث
 نوشتہ ام۔

روایۃ الاکابر عن الاصاغر

دارقطنی جو محدثین میں بڑے پایہ کے ہیں یہ
 فرماتے ہیں جو اتفاق امام مالک کو پیش آیا ہے، ایسا
 کسی کو نصیب نہیں ہوا۔ امام مالک سے دو شخصوں
 نے ایک حدیث کو روایت کیا ہے اور دونوں شخصوں
 کی وفات کے درمیان ۱۳۰ سال کی مدت ہے ایک ان
 میں سے محمد بن مسلم بن شہاب زہری ہیں جو امام مالک
 کے استاد بھی ہیں انہوں نے فریعیہ بنت مالک بن
 سنان کی حدیث جو معتدہ کے سکنی کے بارے میں
 ہے امام مالک سے روایت کی ہے اور زہری کی وفات
 ۱۲۵ھ میں ہوئی ہے۔ دوسرے ابو حذافہ سہمی ہیں

دارقطنی از اجلہ محدثین ست گفتہ کہ
 بیچ کس را این اتفاق نیفتادہ کہ امام مالک
 را افتادہ دو شخص از و سے یک حدیث
 را روایت کردہ اند و مابین وفات این
 دو کس یک صد و سی سال یکی از انہا
 محمد بن مسلم بن شہاب زہری ست کہ
 استاد امام مالک است و حدیث فریعیہ بنت
 مالک بن سنان را در باب سکنی المقعدہ
 از امام مالک روایت کردہ و دیگر ابو حذافہ
 سہمی است از شاگردان امام مالک و

صاحب نسخہ موطاست، ہمیں حدیث
را از امام مالک روایت کردہ و وفات
زہری در ۲۵۱ھ یک صد و بست و
پنجست و وفات ابو حذافہ در ۲۵۱ھ دو
صد و پنجاہ و کسر چند کاتب الحروف گوید
روایت زہری از امام مالک رضی اللہ عنہ
از باب روایۃ الاکابر عن الاصاغرست کہ
خالی از ندرت نیست و محدثین را درین
باب کتابہاست و اینقدر تفاوت دو
راوی از یک شیخ در وفات نیز خالی از
غرابتی نیست و این را در عرف محدثین سابق
و لاحق گویند و شیخ ابن حجر در شرح منخبہ
نوشته است کہ اکثر ما وقفنا علیہ فی التفاوت
ماۃ و خمسون سنۃ باز مثال آنرا نیز نوشته
اند و غالباً اینقدر تفاوت در صوت روایت
اکابر از اصاغر دست می دید۔

و مجلس امام مالک مجلس ہیبت
و وقار بود ہرگز شور و غوغا و آواز بلند
در آنجا گنجایش نداشت۔

جو امام مالک کے شاگرد اور راوی نسخہ موطاست ہیں انہوں
نے بھی اس حدیث کو امام مالک سے روایت کیا ہے
اور ابو حذافہ کی وفات کچھ اوپر دو سو پچاس ہجری میں
ہوئی ہے۔ کاتب الحروف کہتا ہے زہری کا امام مالک
سے روایت کرنا روایۃ الاکابر عن الاصاغر میں داخل ہے۔
یعنی بڑوں کا چھوٹوں سے روایت کرنا ندرت سے
خالی نہیں ہے۔ اس باب میں محدثین کی بہت سی کتابیا
ہیں اور ایک شیخ سے دو راویوں کی وفات میں اس
قدر فرق بھی ندرت سے خالی نہیں۔ محدثین کی اصطلاح
میں اس کو سابق اور لاحق کہتے ہیں۔ شیخ ابن حجر نے
منخبہ کی شرح میں لکھا ہے کہ مَا وَقَفْنَا عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ
التَّفَاوُتِ مِائَةً وَخَمْسُونَ سَنَةً یعنی زیادہ سے
زیادہ تفاوت کی مثالیں ایک سو پچاس سال کی ہم
کو ملی ہیں انہوں نے اس کو بھی روایۃ الاکابر عن الاصاغر
میں داخل کیا اور چند مثالیں بھی لکھی ہیں۔ روایت
اکابر از اصاغر میں اس قدر فرق اکثر ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کی مجلس ایسی ہیبت اور وقار
کی ہوتی تھی کہ اس میں شور و شغب ہونا تو درکنار،
کسی شخص کو آواز بلند کر کے گفتگو کرنے کی مجال اور طاقت
نہ ہوتی تھی۔

سند حدیث کے دو طریقے

استاد سے حدیث کی سند حاصل کرنے کے دو
طریقے ہیں اول یہ کہ استاد پڑھے اور شاگرد سنتا رہے
دوسرا یہ کہ شاگرد پڑھے استاد سنتا رہے۔ امام مالک

و خود بر کسے نمی خواندند تلاذہ
می خواندند و خود می شنیدند و این تقید
بنا بر آن بود کہ در زمان ایشان جماعہ از

اہل عراق قرارة علی الشیخ را از وجوہ تحمل حدیث نمی شمردند و سماع از لفظ شیخ طلب می کردند برائے دفع وہم آن جماعۃ اکثر علماء مدینہ و حجاز این روش را اختیار فرمودند و الا در قدیم نزد محدثین قرارة شیخ علی التلمیذ مروج و معمول بود۔ و از شاگردان امام مالک یحیی بن بکیر را کہ یکی از اصحاب موطا ست اتفاق افتادہ کہ چہار دہ بار کتاب موطارا از امام مالک بقرارة ایشان شنیدہ۔ ابن حبیب کہ یکے از یاران گزیدہ امام مالک است می گوید کہ امام مالک در تمام مجلس افادہ و استماع حدیث یک طور می نشستند و زانو بدل نمی کردند بہ جہت کمال تادب بحدیث رسول علیہ السلام و ایشان را درین امر نہایت احتیاط بود گویند کہ در تمام عمر در حد حرم مدینہ منورہ قضائے حاجت نہ نمودہ بیرون حرم میرفت مگر در حالت مرض و ضرورت۔ و چون برائے استماع حدیث می نشست استعمال خوشبوی و عطر می فرمود و جامہا

کے یہاں یہی دوسرا طریقہ مروج تھا، اور اس کی خاص وجہ یہ تھی کہ اہل عراق نے قرارت علی الشیخ کے طریق کو ترک کر دیا تھا اور حدیث حاصل کرنے کے طریق کو پہلی صورت میں منحصر خیال کرتے تھے اور شیخ ہی سے سماع طلب کرتے تھے۔ امام صاحبؒ اور نیز دوسرے مدینہ و حجاز کے عالموں نے اس وہم کو رفع کرنے کی غرض سے اسی طریق کو اختیار فرمایا تھا ورنہ قدیم محدثین کے یہاں بھی یہی طریق مروج تھا کہ شیخ اپنے شاگردوں کو خود پڑھ کر سنایا کرتا تھا۔ اسی طریق کو محدثین کی اصطلاح میں قرارة الشیخ علی التلمیذ کہتے ہیں۔ یحیی بن بکیر نے جو امام صاحبؒ کے منجملہ شاگردوں کے ایک شاگرد ہیں اور اصحاب موطا میں سے ایک یہ بھی ہیں، چودہ دفعہ کتاب موطا کو امام مالکؒ نے ان کی قرارت سے سنا ہے۔ ابن حبیب جو امام مالکؒ کے مخصوص اصحاب میں سے ہیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہایت ادب فرماتے تھے اور کمال ادب کی وجہ سے اس قدر احتیاط تھی کہ بوقت افادہ حدیث اس مجلس میں کبھی زانو کو بھی نہ بدلتے تھے، بلکہ جس ہیئت اور حالت کے ساتھ اول بیٹھتے تھے آخر تک وہی ایک حالت رہتی تھی۔ تمام عمر مدینہ کے حرم میں آپ نے قضائے حاجت نہیں کی بلکہ ہمیشہ حرم سے باہر تشریف لے جاتے تھے، البتہ حالت مرض میں مجبوری کی وجہ سے معذور تھے۔ جب حدیث شریف سنانے کے لئے بیٹھتے تھے تو آپ کے لئے ایک چوکی بچھائی جاتی تھی اور آپ عمدہ کپڑے پہن کر خوشبو لگا کر حجرہ سے باہر نہایت

عجز وانکسار کے ساتھ آکر اس پر بیٹھ کر سنتے تھے اور جب تک اس مجلس میں حدیث کا ذکر رہتا تھا مجھ یعنی انگلیٹھی میں عود و لوبان ڈالتے رہتے تھے۔

نفیس می پوشید و منادی برای ایشان می انداختند و از حجره خود بکمال سکینه و خشوع برآمد بوقاری نشستند و عود و عطر حاضر می کردند و می افروختند تا وقت فراغ از ذکر حدیث بزمین وضع می بودند۔

امام مالک کی مجالس حدیث

عبداللہ بن المبارک جو امام مالک کے شاگرد ہیں اور حدیث، فقہ تفسیر اور قرأت کے بڑے امام ہیں اور علماء کے طبقہ میں ایسے مشہور ہیں کہ ان کی شہرت تعریف اور توصیف سے بالکل مستغنی کرتی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ روایت حدیث فرما رہے تھے۔ ایک بچھو نے نیش زنی شروع کی تو شاید دس مرتبہ آپ کے کاٹا، اس تکلیف کے سبب امام صاحب کا چہرہ کچھ متغیر ہو کر مائل بہ زردی ہو جاتا تھا۔ مگر امام صاحب نے حدیث کو قطع نہیں فرمایا اور نہ کچھ لغزش آپ کے کلام میں ظاہر ہوئی۔ جب مجالس حدیث ختم ہوئی اور سب آدمی چلے گئے تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ آج آپ کے چہرہ پر کچھ تغیر محسوس ہوتا تھا۔ امام صاحب نے فرمایا بیشک تمہارا خیال صحیح ہے اور پھر تمام واقعہ ان سے بیان کر کے فرمایا کہ میرا اس قدر صبر کرنا، اپنی طاقت و شکیبائی کی بنا پر نہ تھا بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

عبداللہ بن المبارک کہ امام اعظم است از ائمہ حدیث و فقہ و تفسیر و قرأت و از شاگردان امام مالک است و شہرت او مستغنی است از تعریف و توصیف او نقل می کند کہ یک روز نزد امام حاضر بودم و امام روایت حدیث می فرمودند امام را کژدم نیش زدن آغاز کرد شاید وہ بار نیش زد و گو نہ روی امام متغیر می شد و زردی گشت و ہرگز روایت حدیث را قطع نہ فرمودہ و لغزشی در کلام او ظاہر نہ شد۔ چون مجلس منقضی شد و مردم متفرق شدند عرض کردم کہ امروز چہرہ مبارک خیلی تغیر پیدا کردہ فرمودند آری و تمام ماجرا مفصل بیان کردند و گفتند کہ این قدر صبر من نہ برائے اظہار تجلید و شکیبائی خود است بلکہ محض بنا بر تعظیم حدیث پیغمبر است۔

امام مالک کی مدح میں امام سفیان کے چند اشعار

سفیان ثوری کی شہرت ایشان کافی سفیان ثوری جن کی شہرت تعریف و توصیف سے ان کو

ست از تعریف و توصیف ایشان روزے
در مجلس امام مالک حاضر شد و عظمت و جلال
و ابہت و شوکت آن مجلس و وفور انوار و برکات
آزما شاہدہ فرمودند و این قطعہ درج امام انشا نمودند۔

قطعہ

لَا يَأْتِي الْجَوَابَ فَلَا يُرَاجِعُ هَيْبَةً
وَالسَّائِلُونَ نَوَاسِئُ الْأَذْقَانِ
أَدَبُ الْوَقَارِ وَعِزُّ سُلْطَانِ السُّقَى
فَهُوَ الْمُطَاعُ وَلَيْسَ ذَا سُلْطَانِ

بشرحانی کہ یکے از مشاہیر صوفیہ و اہل
الہدایت میفرماید کہ از جملہ زینت دنیا این
نعمت ہم است کہ شخصے بگوید حَدَّثَنَا مَا لَيْحُ
یعنی ابہت و شوکت امام مالک باین درجہ رسیدہ
ست کہ شاگردی اور از مفاخر نبوی می شمرند
با وصف آنکہ از وسائل آخرت و امور دین است
و امام مالک باین بیت را اکثر بزبان مبارک میراند

شعر

وَحَيْرُ أُمُورِ الدِّينِ مَا كَانَ سُنَّةً
وَشَرُّ الْأُمُورِ الْمُحَدَّثَاتُ السَّبَائِعُ

و این شعر از باب حکمت ست کہ مضمون
حدیث نبوی را نظم نموده است و از کلام
ارشاد نظام امام است لَيْسَ الْعِلْمُ
بِكَثْرَةِ الرِّدَايَةِ إِنَّمَا هُوَ نُورٌ يَضَعُهُ
اللَّهُ فِي الْقَلْبِ۔ این کلمہ ایشان تحقیقی
وارد بس عمیق کمال یعنی۔

مستغنی کرتی ہے۔ ایک روز امام مالک کی مجلس میں
تشریف لائے تو مجلس کی عظمت و جلال اور اس کی شان
و شوکت کے ساتھ انوار کی کثرت اور برکتوں کو دیکھ کر
امام مالک صاحب کی مدح میں یہ قطعہ نظم فرمایا۔

(اگر امام مالک) جواب دینا چھوڑ دیں تو سب سائل
اپنا سر نیچا کئے بیٹھے رہیں اور آپ کی ہیبت سے دوبارہ نہ پوچھیں
و قار آپ کا ادب کرتا تھا اور آپ پر ہنرگاری کی بازداشت
پر عزت کے ساتھ متماکن تھے، عجیب بات یہ تھی کہ آپ کی
اطاعت کی جاتی تھی حالانکہ آپ بادشاہ نہ تھے۔

بشرحانی جو ایک مشہور صوفی اور باخدا آدمی ہیں وہ
فرماتے ہیں کہ دنیا کی نعمتوں اور زمینوں میں سے کسی شخص
کا حَدَّثَنَا مَا لَيْحُ کہنا بھی ایک بڑی نعمت ہے یعنی امام
مالک کی شان و شوکت اس درجہ کو پہنچ گئی ہے کہ شاگرد
اس کو دنیاوی مفاخر سے شمار کرتا ہے۔ حالانکہ وہ آخرت
کا وسیلہ اور امور دین کا ذریعہ ہے۔ امام صاحب اکثر اس
شعر کو پڑھا کرتے تھے۔

دین کا بہتر کام وہ ہے جو طریقہ رسول کے مطابق
ہو اور بدترین کام وہ ہے جو سنت کے خلاف نئی نئی بدعتیں
اپنی طرف سے تراش لی ہوں۔

یہ شعر حکمت سے پڑھے کیوں کہ شاعر نے ایک
حدیث نبوی کے مضمون کو نظم کیا ہے۔ منجملہ اور کلاموں
کے امام صاحب کا ایک یہ کلام بھی ہدایت آمیز ہے "یعنی بکثرت
روایت کرنے کا نام علم نہیں ہے وہ تو ایک نور ہے اللہ تعالیٰ
جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈال دیتا ہے یہ کلمہ ایک ایسی
تحقیق رکھتا ہے جو نہایت گہری ہے چنانچہ اہل بصیرت اسے خوب جانتے ہیں

روزے از ایشان پرسیدند مَا
تَقُولُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ؟ فرمود، حَسَنٌ
جَبِيلٌ لَكِنْ انظُرْ مَا يَلْزِمُكَ مِنْ
حِينَ تَصْبِحُ إِلَى أَنْ تُمَيِّئَ فَالزَّمَةُ
درین کلام ایشان نیز غور باید کرد. و نیز
فرموده است لَا يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ أَنْ
يَتَكَلَّمَ بِالْعِلْمِ عِنْدَ مَنْ لَا يُطَبِّقُهُ
فِيهِ ذُلٌّ وَإِهَانَةٌ لِلْعِلْمِ. و
گاہی در مدینہ سوار نمی شد و میفرمود
أَنَا أَسْتَجِي مِنَ اللَّهِ أَنْ
أَطَأَ تُرْبَةَ فِيهَا قَبْرُ
رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ بِحَافِرِ ذَاتِهِ.

و چون موطا را تصنیف فرمود علماء
مدینہ بر روش موطا با پرداختند. مردم
عرض کردند کہ چرا این قدر محنت بر خود
می کشید کہ دیگران شریک این امر
شده اند و مثل این تصنیف نموده
اند. فرمود مرا بنماید تصانیف دیگران
را آوردند و امام در آن نظر فرمودند و
گفت شتاب ست خواهند وانست
کہ کدام عمل لوجه اللہ واقع شده و فی الواقع
از تصانیف دیگران نام و نشانی پیدائیت
الایمان ذکر من موطا ابن ابی ذئب. و موطا امام

لے علم طلب کرنا کیسا ہے؟

ایک روز آپ سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ مَا
تَقُولُ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا
طلب علم اچھی چیز ہے مگر انسان کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ صبح
سے شام تک جو امور اس پر واجب ہوں ان کو مضبوطی کے
ساتھ اختیار کر کے ادا کرے۔ آپ کا یہ قول بھی گہری نظر
سے دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک مرتبہ آپ نے یہ بھی فرمایا
کہ ”عالم کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ علمی مسائل ایسے
شخص کے سامنے بیان کرے جو اس کا اہل نہیں ہے کیونکہ
اس میں علم کی اہانت اور ذلت ہے۔“ امام صاحب مدینہ
میں سوار ہو کر نہیں نکلتے تھے اور اس کا سبب یہ فرمایا کرتے
تھے کہ ”سواری کے سُم سے ایسی سوزین کے روندنے میں
جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر ہو مجھے اللہ سے
شرم و حیا آتی ہے۔“

امام صاحب نے موطا کو تالیف کرنا شروع فرمایا تو دوسرے
لوگوں نے بھی اس طرز پر موطا کو لکھنا شروع کیا اس پر
بعض لوگوں نے آپ سے یہ عرض کیا کہ آپ اس قدر کیوں
تکلیف گوارا کرتے ہیں۔ دوسرے اشخاص بھی آپ کے شریک
ہو کر اس طرح کی موطا تصنیف کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا
کہ مجھ کو دکھلاؤ۔ چنانچہ آپ کے ارشاد کے موافق جب وہ
تصانیف لائی گئیں تو آپ نے ان کو ملاحظہ فرما کر فرمایا
کہ عنقریب معلوم ہو جائے گا کہ صرف خدا کے لئے کونسا
واقع ہوتا ہے۔ اور درحقیقت اب ان کی تصنیفات کا
سوائے موطا ابن ابی ذئب کے نام و نشان بھی معلوم
نہیں ہوتا۔ ہاں موطا امام مالک کی قیامت تک مخلوقات

مالک مخدوم طوائف انام و مایہ اجتہاد و علمار
اسلام گشت و القبول بقدر حسن النیۃ حافظ
ابی نعیم اصفہانی در کتاب حلیۃ الاولیاء در
ذکر امام مالکؒ بسند صحیح آوردہ کہ سہل بن
مزاحم کہیکے از عابدان وقت و از یاران
عبداللہ بن المبارک ساکن مرو بود گفت
من روزے جناب رسالت را بخواب دیدم
عرض کردم یا رسول اللہ! حالاً چون
زمان برکت نشان شما منقضی شدہ است
اگر مارا در امور دین شکی و شبہی بخاطر افتد
از کہ تحقیق نمایم بمانشان بدہید فرمودند
ہرچہ شمارا مشکل شود از مالک بن انسؒ
پرسید۔ و نیز در ہمان کتاب از مطرفؒ
روایت کردہ کہ ابو عبد اللہ نام شخصے از
موالی لیشین کہ خیلی بزرگ و متقی و خدا
پرست بود گفت من زیارت حضرت
رسالت پناہ مشرف شدم دیدم کہ
آنجناب در مسجد نشسته است و گرداگرد او
مردمان حلقہ زدہ اند و امام مالکؒ رو
بروئے آنجناب ایستادہ است و پیش
آنحضرت قدری مشک نہادہ اند از ان
مشک قبضہ قبضہ با امام مالکؒ عنایت میفرمایند
و امام مالکؒ بطریق نثار بر مردمان می پاشد۔

تعبیر این خواب بخاطر من چنان رسید
کہ علم نبوی اول در مالکؒ ظہور فرمود بعد از ان

کی مخدوم اور علمائے اسلام کا سرمایہ اجتہاد رہے گی۔
حافظ ابو نعیم اصفہانی نے کتاب حلیۃ الاولیاء میں امام
مالکؒ کا ذکر کرتے ہوئے سند صحیح کے ساتھ یہ نقل کیا
ہے کہ سہل بن مزاحم نے جو اپنے وقت کے عابدوں میں
اور عبداللہ بن المبارک جو مرو کے رہنے والے ہیں ان کے
دوستوں میں سے تھے، یہ بیان کیا ہے کہ میں نے ایک
روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا،
تو میں نے آپ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس وقت
آپ کا خیر و برکت والا زمانہ تو گزر گیا ہے اگر ہمارے
دل میں دینی کاموں میں کوئی شک و شبہ واقع ہو تو کس
شخص سے تحقیق کریں ہمیں اس کا پتہ و نشان بتلائیے۔
آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم کو جو کچھ مشکل پیش آئے اس
کو مالک بن انسؒ سے دریافت کرو۔ اور اسی کتاب میں
مطرفؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ لیشین کے غلاموں میں سے
ایک شخص ابو عبد اللہ نامی نے جو نہایت بزرگ، پرہیزگار
اور خدا پرست تھا یہ بیان کیا کہ میں جناب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے دیکھا کہ
آپ مسجد میں تشریف رکھتے ہیں اور ان کے گرداگرد آدمیوں
کا حلقہ بندھا ہوا ہے اور حضرت امام مالکؒ آپ کے سامنے
کھڑے ہیں اور آنحضرتؐ کے سامنے تھوڑا سا مشک رکھا
ہوا ہے حضورؐ اس میں سے لپ بھر بھر کر امام مالکؒ کو
مرحمت فرماتے ہیں اور امام مالکؒ بطریق نثار آدمیوں پر
چھڑکتے ہیں۔

اس خواب کی تعبیر میرے دل میں یہ آئی کہ علم نبوی
نے اول امام کے سینہ میں ظہور فرمایا اس کے بعد امام کے

بمردم دیگر بواسطہ ہادر رسید۔

ونیز از محمد بن ریح تجیبی مصری کہ استاد مسلم صاحب صحیح مشہورست آوردہ کہ روزی بزیارت آنجناب در خواب مشرف شدم و عرض کردم کہ بامردم در حق مالک و لیث مختلف ایم کہ کدام یک ازین ہر دو عالم ترست۔ آن جناب فرمودند مالک وارث تختِ منست۔ آن چنین فہمیدہ ام کہ مراد آنست کہ وارثِ علم منست۔

وازجیبی بن خلف بن الزبیر طرطوسی

آوردہ و او نیز از صلحا و عباد وقت بود کہ گفت من روزی نزد مالک بن انس حاضر بودم ناگاہ شخصی آمد و گفت در قرآن چہ میفرمائی آیا مخلوقست یا نہ امام فرمود، این زندیق را بکشید کہ از کلام او بسی فتنہ ہا خواہند زاید و بعد امام مالک برین مسئلہ عجب فتنہ برپا شد و جماعہ کثیر از اہل سنت مقتول و ذلیل شدند۔

وہمچنین از جعفر بن عبد اللہ آوردہ

کہ گفت ما نزد امام مالک بودیم کہ شخصی ازو پرسید کہ در تفسیر الرحمن و علی العرش استوای چہ میفرمائی استوای چگونہ بود؟ امام مالک ازین سوال بسیار اظہارِ طلال فرمود نظر بر زمین

واسطے سے دوسرے آدمیوں کو پہنچا۔

محمد بن ریح تجیبی مصری بھی جو امام مسلم مؤلف صحیح مسلم کے استاذ ہیں یہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا کہ ہم تمام آدمی امام مالک اور لیث کے افضلیت میں جھگڑتے اور بحث کرتے ہیں اور ہر ایک ایک کو دوسرے پر ترجیح دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مالک میرے تخت کے وارث ہیں۔ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس سے آپ کی مراد یہ ہے کہ مالک میرے علم کا وارث ہے۔

یحیی بن خلف بن ریح طرطوسی نے جو اپنے وقت کے

صالحین اور عابدین کے زمرہ میں داخل تھے یہ فرمایا کہ میں ایک روز مالک بن انس کی خدمت میں حاضر تھا، دفعۃً ایک شخص نے آکر عرض کیا کہ قرآن کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں مخلوق ہے یا نہیں۔ امام نے فرمایا کہ اس زندیق کو قتل کر ڈالو اس کے کلام سے ہزاروں فتنے پیدا ہوں گے، چنانچہ امام مالک کے بعد اس مسئلہ میں عجیب فتنہ برپا ہوا۔ اہل سنت کی ایک بڑی جماعت ذلیل اور مقتول ہوئی۔

اسی طرح جعفر بن عبد اللہ سے منقول ہے وہ کہتے

ہیں کہ ہم امام مالک صاحب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، ایک شخص نے ان سے دریافت کیا کہ الرحمن علی العرش استوای کی تفسیر میں آپ کیا فرماتے ہیں بہت سی کس کیفیت کے ساتھ ہوتا ہے؟ امام صاحب نے اس سوال سے بہت طلال کا اظہار فرمایا اور زمین کی طرف

دیکھنے لگے۔ اور حیران ہو گئے پیشانی پر پسینہ آ گیا اس کے بعد فرمایا کہ۔

استوار تو معلوم بنے اور اس پر ایمان لانا بھی ضروری ہے مگر اس کی کیفیت سمجھ میں نہیں آ سکتی۔ ایسے امور سے سوال کرنا بھی بدعت ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اس شخص کو نکالو یہ بدعتی ہے۔ ابو عروہ سے جو حضرت زبیرؓ کی اولاد میں سے ہیں یہ نقل ہے کہ ہم امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر تھے، دفعۃً ایک شخص نمودار ہوا اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے معائب اور نقائص ذکر کرنے لگا۔ امام صاحبؒ نے فرمایا کہ سنو۔ اور اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی۔

”محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر نرم دل ہیں آپس میں۔ تو ان کو کوکوع اور سجدے میں دیکھتا ہے۔ وہ اللہ کے فضل اور اس کی خوشنودی کو تلاش کرتے ہیں۔ سجدہ کے اثر سے ان کی نشانی ان کے چہروں پر ہے۔ تورات اور انجیل میں ان کی یہ صفت ہے کہ کھیتی نے اپنی سوئی اور پٹھان نکالا پھر اس کی کمر کو مضبوط کیا پھر موٹا ہوا پھر اپنی نال پر کھڑا ہوا۔ کھیتی کرتے والوں کو خوش اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سچے مسلمانوں کی وجہ سے کافروں کا دل جلاتا ہے“

اس کے بعد فرمایا کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ کی طرف سے دل میں بدظنی رکھتا ہو اور ان کی شکر رنجی کو بری طرح سے ظاہر کرتا ہو وہ اس لفظ کے حکم میں داخل ہے اس کو خوب سمجھ لو اور یاد رکھو۔

اندرختہ تادیر متفکر ماند بر جبین او عرق آمد بعد ازان فرمود۔

أَلَكَيْفُ مِنْهُ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَ
الْإِسْتِوَاءُ مِنْهُ غَيْرُ مَجْهُولٍ وَالْإِيْمَانُ بِهِ
وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ

بعد ازان فرمود کہ این کس بر ایند او حب بدست نیز ابو عروہ کہ از اولاد حضرت زبیرؓ بود آورده کہ ماروزی نزد امام مالکؒ بودیم کہ شخصی پیدا شد و عیوب و نقائص صحابہؓ را ذکر کردن گرفت امام گفت بشنو۔ بعد ازان این آیت تلاوت فرمود۔

مُحَمَّدٌ رَسُوْلٌ

اللَّهُمَّ وَالَّذِيْنَ

مَعَهُ أَشِدَّاءُ

عَلَى الْكُفَّارِ

رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ

وَمَا بَيْنَ جَارِ سِيْدِ

لِيَغِيْظَ بِهِمُ

الْكُفَّارَ

بعد ازان فرمود کہ ہر کہ باصحاب پیغمبر در باطن بد باشد و ازیشان ناخوش زیست نماید درین لفظ داخل است این را بفہم۔ انتہی

موطا کا تدریجی انتخاب

عتیق زہری گوید کہ امام اول موطا
را مشتمل بر وہ ہزار حدیث ساختہ بود و
آہستہ آہستہ انتخاب میفرمود تا باین حد
رسید و تا امام در قید حیات بود موطا
مسودہ بود لہذا نسخ بسیار دارد و ہر
نسخہ ترتیبی دیگر یافتہ شاگردان امام
فرانور استعداد خود ترتیبی اختیار کردہ
راجح ساختند و در احادیث ہم فی الجملہ
تفاوت قلیل ہست۔ ابو زرہ رازی کہ رئیس
محمدین است گفتہ است کہ اگر شخص بطلان
زن خود سوگند خورد کہ بچہ در موطا است
بلاشک و شبہ صحیح ست حانث نہ شود۔ و
این وثوق و اعتماد بر کتابی دیگر
نیست۔

عتیق زہری کہتے ہیں کہ امام مالکؒ نے شروع میں
اپنی موطا کو دس ہزار حدیث پر مشتمل فرمایا تھا اس میں
آہستہ آہستہ انتخاب فرماتے رہے آخر اس حد تک
پہنچا۔ اور جب تک امام مالکؒ زندہ رہے موطا کو مسودہ
کرتے رہے، اس وجہ سے اس میں نسخ بہت ہوا ہے۔
اور ہر نسخہ کی ترتیب جدا ہے۔ امام صاحب کے شاگردوں
نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق ترتیب دیکر راجح کیا
ہے۔ اور حدیثوں میں بھی فی الجملہ تھوڑا سا تفاوت ہے۔
ابو زرہ رازی نے جو محمدین کے رأس رئیس ہیں یہ بیان
کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھا کر بیان کرے
کہ (اگر میں جھوٹ بولوں تو میری زوجہ پر طلاق) جو کچھ
موطا میں ہے وہ بلاشک و شبہ صحیح ہے تو وہ اپنی قسم میں
حانث نہ ہوگا یعنی اس کی عورت پر طلاق واقع نہ ہوگی،
اس قدر وثوق اور اعتماد کسی دوسری کتاب پر نہیں ہے۔

موطا کی مدح میں سعدون کے اشعار

سعدون نامی ایک شاعر نے موطا کی مدح میں
امام مالکؒ کے علم کی طرف رغبت دلانے کے لئے اشعار
تصنیف کئے تھے ان میں سے کچھ لکھے جاتے ہیں۔
میں اس شخص سے جو حدیث کی روایت اور کتابت کرتا ہے
اور فقہ کے راستوں کل رہا اور اجتہاد کا طالب ہے یہ کہتا ہوں،
اگر تجھے خدا کے نزدیک عالم بن کر پکارا جانا محبوب ہو
تو مدینہ منورہ نے جو کچھ علم حدیث کو جمع کیا ہے اس سے تجاوز نہ کر۔

وسعدون نام شاعری در مدح موطا
و ترغیب بعلم امام مالکؒ ابیات انشا کردہ
پارہ از انہا نوشتہ می شود۔ ابیات
أَقُولُ لِمَنْ يَرْوِي الْحَدِيثَ وَيَكْتُبُ
وَيَسْأَلُ سُبُلَ الْفِقْهِ نَبِيًّا وَيَطْلُبُ
إِنْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْعَى لَدَى الْحَقِّ عَالِمًا
فَلَا تَعُدْ مَا تَحْوِي مِنَ الْعِلْمِ يَثْرِبُ

نو اس دارالہجرت کو چھوڑتا ہے جس کے گھروں میں صبح و شام جبرائیل مقدس آتے تھے۔

جس میں رسول اکرمؐ نے وفات پائی اور ان کے بعد آپ کی سنت سے آپ کے اصحاب ادب پذیر ہوئے۔ امام مالکؒ کی موٹا کو اس کے فوت ہونے سے پہلے جلد حاصل کر لیا اور موٹا کے بعد اگر وہ فوت ہو گیا تو تجھے صحیح مطلب حاصل نہ ہوگا۔ ہر علم کو جس کا تو طالب ہے چھوڑ کر موٹا میں مشغول ہو، کیونکہ موٹا کے مقابلے میں اور علم ستار ہیں اور وہ بیشک آفتاب ہے۔ اور جس شخص نے موٹا کو اپنے گھر میں نہیں لکھا، تو یہ گھر توفیق سے خالی ہے۔

جس قدر کوئی مہذب دانشمند جزا دیا جاتا ہو، اس سے بہتر اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے امام مالکؒ کو ملے گا جسے ہمیں محبت کی زندہ اور مڑہ ہونے کی حالت میں اہل علم سے ایسے فائق ہو گئے کہ اب اگر کسی علم کی توصیف کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اپنے زمانے کا مالک ہے۔ ہر بادل برسے والا ان کی قبر کو ہمیشہ ایسے کثیر اور بہنے والے پانی سے سیراب رکھے جس کا دہانہ ہمیشہ بہتا رہے۔

موٹا کی مدح میں قاضی عیاض کے اشعار

قاضی ابوالفضل عیاضؒ نے بھی ایسی ہی ایک نظم لکھی ہے جو نہایت صحیح اور درست ہے۔ جس وقت حدیثوں کی کتابوں کا ذکر کیا جائے تو امام مالکؒ صاحب کی تصنیف کردہ موٹا کو لے کر آ۔ حدیثوں کے اعتبار سے صحیح تراور باعتبار دلیل کے قوی تر ہے اور فقہ حاصل کرنے والے کے لئے اس سے زیادہ کوئی واضح راستہ نہیں ہے۔

اَتَرَكُ دَارًا كَانَ بَيْنَ بِيوتِهَا
يُرُوحُ وَيَعْدُو اِجْبَرِيْلُ الْمُقَرَّبُ
وَمَاتَ رَسُولُ اللَّهِ فِيهَا وَبَعْدَهُ

بِسُنَّةِ اصْحَابِهِ قَدْ تَأَذَّبُوا
فَبَادِرْ مَوْطًا مَالِكٍ قَبْلَ فَوْتِهِ
فَمَا بَعْدَهُ اِنْ فَاتَ لِلْحَقِّ مَطْلَبُ
وَدَعِ لِلْمَوْطَا كُلِّ عِلْمٌ تُرِيدُهُ
فَاِنَّ الْمَوْطَا شَمْسُ الْعِلْمِ وَالْغَيْرُ كَوْكَبُ
وَمَنْ لَمْ يَكُنْ كَتَبَ الْمَوْطَا بَيْتَهُ
فَذَلِكَ مِنَ التَّوْفِيقِ بَيْتٌ مُخْتَبُ
جَزَى اللَّهُ عَنَّا فِي مَوْطَاهُ مَا لَنَا
بِأَفْضَلِ مَا يُجْزَى الْبَيْتِ الْمُهْتَبُ
لَقَدْ فَاقَ أَهْلَ الْعِلْمِ حَيًّا وَمَيِّتًا
فَأَصْبَحَتْ بِهِ الْأَمْثَالُ فِي النَّارِ تُضْرِبُ
فَلَا زَالَ يَسْعَى قَبْرُهُ كُلُّ عَارِضٍ
بِمُنْتَشِقِي ظَلَّتْ عِزَالِيهِ تَسْكُبُ

وقاضی ابوالفضل عیاضؒ درین باب نظم دارد بغایت راست و درست . نظم
اِذَا ذُكِرَتْ كُتُبُ الْحَدِيثِ فَحَيَّ
هَلْ يَكْتُبُ الْمَوْطَا مِنْ مُصَنِّفِ مَالِكٍ
أَصَحُّ أَحَادِيثًا وَأَثْبَتُ حُجَّةً
وَأَوْفَعًا فِي الْفِقْهِ نَهْجًا لِسَالِكِ

عَلَيْهِ مَضَى الْإِجْمَاعُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ
عَلَى رِغْمِ خَيْبَتِهِمُ الْحَسُودِ الْمُنَاجِبِ
فَعَنْهُ خَذُ عِلْمِ الدِّيَانَةِ خَالِصًا
وَمِنْهُ الْكَسْبُ شَرَعَ النَّبِيِّ الْمُبَارِكِ
وَشَذَّ بِهٖ كَفَّ الْعِنَايَةَ تَهْتَدِي
فَمَنْ خَادَعَهُ هَالِكٌ فِي الْهَوَالِكِ

ہر طبقہ کے لوگوں کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے۔
کینہ وراشخاص اور حاسدوں کے خلاف مرضی
خالص علم دینیات کو موطا سے لو۔

اور نبی مبارکؐ کی شرع اسی سے حاصل کرو۔
قصہ کی باگ کو اس کے ساتھ مضبوط ہاتھوں سے
پکڑو تو ہدایت پاؤ گے اور جو شخص اس سے پھر گیا
تو وہ مہالک میں ہلاک ہونے والا ہے۔

امام مالکؒ سے موطا کی سماعت

باید دانست کہ موطارا از حضرت
امام در زمان ایشان قریب ہزار کس
شنیدہ و فرنتہ و نسخ آن بسیارست
واز طبقات مردم فقہار و محدثین و صوفیہ
وامرا و خلفا بطریق تبرک ازان امام
عالی مقام آنرا سند کردہ اند و آنچه از نسخ
موطا امروز در دیار عرب یافتہ میشود۔
چند نسخہ است نسخہ اولی کہ اروج و اشہر
است و مخدوم طوائف علماءست۔ نسخہ
یحیی بن یحیی مصمودی اندلسی ست کہ موطا
عند الاطلاق برہمہ آن منطبق می شود و از
لفظ موطا بی تفسیر متبادر
می گردد۔

یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ حضرت امام مالکؒ
سے ان کے زمانہ کے تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے
موطا کو سن کر جمع کیا۔ چنانچہ اس کے نسخے بہت ہیں۔
اور لوگوں کے طبقہ سے فقہار و محدثین اور صوفیاء اور
امرا اور خلفاء نے تبرکاً اس عالی مقام امام سے اس
کی سند حاصل کی۔ آج کل ملک عرب میں ان کثیر نسخوں
میں سے چند نسخے پائے جاتے ہیں۔ پہلا نسخہ جس کا
سب سے زیادہ رواج اور جو سب سے زیادہ مشہور
ہے اور طائفہ علماء کا مخدوم بھی یہی نسخہ ہے۔ وہ یحیی
بن یحیی مصمودی اندلسی کا نسخہ ہے۔ چنانچہ جب مطلق
یعنی بلا کسی قید کے 'موطا' کہا جاتا ہے تو فوراً اسی کی
طرف ذہن پہنچتا ہے اور اسی پر منطبق و چسپاں
ہوتا ہے۔

حَدَّثَنِي عَائِشَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ فِي حُجْرَتِهَا قَبْلَ أَنْ تَطْلُعَ.

ہیں حضرت عروہ نے عرض کیا کہ مجھ کو تو بشیر بن ابومسعود انصاری نے اپنے باپ کے حوالہ سے اسی طرح پر روایت کیا ہے۔ عروہ نے کہا حضرت عائشہ صدیقہؓ نے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں یہ روایت کی ہے کہ جناب سرور کائنات عصر کی نماز کو ایسے وقت میں ادا کرتے تھے کہ دھوپ دیواروں پر نہ چڑھتی تھی بلکہ حضرت عائشہ کی چار دیواری میں رہتی تھی۔

ف۔ مترجم کہتا ہے کہ خلیفہ عادل عمر بن عبدالعزیز نے جو عروہ سے استعجاب کے ساتھ یہ کہا کہ اَعْلَمَ مَا تُحَدِّثُ بِهٖ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عروہ نے بغیر سند کے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا تھا۔ عمر بن عبدالعزیز نے کہا کہ اے عروہ یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بغیر سند کے بیان کرنا مناسب نہیں ہے، احتیاط کے خلاف ہے۔ حدیث کو سند کے ساتھ بیان کرو۔

علامہ یحییٰ بن یحییٰ مضمودی کا تذکرہ

یحییٰ بن یحییٰ مضمودی اندلسی کا ذکر آیا تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ تھوڑا سا حال ان کا بھی تحریر کیا جائے۔ یحییٰ کا نسب یہ ہے۔

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاسلہ (رواد کو فتح اور سین مہملہ کو کسرہ پڑھو اور لام والف کے بعد سین مہملہ ہے) ابن شمال (شین معجمہ کو فتح اور میم کو ساکن اور اول لام کو بھی فتح) بن منقیان (میم کو فتح اور نون ساکن اور نون کے بعد قاف معقودہ اور الف کے بعد یار مثناة تختانیہ اور اس کے بعد الف) ان کی نسبت مضمودی ہے اور ضادی بھی کہتے ہیں یعنی نسبت بسوئے صادر جو مضمود بربر کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کے اجداد میں سے منقیان پہلا

پس حالا ضرورت اقتاد کہ چیزے از احوال یحییٰ بن یحییٰ نیز بقلم آوردہ شود نسب او این ست۔

ابو محمد یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر بن وسلاسلہ بفتح الواو و سکون ال سین المہملہ و بعد اللام الف و سین مہملہ ابن شمال بفتح الشین المجمعہ و سکون المیم و فتح اللام الاولیٰ ابن منقیان بفتح المیم و سکون النون بعد یاقاف معقودہ و بعد الالف ثناة تختیہ بعد ہالف و نسبت او مضمودی است و ضادی نیز گویند بصادیکہ در وی بوی زای معجمہ باشد نسبت بصاد کہ قبیلہ

لہ ابن خلکان میں وسلاسلہ ہے ابن خلکان میں ہے ابن شمال لہ ابن خلکان میں ابن منقیان ہے۔

وہ شخص ہے جو یزید بن عامر لیبثی کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اور اسی وجہ سے ان کی نسبت ولار اسلامی کے سبب سے لیبثی ہے۔

منقایا کی اولاد میں پہلا وہ شخص جس نے اندلس میں آکر سکونت اختیار کی تھی، کثیر ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یحییٰ بن وسلاس ہے جو طارق کے لشکر میں آیا تھا اور وسلاس بھی یزید بن عامر کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا بعض کہتے ہیں کہ ان کے اجداد میں سب سے پہلے وسلاس شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

یہ بھی جانا چاہئے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے حضرت امام مالکؒ سے کتاب الاعتکاف کے آخر کے چند ابواب کی بلا واسطہ سماعت نہیں فرمائی اور وہ باب یہ ہیں: باب خروج المعتکف للعبید، باب قضاء الاعتکاف، باب النکاح فی الاعتکاف۔ چونکہ ان تینوں بابوں کی سماعت میں ان کو کچھ شک و شبہ ہے اسی وجہ سے ان تینوں کو زیاد بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں۔

یحییٰ بن یحییٰ نے امام عالی مقام کی زیارت اور ان کے افادہ سے سعادت حاصل کرنے سے قبل زیاد بن عبد الرحمن سے اپنے ہی شہر میں تمام موٹا کی سند حاصل کی ہے۔ اس اجمالی حال کی تفصیل یہ ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ بربر کے فرقہ میں سے ہیں۔ ان کے دادا مسلمان ہوئے، اور قرطبہ میں زیاد بن عبد الرحمن سے موٹا کو حاصل کیا۔ اس کے بعد ان کو طلب علم کا شوق دامگیر ہوا۔ چنانچہ بیس برس کی عمر میں مشرق کی طرف سفر اختیار کیا اور امام مالکؒ سے موٹا کو سنا۔ ۱۷۹ھ میں جو امامؒ کی

ایست از مصمودہ و از اجداد او منقایا اول کسی ست کہ اسلام آورد بر دست یزید بن عامر لیبثی پس نسبت بولواہ اسلام لیبثی ست۔ و از اولاد منقایا اول کسی کہ باندلس درآمد و سکونت اختیار کرد کثیر ست و گویند یحییٰ بن وسلاس ست کہ در لشکر طارق برآمد و وسلاس نیز بر دست یزید بن عامر اسلام آوردہ و بعضی گویند اول کسی کہ از اجداد او بشرف اسلام مشرف شد یحییٰ بن وسلاس ست باید دانست کہ یحییٰ بن یحییٰ را چند باب آخر از کتاب الاعتکاف بلا واسطہ از حضرت امام سماع نہ شدہ و خود یحییٰ بن یحییٰ گفتہ کہ مراد راسماع این ابواب کہ باب خروج المعتکف للعبید ست و باب قضاء الاعتکاف و باب النکاح فی الاعتکاف ست شک و شبہ ست لہذا این ابواب ثلاثہ را از زیاد بن عبد الرحمن روایت میکند و یحییٰ موٹا را در بلاد خود قبل از ان کہ زیارت و استفادہ از ان عالی مقام مستعد شود از زیاد بن عبد الرحمن حاصل کردہ بود و تمام موٹا را از ان بزرگ گرفتہ بود تفصیل حال برین منوال ست کہ یحییٰ بن یحییٰ از فرقہ بربر ست و جد او مسلمان شد در قرطبہ از زیاد بن عبد الرحمن موٹا را گرفت و اتفاق نمود بعد از ان شوق طلب علم اورا غمان کش شد و بہت سالہ بود کہ بہت مشرق رحلت نمود و از امام موٹا راسماع نمود

وملاقات ابو امام رر سنہ یکصد و ہفتاد و نہ
 بود کہ سال وفات امام ست و در وقت وقایع
 امام حاضر بود و بر تہیز جنازہ او خاست کردہ و
 از عبد اللہ بن وہب کہ اجل شاگردان امام ست
 نیز موطا اور او جامع اور روایت کردہ و جمعی
 کثیر از اصحاب امام دریافتہ و از ایشان اخذ
 علم نمودہ است و اورا دو رحلت برائے
 طلب علم از وطن خود اتفاق افتادہ —
 در یک رحلت از امام و از عبد اللہ بن وہب
 و از لیت بن سعد مصری و سفیان بن عیینہ
 و نافع بن نعیم قاری اخذ علم نمودہ مراجعت
 نمودہ و در رحلت دوم محض بر استفادہ از خدمت
 ابن القاسم کہ صاحب مدونہ بود و یکی از اعیان
 شاگردان امام مالک ست اکتفا نمودہ و در رحلت
 اولی روایت و نقل ۱۲ استیفا کردہ بود و در رحلت
 دوم تفقہ و درایت را بحال رسانید و جامعاً بین
 الروایۃ والدلیۃ معاودت کرد و در اندلس مشاللیہ
 گشت و رجوع استفار آن دیار با و منحصر شد
 و قبل از رجوع فتاویٰ بعیسی بن دینار
 بود کہ او نیز از کبار تلامذہ امام مالک ست
 و بسبب ہمین رو کس مذہب امام مالک
 در اندلس منتشر شد و قرار گرفت گویند
 کہ بچی را بر عیسی بن دینار مزیت عقل
 بود - چنانچہ ابن لبابہ گفتہ است -

شعر

وفات کا سال ہے ان کی ملاقات امام سے ہوئی امام
 کی وفات کے وقت یہ وہاں موجود تھے۔ امام کے جنازہ
 کی تجہیز و تکفین کی خدمت ان کو نصیب ہوئی اور عبد اللہ
 بن وہب سے جو امام کے جلیل القدر شاگردوں میں
 سے ہیں ان کے موطا اور جامع کو روایت کیا ہے۔
 اور امام کے اصحاب میں سے ایک کثیر جماعت کو پایا
 اور ان سے علم کو حاصل کیا۔ ان کو بھی دو دفعہ اپنے
 وطن سے طلب علم کے لئے سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔
 ایک سفر میں امام مالک اور عبد اللہ بن وہب اور لیت بن
 سعد مصری اور سفیان بن عیینہ اور نافع بن نعیم قاری
 سے علم کو حاصل کیا۔ اور دوسرے سفر میں صرف ابن
 القاسم کی (جو امام کے جلیل القدر شاگرد اور صاحب مدونہ
 ہیں) خدمت سے فائدہ حاصل کرنے پر اکتفا کیا۔
 پہلے سفر میں روایت و نقل کو پورا کیا اور دوسرے سفر
 میں فقہ و درایت کو درجہ کمال پر پہنچایا اور جامع روایت
 و درایت ہو کر واپس آئے۔ اندلس میں ہر شخص ان کو
 عزت کی نگاہوں سے دیکھتا تھا۔ کمال علمی کے مشاغل
 ان کو ہی خیال کرتے تھے۔ استفار کا انحصار ان پر
 سمجھا گیا تھا۔ ان سے پہلے اس دیار کے آدمی عیسی
 بن دینار سے فتویٰ دریافت کرتے تھے۔ یہ بھی امام کے
 بڑے شاگردوں میں سے تھے۔ انہیں دو شخصوں کے
 سبب سے امام مالک کا مذہب اندلس میں پھیل گیا۔
 یہ کہا جاتا ہے کہ بچی کو عیسیٰ بن دینار پر عقل و دانش
 میں برتری حاصل تھی۔ چنانچہ ابن لبابہ نے یہ شعر
 کہا ہے

یعنی اندلس کے فقیہ، عیسیٰ بن زینار تھے اور عالم،
ابن سبیب اور عاقل، یحییٰ تھے۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان کو
عاقل کے خطاب سے سرفراز فرمایا تھا۔

فَقِيهُ الْأَنْدَلُسِ عَيْسَى بْنُ زَيْنَارٍ
وَعَالِمُهَا ابْنُ سَبِيبٍ وَعَاقِلُهَا يَحْيَى
وَحَضْرَتُ إِمَامِ مَالِكٍ أَوْرَا عَاقِلُ
خَطَابِ دَادِهْ۔

اہل عرب کا ہاتھی دیکھنے پر اظہارِ فخر

چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن یحییٰ بن عیسیٰ
امام کی خدمت میں حاضر ہو کر فیوضات کا استفادہ
فرما رہے تھے، ان کے علاوہ اور اشخاص بھی امام صاحب
کی خدمت فیض درجیت میں بہرہ یاب ہو کر فیضیاب
ہو رہے تھے کہ دفعۃً ہاتھی کے آنے کا شور و غل
ہوا۔ چونکہ ملک عرب میں ہاتھی کو نہایت تعجب کے
ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ سے بعض عرب کے
رہنے والے ہاتھی کے دیکھنے کو فخریہ بیان کر کے مبارکباد
کے خواستگار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ ابوالشتمق کے ان دو
شعروں سے ظاہر ہوتا ہے۔

اے میری قوم میں نے تمہارے بعد ہاتھی کو
دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ اس ہاتھی کے دیکھنے میں میرے لئے برکت دے
وہ اپنی کسی چیز (یعنی سونڈ) کو حرکت دے رہا تھا جب
میں نے اس کو دیکھا تو ڈر گیا اور قریب تھا کہ میں اپنے پانچامہ میں کھجکروں
اسی واسطے حاضرین کی جماعت کے اکثر افراد امام
کی صحبت کو ترک کر کے ہاتھی کا تماشا دیکھنے کو دوڑ پڑے
مگر یحییٰ بن عیسیٰ اپنی اسی ہیئت و حالت کے ساتھ بیٹھے
ہوئے فیض حاصل کرنے میں مشغول رہے اور نہ کسی
قسم کا اضطراب پیش آیا۔ نہ کوئی حرکت بیسانتہ ان سے

گوئید روزے امام بحضور
امام مشغول اخذ فیض بود و
جماعۃ دیگر نیز حاضر بودند، ناگاہ
شور افتاد کہ فیل می گذرد
و در دیار حجاز فیل خسیلی
غریبت می دارد خصوصاً در ان
زمان ولہذا بعض عربان
ساکنان حجاز را بدیدن فیل
تفاخر کرده اند و مبارک باد خواستہ
ابوالشتمق گفتہ است شعر

يَا قَوْمِ إِنِّي زَأَيْتُ الْفَيْلَ بَعْدَكُمْ
فَبَارَكَ اللَّهُ لِي فِي رُؤْيَا الْفَيْلِ
زَأَيْتُهُ وَلَهُ شَيْءٌ يُحَدِّكُهُ
فَكَيْدٌ أَصْنَعُ شَيْئًا فِي السَّرَائِلِ
اکثر جماعت حضار برائے
تماشای فیل دویدند و صحبت امام
را گذاشتند مگر یحییٰ بن عیسیٰ کہ بدون
انزعاج و اضطراب بروضع
نمود نشسته مشغول اخذ

امام اور ازان باربعقل مخاطب

می فرمودند۔

یحییٰ بن یحییٰ را با وجود علم حدیث

وفقہ ریاست ظاہر و تقرب نزد ملوک

و اغنیاء نیز دست دادہ و با وصف

امانت و تدین و تورع نزد این

گروہ خسیلی معظّم و مکرم بود، و

یہج گاہ ولایت قضا و افتا و

امثال ذالک کہ چندان با عنوان

علم منافات نہداشت قبول نکرد لیکن

مرتبہ او نزد ملوک و امرائے آن دیار

زیادہ بر مرتبہ این ارباب مناصب

بود۔ و ابن حزم در جائے نوشتہ است

کہ این دو مذہب در عالم از راہ ریاست

و سلطنت رواج و امتیاز گرفتہ اند۔

مذہب ابوحنیفہ و مذہب مالک زیرا

کہ قاضی ابویوسف قضای کل ممالک

بدست آوردہ از طرف او قضاۃ میفرستند

پس بر ہر قاضی شرطی کرد کہ عمل و حکم ہذا

ابوحنیفہ نماید و در اندلس یحییٰ بن یحییٰ را نزد

سلطان آن وقت بجدی مکنّت و جاہ حاصل

گشت کہ یہج قاضی و حاکم بی مشورہ او منصوب

نمی شد پس او غیر از یاران و ہمدان خود را متولی

نمیساخت۔ انتہی کلام ابن حزم۔

امام صاحب اسی وقت سے ان کو عاقل کے

خطاب کے ساتھ مخاطب فرمایا کرتے تھے۔

یحییٰ بن یحییٰ کو علم حدیث و فقہ کی وجہ سے جو کچھ

وجاہت تھی اس کے علاوہ ریاست ظاہری اور بادشاہوں

کا تقرب اور امیروں کی نظروں میں بھی ان کو امتیاز و

عزت پوری طرح حاصل تھا، اگرچہ دینداری اور

پرہیزگاری کے اعتبار سے بھی اس جماعت والے ان

کو نہایت مکرم اور معظّم جانتے تھے۔ مگر بایں ہمہ کبھی

عہدہ قضا اور ولایت افتا وغیرہ کو جو عنوان علم سے

چنداں منافات نہیں رکھتے، قبول نہیں کیا۔ لیکن اس

زمانہ کے سلاطین اور اس وقت کے امراء کے نزدیک

ان منصب والوں سے ان کا مرتبہ زیادہ تھا۔ ابن حزم

نے کسی موقع پر یہ لکھا ہے کہ "امام ابوحنیفہ اور امام مالک

کے مذہبوں کو ریاست و سلطنت کے سبب سے دنیا میں

زیادہ رواج و عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ قاضی ابویوسف

جن کے ہاتھ میں تمام ملکوں کی قضا تھی، جب کبھی کسی

شخص کو قاضی بنا کر بھیجتے تھے تو ان سے یہ شرط کرتے تھے

کہ امام ابوحنیفہ کے مذہب کے مطابق حکم اور عمل کرو گے۔

علی ہذا اندلس میں یحییٰ بن یحییٰ کو شاہان وقت کی بارگاہوں

میں اس قدر جاہ و مرتبہ حاصل تھا کہ کوئی قاضی ان کے

مشورہ کے بغیر مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ چنانچہ وہ اپنے

احباب اور دوستوں کے سوا اور کسی کو قاضی یا متولی

بنانا پسند ہی نہیں فرماتے تھے؛ یہاں تک ابن حزم

کا کلام ختم ہو گیا ہے۔

امام مالک کے مسلک کا مغربِ اندلس میں رواج

اب راقم الحروف کہتا ہے کہ ملک مغرب و اندلس میں امام مالکؒ کے مذہب کو زیادہ رواج پانے کا سبب جمہور مورخین یہ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر کے علماء زیارت و حج کے لئے اکثر حجاز کا سفر اختیار کرتے تھے اور جب اپنے وطنوں کو واپس آتے تھے، امام مالکؒ کی فضیلت، بزرگی اور وسعتِ علم کا گہرا نقش ان کے دلوں پر منقش ہو کر اپنا یہ اثر دکھاتا تھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی اس جلالتِ قدر اور رفعتِ شان کو جس کا انہوں نے وہاں پر بچشمِ خود مشاہدہ اور معائنہ کیا تھا۔ اور ان کے ان کمالاتِ علمی و عملی کے جن کے پر تو نے ان کے دلوں کو منور کر دیا تھا۔ اپنے شہروں میں اپنے اپنے احباب کے جلسوں میں کثرت کے ساتھ تذکرے کرتے تھے۔ یہ وہ وجوہات تھے، جن کے باعث امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم و تکریم کا سکہ ان کے دلوں میں ایسا راسخ و جاگزیں ہو گیا اور یہ سبب تھا جو ان کے تقلید کے قلابہ کو ان شہر والوں کی گردنوں نے اپنے لئے باعثِ فخر و مباہات قرار دیا تھا۔ ورنہ اس سے پہلے سب کے سب امام اوزاعی علیہ الرحمۃ کے پیرو تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ، و عزا سہ نے جس قدر یحییٰ بن یحییٰ کو اندلس میں عظمتِ شان اور قول کی قبولیتِ حکم کی اطاعت عطا فرمائی تھی۔ علماء اندلس کے کسی عالم کو ایسی نصیب نہیں فرمائی۔

راقم حروف گوید، سببِ رواجِ مذہبِ امام مالک در دیار مغرب و اندلس نزد جمہور مورخین آنست کہ علمائے آن بلاد برائے حج و زیارت اکثر بحجاز رحلت کردند و چون باوطان خود معاود نمودند فضل و بزرگی امام مالک و وسعتِ علم و جلالتِ قدر ایشان را مشاہدہ نمودند و قدر و قدر از اوصاف کمال آن بزرگ در ان بلاد بیان نمودند لہذا تعظیم امام مالک و تقلید ایشان در اذہان مردم آن رسوخ و استقرار پیدا کرد۔ والا قبل از ان ہمہ بر مذہب اوزاعی بودند و بالجملہ آنچه حق تعالیٰ یحییٰ بن یحییٰ را در اندلس از عظمت و جلال و قبول قول و اطاعت امر بخشید بیچ کس را از علمائے اندلس نہ بخشیدہ۔

وَذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ
وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

ابن بشکوال گفتمہ است کہ یحییٰ

بن یحییٰ مستجاب الدعوات بود و در
وضع لباس و نشست و برخاست و
ہیئت ظاہری نیز متبع امام مالکؒ می نمود۔

و آنچه از امام مالک شنیدہ بود

بموجب آن فتویٰ میداد و ہرگز بخلاف
مذہب امام مالک راضی نمی شد حالانکہ

در آن زمان تقیید بیک مذہب رایج
نبود نہ در عوام و نہ در خواص۔ نوشتہ اند

کہ یحییٰ بن یحییٰ در ہر مسئلہ اتباع اجتہاد
امام مالک لازم گرفت مگر در چہار مسئلہ

کہ مذہب لیث بن سعد مصری را اختیار
می کرد یکی آنکہ قنوت در صبح و دیگر صلوات

جائز نمی داشت دوم آنکہ بایک شاہد بقسم
مدعی اثبات حق درست نمی داشت سوم

آنکہ در صورت نزاع زوجین حکیم را
واجب نمی نمود و چہارم آنکہ کرایہ گرفتن

زمین زرعی بمحصول آن رومی داشت۔
و مردم آن دیار بہ سبب کمال اعتقاد

حضرت امام مالک درین مخالفت قلیلہ ہم
برو گرفت می کردند و انکار می نمودند۔

یحییٰ بن یحییٰ گفتمہ است کہ مرض موت امام
حمد شدہ و وقت آخر رسید تمام فقہاء مدینہ

یہ تواتر کا فضل ہے ، وہ بڑے فضل والا جسے چاہتا ہے
اپنے فضل و کرم سے یہ فضیلت عنایت فرماتا ہے۔

ابن بشکوال نے یہ بیان کیا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ مستجاب
الدعوات تھے اور وضع ، لباس اور ہیئت ظاہری اور
نشست و برخاست میں بھی حضرت امام مالکؒ کا اتباع
فرماتے تھے۔

جو کچھ امام مالکؒ سے سُناتا تھا اس کے مطابق
فتویٰ دیتے تھے۔ اور ہرگز امام مالکؒ سے اختلاف

پسند نہ فرماتے تھے حالانکہ اس وقت لوگوں میں ایک
مذہب کی تقلید راسخ نہ ہوئی تھی۔ نہ عوام میں نہ خواص

میں۔ لکھا ہے کہ یحییٰ بن یحییٰ نے ہر مسئلہ میں امام مالکؒ
کے مذہب و اتباع کو اختیار کیا ہے مگر چار مسئلوں میں

لیث بن سعد مصری کے مذہب کو اختیار فرماتے ہیں،
اول یہ کہ صبح کی نماز اور نیز دیگر نمازوں میں قنوت

پڑھنے کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔ دوسرے یہ کہ صرف
ایک گواہ اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنے کو روا نہیں

رکھتے تیسرے یہ کہ نزاع زوجین کی صورت میں حکم
مقرر کرنے کو واجب نہیں سمجھتے۔ چوتھے یہ کہ کاشت

کی زمین کا کرایہ اس کے محصول سے لینا جائز جانتے
تھے۔

اس ملک کے لوگ امام مالکؒ کے ساتھ کمال
عقیدت رکھنے کی وجہ سے اس قلیل مخالفت میں بھی

ان پر گرفت کرتے تھے اور ان مسائل میں ان کے پیرو
نہ تھے۔ یحییٰ بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ جب امام مالکؒ

کا مرض الموت طویل ہوا اور وقت آخر آپہنچا تو مدینہ

اور دیگر شہروں کے تمام فقہار و علماء امام صاحب کے مکان فیض نشان میں اس غرض سے جمع ہونے کہ امام صاحب کی آخری ملاقات سے فیضیاب اور اس پیشوا مخلوق کی وصیتوں سے بہرہ یاب ہوں۔ میں نے ان کو شمار کیا تو ایک سو تیس علماء و فقہار موجود تھے۔ میں بھی ان میں تھا۔ میں امام کے پاس جاتا تھا، سلام کرتا تھا اور سامنے کھڑا ہوتا تھا کہ شاید اس آخری وقت میں امام صاحب کی کوئی نظر مجھ پر پڑ جائے اور آخرت و دنیا کی بہبودی حاصل ہو جائے۔ اسی حالت میں تھا کہ امام نے آنکھیں کھولیں اور ہماری طرف متوجہ ہو کر یہ فرمایا :

جس اللہ نے ہمیں خوشی و غمی دکھلا کر کبھی ہنسایا کبھی رُلیا اس کا شکر ہے اسی کے حکم سے زندہ رہے اور اسی کے حکم پر جان دیتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ موت آگئی ہے خدا تعالیٰ سے ملاقات کا وقت قریب ہے۔ سب نے آپ سے قریب ہو کر یہ عرض کیا کہ اے ابو عبد اللہ اس وقت آپ کے باطن کا کیا حال ہے؟ فرمایا نہایت خوش ہوں صحبت اولیاء اللہ کی وجہ سے، اور میں اہل علم کو اولیاء سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو حضرات انبیاء علیہم السلام کے بعد علماء سے زیادہ کوئی شے عزیز نہیں ہے۔ نیز میں مسرور اور خوش دل ہوں کیوں کہ میری تمام عمر علم کی طلب اور اس کی تعلیم میں بسر ہوئی اور اپنی سعی کو مشکور خیال کرتا ہوں اس لئے کہ جو عمل حق تعالیٰ نے ہم پر فرض کئے یا اس کے پیغمبر نے مسنون فرمائے وہ سب ہم کو پیغمبر کی

و علماء انصار دیکر کہ دران مقام برائے زیارت خیر البشر مجتمع بودند برائے تودیع امام و شنیدن وصایائے آن مقتدی الانام در خانہ فیض آشیانہ او بحضور جمع شدند من شمار کردم یک صد و سی نفر از اعیان علماء و فقہار حاضر بودند من نیز از ان جملہ بودم پس رو بروئے امام می رفتم و سلام می کردم و خود را در نظر آن امام می آوردم کہ شاید نگاہے در کارا کند و بہبود دنیا و آخرت از ان حاصل گردد و در ہمین حالت بود کہ امام چشم خود را کشاد با مشوہ فرمود

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَصْحَكَ
وَ أَبْكَى وَ أَمَاتَ وَ
أَحْيَى .

بعد از ان فرمود کہ قضا رسید و تقای او تعالیٰ نزدیک شد پس ہمہ ہا نزدیک شدہ عرض کردم کہ یا ابا عبد اللہ این وقت باطن شما چہ حال دارد فرمود کہ کمال خوش وقتی دارم بہ صحبت اولیاء اللہ و نزد من اولیاء اہل علم اند و بیچ چیز نزد خدا عزیزتر بعد از حضرات انبیاء از ایشان نیست و نیز خود را مسرور و خوش دل می یابم با آن کہ عمر من مصرف طلب علم و تعلیم آن شد و سعی خود را مشکور می بینم زیرا کہ ہر علم کہ او را خدا تعالیٰ فرض ساختہ یا پیغمبر مسنون گردانید و ہمہ از زبان پیغمبر

بارسیدہ و ثواب آنرا بارشاد او علیہ السلام در یافتہ مثلاً فرمودہ است کہ ہر کہ محافظت نماید نماز را اورا چنین و چنان پیش آید و ہر کہ حج خانہ کعبہ کند اورا این ثوابست و ہر کہ جہاد با کفار نماید اورا نزد خدا این مرتبہ ست و علیٰ ہذا القیاس، وغیر اہ طالب علم حدیث و علم این معلومات را بوجہ صحت و تفصیل نمی تواند دانست پس این علم گویا میراث نبوتست زیرا کہ علم دیگر را از ادبیات و عقلیات و ریاضیات بغیر طریق نبوت نیز می توان شناخت بخلاف علم ثواب و عقاب و علم شریع و ادیان کہ غیر از تقدیل مشکوٰۃ نبوت اقتباس انوار آن مجالست پس کسی کہ طلب علم در سر او افتاد و خود را در پے شوق او گذاشت عجب کرامتے و ثوابے دارد کہ نمونہ کرامت و ثواب انبیاء باشد و لا یعلم کنہہ الا اللہ۔

بعد از ان فرمود کہ من نزد شما حدیثی از ربیعہ روایت می کنم کہ تا این وقت روایت نہ کردہ ام شنیدہ ام کہ ربیعہ میفرمود کہ قسم بخداے عزوجل کہ اگر شخصے در نماز خود خطا کند و نداند کہ چہ قسم نماز ادا باید کرد و از من پرسد من اورا بفرائض و سنن و آداب آن نشان دہم و طریق ثواب بیان نمایم نزد من بہترست کہ

زبان سے پہنچے، اور آپ کے ارشاد سے ان کا ثواب معلوم ہوا مثلاً حضور سرور کائنات نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز کی محافظت کرے اس کو ایسا ایسا ثواب ملے گا۔ اور جو کوئی خانہ کعبہ کاج کرے گا اس کا یہ ثواب ہے۔ اور جو کوئی شخص کفار کے ساتھ جہاد کرے اس کا خدا کے نزدیک یہ رتبہ ہے اور ان معلومات کو علم حدیث کے طالب علم کے سوا اور کوئی شخص تفصیل اور صحت کے ساتھ معلوم نہیں کر سکتا پس یہ علم گویا نبوت کی میراث ہے کیونکہ ادبیات و عقلیات و ریاضیات اور ایسے ہی دوسرے علم کو بغیر طریقہ نبوت کے بھی معلوم کیا جاسکتا ہے بخلاف علم ثواب و عقاب اور علم شریع و ادیان کے کیونکہ بغیر چراغ دان نبوت کے ان کے انوار کو حاصل کرنا محال ہے۔ پس جو شخص اس علم کی طلب میں پڑ گیا اور اسی شوق میں گرفتار رہا عجب کرامت اور ثواب دیکھتا ہے جو انبیاء کی کرامت اور ثواب کے مشابہ ہے اور جس کی حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں تم کو ربیعہ کی وہ حدیث سناتا ہوں جو اس وقت تک روایت نہیں کی میں نے سنا ہے کہ وہ خدائے بزرگ و بزرگ کی قسم کھا کر کہتے تھے اگر کوئی شخص اپنی نماز میں خطا کرے اور وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ کس طرح نماز ادا کرنی چاہئے اور یہ شخص اس مسئلہ کو اگر مجھ سے دریافت کرے اور میں اس کو نماز کے فرائض اور سنتوں اور آداب کو بتلا دوں اور اس کے طریقہ ثواب کو بیان کروں تو میرے نزدیک اس سے بہتر ہے کہ

کوئی شخص مجھ کو تمام دنیا کی دولت دے اور میں اسے خدا کے راستے میں صرف کروں۔ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر مجھ کو کسی علمی مسئلہ یا روایات حدیث میں سے کسی روایت میں کوئی شبہ پیش آئے اور میں اس کی دھن و تلاش میں اپنے قلب کو ایسا مصروف کروں کہ بیداری و خواب کی حالت کو اسی کے دھیان اور خیال میں اس طرح گزار دوں کہ دن کو چہن ملے نہ رات کو لیستر پر آرام معلوم ہو اور تمام شب اس شبہ کے باعث میرا دل مکدر رہے اور پھر صبح کے وقت کسی عالم کے پاس جا کر اسے حل کر کے اطمینان حاصل کروں، تو میرے نزدیک ایک سوچ مقبول سے بہتر ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ابن شہاب یعنی زہری سے میں نے بارہا سنا ہے وہ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے بزرگ و برتر کی قسم اگر کوئی شخص اپنے دینی معاملات میں سے کسی معاملہ میں مجھ سے مشورہ کرے اور میں اس میں تاویل و تفکر کے بعد جیسا کہ مشیر کے ذمہ ہے بہتر رائے قائم کر کے اس کو راہِ حق بتلا دوں کہ اس کے دین کی اصلاح ہو جائے اور اس شخص کو اس رابطہ و تعلق میں جو اس کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے کوئی خلل پیش نہ آئے تو میرے نزدیک ایک سو غزوہ سے بہتر ہے۔ یحییٰ کہتے ہیں کہ یہ سب سے آخری کلام ہے جو میں نے حضرت امام سے سنا ہے۔

یحییٰ کی وفات ماہِ رجب المرجب ۲۳۲ھ میں واقع ہوئی، ان کی عمر بیاسی برس کی ہوئی۔ قرطبہ میں ان کی قبر ہے۔ نحشک سالی میں ان کے طفیل سے لوگ

تمام دنیا بمن دہند و آن ہمہ را در راہ خدا صرف کنم۔ و قسم بخدائے عزوجل کہ اگر مراد در خاطر شبہ در مسئلہ از علم یا در روایت از روایات حدیث خطور کند خاطر خود بتفکر و تذکر آن مصروف سازم و در حالت نوم گرفتن خواب گاہ مرا بیقرار دارد و تا صبح بسبب آن شبہ مکدر بگذرانم باز وقت صبح نزد عالمی بروم و آن شبہ از خاطر من رفع و اطمینان حاصل گردد نزد من از صد حج مقبول بہتر است۔ و نیز فرمود کہ از ابن شہاب بارہا شنیدہ ام کہ می فرمود کہ قسم بخدائے عزوجل کہ اگر شخصے در مقدمہ از مقلدیت دین خود با من مشورہ نماید و من آنچه حق مشیر است از تاویل و تفکر اختیار اصوب و اولی نمودہ اورا براہ حق دلالت کنم تا دین او اصلاح پذیرد و رابطہ او کہ فیما بینہ و بین اللہ است زنگ کدورت نگیرد نزد من از صد غزوہ بہتر است۔ یحییٰ می گوید کہ این کلام آخر حرف است کہ از حضرت امام شنیدم۔

وفات یحییٰ در ماہِ رجب در سنہ دوم صد و سی و چہار واقع شدہ و عمر او ہشتاد و دو سال بود قبر او در قرطبہ است مردم در وقت

بارش اور برکت طلب کرتے تھے۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ چونکہ موٹا کے چند ابواب میں امام مالکؒ اور یحییٰ کے درمیان میں زیاد بن عبد الرحمن کا واسطہ روایت ہے، اس وجہ سے ان کے حال سعادت مآل سے بھی تھوڑا سا لکھا ہوں۔

قحط باوی استتقار میکنند
وتبرک میخواستند رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔
ونیز باید دانست کہ چون در بیان
یحییٰ و امام مالکؒ واسطہ روایت چند
باب از موٹا زیاد بن عبد الرحمن بن زیاد نخعی است

علامہ زیاد بن عبد الرحمن کا تذکرہ

زیاد بن عبد الرحمن کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور ان کا نسب یہ ہے :- زیاد بن عبد الرحمن بن زیاد نخعی، اور شطون ان کا لقب ہے جس کے ساتھ وہ مشہور ہیں۔ اور حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں اور بدر کی لڑائی میں شریک تھے ان کی اولاد میں سے ہیں۔ زیاد بن عبد الرحمن پہلے وہ شخص ہیں جو امام مالکؒ کے مذہب کو اندلس میں لائے اور استفادہ کی غرض سے دو مرتبہ سفر کر کے امام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ زہد و تقویٰ میں اپنے زمانہ کے ممتاز اور مستثنیٰ لوگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ جب امیر ہشام نے جو قرطبہ کا رئیس تھا زیاد بن عبد الرحمن کو قرطبہ کی قضا سے سرفراز کرنا چاہا اور اس عہدہ کے قبول کرنے پر انہیں مجبور کیا تو وہ تنگ دل ہو کر قرطبہ کو چھوڑ کر چلے گئے۔ اس وقت ہشام یہ کہتا تھا کہ کاش تمام لوگ اگر زیاد جیسے ہوتے تو عالم کے دل میں دنیا کی رغبت نہ رہتی۔

ولقب او کہ بدان معروف
ست شطون ست واز اولاد
حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ صحابی بدرسیت
واول کسے کہ مذہب امام مالکؒ
در اندلس آورد اوست و دو
بار بقصد استفادہ بخدمت امام
رحلت نمود۔ و در زہد و توزع
مستثنیٰ و ممتاز زمان بود۔ امیر
ہشام رئیس قرطبہ اور تکلیف
قبول قضائے قرطبہ داد و او
را بسیار تنگ کرد تا آنکہ
گریخت۔ ہشام می گفت
کہ کاش مردم مثل زیاد
می شدند کہ رغبت دنیا از عالم بدر
می رفت۔

اس کے بعد ہشام نے ان کو امن دے کر یہ تسلی نامہ لکھا کہ میں پھر آپ کو اس امر کی تکلیف نہ دوں گا۔ زیاد یہ تسلی نامہ پڑھ کر پھر اپنے مکان پر واپس آگئے اور علم

بعد از ان زیاد را تسلی نامہ نوشت و امن داد کہ دیگر بار تکلیف ازین امر نخواہم کرد پس بخانہ خود رجوع کرد و

حدیث کے افادہ میں مشغول ہوئے۔

زیاد کے پر عجب واقعات میں سے ایک عجیب واقعہ یہ ہے کہ ایک روز ہشام اپنے بعض مصاحبوں پر اس وجہ سے غصہ ہوا کہ ناوقت کسی ایسی چیز کی عرضی پیش کی تھی جو نہایت مکروہ تھی اور اس کی سزا میں اس مصاحب کے ہاتھ کاٹ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ زیاد اس وقت ہشام ہنی کے گھر تشریف رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ امیر کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور نیکی کی توفیق عطا فرمائے۔ میں نے امام مالک سے یہ حدیث سنی ہے۔ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا شخص جو ایسے غصہ کو ضبط کر کے پی جائے جس کے انفاذ کی قدرت رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو امن و ایمان سے پُر فرما دیتا ہے۔

جب ہشام نے یہ حدیث سنی تو اس کا غصہ فوراً ٹھنڈا پڑ گیا اور کہا کیا واقعہ آپ نے یہ حدیث امام مالک سے سنی ہے، آپ اس کو حلفیہ کہہ سکتے ہیں، زیاد نے کہا اللہ کی قسم میں نے یہ حدیث امام مالک کی زبان مبارک سے سنی ہے۔ ہشام نے فوراً اس مصاحب کا قصور معاف کر دیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ اس ملک کے کسی بادشاہ نے زیاد کو خط لکھا۔ جب زیاد نے اس خط کا جواب لکھ کر سوجھ کر کے روانہ فرما دیا تو حاضرین خدمت نے عرض کیا کہ اس بادشاہ نے آپ کو کیا لکھا تھا اور آپ نے اس کا کیا جواب دیا؟

فرمایا کہ اس بادشاہ نے اس خط میں سوال کیا تھا کہ قیامت کے دن میزان عدل کے دونوں پلے کس

مشغول افادہ علم حدیث گشت۔

از عجائب قصص او آنست کہ روزے ہشام بر بعضی از مصاحبان خود در غضب شد زیرا کہ بوقوف چیزے کہ بغایت مکروہ بود و در عرضی گزرایندہ بود پس فرمود کہ دست اورا ببرند۔ زیاد دران وقت بخانہ ہشام حاضر شد و گفت کہ حق تعالیٰ توفیق مہلح و نیکی دہد امیر امن از مالک حدیثی شنیدم کہ فرمود۔ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَفَمَ غَيْظًا يَقْدِرُ عَلَىٰ انْفَاذِهِ مَلَأَ اللَّهُ قَلْبَهُ اٰمَنًا وَاٰمَانًا۔

بمجرد شنیدن این حدیث ثوران غضب ہشام فرونشست و گفت قسم بخور کہ از مالک این حدیث شنیدم زیاد گفت و اللہ کہ من این حدیث را از زبان مالک شنیدہ ام ہشام از سر آن مصاحب درگذشت و عفو نمود۔

و نیز از وے منقول است کہ روزے یکی از بادشاہان آن دیار برلئے او نامہ نوشت زیاد نیز در جواب او نامہ نوشت و سوجھ کردہ فرستاد مردم حضار سوال کردند کہ این بادشاہ بشما چه نوشتہ بود و شما در جواب پر نوشتید زیاد گفت کہ این بادشاہ درین نامہ سوال کردہ بود کہ ہر دو پلہ میزان قیامت

ازچہ چیز خواہند بود از زر یا از نقرہ -
من جواب نوشتم -

حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَلَّمَ الْمَرْءَ تَرَكَهُ مَا لَا يَعْزِيهِ

وفات زیاد بن عبد الرحمن در سال
ست کہ وفات امام شافعی ہم در همان سال
ست و آن سال دو صد و چہارم ست حرمتہ علیہ

چیز کے ہوں گے چاندی کے یا سونے کے۔ میں نے جواب
میں یہ حدیث تحریر کر دی۔

جو بے فائدہ امور ہیں ان کو پھوڑ دینا آدمی کے اسلام کی
عُدگی و خوبی پر دلالت کرتا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا جو سال ہے وہی
زیاد بن عبد الرحمن کی وفات کا ہے اور یہ سال دو سو
چار (۲۰۴ھ) تھا۔ رحمۃ اللہ علیہما۔

موطا کا دوسرا نسخہ

نسخہ دوم از موطا نسخہ عبد اللہ بن
وہب ست کہ از امام مالک روایت
نمودہ و فراہم آورده اول آن نسخہ -

اخبرنا مالک عن ابی الزناد عن الاعرج
عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال امرت ان
اقاتل الناس حتی یقولوا لا الہ الا اللہ
فاذا قالوا لا الہ الا اللہ عصموا منی
دماءہم و اموالہم و انفسہم الا
بمحقہا و حسابہم علی اللہ -

موطا کا دوسرا نسخہ وہ ہے جو عبد اللہ بن وہب نے
امام مالک سے روایت کر کے جمع کیا ہے، اس کی
اول حدیث یہ ہے -

ہم کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس سند کے ساتھ جس کے
راوی ابو الزناد اور اعرج اور حضرت ابو ہریرہ ہیں یہ روایت کی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے
کہ لوگوں سے اس وقت تک قتل و قاتل کروں جب تک وہ
لا الہ الا اللہ نہ کہیں اور جب وہ اس کلمہ کو پڑھ لیں تو انہوں
نے اپنی جان و مال اور خون کو مجھ سے محفوظ کر لیا، البتہ اسلامی
حقوق میں ان سے مواخذہ کیا جائے گا جس کا حساب اللہ
پر ہے اور وہ خوب جانتا ہے۔

یہ حدیث ابن وہب کے منفردات میں سے ہے
دوسری موطا میں نہیں پائی گئی ہے۔ البتہ ابن قاسم
کی موطا میں ہے، کیونکہ انہوں نے بھی اس حدیث
کو روایت کیا ہے۔

و این حدیث از متفردات
ابن وہب ست کہ در موطا دیگر یافتہ
نمی شود مگر موطا ابن قاسم کہ و سے نیز
این حدیث را روایت نمودہ -

علامہ عبداللہ بن وہب کا تذکرہ

وکنیت ابن وہب ابو محمد و

ابن وہب کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب

نسب او

یہ ہے :

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری
ست کہ او از موالی بنی ہر بود و مول
و مسکن او مصرست در ذیقعدہ سنہ یک
صد و بست و پنج متولد شدہ و از چہار
صد امام از ائمہ حدیث روایت دارد
از ابنجملہ ست حضرت امام مالک و لیث
بن سعد و محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب
و سفیان بن ابن جریج و یونس و غیر ہم۔

عبداللہ بن وہب بن مسلم الفہری - یہ بنو فہر کے
موالی میں سے ہیں، ان کا مولد و مسکن اصلی مصر ہے۔
ماہ ذی قعدہ ۲۵ھ میں آپ پیدا ہوئے اور ائمہ
حدیث کے چار سو ائمہ (اماموں) سے روایت کرتے
ہیں۔ منجملہ ان کے حضرت امام مالک، لیث بن سعد،
محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب، سفیان بن ابن جریج
اور یونس و غیر ہم ہیں۔

مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور مصر میں آپ نے علم کو طلب
کیا، لیث بن سعد نے جو ان کے استاد بھی ہیں چند حدیثیں
خود ان سے ہی روایت کی ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ امام
مالک نے بھی اہل مصر کی چند احادیث کو ان سے روایت
کیا ہے۔ منجملہ ان کے ابن لہیعہ کی یہ حدیث بھی ہے۔
رسول اکرم نے بیع عربان سے منع فرمایا ہے۔

در حرین و مصر طلب علم کرد و از وی
استاذ وی لیث بن سعد چند حدیث روایت
کردہ و گوئید کہ حضرت امام مالک نیز از وی چند
حدیث اہل مصر روایت کردہ من لک حدیث ابن لہیعہ۔
نَحَىٰ عَنْ بَيْعِ الْعُرَبَانِ

ف۔ مترجم کہتا ہے 'عربان' کی تفسیر یہ ہے کہ خریدار کسی چیز کو خریدنا چاہے اور اس کے بیچنے
والے کو مثلاً ایک روپیہ یا کم و زیادہ اس شرط پر دیدے کہ اگر میں نے اس چیز کو خرید لیا اور بیع
تمام ہو گئی تو اس کو قیمت یعنی مولاں میں مجرا دوں گا۔ اور اگر کسی وجہ سے میں پھر گیا اور بیع پوری نہ
ہوئی تو یہ تیرے پاس رہے گا میں واپس نہ لوں گا۔ اردو میں اس کو بیعناہ اور سانی کہتے ہیں۔
شریعت میں یہ باطل ہے، مسئلہ فقہ کا یہ ہے کہ بیع ہو گئی تو بیچنے والے کا حق ہے کیونکہ مول میں مجرا
ہوگا۔ ورنہ خریدار کا ہے، واپس کر دے۔

لے سفیان ثوری اور سفیان بن عیینہ مراد ہیں۔

وعبد اللہ بن وہب در زمان خو حجت بود و مردم بر مریات او کمال و ثوق و اعتماد داشتند و تقلید ہیچ کس نمی کرد و الماطری اجتهاد و تفقہ از امام مالک و لیث بن سعد آموختہ بود و از شاگردان ابن شہاب زہری قریب بست کس در یافتہ و علم ابن شہاب را کہ اہل علم اہل مدینہ بود از ایشان گرفتہ و با حضرت امام مالک بست سال صحبت داشته گویند کہ امام مالک ہیچ کس ا فقیہ ننوشتہ مگر عبد اللہ بن وہب را کہ اورا باین طور می نوشتہ۔

الی فقیہ مصرانی محمد التقی و امام مالک رحمہ اللہ یاران و شاگردان خود را در آداب تعلیم و غط و نصیحت اکثر زجر و تویخ میفرمودند مگر عبد اللہ بن وہب را بکمال تعلیم و محبت تعلیم میفرمودند۔ و در کثرت احادیث دران زمان کہ ہنوز احادیث بلدان مجتمع نشدہ بود نادرہ روزگار بود بزبان یک لکھ حدیث روایت کردہ و در تصانیف او یک لکھ بست ہزار حدیث موجودست کذا ذکر الذہبی۔

و از عجایب آنکہ ابن عدی گفتہ ست کہ با وصف این کثرت در تصانیف او ہیچ حدیث منکر یافتہ نمی شود چہ جائے موضوع و ساقط از درجہ

عبد اللہ بن وہب اپنے زمانہ میں حجت تھے، تمام لوگ ان کے مرویات پر کمال و ثوق اور اعتماد رکھتے تھے۔ وہ کسی کی تقلید نہیں فرماتے تھے، البتہ اجتہاد اور تفقہ کا طریقہ امام مالک اور لیث بن سعد سے حاصل کیا تھا۔ ابن شہاب زہری کے شاگردوں میں سے تقریباً بیس اشخاص کو پایا اور ابن شہاب کے علم کو جو مدینہ والوں میں سب سے زیادہ عالم تھے، ان سے حاصل کیا۔ بیس برس حضرت امام مالک کی صحبت میں رہے، کہا جاتا ہے کہ امام مالک نے عبد اللہ بن وہب کے سوا اور کسی کو فقیہ نہیں لکھا۔ امام مالک ان کو اس طرح پر لکھتے تھے۔

ابو محمد متقی فقیہ مصر کو لکھا جاتا ہے۔

امام مالک اپنے دوستوں اور شاگردوں کو آداب تعلیم اور پند و نصیحت کے بارے میں اکثر زجر و تویخ فرمایا کرتے تھے۔ مگر عبد اللہ بن وہب کو کمال تعلیم اور محبت و عنایت کے ساتھ تعلیم فرمایا کرتے تھے، جس زمانہ میں احادیث کا ذخیرہ کسی شہر میں جمع نہیں ہوا تھا، کثرت احادیث میں یہ اپنے زمانہ کے نادر اور یگانہ خیال کئے جلتے تھے۔ ایک لاکھ حدیث بزبان تھی اور ان کی تصنیف کردہ کتابوں میں ایک لاکھ بیس ہزار حدیثیں موجود ہیں، جیسا کہ ذہبی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے۔

ابن عدی نے ان کے عجایب سے یہ بات بیان کی ہے کہ عبد اللہ بن وہب کی تصنیفات اگرچہ بہت کثرت کے ساتھ ہیں، مگر بایں ہمہ ان میں موضوع تو درکنار کوئی

حدیث منکر تک بھی نہیں ہے۔ ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں ابن القاسم کا جو صاحب مدونہ مشہورہ ہیں ذکر آیا تو آپ نے فرمایا کہ ابن القاسم فقیہ ہیں اور ابن وہب عالم یعنی ابن القاسم نے صرف جزئیات فقہ پر پورا عبور حاصل کیا ہے اور ابن وہب نے تفسیر سیر، زبد، رفاق، فتن اور مناقب، غرض یہ کہ ہر علم کی جزئیات کا احاطہ کیا ہے۔

ابن یوسف بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب تین اوصاف کے جامع تھے، فقہ، تفسیر، عبادات۔ ہر سال کے اوقات کو تین حصوں پر منقسم کیا تھا۔ سال کا ایک حصہ کفار بدکردار کے ساتھ جہاد میں بسر کرتے تھے ایک حصہ تعلیم کے مشغلہ میں مشغول رہتے تھے۔ ایک حصہ کو بیت اللہ کے سفر میں صرف کرتے تھے۔

احمد جو ابن وہب کے بھتیجے ہیں بیان کرتے ہیں کہ عباد بن محمد نے جو اس ملک کا رئیس تھا ایک مرتبہ ابن وہب رحمۃ اللہ علیہ کو عہدہ قضا کی خدمت سے سرفراز کرنا چاہا تو ابن وہب وہاں سے چلے گئے اور ایک عرصہ تک وپوش رہے۔ عباد نے غصہ میں آکر کھارے مکان کو مسمار کرادیا۔ جب یہ خبر میرے چچا ابن وہب کو پہنچی تو انہوں نے عباد کے نابینا ہونے کے لئے بدعا فرمائی۔ چنانچہ ایک ہفتہ گزرنے نہ پایا تھا کہ عباد اندھا ہو گیا۔

ایک عجیب واقعہ

ان کے عجیب واقعات میں سے ایک واقعہ یہ

اعتبار۔ روزے نزد امام مالک مذکور ابن القاسم کہ صاحب مدونہ مشہورہ ست درمیان آمد فرمود ابن القاسم فقیہ۔ و ابن وہب عالم یعنی ابن القاسم مواد فقہ را استیفا نموده ست، و ابن وہب در مواد ہر علم مثل تفسیر و سیر و زبد و رفاق و فتن و مناقب و غیر ذلک استیفا نموده ست۔

ابن یوسف گفتہ ست ابن وہب جامع سہ وصف بود فقہ و حدیث و عبادت۔ اوقات ہر سال خود را سہ حصہ کرہ بود۔ یک حصہ در مجاہدہ کفار در رباط میگزرا نید و یک حصہ در تعلیم مشغول می بود و یک حصہ در سفر حج صرف می کرد۔ و احمد برادر زادہ ابن وہب گفتہ ست کہ عباد بن محمد رئیس آن دیار ابن وہب را تکلیف قضا داد و ابن وہب فرار کرد و غیبت اختیار نمود عباد بر آشفت و خانہ مارا ہدم فرمودہ پس این خبر بم من ابن وہب رسید و دعا کرد کہ عباد کور شود۔ یک جمعہ نگذشتہ کہ عباد کور شد۔

از عجائب حکایت او آنست کہ

روزی در حلقہ درس خود نشستہ بود، گدای آمد و گفت یا ابامحمد آن درم کہ وے روز بمن دادہ بود تا سرہ برآمد۔

ابن وہب گفت کہ اے عزیز دستہائے ما دستہائے عاریت ست چنانکہ بامید ہنداشما میدہم۔

گدا بر آشفت و ناسزا گفتن گرفت تا آنکہ گفت صلی اللہ علی محمد، این ہمان زمان است کہ می شنیدیم کہ در آن صدقات و خیرات را خدا تعالی بر دست منافقان این امت خواہد نہاد۔ در حلقہ شخصے از اہل عراق حاضر بود بہ شنیدن این سوسے ادب از

جاے رفت و برخاست و بر رُوسے سائل طباخچہ زد کہ بافتا و سائل فریاد برآورد کہ یا ابامحمد یا امام المسلمین در مجلس تو اینچہ حرکت می کنند ابن وہب برخاست و تفتیش می نمود کہ ابن حرکت از کہ صادر شدہ مردم گفتند ازین جوان عراقی۔ آن جوان عراقی رو برے ابن وہب آمد و گفت اے استاد از توحید شی شنیدہ بودم کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

مَنْ حَمَى لَحْمَ مُؤْمِنٍ مِنْ مَنَافِقٍ يَغْتَابُهُ حَمَى اللَّهِ

بھی ہے کہ ایک روز ابن وہب حلقہ درس میں تشریف فرما تھے، ایک فقیر نے آکر عرض کیا، اے ابامحمد! کل جو درم آپ نے مجھ کو عطا فرمائے تھے وہ سب کھوٹے اور ناقص تھے۔

ابن وہب نے جواب دیا کہ اے عزیز ہمارے ہاتھ عاریت کے ہیں، جیسا کوئی شخص ہم کو دیتا ہے ویسا ہی ہم تم کو دے دیتے ہیں۔

فقیر کو غصہ آیا اور برا کہنا شروع کر دیا، یہاں تک کہ اس نے یہ کہا، اللہ تعالیٰ کی رحمت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو۔ یہ وہی وقت ہے جس کی بابت ہم نے سنا تھا کہ خدا تعالیٰ اس وقت صدقات و خیرات کو اس امت کے منافقوں کے ہاتھ میں دے دے گا۔ عراق کا رہنے والا ایک شخص اس حلقہ میں موجود تھا، اس کو فقیر کی یہ بے ادبی دیکھ کر تاب نہ رہی۔ اس نے اٹھ کر فقیر کے منہ پر ایسا طمانچہ مارا کہ فقیر گر گیا اور اس طرح شور و فریاد کرنے لگا کہ یا ابامحمد یا ابامحمد! اے مسلمانوں کے امام! آپ کی مجلس میں لوگ یہ کیا حرکت کرتے ہیں۔ ابن وہب نے اٹھ کر تفتیش شروع کی کہ یہ نالائق حرکت کس سے صادر ہوئی لوگوں نے عرض کیا کہ اس عراقی جوان سے۔ ابن وہب کے سامنے عراقی آکر کہنے لگا کہ اے استاد میں نے آپ سے اس طرح حدیث سنی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

”جو شخص مؤمن کے گوشت کی حفاظت کرے اس منافق سے جو اس کی غیبت کرتا ہے تو اللہ اُس

شخص کے گوشت کو جہنم کی آگ سے بچائے گا۔
جب اللہ تعالیٰ نے اس شخص کی حمایت میں مجھض
حق ایمان رکھتا ہے اس قدر ثواب کا متوقع فرمایا ہے
تو جو آپ جیسے استاد اور پیشوائے مخلوق کی حمایت
کرے گا تو اس کا ثواب کس قدر ہوگا، میں اس ثواب
موجود کی امید پر ایسی حرکت کر بیٹھا۔

ابن وہب نے فرمایا کہ اگر تمہاری یہ نیت تھی
تو اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اب ایک
اور حدیث بھی سن لو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے۔

”آخر زمانہ میں ایسے مسکین ہوں گے، جنہیں لوگ
مالدار کہتے ہوں گے، جو نماز کے لئے وضو اور جنابت
پر غسل نہ کریں گے، جو لوگوں کے پاس ان کی مسجدوں
اور عیب گاہوں میں جا کر اپنے فضل اور بزرگی کا سوال
کریں گے اور یہ خیال اور اعتقاد رکھتے ہوں گے کہ ہمارا
حق لوگوں پر واجب ہے، اور اپنے اوپر اللہ کا کوئی حق نہ
سمجھتے ہوں گے۔“

بیان کرتے ہیں کہ ابن وہب ایک روز حمام میں تشریف
لے گئے، کسی شخص نے یہ آیت پڑھی، **وَإِذْ يَتَحَاكَمُونَ**
فِي النَّارِ تو آپ ایسے بیہوش ہوئے کہ بہت دیر کے
بعد ہوش آیا۔

ان کے عجائبات امور میں سے ایک عجیب بات یہ
ہے کہ ابن وہب نے اس امر کا التزام کر رکھا تھا کہ آپ سے
جب کسی کی غیبت ہو جاتی تو ایک روزہ رکھتے تھے، ایک
روز فرمایا کہ چونکہ روزہ رکھتے رکھتے مجھ کو ایسی عادت پڑ گئی

لَحْمَهُ مِنَ النَّارِ۔

چون برحمت کسے کہ محض حق
ایمان دارد این ثواب را متوقع فرمودہ
اند برحمت استاذ و مقتدائے خلائق
کہ تو باشتی چه ثواب کہ نخواہند داد من
برائے توقع ثواب موعود این حرکت کردم۔
ابن وہب گفت اگر باین نیت
کردی خدا تعالیٰ ترا جزائے خیر دہد و این
یک حدیث دیگر بشنو کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم فرمودہ است۔

سَيَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ مَسَاكِينٌ
يُقَالُ لَهُمُ الْغَنَاءُ لَا يَتَوَضَّؤْنَ لِصَلَاةٍ
وَلَا يَغْتَسِلُونَ مِنْ جَنَابَةٍ يَخْرُجُونَ
النَّاسَ إِلَى مَسَاجِدِهِمْ وَأَعْيَادِهِمْ
يَسْأَلُونَ مِنَ اللَّهِ فَضْلَهُمْ يَسْأَلُونَ
النَّاسَ يَرُونَ حُقُوقَهُمْ عَلَى النَّاسِ
وَلَا يَرُونَ لِلَّهِ عَلَيْهِمْ حَقٌّ۔

گویند روز ابن وہب در حمامی داخل
شد شنید کہ شخصی این آیت می خواند
وَإِذْ يَتَحَاكَمُونَ فِي النَّارِ بیہوش شد و تا
دیر بیہوش ماند۔

از نوادر امور او آنست کہ او بر خود
التزام کردہ بود کہ ہر گاہ غیبت کسے از وی
سزد یک روزہ دارد او گفت کہ چون
بہ سبب کثرت مشق این امر بر من سبک نمود

چنان قرار دادم کہ ہر گاہ غیبت کے کم یک دم صدقہ بدہم این امر خیلی شاق آمد و غیبت از من موقوف شد۔

اور کتابیت مشہور بجامع ابن وہب روزے کتاب اہوال القیامۃ ازان کتاب شاگردان او بحضور او میخوانند اورا حالتی از خوف مستولی شد کہ بیہوش شد بخاند برداشته بردند قدری بیہوش آمد و باز لرزہ و رعب برے می افتاد بیہوش می شد در ہمین حالت انتقال فرمود روز یک شنبہ بست و پنجم شعبان ۳۰۰ یکصد و نود و ہفت و عمر او ہفتاد و دو سال بود چون خبر وفات او بسفیان بن عیینہ رسید گفت انا لله وانا الیہ راجعون این مصیبت تمام اہل اسلام ست و بعضی از اصحاب اورا در شب وفات خود بخواب دیدند کہ دستار خوان بر میدارند و می گویند کہ دستار خوان علم برداشته شد۔ عبدالقہن و ہب تصانیف بسیار مفید و نافع یادگار گشت از انجملہ ست مسموعات از امام مالک و آن مالک و آن ہی کتابت در مقاصد مختلفہ و دو موطن جمع کردی کہ بکیر و دوم اصغیر نام نہاد و جامع کبیر نیز وارد و کتاب الاہوال و کتاب تفسیر الموطا

ہے کہ روزہ کار کھناب سہل معلوم ہوتا ہے اور کچھ مشقت و تکلیف پیش نہیں آتی ہے تو اب یہ عہد کیا ہے کہ جب کسی کی غیبت کر بیٹھتا ہوں تو ایک دم خیرات کرنا ہوں درم کا خیرات کرنا مجھ پر ایسا شاق گزیرا کہ مجھ سے غیبت چھوٹ گئی۔

ایک روز کسی شاگرد نے جامع ابن وہب میں سے جو ان کی مشہور کتاب ہے، قیامت کے ہولناک حالات ان کے سامنے پڑھے تو خوف کی وجہ سے ایک ایسی حالت ان پر طاری ہوئی جس کی وجہ سے ایسے بیہوش ہوئے کہ لوگ انہیں اٹھا کر ان کے مکان میں لے گئے جب ہوش آتا تو لرزہ بدن پر آ کر پھر وہی کیفیت ہو جاتی تھی یہاں تک کہ اسی حالت میں یک شنبہ کے روز ۲۵ شعبان ۱۹۶ کو پہنچا سال کی عمر میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔ سفیان بن عیینہ کو جب آپ کی وفات کی خبر پہنچی تو انا لله وانا الیہ راجعون پڑھ کر فرمایا کہ تمام اہل اسلام کے لئے یہ مصیبت ہے۔ وفات کی رات میں بعض صلحا نے خواب دیکھا کہ لوگ دستار خوانوں کو یہ کہتے ہوئے اٹھا رہے ہیں کہ اب دستار خوان علم اٹھا لیا گیا۔ عبدالقہن و ہب نے اپنی یادگار میں بہت سی مفید اور نافع تصنیفات چھوڑی ہیں۔ منجملہ ان کے ایک مسموعات از امام مالک بھی ہے جس میں تیس باب مقاصد مختلفہ میں جمع کئے گئے ہیں اور خود ان کی جمع کردہ دو موطن ہیں، جن میں سے ایک کا صغیر اور دوسری کا نام کبیر ہے۔ اور جامع کبیر بھی ان ہی کی ہے۔ اور کتاب الاہوال، کتاب تفسیر الموطا، کتاب المناسک

و کتاب المغازی و کتاب القدر و غیر ذلک و غیر ذلک کتاب المغازی، کتاب القدر و غیرہ ہیں۔

موطا کا تیسرا نسخہ

نسخہ سوم از موطا نسخہ عبد اللہ بن مسلمہ القعنبی ست و از مفردات او کہ در موطا دیگر یافته نمی شد این حدیث ست۔
 اخبرنا مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تطرونی کما اطری عیسى بن مریم انما آنا عبد اللہ۔ فقولوا عبد اللہ ورسولہ۔

یہ نسخہ عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی کا ہے۔ ان کے مفردات میں سے ذیل کی حدیث ہے جو کسی دوسری موطا میں موجود نہیں ہے۔
 عبد اللہ بن مسلمہ قعنبی فرماتے ہیں کہ ہم کو یہ حدیث جس کی سند کے راوی ابن شہاب، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود، ابن عباسؓ ہیں۔ امام مالک نے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ میری ایسی تعریف مبالغہ کے ساتھ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ بن مریم کی کی گئی تھی۔ میں تو عبد اللہ ہوں۔ پس اتنا کہنا کافی ہے۔ یوں کہو، عبد اللہ ورسولہ۔

علامہ قعنبی کا تذکرہ

کنیت او ابو عبد الرحمن ست و نسب او عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنبن الحارثی۔ و در اصل از مدینہ ست و در بصرہ ساکن شد باز بکہ انتقال نمودہ تولد او بعد از یک صد و سی ست۔ شیوخ بسیار را در یافتہ ازان جملہ ست امام مالک و لیث بن سعد و ابن ابی ذبیا و حماد بن شعبہ و سلمہ بن وردان یحییٰ بن عبد اللہ بن مسلمہ کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ ان کا نسب یہ ہے عبد اللہ بن مسلمہ بن قعنبن الحارثی۔ یہ در اصل مدینہ کے رہنے والے تھے لیکن بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی اور پھر مکہ معظمہ میں انتقال فرمایا۔ ان کی ولادت ۳۳ سال ہجری کے بعد ہے۔ بہت سے مشائخ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ منجملہ ان کے امام مالک، لیث بن سعد، ابن ابی ذبیا، حماد بن شعبہ، اور سلمہ بن وردان ہیں۔ یحییٰ بن معین آپ کی خلوص نیت

لہ یعنی حماد بن سلمہ اور حماد بن زید۔

کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ”خداوند تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے تو وکیع اور قعنبی ہی حدیث کو بیان کرتے ہیں۔“ محدثین امام مالک کے اصحاب میں سب سے مقدم قعنبی کو سمجھتے ہیں۔

علی بن عبداللہ مدینی سے کسی نے دریافت کیا کہ امام مالک کے شاگردوں میں اول تو معین ہیں، پھر قعنبی؟ انہوں نے جواب دیا نہیں بلکہ اول قعنبی ہیں پھر معین۔ جب اول اول امام کی خدمت میں پہنچے تو حبیب کی قرارت کا سماع کرتے رہے مگر چونکہ حبیب جیسا کہ چاہئے اس طرح تحقیق اور گہری نظر نہیں کرتے تھے اس لئے ان کی قرارت ان کو پندرہ خاطر نہ ہوئی اور خود امام مالک سے موطا کو شروع کر دیا۔ آٹھ سال تک امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر ان سے حدیث حاصل کی ایک دفعہ بصرہ سے مدینہ منورہ آئے۔ جب امام مالک کو ان کے آنے کی خبر ہوئی تو امام صاحب نے اپنے احباب کو فرمایا کہ اٹھو ایک ایسے شخص کے پاس چل کر سلام کرتے ہیں جو تمام روئے زمین پر اس وقت بہترین انسانوں میں سے ہے۔ جب امام مالک خانہ کعبہ زادہ اللہ تعظیماً و شرفاً کا طواف کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ خانہ کعبہ کا طواف قعنبی سے افضل اور بہتر کوئی شخص نہیں کرتا ہے۔ قعنبی مستجاب الدعوات تھے اور اس بارے میں بہت سے عجیب واقعات ان سے منقول ہیں۔ چنانچہ عبداللہ بن حکم فرماتے ہیں کہ میں عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جن کی کتاب ’مُصَنَّف‘ مشہور ہے، علم حدیث کو طلب کرنے کی غرض سے گیا تو وہ خشونت سے پیش

معین از خلوص نیت اور دین علم خبر دادہ گفتہ است کہ ما رأینا من یحدّث بحدیث الا وکیعاً والقعنبی و نزد محدثین مقدم بر ہمہ اصحاب امام مالک او است۔

علی بن عبداللہ المدینی را پرسیدند کہ اصحاب مالک معین ثم القعنبی؟ قال لا، القعنبی ثم معین۔

اول کہ در خدمت امام مالک رسیدند قرارة ابن حبیب را سماع میکرد و قرارة او پسند خاطرش نیفتاد کہ کما یبغی تحقیق و امعان نمی کرد پس خود موطا را بر امام رحمۃ اللہ علیہ گذرانید۔ و تا ہشت سال ملازمت امام رحمۃ اللہ علیہ نمود و حدیث او را اخذ کرد۔ یک بار از بصرہ بامدینہ منورہ آمد و امام مالک را خبر قدوم او رسانیدند۔ امام یاران خود را فرمود بر خیزید تا نزد بہترین اہل زمین برویم و بروے سلام کنیم۔ و ہر گاہ بطواف خانہ کعبہ زادہ اللہ تعظیماً و شرفاً مشغول می شد می گفتند کہ بیچ کس افضل از قعنبی طواف این خانہ متبرکہ نمی کند۔ و او نیز مستجاب الدعوات بود درین باب از وے قصہ ہائے عجیب بسیار نقل نمودہ اند۔ عبداللہ بن حکم گفتہ کہ من نزد عبدالرزاق کہ صاحب مصنف مشہور است رفتم بارادہ طلب علم حدیث عبدالرزاق

آئے مجھ کو منع فرمایا اور یہ کہا کہ مجھ سے حدیث کو مت لکھ کہ میں تجھ کو حدیث نہ پڑھاؤں گا۔ اس جواب کو سن کر میں تمام رات منموم رہا۔ اور جب نیندا آئی تو میں نے جناب رسالت مآبؐ کو خواب میں دیکھا اور تمام قصہ آپ کی جناب میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری حدیث کو چار شخصوں سے حاصل کر۔ میں نے عرض کیا کہ وہ چار آدمی کہاں ہیں اور ان کا کیا نام ہے؟ آپ نے تین آدمیوں کا نام بتلا کر فرمایا کہ سب کے راس رئیس قعنبنی ہیں۔ اس زمانہ میں انہیں اکثر لوگ 'ابدال' جانتے تھے۔ ان کی نیک بختی اور بزرگی پر جمیع اہل عصر کا اتفاق تھا۔ ۶ محرم ۲۲۱ھ کو مکہ معظمہ میں ان کی وفات ہوئی۔

ہامن خشونت کرد و منع کرد کہ از من منویا
ومن ترانہ خواہم آموخت۔ شب ہنگام
بسیار منموم شدم و بخواب رفتم جناب
رسالت را بخواب دیدم و این ماجرا را
بمخویر آن جناب عرض کردم۔ فرمودند
از چہار کس علم حدیث من بنویس۔ من
عرض کردم آن چہار کس کدام کدام شخص
اند؟ فرمود قعنبنی را فرمودند و کس دیگر ازین نام بردند
و اکثر اہل زمان او اورا ابدال مے
دانستند و بزرگی و صلاح او جمع علیہ، المعصر
ابوہ و وفات او در مکہ معظمہ ششم محرم سنہ
دو صد و بست و یک واقع ست۔

موطا کا چوتھا نسخہ

یہ نسخہ ابن القاسم کا ہے، جو مذہب مالکی کے مشہور ترین فقہار میں سے ہیں۔ دراصل اس مذہب کے مدفن اول وہی ہیں۔

نسخہ چہارم از موطا ابن القاسم ست
کہ مشہورترین فقہار مذہب مالکی ست
و اول مدون این مذہب اوست۔

اس نسخہ کے متفردات میں سے یہ حدیث ہے۔
مالک، عمار بن عبد الرحمن، عبد الرحمن، ابو ہریرہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی اپنے کسی کام میں میرے ساتھ
دوسرے کو بھی شریک کرے تو میں اپنا حصہ بھی اس شریک
کے لئے چھوڑ دیتا ہوں۔ کیوں کہ میں تمام شرکار سے زیادہ
شرکت سے بے نیاز ہوں۔

و از متفردات این نسخہ این حدیث ست۔
مَالِكٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللَّهُ
تَعَالَى مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ
مِنْ غَيْرِي فَلَوْ لَهُ مِثْلُ مَا أَنَا غَنِي
الشُّرَكَاءُ عَنِ الشُّرْكَاءِ۔

ابو عمر و گفته است کہ این حدیث در موطا ابن عقیبہ نیز یافتہ شدہ و سوائے این دو موطا در موطا دیگر نیست۔

ابو عمر و بیان کرتے ہیں کہ ابن عقیبہ کے موطا میں بھی یہ حدیث پائی جاتی ہے اور سوائے ان دو موطا کے اور کسی موطا میں نہیں ہے۔

علامہ ابن القاسم کا تذکرہ

کنیت ابو عبد اللہ و نام ابو عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادة العتقی۔ و او از اہل مصر است۔ و عتقی نسبت او بالولاست لانہ کان مولیٰ بزبید بن الحارث العتقی بضم العین المہملہ و فتح الفار الفوقیہ و در تحقیق این نسبت اختلاف است بعضی گویند کہ غلامان چند از اہل طائف در ایامیکہ آنجا محاصرہ اش فرمودہ بودند گرختہ مشرف باسلام شدند آنحضرت فرمودند

ہُمْ عَتَقَاءُ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

پس اولاد آن غلامان را عتقار گویند۔ و ابن خلکان نوشتہ است کہ عتقار از یک قبیلہ نیستند بلکہ از قبائل شتی بعضی از حجر حمیر و بعضی از سعد العشرہ و بعضی از کنانہ مضر و اکثر انہا متوطنان مضراند و زبید بن الحارث از حجر حمیر بود و اصل قصہ انہا اینست کہ جمادہ زمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متفق شد غارت گری و قطع طریق شیوہ خود ساختہ بودند خصوصاً

ابن القاسم کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور ان کا نام عبد الرحمن بن القاسم بن خالد بن جنادة العتقی تھا۔ مصر کے رہنے والے تھے۔ ان کی نسبت عتقی و لاء کے باعث سے ہے۔ کیونکہ یہ زبید ابن الحارث عتقی کے غلاموں میں سے ہیں۔ اس نسبت کی تحقیق میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں جس زمانہ میں آنجناب نے طائف کا محاصرہ فرمایا تھا، وہاں کے چند غلام بھاگ کر آئے اور مشرف بایمان ہوئے۔ آنحضرت نے ان کی نسبت یہ فرمایا کہ

یہ اللہ تعالیٰ کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ عتقار ایک قبیلہ کے غلام نہیں ہیں بلکہ مختلف قبیلوں کے غلام ہیں۔ بعض حجر حمیر سے ہیں اور بعض سعد العشرہ سے۔ اور بعض کنانہ مضر سے اور اکثر مضر کے رہنے والے ہیں۔ زبید بن الحارث قبیلہ حجر حمیر سے ہیں۔ ان کا اصل واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک جماعت نے متفق ہو کر غارت گری اور لوٹ مار کو اپنا پیشہ بنا لیا۔ اور جو شخص جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت یا

نے ولا رعنا کہ اس کو کہتے ہیں کہ غلام آزاد کرنے والے کو دوسرے و زبیر نہ ہونے کی صوت میں اس کا ترکہ اسکو مل جائے۔

شرافت اسلام سے مشرف ہونے کی غرض سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اسے خصوصیت کے ساتھ تکلیف دیتے تھے اور ہر طرح سے راہ میں ستانے کی کوشش کرتے تھے آنحضرتؐ نے ان کی گرفتاری کے لئے ایک فوج روانہ فرمائی جب وہ قیدی بن کر آئے تو آپ نے سب کو آزاد کر دیا۔ اسی وجہ سے اس جماعت کو عقبار کہنے لگے اور جو شخص ان کی اولاد میں ہوتا اس کو عققی کہتے تھے۔

ابن القاسم ^{۱۳۰ھ} میں پیدا ہوئے۔ اور بہت سے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ علم حدیث کی راہ طلب میں بہت سامان صرف کیا۔ پریزگاری اور تقویٰ میں عجائب روزگار تھے۔ صحت حدیث اور حسن روایت میں یگانہ آفاق اور نادر زمانہ تھے۔ آپ کی دعا کثرت سے یہ ہوتی تھی۔ اَللّٰهُمَّ اَمْنِیْعَ الدُّنْیَا مِیْنِیْ وَ اَمْنِیْعِیْ عَنْهَا۔

امیروں اور بادشاہوں کے ہدایا و عطایا کو ہرگز قبول نہیں فرماتے تھے۔

عبداللہ بن وہب جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص امام مالکؒ کے فقہ کو مضبوطی سے اختیار کرنا چاہتا ہے اس کے لئے مناسب ہے کہ ابن القاسم کی صحبت کو اختیار کرے، کیونکہ ہم نے اپنا مشغلہ دوسرے علوم کے ساتھ بھی رکھا ہے اور وہ صرف فقہ ہی کی طرف متوجہ رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ مذہب مالکی کے فقہاء ان کے جمع کردہ مسائل کو تمام روایتوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ کسی شخص نے اشہب سے جو مذہب مالکی کے بڑے لوگوں

ہر کہ بارادہ اسلام و ادراک شرف صحبت آن خیر الانام مسافر می شد اور در راہ می رنجانیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسوئے ایشان فوجی فرستادند و آنہارا امیر کردہ آوردند آنحضرت ہمہ را آزاد فرمود ازان بازان جماعت را عقبا گویند ہر کہ از اولاد آنہاست عققی است۔

تولد ابن القاسم در سنہ یک صد و سی بودہ است و از شیوخ بسیار روایت دارد و مال بسیار در راہ طلب علم حدیث صرف کردہ و در زہد و تواریخ از عجائب روزگار بود و در صحت حدیث و حسن روایت نادرہ وقت اکثر در دعائے خود می گفت اَللّٰهُمَّ اَمْنِیْعَ الدُّنْیَا مِیْنِیْ وَ اَمْنِیْعِیْ عَنْهَا۔

و عطایائے سلاطین و امرا ہرگز قبول نمی کرد۔

و عبداللہ بن وہب کہ سابق حال او مذکور شد می گفت کہ ہر کہ رغبت بفقہ امام مالک داشتہ باشد باید کہ صحبت ابن القاسم را محکم بگیرد کہ ما پچیز ہائے دیگر مشغول شدیم و او متفرد بفقہ است۔

ولہذا فقہاء مذہب مالکی مسائل روایت اور از بر جمیع روایات ترجیح می دہند۔ اشہب را کیلکے از اعیان مالکیہ است

سوال کر دند کہ فقہت ابن القاسم بیشتر
ست یا فقہت ابن وہب وے گفت
کہ اگر پائے چپ ابن القاسم را با تمام
ابن وہب برابر کنند از وے افقہ باشد
اما محققین مذہب مالکی نوشتہ اند کہ شہب
را در مسائل خراج و دیات دخل کلی بود
و ابن القاسم را در مسائل بیوع و
معاملات و ابن وہب را در مسائل
حج و مناسک و اقد علم.

و ابن القاسم گفتہ است کہ ابتدائے
شوق من بصحبت امام ازان ست کہ
روزے در خواب بمن گفتند کہ اگر عزم
طلب علم داری و علم حق را دوست داری
پس ترا باید کہ بعالم آفاق رجوع آری
گفتم کہ آن عالم آفاق کیست
و نام او چیست گفتند امام مالک.
و ابن القاسم نیز اوقات سال را
تقسیم کردہ بود. چہار ماہ در اسکندیہ
میانند برائے جہاد کفار روم و بربر
وزنگ و سد ماہ در سفر حج و زیارت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صرف می کرد
و پنج باقی در تعلیم علم مشغول
می شد.

روزے مذکور نزد امام مالک
در میان آمد فرمودند خدائش بعافیت

میں سے ہیں دریافت کیا کہ ابن القاسم کی فقہت
زیادہ ہے یا ابن وہب کی؟ تو انہوں نے جواب دیا
کہ اگر ابن وہب کو ابن القاسم کے بائیں پاؤں کے
برابر کریں تو وہ پاؤں ابن وہب سے فقیہ تر ہو گا۔
لیکن مذہب مالکی کے محققین نے لکھا ہے کہ مسائل خراج
اور دیات میں اشہب کو پوری مہارت تھی۔ خرید و
فروخت اور معاملات کے مسائل میں ابن القاسم کو
اور حج و مناسک کے مسئلوں میں ابن وہب کو ترجیح
تھی۔ و اقد علم

ابن القاسم کہتے ہیں کہ مجھ کو ابتدا میں جو امام
کی صحبت میں رہنے کا شوق دامن گیر ہوا ہے اس
کی وجہ یہ ہے کہ میں نے ایک شخص کو خواب میں یہ
کہتے ہوئے سنا کہ اگر علم حق کو دوست رکھتے ہو اور
اسی کی طلب کا کامل ارادہ ہے تو تمہیں عالم آفاق
کے پاس جانا چاہئے۔ میں نے کہا عالم آفاق کون
ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ
امام مالک۔

ابن القاسم نے ہر سال کے مہینوں کو اس
طرح تقسیم کر رکھا تھا، چار ماہ اسکندیہ میں رہ کر
روم، بربر اور زنگ کے کافروں کے ساتھ خدا
کی راہ میں جہاد کرتے تھے اور تین مہینے سفر حج اور
زیارت پیغمبر میں صرف فرماتے تھے اور پانچ مہینے
تعلیم علم میں مشغول رہتے تھے۔

ایک روز امام مالک کی مجلس میں ان کا ذکر آیا
تو امام نے فرمایا کہ وہ تو مشک سے بھری ہوئی تھیلی

وارد او انبانیست پُر از مشک۔

وخرقی در شرح رسالہ در تحت این قول کہ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ قَدَائِكَ حَسَنًا نُوْثِقَتْ اَسْتِ کہ ابن القاسم در رمضان دو ختم قرآن می کرد۔

واسد بن القاسم الفرات گفته است کہ ابن القاسم در غیر رمضان نیز دو ختم قرآن می کرد چون من بخدمت اور رسیدم واورا ترغیب احیاء علم کردم یک ختم را موقوف داشت ویک ختم را تا آخر عمر مواظبت نمود۔

وزرد او از مسائل امام مالک کہ مردم ازان جناب پرسیدہ بودند و او جواب آں فرمودہ بود سه صد جلد بود۔ وفات او در مصرست در سنہ یک صد و نود و یک۔ واورا بعد از موت بخواب دیدند و پرسیدند کہ چه چیز ترا درین عالم سودمند افتاد گفت چند رکعتی کہ در اسکندریہ گذارده بودم۔ پرسیدند کہ این مسائل فقہ کجا رفت۔ گفت بیچ ندیدم و بدست خود اشارہ نمود کہ آنہم را هَبَاءٌ مَّنْشُورًا یافتم۔

ہے اللہ تعالیٰ اس کو عافیت کے ساتھ رکھے۔

خرقی نے اپنے کسی رسالہ کی شرح میں وَمَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ قَدَائِكَ حَسَنًا کے تحت میں لکھا ہے کہ ابن القاسم ماہ رمضان میں دو کلام اللہ ختم کرتے تھے۔

اسد بن القاسم الفرات بیان کرتے ہیں کہ ابن القاسم علاوہ رمضان کے بھی دو قرآن مجید ختم فرمایا کرتے تھے جب میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو احیاء علم کی طرف توجہ دلائی تو ایک ختم کو موقوف کر دیا اور آخر عمر تک ایک ہی ختم پر مواظبت کرتے رہے۔

لوگوں نے مختلف اوقات میں امام مالک سے جو مسائل دریافت کئے تھے اور آپ نے ان کو جو جواب دیئے تھے ان کی تین سو جلدیں ان کے پاس موجود تھیں۔

۱۹۱ھ میں آپ کی وفات مصر میں ہوئی۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے ان کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اس عالم میں کونسی چیز نے تم کو فائدہ دیا؟ آپ نے جواب دیا کہ نماز کی چند رکعتوں نے جنہیں اسکندریہ میں ادا کیا تھا۔ پھر ان سے دریافت کیا کہ فقہ کے وہ مسائل کہاں گئے؟ تو جواب دیا کہ میں نے کچھ نہ دیکھا۔ اور دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ ان سب کو هَبَاءٌ مَّنْشُورًا انبیسست

عہ یعنی کلام پاک کا سات دن میں ختم کرنا اچھا ہے۔

راقم حروف میگوید کہ از نیجا کسی را وہم راہ نرند کہ اشتغال بہ علم ہیج نیست ہرچہ ہست اشتغال بہ عبادت ست زیرا کہ اشتغال بعلم نیز نوعی از عبادت بلکہ بہترین عبادت است و تحقیق آنست کہ نفوس انسانہ در اشتغال خود مختلف اند بعضی را از یک شغل تاثیر عظیم در قوی نفسیہ حاصل میشود و بعضی را از شغل دیگر و در عالم برزخ ظہور آن تاثیر عظیم واقع میشود و آن ہمہ اشتغال فی نفسہا محمود اند و گاہی در شغل قلیلہ سہلی نیت صالحہ دست میدہد و در شغل دیگر اگرچہ کثیر و عمدہ باشا کہ آن قسم نیت صالحہ حاصل نمیکرد و ان اللہ لا یظیر الی صورکم و اعمالکم و لکن یظیر الی قلوبکم و نیاتکم قاعدہ مقری ست فیکفیم ذلک۔

و نابود پایا۔

راقم الحروف لکھتا ہے کہ اس جگہ یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ اشتغال علمی کوئی مفید کام نہیں ہے۔ تعلیم و تعلم میں مشغول رہنا بھی ایک قسم کی عبادت بلکہ بہتر عبادت ہے اور تحقیق حق یہ ہے کہ نفوس انسانہ اشتغال میں مختلف ہیں۔ بعض کو کسی شغل سے تاثیر حاصل ہوتی ہے اور بعض کو کسی سے۔ اور عالم برزخ میں اس تاثیر کا ظہور عظیم واقع ہوتا ہے۔ لیکن شغل سب کے سب محمود ہیں۔ بعض دفعہ عمل قلیل ہوتا ہے مگر خلوص نیت کی وجہ سے وہ عمل ایسا عظیم الشان اور عمدہ سمجھا جاتا ہے کہ دوسرا عمل کثیر نیت صالحہ نہ ہونے کی وجہ سے عمدگی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ان اللہ لا یظیر الی صورکم و اعمالکم و لکن یظیر الی قلوبکم و نیاتکم۔ حق تعالیٰ کی طرف سے قاعدہ کلیہ مقرر ہے۔

موطا کا پانچواں نسخہ

نسخہ پنجم از موطا روایت معن بن عیسیٰ ست و از مفردات او این حدیث ست کہ در موطا دیگر یافتہ نمی شود۔

مَا لِكُ عَنْ سَالِمِ ابْنِ النَّضْرِ مَوْلَى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ ابْنِ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ

یہ معن بن عیسیٰ کا روایت کردہ ہے۔ وہ حدیث جو ان کے مفردات میں سے ہے اور کسی دوسرے موطا میں نہیں پائی گئی، یہ ہے مالک، سالم ابو النضر مولى عمر بن عبید اللہ، ابو سلمہ بن عبد الرحمن۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ

لے اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اعمال کو نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے دلوں اور نیتوں کو دیکھتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات سے تہجد پڑھنے کے لئے اٹھا کرتے تھے، جب آپ اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے، اگر میں بیدار ہوتی تو آپ مجھ سے باتیں کرنے لگتے تھے ورنہ آپ اس وقت تک استراحت فرماتے جب تک کہ مؤذن آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ فَإِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ فَإِنْ كُنْتُ يَقْطَانَةَ يُحَدِّثُ مَعِيَ وَإِلَّا اضْطَجَعَ حَتَّى يَأْتِيَهُ الْمُؤَذِّنُ.

علامہ معن بن عیسیٰ کا تذکرہ

معن کی کنیت ابو یحییٰ ہے اور نسب یہ ہے
معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز۔

قزاز۔ دونوں زائے معجمہ ہیں۔ قز قزوینی کی جانب نسبت ہے۔ قزخام رشیم کو کہتے ہیں۔

چونکہ یہ بنی اشجع کے غلاموں میں سے تھے اس وجہ سے دلار کی نسبت سے ان کو اشجعی بھی کہتے ہیں امام مالک کے بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ اپنے زمانہ کے محقق اور مفتی تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ امام مالک کے ربیب تھے۔ جس وقت ہارون رشید موطا سننے کے اشتیاق میں اپنے دونوں صاحبزادوں یعنی امین اور مامون کو لے کر امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس وقت موطا کے قاری یہی معن بن عیسیٰ تھے۔ ہارون اور ان کے دونوں صاحبزادے کچھ دیر سنتے رہے۔

معن بن عیسیٰ اکثر حجرہ کے دروازہ پر رہتے تھے اور جو کچھ امام کی زبان فیض ترجمان سے نکلتا تھا اسے سن کر لکھ لیتے تھے۔

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ایسے بوڑھے ہو گئے

کنیت او ابو یحییٰ است و نسب
او معن بن عیسیٰ بن دینار المدنی القزاز۔
بہر دو زائے معجمہ نسبت بقز قزوینی
وقز رشیم خام غیر منسوج را گویند۔

واو اشجعی ست بولار یعنی از مولیٰ
بنی اشجع بود و از کبار اصحاب مالک
ومفتیان و محققان آن عصر بود گویند۔
کہ سے ربیب امام مالک بود و چون
ہارون رشید باد پسر خود کہ امین و
مامون بودند بشوق استماع موطا
نزد امام مالک آمد قاری موطا ہمین
معن بن عیسیٰ بود و ہارون باہر دو
پسر خود استماع می کرد و خیلی ملازم
صحبت امام بود۔

واکثر بر در حجرہ امام می ماند و بہر
چہ از زبان امام بر می آمد آنرا می شنید
ومی نوشت۔

و چون امام مالک کلان سال شد

و محتاج عصا گشت معن بن عیسیٰ بجائے
عصائے اوبود بردوش اویکیہ کردہ تا
مسجد نبوی برائے اقامت جماعت می
رفت و بنا برین اور اعصائی مالک
می گفتند۔

روایات او در بخاری و مسلم و
ترمذی و دیگر کتب معتبرہ بسیارست از
امام مالک چہل ہزار مسئلہ سماع داشت در مدینہ
منوہ در ماہ شوال ۱۹۸ھ بر حمت الہی پیوست۔

کہ لاکھی رکھنے کی ضرورت پڑی تو بجائے لاکھی کے معن
بن عیسیٰ ہوتے تھے۔ امام مالک ان کے دوش کے
سہارے مسجد نبوی تک اقامت جماعت کے لئے
تشریف لے جاتے تھے اسی وجہ سے لوگ انہیں
عصائے مالک بھی کہتے تھے۔

بخاری، مسلم، ترمذی اور دوسری معتبر کتابوں
میں ان کی بہت سی روایات ہیں۔ آپ نے امام مالک
سے چالیس ہزار مسائل سنے تھے۔ ماہ شوال ۱۹۸ھ
میں بمقام مدینہ منورہ انتقال فرمایا۔

موطا کا چھٹا نسخہ

یہ عبداللہ بن یوسف تنیسی کا روایت کردہ ہے
تنیس الجزائر (مغرب) میں ایک شہر ہے۔ آخر عمر میں
عبداللہ بن یوسف نے وہاں کی سکونت اختیار کی
تھی۔ ورنہ وہ دراصل دمشق تھے۔ ذیل کی حدیث صرف
ان ہی کی موطا میں ہے۔

مالک، ابن شہاب، حبیب مولیٰ عروہ۔ عروہ
بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دریافت کیا کہ عمل کو نسا افضل
ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان لانا۔ پھر اس نے
عرض کیا کہ غلام کو نسا آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے
فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو۔ پھر اس نے پوچھا کہ اگر مجھ
میں اس کی بھی طاقت نہ ہو؟ آپ نے فرمایا کہ کسی
پیشہ ور کو سہارا دے دے یا کسی پانچ کی مدد کرے

نسخہ ہشتم از موطا روایت عبداللہ بن
یوسف تنیسی و تنیس شہرست در مغرب
کہ عبداللہ بن یوسف آخراً در ان سکونت
ورزید والا او در اصل دمشق ست از
متفردات او این حدیث ست۔

مَالِكُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ حَبِيبِ
مَوْلَى عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ بِنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَجُلًا
سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْأَعْمَالِ
أَفْضَلُ قَالَ إِيْمَانٌ بِاللَّهِ قَالَ فَأَيُّ الْعِبَادَةِ
أَفْضَلُ قَالَ أَنْفُسُهَا قَالَ فَإِنْ لَمْ أَحِجِدْ
يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَصْنَعُ إِصْبَاعٍ
أَوْ تَعَيِّنَ أَخْرَقَ. قَالَ فَإِنْ
لَمْ أَسْتَطِيعْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ

پھر اس نے عرض کیا کہ اگر مجھ میں اس کی بھی طاقت نہ ہو تو آپ نے فرمایا کہ اپنے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھ کیوں کہ یہ بھی ایک قسم کا ایسا صدقہ ہے جس کو تو اپنے نفس کے لئے کرتا ہے۔

ابو عمر و بیان کرتے ہیں کہ یہ حدیث ابن وہب کی موطا میں بھی ہے البتہ کسی دوسرے موطا میں نہیں ہے۔

تَدْعِ النَّاسَ مِنْ شِرْكِكَ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ
تَتَصَدَّقُ عَلَى نَفْسِكَ .

ابو عمر و گفتہ است این حدیث را در
موطا ابن وہب نیز یافتہ ام و در موطا
دیگر نیست۔

علامہ عبداللہ بن یوسف تنسی کا تذکرہ

عبداللہ بن یوسف کی کنیت ابو محمد ہے اور ان کا نسب و نسبت عبداللہ بن یوسف الکلاعی دمشقی ثم التنسی ہے۔ بخاری نے ان سے بہت سی روایات بلا واسطہ وایت کی ہیں نہایت بزرگ و پرہیزگار اور خیر تھے۔ بخاری اور ابو حاتم نے ان کے ثقہ و عادل ہونے میں بہت مبالغہ کیا ہے۔

کنیت او ابو محمد و نسب و نسبت
او عبداللہ بن یوسف الکلاعی دمشقی ثم
التنسی ست۔ بخاری از وہ بلا واسطہ
روایات بسیار دارد و مرد متورع و خیرہ
و بزرگ بود بخاری و ابو حاتم در توثیق و
تعدیل او بسیار مبالغہ نمودند۔

موطا کا ساواں نسخہ

یہ یحییٰ بن بکیر کا روایت کردہ ہے۔ جو حدیث ان کے موطا کے علاوہ اور کسی موطا میں نہیں وہ یہ ہے۔

مالک، عبداللہ بن ابی بکر، عمرہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ریل کی ہمیشہ مجھ پر تاکید رہی کہ پڑوسی کی خیر خواہی کرتے رہو۔ جس سے میں نے تو

نسخہ ہفتم از موطا روایت یحییٰ بن بکیر
واز متفردات او این حدیث ست کہ در
موطا دیگر یافتہ نمی شود۔

مَالِكُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ
عَنْ عُمَرَ عَنِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ
تَعَالَى عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ جِبْرَائِيلُ

ہوں نیز خدا کی ممانعت ہے کہ ہم اپنی آوازیں آپ کی آواز کے مقابلہ میں بلند کریں۔ مگر میں فطری طور پر بلند آواز واقع ہوا ہوں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”اے ثابت کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ جب تک دنیا میں رہو نیکنامی کی زندگی بسر کرو اور مرو تو شہادت کی موت مرو اور جنت میں بے کھٹکے جاؤ۔“ امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ ثابت بن قیس بن شماس کی شہادت یمامہ کی لڑائی میں واقع ہوئی۔

أُحِبُّ الْجَمَانَ وَنَهَانَا اللَّهُ أَنْ تَرْفَعَ أَصْوَاتَنَا فَوْقَ صَوْتِكَ وَأَنَا أَمْرًا جَهْدِي الصَّوْتِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا ثَابِتُ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَعِيشَ حَمِيدًا وَتَمُوتَ شَهِيدًا وَتَدْخُلَ الْجَنَّةَ . قَالَ مَالِكٌ قَتِيلٌ ثَابِتٌ بْنُ قَيْسٍ بْنُ شَمَّاسٍ يَوْمَ الْيَمَامَةِ شَهِيدًا ۱۔

علامہ سعید بن عفیر کا تذکرہ

سعید بن عفیر مصر کے مشہور علماء میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عثمان ہے۔ ان کی نسبت و نسب لام کے اعتبار سے ہے۔ نسب یہ ہے : سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری۔ یہ بھی امام مالکؒ اور لیث بن سعد کے شاگرد ہیں۔ بخاری اور دیگر معتبر محدثین ان سے روایت کرتے ہیں۔ انہیں علم حدیث کے علاوہ دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ انساب، علم تاریخ اور واقعات عرب اور گزشتہ اخبار میں خصوصیت کے ساتھ دخل رکھتے تھے۔ فصاحت اور علوم ادب میں بھی اپنے زمانہ کے سربراہ اور علماء میں تھے۔ بہت زیادہ خوش کلام اور نیک صحبت تھے۔ ان کی مجالست سے کوئی ہرگز طول نہ ہوتا تھا۔ اشعار بھی خوب یاد تھے۔ ۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رمضان ۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

سعید بن عفیر از مشاہیر علماء مصر است۔ کنیت او ابو عثمان و نسب و نسبت او سعید بن کثیر بن عفیر بن مسلم انصاری بالولایت او نیز از شاگردان امام مالک و لیث بن سعد است۔ بخاری و دیگر محدثین معتبر از و سے روایت دارند و او را و را علم حدیث علوم دیگر بکمال بود خصوصاً علم انساب و تواریخ و واقعات عرب و اخبار گزشتہ آن مردم و درین باب احاطہ عجیبی داشت و در فصاحت و علوم ادب نیز سرآمد بنامتے روزگار بود خیلی خوش محاورہ نیک صحبت بود ہرگز از مجالسہ او کسے طول نمی شد و شعر خوب دارد و ولادت او سال یکصد و چہل و شش واقع ست و وفات او در رمضان ہر سال دو صد و بیست و شش بودہ۔

موطا کا نواں نسخہ

یہ روایت ابو مصعب زہری ہے اور ان کے مفردات میں سے یہ حدیث ہے۔

مالک، ہشام بن عروہ، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے یہ سوال کیا کہ غلاموں میں سے کونسا غلام آزاد کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو بیش قیمت ہو اور مالک کے نزدیک زیادہ محبوب ہو۔

لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں کہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کے نسخہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔

نسخہ ہنم از موطا روایت ابو مصعب زہری سے و این حدیث را از متفردات او نوشتند
 أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ
 عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى
 عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 سُئِلَ عَنِ الرِّقَابِ أَيُّهَا الْأَفْضَلُ تَسَالٍ
 أَعْلَاهَا ثَمَنًا وَ أَنْفُسُهَا عِنْدَ أَهْلِهَا.
 لیکن ابن عبد البر کہتے ہیں کہ ابن یحییٰ
 نسخہ یحییٰ بن یحییٰ اندلسی نیز موجود ہے۔

علامہ ابو مصعب زہری کا تذکرہ

ان کا نسب، ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب بن عبد الرحمن بن عوف زہری ہے۔ انہیں عوفی بھی کہتے ہیں۔ مدینہ منورہ کے مفتی و قاضی بھی تھے۔ شیوخ اہل مدینہ میں ان کا شمار تھا۔ ۱۰۰ھ میں پیدا ہوئے اور امام مالک کی صحبت اختیار کی۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے تفقہ تام عطا فرمایا۔ ابراہیم بن سعد مدنی سے بہت زیادہ روایت کرتے تھے۔ خود اصحاب صحاح ستہ ان سے روایت کرتے ہیں البتہ نسائی نے ان سے بواسطہ روایت کی ہے۔ ۹۲ سال کی عمر پائی۔ ابو حذافہ سہمی اور ان کے موطا میں سو حدیثیں ایسی موجود ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں

و نام نسبت او ابو مصعب احمد بن ابی بکر القاسم بن الحارث بن زرارہ بن مصعب عبد الرحمن بن عوف زہری سے و اور عوفی نیز گویند یکی از شیوخ اہل مدینہ است و قاضی مفتی آن بلدہ منورہ بود در سنہ یکصد و پنجاہ متولد شد و ملازمت امام مالک اختیار نمودہ و تفقہ تام نصیب او شد و از ابراہیم بن سعد مدنی نیز روایت بسیار وارد و اصحاب صحاح ستہ از وہ روایت دارند الا آنکہ نسائی بواسطہ روایت می کند۔ عمر او در دو سال شد و در موطا اور موطا ابو حذافہ سہمی بقدر حدیث زیادہ از موطا ہائے دیگر باقیہ

میشود گویند کہ موٹا لے او نسخہ آخریں ست کہ بر امام مالک گزرا نیدہ و مچنین موٹا ابو خذافہ پس زیادت آنہا از قبیل مسود محوہ نیست و اہل مدینہ را اعتماد چنین بود کہ تا وقتیکہ ابو مصعب زہری در میان مازندہ است ما بر اہل عراق در علم حدیث و فقہ است غالبیم۔ در خدمت قضا بود کہ قضائے او رسید و در رمضان سال چہل و دو بعد از مائتین وفات یافت۔

بیان کیا جاتا ہے کہ ان کا موٹا بھی مثل موٹا ابو خذافہ ان پچھلے نسخوں میں سے ہے جو امام مالک کو سنایا گیا تھا اسی وجہ سے یہ زیادتی اس مسودہ کی سی نہیں ہے جو قابل رد و بدل ہوتا ہے۔ اہل مدینہ کو آپ پر بہت اعتماد تھا چنانچہ وہ کہا کرتے تھے کہ جب تک ابو مصعب زہری ہم میں زندہ رہے، ہم حدیث کے علم اور فقہ است کے لحاظ سے عراق والوں پر غالب رہے۔ جب پیام قضا پہنچا تو عہدہ قضا پر مامور تھے۔ ماہ رمضان المبارک ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔

موٹا کا سوال نسخہ

بروایت مصعب بن عبد اللہ زہری

یہ بروایت مصعب بن عبد اللہ زہری ہے۔ کہتے ہیں کہ ذیل کی حدیث ان کے منفردات میں سے ہے مگر ابن عبد البر نے اس حدیث کو یحییٰ بن بکیر اور سلیمان کے نسخہ میں بھی پایا ہے۔

مالک، عبد اللہ بن دینار، ابن عمر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے، یہ کھنڈر اصحاب حجر کے ہیں۔ تو اے لوگو! ایک ایسی قوم مغرب پر بغیر اس کے مت گزرو کہ تم خدا کے خوف کو یاد کر کے رونے والے ہو۔ اور اگر تمہیں روانہ آئے تو وہاں سے گزرنے کی ضرورت بھی نہیں ایسا نہ ہو کہ تمہاری بے اعتنائی کی وجہ سے تمہیں بھی وہ مصیبت پہنچ جائے جو انہیں پہنچی تھی۔

نسخہ دہم از موٹا روایت مصعب بن عبد اللہ زہریست و گویند کہ ابن حدیث از متفردات اوست لیکن ابن عبد البر اس حدیث را در نسخہ یحییٰ بن بکیر و سلیمان نیز یافتہ است۔
مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَصْحَابِ الْخَيْبِ لَا تَدْخُلُوا عَلَيَّ هَؤُلَاءِ الْقَوْمِ الْمُعْتَدِينَ إِلَّا أَنْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا بَاكِينَ فَلَا تَدْخُلُوا عَلَيْهِمْ أَنْ يُصِيبَكُمْ مِثْلُ مَا أَصَابَهُمْ۔

موطا کا کیا رصوال نسخہ

بروایت محمد بن المبارک صوری

نسخہ یازدہم از موطا بروایت محمد بن مبارک صوری ست۔
یہ محمد بن مبارک صوری کی روایت سے ہے۔

موطا کا بار رصوال نسخہ

بروایت سلیمان بن برد

نسخہ دوازدهم از موطا بروایت سلیمان بن بردست و ازین دو نسخہ و احادیث انہما راقم الحروف را اطلاع حاصل نشدہ۔
یہ بروایت سلیمان بن برد ہے۔ راقم الحروف کو ان دونوں نسخوں کی احادیث پر اطلاع حاصل نہیں ہوئی۔

مسندِ غافقی

مگر آنکہ غافقی کتاب لے نوشتہ است کہ اور اسند احادیث الموطا من اثنتی عشرۃ روایۃ نام کردہ دوران کتاب از خود تا امام مالک سند برجال صحیح می آرد در جمیع احادیث این دوازده نسخہ آن کتاب را از شیخ خود راقم حروف نیز اخذ کردہ است و مطالعہ کردہ و غالباً غافقی را تا اصحاب این نسخہ دو واسطہ می باشد و تا امام مالک سه واسطہ و در آخر آن مسند نوشتہ است کہ مجموع احادیث موطا ازین نسخہ دوازده گانہ نشش ہند شصت مگر غافقی نے جو کتاب لکھی ہے جو "مسند احادیث الموطا من اثنتی عشرۃ" کے نام سے موسوم ہے اور اپنے سے امام مالک تک اس کتاب میں صحیح رجال کے ساتھ سند بیان کی ہے۔ راقم الحروف نے بھی اس کتاب کی تمام احادیث کو اپنے شیخ سے حاصل کر کے مطالعہ کیا ہے۔ غالب یہ ہے کہ غافقی کے ان نسخوں کے اصحاب تک دو واسطے ہوتے ہیں اور امام مالک تک تین واسطے۔ اس مسند کے آخر میں یہ بھی لکھا ہے کہ موطا کے ان بارہ نسخوں میں کل چھ سو چھیالیس احادیث ہیں۔ ان میں سے ستانوے حدیثیں

و شش حدیث ست ازان جملہ نود و ہفت حدیث
 مختلف فیہ است کہ بعضے اہل نسخ دارند و
 بعضے ندارند و باقی متفق علیہ کہ در جمیع نسخ موجود
 ست ازان جملہ بست و ہفت حدیث مرسل
 ست و پانزدہ حدیث موقوف و شیوخ امام
 مالک کہ بنام درین مسند مذکور شدہ اند ہشتاد
 و پنج کس اند و دو جابی تعیین نام باین عبارت
 مذکور اند مالک عن الثقة عنده و آنچه امام مالک
 گفتہ بلغنی بے ذکر راوی آن پنج موضع ست
 و عدد جملہ رجال صحابہ کہ درین مسند مذکور
 اند ہشتاد و پنج ست و از زنان صحابہ بست
 و سہ و از تابعین چہل و ہشت کس اند۔

مختلف فیہ ہیں کہ بعض اہل نسخ وہ حدیثیں رکھتے ہیں
 اور بعض نہیں رکھتے۔ اور باقی متفق علیہ ہیں کہ تمام
 نسخوں میں موجود ہیں اور منجملہ ان کے ستائیس حدیثیں
 مرسل ہیں اور پندرہ موقوف۔ امام مالک کے شیوخ
 جن کے نام اس مسند میں مذکور ہیں تعداد میں پچتر
 ہیں۔ دو جگہ پر بغیر تعیین نام کے یہ عبارت مذکور ہے،
 مَا لِكُ عَنِ الثَّقَّةِ عِنْدَهُ یعنی امام مالک نے ایسے
 شخص سے روایت کی ہے جو ان کے نزدیک ثقہ ہیں
 امام مالک نے لفظ بَلَّغْنِي سے بغیر ذکر راوی کے پانچ
 موقعوں میں روایت کی ہے۔ جملہ رجال صحابہ کی تعداد
 جو اس مسند میں مذکور ہیں پچاسی ہے اور صحابیات
 میں سے تیسس اور تابعین میں سے اترتالیس ہیں۔

علامہ ابوالقاسم غافقی کا تذکرہ

راقم الحروف کہتا ہے کہ چونکہ کلام کا سلسلہ
 مسند غافقی تک پہنچ گیا ہے تو ان کا بھی کچھ حال ضرور
 لکھنا چاہئے۔ ان کی کنیت ابوالقاسم اور نام عبدالرحمن
 بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجومہری ہے۔ قسطاس کے
 مشائخ میں سے ہیں۔

قسطاس ملک شام میں ایک شہر ہے جو دمشق
 کے متصل ہے۔ ان دیار کے مشہور اور اعلیٰ درجہ کے
 محدث مثل حسن بن رشیق اور ابن شعبان وغیرہ کے
 شاگرد ہیں۔ نہایت پرہیزگار اور فقیہ تھے باین ہمہ
 خود کو فقہار کے زمرہ میں شمار نہ کرتے تھے۔ ایسے
 خلوت پسند تھے کہ کسی کو اپنے پاس نہ آنے دیتے تھے۔

راقم الحروف گوید چون این کلام منجر
 شد بذكر مسند غافقی لا بد برخی از احوال
 او نیز نگاشتمی آید او ابوالقاسم عبدالرحمن
 بن عبداللہ بن محمد الغافقی الجومہری ست از
 شیوخ قسطاس ست۔

(قسطاس) شہر بیت مشہور در شام
 متصل دمشق شاگرد حسن بن رشیق و ابن
 شعبان و دیگر محدثان عمدہ آن دیار ست
 و مرد فقیہ متورع بود و درآمد و رفت بر خود
 بست کردہ بود و ہرگز خود را در فقہار
 شمار نمی کرد۔ در خانہ خود منزوی و

اپنے ہی مکان میں عزت گزین تھے، باہر کم نکلتے تھے
دو عمدہ کتابیں ان کی یادگار ہیں۔ ایک مسند موطا۔
دوسری مسند مالک فی الموطا۔ مذہباً مالکی تھے۔
ماہ رمضان المبارک ۳۸ھ میں وفات پائی۔ فرقہ
بھی جاننا چاہئے کہ دو شخصوں نے امام مالک سے موطا
کو روایت کیا ہے اور دونوں کا نام یحییٰ بن یحییٰ ہے۔
ایک ان میں سے وہی ہیں، جن کا حال نسخہ اولیٰ کے
بیان میں گزر چکا۔ اور وہ موطا کے مشہور ترین نسخوں
میں سے ہے۔ لیکن صحیحین بلکہ صحاح ستہ میں ان سے
کوئی روایت نہیں ہے، چونکہ ان کو وہم زیادہ رہتا
تھا اس لئے ان بزرگوں نے ان کو ترک کر دیا۔
دوسرے یحییٰ بن یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن تمیمی حنظلی
نیشاپوری ہیں۔ ان کی وفات ۲۲۲ھ میں ہوئی۔ بخاری
اور مسلم میں ان کی روایت موجود ہے۔ جو اشخاص
رجال حدیث سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتے
وہ دونوں میں اشتباہ پیدا کر دیتے ہیں۔

معتدل می گزرا بسند کم برمی آمد دو
کتاب نفیس از تصانیف او یادگار ماندہ۔
یکے مسند موطا و دوم مسند مالک فی الموطا
واو در مذہب مالکی بود در سنہ ۳۸ھ و شتاد
ویک در ماہ رمضان وفات یافت و درینجا
باید دانست کہ دو کس از امام مالک موطا را
روایت کردہ اند و نام ہر دو یحییٰ بن یحییٰ است
یکی از انہما ہمان است کہ در بیان نسخہ اولیٰ
احوال او گذشت و او مشہور ترین نسخہ ہائے
موطا است لیکن در صحیحین بلکہ در صحاح ستہ
اصلاً روایت او وارد شدہ بچہ کثرت او امام
او این بزرگان اوران ترک کردند دوم یحییٰ بن
یحییٰ بن بکیر بن عبد الرحمن التمیمی الحنظلی النیشا
پوری است کہ در سنہ دو صد و بست و دو
وفات یافتہ و روایت او در بخاری و مسلم موجود
است کسانی را کہ وقوف تمام بر رجال حدیث
نمی باشد درین ہر دو اشتباہ پیدا می کنند۔

موطا کا تیرھواں نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی

یہ نسخہ بروایت یحییٰ بن یحییٰ تمیمی ہے جو باب
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں منعقد
کیا ہے اور یہی ابواب موطا کا آخری باب ہے۔ اسی پر
ان کے موطا کا اختتام ہے اس میں یہ حدیث ہے۔

نسخہ سیزدہم از موطا روایت یحییٰ بن یحییٰ
تمیمی است در باب ماجار فی اسماء النبی صلی
اللہ علیہ وسلم می گوید و این باب آخر ابواب
موطا است کہ بدان تمام شدہ۔

مَا لَيْتُ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ
بْنِ مُطْعِمٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَالَ بِي خَمْسَةَ أَسْمَاءٍ أَنَا مُحَمَّدٌ
وَأَنَا أَحْمَدُ وَأَنَا الْمَاجِي الَّذِي يُخَوِّ اللَّهُ
بِي الْكُفْرَ وَأَنَا الْحَاشِرُ الَّذِي يُحْشِرُ النَّاسَ
عَلَى قَدَمِي وَأَنَا الْعَاقِبُ .

مالک، ابن شہاب، حضرت محمد بن جبیر بن مطعم فرماتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے
پانچ نام ہیں۔ محمد اور احمد۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے میرے
ذریعہ سے کفر کی بڑکائی ہے اور نیز قیامت کے دن
تمام آدمی میرے قدم بقدم چلیں گے اسی وجہ سے میرا
نام ماجی اور حاشر ہے۔ اور میرا نام عاقب بھی ہے۔

موطا کا چودھواں نسخہ بروایت ابو حذافہ سہمی، علامہ ابو حذافہ سہمی کا تذکرہ

نسخہ چہار دہم از موطا روایت ابو حذافہ
سہمی ست و نام او احمد بن اسمعیل است و
او اخر اصحاب امام مالک باعتبار وفات در
بغداد مردہ است روز عید الفطر در سال دو صد
و پنجاہ و نو لیکن در شرائط چندان معتبر نبود لہذا
دارقطنی اور اتضعیف می کرد و می گفت کہ بعضے
مردم احادیث دیگر خارج از موطا را در موطا
داخل کرده بروئے خواندند و او متنبہ نہ شد
و خطیب گفته است کہ دانستہ دروغ نمی گفت
لیکن بسبب سادگی و غفلت درین و رطوبت
اقتاد بر قاتی کہ شاگرد دارقطنی ست گفته است
کہ من از دارقطنی پرسیدم کہ بخاطر من میرسد کہ
کتابی کہ دروغے فقط احادیث صحیحہ باشد

یہ بروایت ابو حذافہ سہمی ہے۔ ان کا نام احمد بن
اسمعیل ہے۔ وفات کے اعتبار سے یہ امام مالک کے
آخری شاگردوں میں سے ہیں۔ بغداد میں عید الفطر
کے روز ۲۵۹ھ میں وفات پائی چونکہ شرائط کے لحاظ
سے چنداں معتبر نہ تھے اس باعث سے دارقطنی ان کی
تضعیف کر کے کہتے تھے کہ بعض اشخاص نے ایسی چند
احادیث جو موطا سے خارج ہیں موطا میں داخل کر کے
انہیں سنائیں اور وہ متنبہ نہیں ہوئے۔ خطیب
فرماتے ہیں کہ دانستہ جھوٹ نہ بولتے تھے لیکن غفلت
اور سادگی کی بنا پر اس بلا میں پڑ جاتے۔ برقانی جو
دارقطنی کے شاگرد ہیں کہتے ہیں کہ میں نے دارقطنی سے
دریافت کیا تھا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ کوئی ایسی کتاب
جس میں احادیث صحیحہ ہوں جمع کروں اس میں ابو حذافہ

کی روایت کو بھی درج کروں یا نہیں؟ فرمایا کچھ ڈرنہیں ہے۔ مگر ابن عدی نے بیان کیا کہ ابو حذافہ امام مالک سے بے اصل اور باطل باتیں روایت کرتے ہیں ان کا اعتبار نہ کرنا چاہئے۔ اور اس قباحت کا غالباً یہ سبب ہے کہ وہ منقل تھے، لوگ ان کو فریب دیتے تھے۔ دوسرے اشخاص ان حدیثوں کو جو غیر معتبر تھیں موطا میں درج کر کے ان کے سامنے پڑھتے تھے اور وہ انہیں یاد کر لیتے تھے نہ یہ کہ وہ خود جھوٹ بولتے تھے چنانچہ دارقطنی نے فوراً اس کی تصدیق کی اور اس امر کو صراحت کے ساتھ بیان کیا۔ اصل میں یہ قریشی تھے، بنی سہم سے جو قریش کے قبیلوں میں سے ایک قبیلہ ہے اول اول مدینہ منورہ میں رہا کرتے تھے آخر میں بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔ تقریباً ایک سو سال کی عمر پائی۔

جمع کثرت روایت ابو حذافہ راہم درج نہ ایم گفت چہ باک ست اما ابن عدی گفته است کہ ابو حذافہ از امام مالک سخنان بے اصل و باطل روایت می کند اعتبار نباید کرد و غالباً سبب این قباحت آنست کہ او مرد منقل بود مردم اورا فریب می دادند و احادیث دیگر را کہ غیر معتبر بود در موطا درج کرده پیش او می خواندند و او آنہم را باور میداشت نہ آنکہ خود دروغ بگوید چنانچہ دارقطنی در حال او باین معنی تصریح کرده و او در زادہ قریشی بود از بنی سہم کہ یکے از شعبہائے قریش ست و در مدینہ ساکن بودہ آخراً در بغداد سکونت اختیار نمودہ و قریب صد سال عمر یافتہ۔

موطا کا پندرہواں نسخہ

بروایت سوید بن سعید

یہ سوید بن سعید سے روایت ہے اور ان کے منقرات میں سے یہ حدیث ہے۔
مالک، ہشام بن عروہ، عروہ، عبد اللہ بن عمرو بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم کو اس صورت میں نہ اٹھائے گا کہ آدمیوں کے سینے سے علم سلب کر لیا جائے گا بلکہ علماء اٹھائے جائیں گے اور جب ان کا کوئی جانشین عالم باقی نہ رہے گا تو مخلوق

نسخہ پانزدہم از موطا روایت سوید بن سعید و از متفردات او این حدیث ست۔
مَالِكُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَقْبِضُ الْعِلْمَ أَنْتِزَاعًا يَنْتِزَعُهُ مِنَ النَّاسِ وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ

جاہلوں کو اپنا سردار خیال کرے گی اور ان سے ہی اپنے مسائل دریافت کرے گی اور وہ بغیر علم کے قوی دیکر خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

فَاِذَا لَمْ يَبْقَ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُؤُوسًا جُهَالًا فَسَيَلُّوْا فَاَقْتُوْا بَعْدَ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا۔

علامہ سوید بن سعید کا تذکرہ

ان کی کنیت و نام ابو محمد سوید بن سعید الہرمی ہے اور حدثنی بھی ان کو کہتے ہیں۔ مسلم اور ابن ماجہ نے ان سے روایت کی ہے اور وہ انہیں معتبر جانتے ہیں۔ ابو القاسم بغوی تو انہیں حفاظ حدیث میں شمار کرتے تھے لیکن امام احمد بن حنبل بعض امور میں ان پر گرفت فرمایا کرتے تھے۔ اس فن کے محققین کا یہ بیان ہے کہ جب وہ اپنے نوشتہ میں سے روایت کرتے تھے تو احتیاط مد نظر رکھتے تھے اور جب اپنی یاد سے لکھواتے تھے تو خطا کرتے تھے اور آخر عمر میں کبر سنی اور بڑھاپا اور ضعف بصارت و حافظہ میں خلل ہونے کے سبب سے قابل اعتماد نہیں رہے تھے۔ اگرچہ ان کی احادیث میں بہت سے منکرات ہیں لیکن امام مسلم نے ان منکرات کو اصول معتبرہ سے دفع کر کے بہت فائدہ اٹھایا ہے۔ ماہ شوال ۲۴ھ میں انتقال فرمایا۔ رحمہ اللہ

کنیت ابو محمد سوید بن سعید الہرمی ست و اور حدثنی نیز گویند مسلم و ابن ماجہ از وے روایت دارند و اور معتبر شمارند ابو القاسم بغوی گفته است کہ او از حفاظ بود اما امام احمد بن حنبل در بعضی امور بروے گرفت می کردند و محققین این فن گفته اند او چون از نوشتہ خود روایت می کرد با احتیاط می کرد و چون از یاد خود اطلاعی کرد خطائے نمود در آخر با سبب کبر سن و شیخوختہ و ضعف بصارت و خلل حافظہ قابل اعتماد نماندہ بود و در احادیث او منکرات بسیار یافتہ اند اما امام مسلم آن مناکیر را دور کرده و از اصول معتبرہ او فائدہ گرفتہ در شوال سنہ چہل بعد المائتین وفات اوست رحمہ اللہ۔

موطا کا سولہواں نسخہ بروایت امام محمد بن الحسن شیبانی

یہ بروایت امام مجتہد محمد بن الحسن شیبانی ہے۔ امام نسخہ شانزدہم از موطا روایت امام

محمد صاحب ایسے معروف و مشہور ہیں کہ کچھ تعریف و توصیف کی ضرورت نہیں۔ انہوں نے اپنی موٹا کو اس حدیث پر ختم کیا ہے۔

مجتہد سبت بانی عنیفہ محمد بن الحسن الشیبانی ست و امام مذکور بچت شہرت و کثرت احوال نویسان محتاج تعریف و توصیف نیست موٹا خود زاہرین حدیث ختم نمود۔

مالک، عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اے مسلمانو! تمہاری مدت حیات و بقا دیگر گزشتہ امتوں کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسا کہ عصر کی نماز سے مغرب تک کا وقت۔ گویا تمہاری اور یہود و نصاریٰ کی مثال یوں بیان ہو سکتی ہے کہ ایک شخص نے کسی کام کے لئے چند مزدوروں کو رکھا اور کہا کہ تم میں سے کتنے ایسے ہیں کہ جو صبح سے دوپہر ڈھلنے تک کام کریں اور ایک ایک قیراط لیتے رہیں۔ چنانچہ یہود نے اس کی تعمیل کی۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا کہ اب تم میں ایسے کتنے آدمی ہیں جو دوپہر ڈھلنے سے عصر کے وقت تک اسی ایک ایک قیراط پر رضامند ہوں اس کو نصاریٰ نے منظور کر لیا۔ پھر اس نے کہا، اب کون ہے جو فقط عصر کی نماز سے مغرب تک کام کرے اور دو دو قیراط اجرت کے لے لے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یاد رکھو یہ تم لوگ ہو کہ تم نے عصر سے مغرب تک کام کیا اور دو دو قیراط لے۔ یہود و نصاریٰ اس پر ناراض ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے کہ ہمارا کام زیادہ اور مزدوری کم ہے اس نے جواب دیا کہ جو مزدوری تمہاری مقرر کی گئی تھی اس کے دینے میں تو کچھ کمی نہیں کی، انہوں نے کہا کہ نہیں۔ اس پر مالک نے جواب دیا تو پھر اس سے آگے

أَخْبَرَ نَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَجَلَكُمْ فِيمَا خَلَا مِنَ الْأُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ وَإِنَّمَا مَثَلُكُمْ وَمَثَلُ الْيَهُودِ وَالنَّصَارَى كَرَجُلٍ اسْتَعْمَلَ عُمَّالًا فَقَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي إِلَى نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ الْيَهُودُ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ نِصْفِ النَّهَارِ إِلَى الْعَصْرِ عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ فَعَمِلَتِ النَّصَارَى عَلَى قِيرَاطٍ قِيرَاطٍ ثُمَّ قَالَ مَنْ يَعْمَلُ لِي مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ إِلَّا فَأَنْتُمُ الَّذِينَ تَعْمَلُونَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ عَلَى قِيرَاطَيْنِ قِيرَاطَيْنِ قَالَ فَعَضِبَتِ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ عَمَلًا وَأَقَلُّ عَطَاءً قَالَ هَلْ ظَلَمْتُمْ مِنْ حَقِّكُمْ شَيْئًا؟ قَالُوا لَا! قَالَ فَإِنَّهُ فَضَّلَنِي أَوْتِيَهُ مَنْ أَسَاءَ.

قَالَ مُحَمَّدٌ هَذَا الْحَدِيثُ

يَدُلُّ عَلَى أَنَّ تَأْخِيرَ الْعَصْرِ
أَفْضَلُ مِنْ تَعْجِيلِهَا لِأَنَّ
جَعَلَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى الْعَصْرِ
الْأَثَرِ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ
فِي هَذَا الْحَدِيثِ وَمَنْ عَجَّلَ
الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّهْرِ إِلَى
الْعَصْرِ أَقْلَ مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ
إِلَى الْمَغْرِبِ فَلِهَذَا يَدُلُّ عَلَى تَأْخِيرِ
الْعَصْرِ وَتَأْخِيرِ الْعَصْرِ أَفْضَلُ مِنْ
تَعْجِيلِهَا مَا دَامَتِ الشَّمْسُ
بَيْضَاءَ نَقِيَّةً لَمْ يُخَالِطْهَا صُفْرَةٌ
وَهُوَ قَوْلُ أَبِي حَنِيفَةَ وَالْعَامَّةِ
مِنْ نَقَلَيْنَا رَحِمَهُمُ اللَّهُ تَعَالَى -
انتهی۔

میرا افضل ہے اس میں سے جتنا چاہوں دوں۔
اس روایت کو نقل کر کے امام محمد نے اس پر استدلال
کیا کہ عصر کو ذرا تاخیر سے پڑھنا جلدی پڑھنے سے افضل
ہے۔ دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث
میں بات بتلائی کہ ظہر اور عصر کا درمیانی وقت عصر اور مغرب
کے درمیانی وقت سے زیادہ ہونا چاہئے۔ اب جو شخص
عصر میں زیادہ عجلت کرے گا تو اس کے مسلک پر ظہر اور
عصر کی نمازوں کا درمیانی وقت عصر اور مغرب کی نمازوں
کے درمیانی وقت سے کم ہوگا۔ پس اس سے ثابت ہوا
کہ عصر میں تاخیر ہونی چاہئے لیکن عصر کی تاخیر اس کی
تعمیل سے اسی وقت تک بہتر ہے جب تک سورج سفید
اور صاف ہو یعنی اس پر زردی بالکل نہ ہوئی ہو چنانچہ
یہی مذہب امام ابو حنیفہ اور ہمارے عام فقہار رحمہم اللہ
کا ہے۔

تاخیر عصر پر بحث

راقم الحروف کہتا ہے امام محمد نے جو کچھ اس حدیث
سے استنباط کیا ہے وہ صحیح ہے اور حدیث کا مدلول صرف
اسی قدر ہے کہ صلوٰۃ عصر اور غروب آفتاب کا مابین اس
وقت سے کمتر ہونا چاہئے جو زوال آفتاب سے صلوٰۃ عصر
تک ہوتا ہے۔ تاکہ عمل کی کمی اور عطا کی زیادتی جو کہ تشبیہ
سے مقصود ہے، درست ہو۔ اور یہ بات تا وقتیکہ عصر
کو اس کے اول وقت سے مؤخر نہ کیا جائے، متحقق
نہیں ہو سکتی۔ لیکن اس حدیث سے یہ تمسک کرنا جیسا
کہ بعض فقہار سے منقول ہے، کہ عصر کا وقت مثلیں

راقم الحروف گوید آنچه امام محمد
ازین حدیث استنباط کرده صحیح است و مدلول
حدیث ہمین قدر است کہ مابین صلوٰۃ العصر
الی مغرب الشمس کمتر از مابین نصف النهار
الی صلوٰۃ العصر میباشد تا قلت عمل و کثرت
عطا کہ مقصود از تشبیہ است درست گردد و
این معنی بدون تاخیر از اول وقت آن
متحقق نمی شود اما آنچه از فقہار منقول
است کہ باین حدیث تمسک کرده اند

سے شروع ہوتا ہے اور اس سے پہلے ظہر کا وقت ہے ، ٹھیک نہیں۔ کیونکہ حدیث اس مطلب پر دلالت نہیں کرتی۔ البتہ اگر الفاظ حدیث یہ ہوتے مَا بَيْنَ وَقْتِ الْعَصْرِ إِلَى الْغُرُوبِ تو اس امر کی گنجائش تھی۔ اور اس حدیث سے بلاشک استدلال درست ہو جاتا۔ چونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ إِلَى مَغْرِبِ الشَّمْسِ۔ اور ظاہر ہے کہ عصر کی نماز اول وقت میں متحقق نہیں ہوتی تھی تاکہ مدعا حاصل ہو۔ اور جو مقابلہ اوقات کا آپ نے بیان فرمایا اس میں تشبیہ کا دار و مدار عصر سے غروب آفتاب کے اس درمیانی وقت پر ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معمول کے موافق تھا۔ اور اس وقت سے جب حضورؐ کی مسجد میں عادتاً عصر کی نماز ہوتی تھی مغرب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت سے بیشک تھوڑا ہوتا تھا گو عصر کے ابتدائی وقت سے غروب آفتاب تک کا وقت ظہر اور عصر کے درمیانی وقت کے برابر ہو۔

اگر کسی کے دل میں ہماری اس تقریر سے شبہ ہو کہ تشبیہ کی غرض تفہیم یعنی سمجھانا ہے اور اس صورت میں ایک قسم کی خیال بناری لازم آتی ہے۔ کیونکہ عصر کی نماز پڑھنے کا کوئی وقت متعین نہیں ہے۔ ہر کوئی نماز کے کسی نہ کسی حصے میں نماز پڑھ لیتا ہے، جس سے کسی وقت کی ابتدا معین کرنا دشوار ہے، بخلاف عصر کے اصلی وقت کے کہ وہ خود فی حد ذاتہ متعین ہے تو اس خلجان کے جواب میں میں یہ کہوں گا کہ تشبیہ بیشک سمجھانے کے لئے ہے لیکن مخاطبین کلام کو سمجھانے کے

دراںکہ وقت عصر از ما بعد المثلین شروع میشود و قبل ازان وقت ظہر است پس دلالت حدیث بران ممنوع است آری اگر لفظ ما بین وقت العصر الی الغروب یبوء گنجائش این استدلال میشود لفظ حدیث ما بین صلوة العصر الی مغرب الشمس است و ظاہر است کہ صلوة العصر در اول وقت متحقق نمی شود تا مدعا حاصل گردد و مدار تشبیہ در مقالہ ما بین نماز عصر است بروفق آنچه معمول آن جناب بود تا وقت غروب و آن کمتر از ما بین ظہر و عصر می باشد گو از ابتدائے وقت تا غروب مساوی آن باشد۔

و اگر کسی را بخاطر رس کہ تشبیہ برائے تفہیم است و درین صورت تخیل لازم آید زیرا کہ عصر را تعین نیست ہر کسی دو وقتے از اوقات متسعہ میخواند بخلاف وقت عصر کہ فی نفسہ متعین است گوئیم تشبیہ برائے تفہیم مخاطبین است و مخاطبین وقت متعارف نماز آن جناب را می شناختند پس نسبت بایشان بوجه احسن تفہیم متحقق شد و دیگران را بسمع از ایشان این معنی واضح شد و تفہیم متحقق شد نظیرش آنکہ حضرت عائشہ در میان وقت معمول نماز عصر آن جناب

لئے۔ اور جو لوگ اس وقت مخاطب تھے ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کا وقت اچھی طرح معلوم تھا۔ پس ان کی نسبت تو تفہیم میں کچھ شبہ نہیں ہو سکتا اور دوسرے لوگوں کو ان سے سن کر معنی واضح ہو گئے اور تفہیم پائی گئی۔ دیکھو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی نماز عصر کا معمول اس طرح بیان فرمایا ہے :

”رسول اللہؐ ایسے وقت میں عصر کی نماز پڑھتے تھے کہ دھوپ میرے حجرہ میں ہوتی تھی اور اس وقت تک سایہ ظاہر نہیں ہوتا تھا۔“

اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان ایسے لوگوں کے سوا کسی کو مفید نہیں ہو سکتا کہ جنہوں نے حجرہ مبارک کو دیکھا ہو اور آفتاب کا اس میں پایا جانا اور سایہ کے ظاہر ہونے کو اس پر قیاس کر لیا ہو۔ اسی طرح حدیث مذکور میں بھی سمجھنا چاہئے اور یہ بھی جاننا چاہئے کہ امام محمد کے کلام میں جو یہ عبارت واقع ہوئی ہے کہ

وَمَنْ عَجَلَ الْعَصْرَ كَانَ مَا بَيْنَ الظُّلْمِ إِلَى الْعَصْرِ أَقْلًا مِمَّا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى الْمَغْرِبِ

بظاہر مخدوش معلوم ہوتی ہے کیوں کہ قواعد ظلال کے موافق ایک مثل سایہ اکثر میں اس وقت گزرتا ہے جب کہ چوتھائی دن باقی رہ جائے۔ پس دونوں وقت اس حساب سے برابر ہونے چاہئیں نہ زیادہ نہ کم۔ لیکن امام کے کلام کی یہ توجیہ ہو سکتی ہے کہ امام کی مراد ما بین الظہر سے ما بین وقت المتعارف للصلوة ہے یعنی اس وقت کے شروع سے کہ جب آپ ظہر کی نماز ادا کرتے تھے اور خصوصاً گرمیوں کے دن میں کہ جن میں ابراد (نماز کو ٹھنڈا کرنا)

فرمودہ است کان یصلی العصور الشمس فی حجرہا لم یظہر الفی بعد و معلوم است کہ این بیان و تفسیر غیر از کسانی را کہ آن حجرہ مبارک را دیدہ باشند و بودن آفتاب را در آن حجرہ و ظہور سایہ را در آن مقایسہ کردہ باشند فائدہ نمی کند کذا ہذا۔ و نیز باید دانست کہ آنچه در کلام امام واقع شدہ کہ ومن عجل العصر کان ما بین الظہر الی العصر اقل مما بین العصر الی المغرب بظاہر مخدوش است زیرا کہ موافق قواعد ظلال انقضاء مثل وقتی می شود کہ ربع النہار باقی می ماند در اکثر بلدان پس وقتین مساوی باشند نہ زیادہ و کم و می توان توجیہ کرد کہ مراد امام از ما بین الظہر ما بین وقت المتعارف للصلوة است یعنی از ابتدائے وقت متاخر خصوصاً در ایام صیف کہ ابراد آن مستحب است واللہ اعلم۔

مستحب ہے۔ عصر تک کا وقت عصر اور مغرب کے درمیانی وقت سے بشرطیکہ عصر میں تعجیل کی جائے تھوڑا ہوگا۔
واللہ اعلم۔

تفصیل شرح مؤطا

واین نسو مؤطارا ملا علی قاری
از متاخرین شرح کردہ اند و ہومروج
و مشہور فی ہذہ الدیار و از متعلقات
مؤطا دیگر دو کتابت از تصانیف ابن
عبدالبر نام کتاب التقصی لما فی المؤطا
من الاحادیث ست درانجا احادیث
مؤطارا استیفا نموده است۔ و تقصی
بقاف بعد النار الفوقیہ بمعنی دور
رفتن ست و مراد مبالغہ است
در جمع احادیث مؤطا از نسخ آن
و نام دوم کتاب الاستذکار
لمذاہب علماء الامصار فیما
تضمنہ المؤطا من معانی الرأی
والآثار۔

و مقاصد این ہر دو کتاب از
نامہائے ایشان ظاہری شود حاجت
بیان نیست و این کتاب اخیر بسیار
راجح و متعارف است و کتاب اول نیز یافتہ میشود۔

ملا علی قاری نے جو متاخرین میں سے ہیں اسی
نسخہ مؤطا کی شرح کی ہے اور اس دیار میں یہی نسخہ
مروج اور مشہور ہے اور مؤطا کے متعلقات میں سے
دو کتابیں اور ہیں۔ یہ دونوں کتابیں ابن عبدالبرؒ کی
تصنیف ہیں۔ ایک کا نام کتاب التقصی لما فی المؤطا
من الاحادیث ہے چونکہ اس کتاب میں مؤطا کی
حدیثوں کو تمام و کمال درج کیا ہے اسی وجہ سے اس
کا یہ نام رکھا گیا اور لغوی معنی سے ان معنی کو یہ
مناسبت ہے کہ تقصی کے لغوی معنی دُور جانے کے
ہیں۔ مؤلف کی مراد اس نام سے مبالغہ کرنا ہے یعنی
مؤطا کی حدیثوں کو اس کے تمام نسخوں سے جمع کر دیا گیا
ہے۔ اور دوسری کتاب کا نام کتاب الاستذکار
لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی
الرأی والآثار ہے۔

چونکہ ان دونوں کتابوں کے مقاصد ان کے نام
سے ہی ظاہر ہیں اس لئے ان کے بیان کرنے کی چند
ضرورت نہیں ہے اور آخری کتاب بہت راجح اور
مشہور ہے اور اول کتاب بھی دستیاب ہوتی ہے۔

لہ الاستذکار لمذاہب علماء الامصار فیما تضمنہ المؤطا من معانی الرأی والآثار۔ ابن خلیکان۔

و مشارق قاضی عیاض شرح صحیحین
 و موطا ست و امام بونی کہ نام ابو عبد اللہ
 مروان بن علی ست نیز بر موطا شرح
 مسمی بکشف المغطی وارد بسیار مفید
 و نافع در دیار مغرب مشہور ست و از
 متاخرین شیخ جلال الدین سیوطی نیز شرح
 وارد مسمی بتنویر الحوالک فی شرح موطا
 مالک درین دیار بسیار یافتہ می شود
 و حضرت شیخنا و قدوتنا فی کل العلوم
 و الامور شیخ ولی اللہ دہلوی قدس اللہ
 سرہ العزیز دو شرح نوشتہ اند بر احادیث
 و آثار موطا بروایت یحییٰ بن یحییٰ البستی و
 اقوان امام مالک و بعضی بلاغیات ایشان
 را حذف فرمودہ اول کہ خلیلہ دقیق و مجتہدانہ
 است بزبان فارسی نام او مصنفی فی احادیث
 الموطا و دوم کہ مختصر ست و در ان الکفادر بیان
 مذاہب فقہاء حنفیہ و شافعیہ فرمودہ اند و قدی ضروری
 از شرح غریب و ضعیف مشکل داخل نمودہ مسمی بسوی
 من احادیث الموطا و رقم الحروف این شرح از ایشان
 بضبط و اتقان شنیدہ است۔

اور مشارق قاضی عیاض صحیحین اور موطا دونوں
 کی شرح ہے۔ امام بونی نے بھی (جن کا نام عبد اللہ
 مروان بن علی ہے) موطا کی شرح لکھی ہے۔ انہوں نے
 اس شرح کا نام کشف المغطی رکھا ہے یہ شرح دیار
 مغرب میں ملتی ہے بہت مفید اور نافع ہے۔ متاخرین
 میں سے شیخ جلال الدین سیوطی نے اس کی ایک شرح
 لکھی ہے اس کا نام تنویر الحوالک فی شرح موطا مالک
 ہے یہ شرح بھی اس دیار میں ملتی ہے۔ اور حضرت شیخ
 المشائخ پیشواے علمار را سخن جناب شاہ ولی اللہ
 صاحب دہلوی قدس سرہ العزیز نے بھی اس موطا
 کی جو بروایت یحییٰ بن یحییٰ البستی ہے دو شرحیں لکھی ہیں۔
 پہلی شرح کچھ دقیق اور مجتہدانہ فارسی زبان میں ہے
 ”مصنفی فی احادیث الموطا“ اس کا نام ہے۔ اور دوسری
 شرح مختصر ہے، اس میں صرف فقہاء حنفیہ و شافعیہ
 کے مذاہب بیان کرنے پر اکتفا کیا ہے اور کچھ ان ضروری
 امور کا بھی (جو مشکل تھے شرح غریب سے ضبط کر کے)
 بیان کیا ہے۔ اس کا نام ”مسومی من احادیث الموطا“
 ہے۔ راقم الحروف نے اس شرح کو ان سے ضبط و اتقان
 کے ساتھ سنا ہے۔

فائدہ ہمہ

یہ جانتا چاہیے کہ اس زمانہ میں چاروں اماموں
 کی تصنیف میں سے موطا کے سوا علم حدیث میں اور
 کوئی تصنیف موجود نہیں ہے۔ اور دوسرے اماموں
 کی مسانید جو عالم میں مشہور ہیں، وہ امام خود ان کی

باید دانست کہ از تصانیف ائمہ اربعہ
 رحمہم اللہ در علم حدیث امروز در دست مردم
 غیر از موطا موجود نیست و مسانید ائمہ دیگر
 کہ در عالم مشہور ست خود ایشان تصنیف

تصنیف میں مشغول نہیں ہوئے بلکہ دوسرے اشخاص نے جو ان کے بعد میں آئے ہیں ان کے مرویات کو جمع کر کے مسند فلاں نام رکھ دیا۔ اور یہ امر ہر عقلمند جانتا ہے کہ کسی شخص کے مرویات اس وقت تک رطب و یابس یعنی صحیح و ضعیف کا مجموعہ رہتی ہیں جب تک وہ شخص جس کی بزرگی و فضیلت کا ہم اعتقاد رکھتے ہیں خود اس مخلوط کو چند دفعہ گہری نظروں سے مطالعہ کر کے متمیز نہ کر دے۔ اور جب تک وہ اپنے شاگرد کو تعلیم نہ کرے کسی قسم کا اعتقاد اور بھروسہ نہیں ہو سکتا۔

آن پر داختہ اند بلکہ دیگر ان بعد ازیشان آمدہ مرویات ایشان را جمع نموده اند و مسند فلاںی مسمی کرده و بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط می باشد تا وقتیکہ خود آن شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آن مخلوط را متمیز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نماید و شاگردان خود را تعلیم نکنند محل اعتماد چہ قسم تواند بود۔

مسانید حضرت امام اعظم

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ اس وقت جو حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مسند مشہور ہے وہ قاضی القضاة ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کا تالیف کردہ ہے جو ۶۷۲ھ میں راجع ہوا ہے۔ حضرت امام اعظم کے ان مسانید کو جن کو علماء سابق نے تیار کیا تھا اس میں جمع کر دیا ہے اور اپنے خیال کے موافق کسی ایسی چیز کو جو امام صاحب کے مرویات سے تھی ترک نہیں کیا۔ چنانچہ قاضی القضاة نے خود اس مسند کے خطبہ میں ان مسندوں اور نیز ان کے مصنفین کا نام اور ان مصنفین تک اپنی سند کو مفصل بیان کیا ہے۔ اس وقت تک کثرت سے دو مسند راجع اور مشہور ہیں۔ اول حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی کا مسند اور دوسرا حافظ الوقت حسین بن محمد بن خسرو کا مسند۔ چنانچہ راقم الحروف کو بھی ان تینوں مسندوں

و تفصیل این اجمال آن کہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہوست تالیف قاضی القضاة ابوالمؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی ست کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار آنرا راجع ساخته مسانید امام اعظم را کہ علماء سابق پر داختہ بودند درین مسند جمع کردہ بنظم خود بیچ چیز را از مرویات امام اعظم ترک نکرده و قبل ازوے ہر چند مسانید بسیار برائے مرویات امام اعظم ساخته بودند چنانچہ خودش در خطبہ این مسند نام آنہا و مصنفین آنہا و سند خود بان مصنفین بیان نموده اما بیشتر راجع و مشہور دو مسند بود و تا حال موجود و متداول ست اول مسند حافظ الحدیث محمد بن یعقوب حارثی دوم مسند حافظ الوقت حسین بن محمد بن

کی اجازت اپنے شیوخ سے پہنچی ہے۔ اس مسند کو حضرت امام اعظمؒ کی طرف نسبت کرنا ایسا ہی ہے، جیسا کہ ہم مسند ابو بکر کو جو حضرت امام احمدؒ کا ترتیب دادہ ہے، حضرت ابو بکر صدیقؓ کی طرف نسبت کریں اور اس میں زیادہ مغالطہ نہیں ہے۔

خمس۔ چنانچہ اجازت این ہر سہ مسند راقم الحرف نیز از شیوخ خود رسیدہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظمؒ کرن ازان باب ست کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابو بکر صدیق نمایم از تصانیف ایشان انگاریم و آن منقطع پیش نیست۔

مسند حضرت امام شافعیؒ

یہ ان احادیث مرفوعہ کا مجموعہ ہے جنہیں خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاگردوں کے روبرو مسند کے ساتھ بیان فرمایا کرتے تھے اور روایت کیا کرتے تھے اور ان حدیثوں میں سے جو حدیثیں ابو العباس محمد بن یعقوب الاصحم نے ربیع بن سلیمان مرادی سے سن کر کتاب الامم اور مبسوط کے ضمن میں جمع کی تھیں یہاں انہیں ایک جگہ پر جمع کر کے 'مسند امام شافعی' نام رکھ دیا ہے۔ اور ربیع بن سلیمان نے جو امام شافعیؒ کے بلا واسطہ شاگرد ہیں، تمام حدیثوں کو امام شافعیؒ سے سنا ہے۔ البتہ جزو اول کی چار حدیثوں کو امام شافعیؒ سے بواسطہ بویطی کے روایت کیا ہے۔ اور جامع و ملقط کی حدیثوں کو ایک شخص نے جو نیشاپور کے رہنے والے ہیں اور جن کا نام ابو جعفر محمد بن مطر ہے، ابواب امم اور مبسوط سے انتخاب کر کے جدا لکھا۔ اور چونکہ یہ سب ابو العباس اصم کا جمع کردہ تھا، اسی وجہ سے اسے مسند شافعی لکھتے ہیں۔ بعض کا یہ قول ہے کہ خود ابو العباس نے ان احادیث کو انتخاب کیا ہے اور محمد بن مطر صرف کاتب تھے۔ بہر حال وہ مسند نہ مسانید

مسند حضرت امام شافعی عبارت ست از احادیث مرفوعہ کہ امام شافعیؒ آنرا بہ حضور شاگردان خود بسند بیان فرمود و روایت یمنمو و آنچه ازین احادیث در مسموعات ابو العباس محمد بن یعقوب الاصحم از ربیع بن سلیمان در ضمن کتاب الامم و مبسوط واقع شدہ بود آنرا یک جا جمع نمودہ مسند امام شافعی نام کردہ و ربیع بن سلیمان بواسطہ شاگرد امام شافعیؒ ست وہمہ احادیث را از امام شافعیؒ شنیدہ مگر چہار حدیث از جزو اول کہ بواسطہ بویطی از امام شافعیؒ روایت می کند و جامع و ملقط آن احادیث شخصے از نیشاپور ست کہ او را ابو جعفر محمد بن مطر گویند و از ابواب امم و مبسوط آن احادیث را التقاط کردہ جدا نوشتہ و چون رہنمہ بفرمودہ ابو العباس اصم بود مولف مسند شافعی اورا انگارند و بعضی گویند کہ خود ابو العباس انتخاب آن حدیث کردہ است محمد بن مطر کاتب محض بود بہر حال آن

ہی کی ترتیب پر ہے نہ ابواب کی بلکہ کیف ما اتفق
انتخاب کر کے جدا لکھا گیا اور اسی وجہ سے اس کے
اکثر موقعوں میں بہت تکرار واقع ہوئی ہے۔ اس
مسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الامم کے باب

وضو کی روایت میں اس سند کے ساتھ بیان کیا ہے ،
مالک ، صفوان بن سلیم ، سعید بن سلمہ ، مغیرہ بن ابی بڑہ
ابو ہریرہؓ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ
علیہ وسلم ، ہم سمندر کا سفر کرتے ہیں اور اپنے ساتھ
تھوڑا سا پینے کے لئے پانی رکھ لیتے ہیں۔ اب اگر اسی
سے وضو کریں تو اشدہ رہیں۔ پس ان حالات کے ہوتے
ہوئے کیا سمندر کے پانی کو ہم وضو کے کام میں لے سکتے
ہیں ؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اس میں شبہ ہی کیا ہے (سمندر کا پانی بالکل پاک ہے
اور اس کا مردار حلال و طیب ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ صحابہ نے سمندر کے پانی کی نسبت اس وجہ سے سوال کیا تھا کہ سمندر کا پانی
جاری نہیں ہے بلکہ ٹھیرا ہوا ہے اور اس میں ہر طرح کے جانور وغیرہ مرتے ہیں اور یا اس وجہ
سے کہ آپ کا ارشاد ہے کہ بحر کے نیچے نار ہے تو اس کی ملائست کی وجہ سے شاید اس پانی کا استعمال
عبادات کے لئے پسند نہ ہو۔ نیز ممکن ہے کہ اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہوں۔

مسند امام احمد بن حنبل

مسند امام احمد بن حنبل اگرچہ خود امام عالی مقام
کی تصنیف اور آپ ہی کی لکھی ہوئی ہے، لیکن اس
میں بہت سے زیادات ان کے بیٹے عبداللہ کے ہیں۔

مسند حضرت امام احمد بن حنبل پر خلیفہ تصنیف
و تسوید خود آن امام عالی مقام ست لیکن دروی
زیادات بسیار از پسر ایشان عبداللہ دست۔

و بعضے از زیادات از ابو بکر قطعی کہ راوی آن کتاب از سیر ایشان ست نیز ست و آن کتاب مستطاب مشتمل ست بر شہرہ مسند۔

اول مسند عشرہ مبشرہ ست و ماعدہ دوم مسند اہل بیت نبوی علیہم السلام بیوم مسند ابن مسعود چہارم مسند ابن عمر پنجم مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابی رمتہ ششم مسند حضرت عباس و پسران بزرگواران ایشان ہفتم مسند عبد اللہ بن عباس ہشتم مسند ابی ہریرہ نہم مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دہم مسند ابی سعید خدیجی یازدہم مسند جابر بن عبد اللہ انصاری دوازدهم مسند میکیاں سیزدہم مسند مدینیاں چہار دہم مسند کوفیاں پانزدہم مسند بصریاں شانزدہم مسند شامیاں ہفدہم مسند انصار ہر دہم مسند عائشہ مع مسند النصار و تمام کتاب را بر یک صدفہتاد و دو جزو تقسیم نمودہ اند و صاحب این تجربہ حسن بن علی بن مذہب ست کہ از قطعی روایت آن کتاب میکند و امام احمد این کتاب بہ طریق بیاض جمع میکرد و ترتیب و تہذیب او از ان امام بوقوع نیامد بلکہ بعد از وی پسر او عبد اللہ بہ ترتیب آن درختہ لیکن در ان جا خطا ہای بسیار کردہ مدینیاں را در شامیاں درج کردہ و بالعکس چنانچہ حفاظ متقین در ان ترتیب کردہ اند و بعضی از محدثان اصحابان آرا بہ ترتیب ابواب مرتب کردہ اند اما آن نسخہ دیدہ نشاہ و حافظ ناصر الدین بن زریق نیز آرا بر ابواب مرتب ساختہ بود لیکن آن نسخہ

اور بعض زیادات ابو بکر قطعی کے بھی ہیں جو اس میں ان کے بیٹے سے روایت کرتے ہیں۔ یہ کتاب مستطاب اٹھارہ مسندوں پر مشتمل ہے۔

مسند عشرہ مبشرہ۔ مسند اہل بیت نبوی۔ مسند ابن مسعود۔ مسند عبد اللہ بن عمر۔ مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص و ابی رمتہ۔ مسند حضرت عباس اور ان کے نامور صاحبزادوں کا۔ مسند عبد اللہ بن عباس۔ مسند ابی ہریرہ۔ مسند انس بن مالک خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ مسند ابی سعید خدیجی۔ مسند جابر بن عبد اللہ انصاری۔ مسند میکیاں۔ مسند مدینیاں۔ مسند کوفیاں۔ مسند بصریاں۔ مسند شامیاں۔ مسند انصار۔ مسند عائشہ معہ مسند النصار۔ اور تمام کتاب کو ایک سو بہتر اجزا پر تقسیم کیا ہے۔ یہ تقسیم حسن بن علی بن الذہب کی ہے جو قطعی سے اس کتاب کو روایت کرتے ہیں۔ امام احمد اس کتاب کو بطریق بیاض جمع کرتے تھے۔ اس کی ترتیب و تہذیب خود امام سے واقع نہیں ہوئی بلکہ ان کے بعد ان کے بیٹے عبد اللہ اس کی ترتیب میں مشغول ہوئے مگر اس میں بہت سی خطائیں ان سے ظاہر ہوئیں۔ مدینہ والوں کو شامیوں میں اور شام والوں کو مدینہ والوں میں جمع کر دیا ہے چنانچہ بعض حفاظ متقین نے اسی ترتیب پر رکھا ہے۔ اور اصحابان کے بعض محدثین نے اس کو بہ ترتیب ابواب مرتب کیا ہے۔ لیکن وہ نسخہ میری نظر سے نہیں گزرا۔ حافظ ناصر الدین بن زریق نے بھی بہ ترتیب ابواب مرتب کیا تھا۔ لیکن یہ نسخہ تیمور کے اس حادثہ میں جو دمشق پر واقع ہوا تھا، مفقود ہو گیا۔

حافظ ابو بکر بن محب الدین نے اس کو حروف معجم پر ترتیب دیا۔ حافظ ابو الحسن، بیہمی نے ان احادیث کو جو امام احمد کی مسند میں صحاح ستہ کی حدیثوں سے زائد ہیں، جدا کر کے مشتمل برابواب کیا ہے اس جگہ یہ بھی جاننا چاہئے کہ قطعی تصغیر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ قاف کے فتح اور طار کے کسر سے ہے۔ پار اس میں نسبت کی ہے۔ یعنی منسوب یہ قطیعیہ۔ قطیعیہ بغداد میں سات محلوں کا نام ہے۔ قاموس میں ہے کہ قطیعیہ بروزن شریعہ بغداد میں چند محلے ہیں جن کو خلیفہ منصور نے اعیان دولت کو آبادی و سکونت کے لئے عطا کئے تھے۔ قاموس میں ان محلوں کے نام شمار کر کے لکھا ہے کہ انہیں میں سے قطیعیہ الدقیق ہے اور احمد بن جعفر بن حمدان محدث وہیں کے رہنے والے ہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابو بکر قطیعی یہی ہیں۔ قطیعیہ کو ہندی میں کٹڑہ کہتے ہیں۔ امام احمد کی اس مسند کے علاوہ جس کا صرف مسودہ ہی تھا اور جسے انہوں نے اپنی حیات میں مرتب اور مہذب نہیں کیا تھا، اور بھی تصنیفات ہیں۔ منجملہ ان کے ایک تفسیر ہے جو بہت بسوط ہے۔ اور کتاب الزہد۔ کتاب الناسخ والمنسوخ۔ کتاب المنسک الکبیر۔ کتاب المنسک الصغیر اور کتاب حدیث شعبہ ہے فضائل صحابہ میں بھی ایک تصنیف ہے۔ اور حضرت ابو بکر و حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے فضائل میں بھی ان کی

ہم درحادثہ تیمو کہ بردمشق واقع شدہ مفقود گشت و حافظ ابو بکر بن محب الدین آزا برحروف معجم ترتیب دادہ لیکن در اسمائے مقلمین فقط و حافظ ابو الحسن بیہمی احادیث را کہ در مسندی امام احمد زاید بر احادیث صحاح ستہ است جدا کردہ برابواب مرتب ساختہ در اینجا باید دانست کہ قطعی بصیغہ تصغیر نیست بلکہ بفتح قاف و کسرت است و آن نسبت بقتیعیہ است کہ نام ہفت محلہ است در بغداد و در قاموس می گوید "القطیعیۃ کشریعیۃ محال ببغداد اقطعہا المنصور اناساً من اعیان دولتہ لیعمروہا ویسکنوہا بعد ازان ہمہ آن محال را شمرده می گوید، منها قطیعیۃ الدقیق و منها احمد بن جعفر بن حمدان المحدث۔"

راقم الحروف می گوید ہمیں ست ابو بکر قطیعی و تفسیر قطیعیہ در لغت ہندی کٹڑہ است و امام احمد بن حنبل را ورا، این مسند کہ فرصت تبییض و ترتیب و تہذیب آن نیافتہ مصنفات دیگر ست ازان جملہ تفسیر لست بسیار بسوط۔ و کتاب الزہد و کتاب الناسخ و المنسوخ و کتاب المنسک الکبیر و کتاب المنسک الصغیر و کتاب حدیث شعبہ و او را تصنیف ست در فضائل صحابہ و او را تصنیف در فضائل ابو بکر و تصنیف دیگر در فضائل

تصنیفات ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ میں ہے کتاب الاثر بہ نیز از مصنفات اوست لیکن انہمہ تصانیف او در اصول مذہب و ماخذ آن واقع شدہ نہ مثل موطا بلکہ از قبیل فوائد دینی است کہ سائر محدثین در آن باوی شرکت بلکہ تفوق دارند۔ واقد اعلم

تصنیفات ہیں۔ اور ایک کتاب تاریخ میں ہے کتاب الاثر بہ بھی ان کی ہی تصنیف ہے۔ لیکن ان کی یہ تمام تصنیفات اصول مذہب اور اس کے ماخذ کے بیان میں موطا کے مثل نہیں ہیں۔ بلکہ از قبیل فوائد دینی ہیں اور اس امر میں تمام محدثین ان کے شریک ہیں بلکہ ان سے سبقت رکھتے ہیں۔

تعدادِ احادیث

مشہور ہے کہ مسند امام احمد میں اصل میں تیس ہزار حدیثیں ہیں۔ اور اگر ان کے بیٹے عبد اللہ کی زیادات کو ملا لیا جائے تو چالیس ہزار احادیث ہوتی ہیں۔ لیکن بعض محدثین نے اپنے شیوخ اور بعض ثقات سے یہ نقل کیا ہے کہ کل تیس ہزار احادیث ہیں۔ واقد اعلم

ان اقوال میں اس طرح تطبیق ہو سکتی ہے کہ جن لوگوں نے مکرر احادیث کو شمار کیا ہے انہوں نے چالیس ہزار کہہ دیا اور جس نے انہیں ساقط کر دیا وہ تیس ہزار کہتے ہیں۔ پس دونوں قول اس طرح صحیح ہو گئے۔ اس جگہ یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ محدثین کے نزدیک جس وقت حدیث کا راوی صحابی مختلف ہو جاتا ہے تو حدیث دوسری ہو جاتی ہے، گو الفاظ و معنی حدیث اور قصہ متحد ہوں۔ البتہ فقہار کی اصطلاح میں فقط معنی کا اعتبار ہے۔ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث واحد ہی رہے گی بلکہ وہ ان خصوصیات کا بھی اعتبار نہیں کرتے جو اصل معنی پر زائد ہیں وہ صرف

و مسند امام احمد مشہور آنت کہ در اصل سی ہزار حدیث است و بازادات پسر ایشان عبد اللہ چہ ہزار حدیث اما بعضی از محدثین از بعضی ثقات و شیوخ خود نقل کردہ اند کہ ہمگی سی ہزار حدیث است۔ واقد اعلم

و ممکن است تطبیق باسقاط مکرر و شمار آن پس ہر دو قول صحیح باشند درین جا باید دانست کہ نزد محدثین ہر گاہ کہ صحابی مختلف شد حدیث دیگر گشت گو الفاظ و معنی و قصہ متحد باشد برخلاف عرف فقہار کہ نزد ایشان اعتبار معنی است فقط تا وقتیکہ اصل معنی واحد است حدیث واحد است بلکہ خصوصیات زائدہ بر اصل معنی نیز نزد ایشان دخل ندارد و محط فائدہ و ماخذ حکم رومی بینند

مخط فائدہ اور ماخذ حکم پر نظر رکھتے ہیں۔ اور حقیقتہ الامریہ ہے کہ چونکہ فقہاء کی مد نظر استنباط ہوتا ہے اس وجہ سے وہ اسی کا مقتضی ہے کہ جب تک اصل معنی واحد ہیں حدیث کو واحد ہی شمار کیا جائے۔ امام احمد جب اس مسند کے مسودہ سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا اور انہیں یہ مسند سنا کر فرمایا کہ ”یہ وہ کتاب ہے جسے میں نے جمع کیا ہے اور سات لاکھ پچاس ہزار روایتوں سے انتخاب کیا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں میں سے کسی حدیث میں مسلمانوں کا اختلاف ہو تو وہ اپنا مرجع اور معیار اس کتاب کو بنائیں۔ اگر اس کتاب میں اس کی اصل پائیں تو فہما، ورنہ اسے غیر معتبر خیال کریں“

راقم الحروف گوید کہ اس سے مراد وہی احادیث ہیں جو درجہ شہرت یا تواتر معنی کو نہیں پہنچیں۔ ورنہ ایسی احادیث مشہورہ بہت ہیں جو مسند میں نہیں ہیں۔ مسند امام احمد میں سب سے اول مسند ابی بکر صدیق ہے۔ اور اس کی ابتدائی حدیثوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ حدیث ہے جسے انہوں نے اپنے زمانہ خلافت میں منبر پر بیٹھ کر خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا تھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو یا ایتھا الذین امنوا علیکم انفسکم لا یضركم من ضل اذا اهدیتم اور تم اس آیت کا مطلب یہ سمجھتے ہو کہ مسلمانوں کو اپنی جان کی فکر کرنی چاہیے۔ اگر تم راہ یاب ہو گئے تو گمراہوں کی گمراہی سے تم کو کچھ ضرر نہیں پہنچ سکتا اور اس وجہ سے تم امر بالمعروف اور نہی

والحق نظر ایشان استنباطست ہمیں را تقاضا می کند۔ و امام احمد چون از مسودہ این مسند فارغ شد ہمہ اولاد خود را جمع کردہ برایشان خواند و گفت کہ این کتابیست کہ من آنرا جمع کردہ ام و چیدہ ام این ہفت لکھ و پنجہ ہزار حدیث یعنی طرق ست پس اگر مسلمانان را اختلافی واقع شود در حدیثی از احادیث پیغمبر علیہ السلام باید کہ باین کتاب رجوع آزند پس اگر درین کتاب اصل وے بیابند فہما و الا نامعتبر شناسند۔

راقم الحروف گوید مراد ایشان همان احادیث ست کہ بدرجہ شہرت یا تواتر معنی نرسیدہ اند والا احادیث صحیحہ مشہورہ بسیارست کہ در مسند ایشان نیست و اول مسند امام احمد مسند ابی بکر صدیق ست و اول احادیث آن حدیث ابی بکر صدیق ست کہ ایشان در خلافت خود بالائی منبر آمد بعد از حمد و ثنائے الہی فرمودند کہ اے مردمان! شما این آیت را می خوانید یا ایہا الذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضركم من ضل اذا اهدیتم و معنی این را چنین می فہمید کہ اے مسلمانان شما فکر جانہائے خود کنید اگر شما را یاب شدید از گمراہی گمراہان شما را چہ ضررست پس امر بالمعروف و نہی

عن المنکر کو ضروری خیال نہیں کرتے) حالانکہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ اگر لوگ امر غیر مشروع پر سکوت کریں اور اس کے تغیر و تبدیل کی فکر نہ کریں تو اس کا ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے ساتھ سکوت کرنے والوں کو بھی عذاب میں گرفتار فرمائے کیونکہ یہ وعظ و نصیحت اور تغیر غیر مشروع کے ترک کرنے کی وجہ سے گنہگار ہوئے۔

پس آیت کے معنی اس طرح پر ہیں کہ تم اپنی جانوں کا فکر کرو۔ یعنی تمہارے ذمہ پر جو واجبات ہیں ان کو ادا کرو اور منجملہ ان کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی ہے۔ لیکن جب کہ تم نے اپنی طرف سے پوری سعی کی اور پھر بھی وہ لوگ باز نہ آئے تو اس صورت میں تم بری الذمہ ہو اور ان کی معصیت سے تمہیں کوئی ضرر نہ ہوگا اور عذاب میں مبتلا نہ ہو گے۔

از منکر ضرور نمی دانید حال آنکہ من از حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنین شنیدم کہ اگر مردم بر امر غیر مشروع سکوت نمایند و تغیر و تبدیل آن نکنند خوف آن است کہ حق تعالیٰ بعقوبت گرفتار سازد ہم گنہگار را و ہم سکوت کنندگان از یہ کہ اینہا نیز بترک وعظ و نصیحت و تغیر نامشروع گنہگار شدند۔ پس معنی آیت چنین است کہ شما فکر جانہائے خود کنید یعنی آنچه بر ذمہ شما است از واجبات بجا آورید و منجملہ آن امر بمعروف و نہی عن المنکر نیز است و بعد ازان شما کہ از طرف خود سعی کردید و مردم باز نمانند در ان صورت بری الذمہ شدید۔ و شمارا از معصیت آنها ضربے نہ نتواند شد و در عقوبت گرفتار نخواہید گشت۔

مسند ابو داؤد الطیالسی

اس مسند کے ابتدا میں مسند ابو بکر ہے اور اس کے اول یہ حدیث ہے۔

شعبہ، عثمان بن المغیرہ، علی بن ربیعہ الاسدی، اسمار یا ابن اسمار الفزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث سنتا ہوں تو مجھ کو اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ نفع پہنچاتا ہے جس سے وہ چاہتا ہے۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو بکر

واول مسند او مسند ابی بکر است واول آن این حدیث است۔

حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةَ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ رَبِيعَةَ الْأَسَدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ أَسْمَاءَ أَوْ ابْنِ أَسْمَاءَ الْفَزَارِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقُولُ كُنْتُ إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِي اللَّهُ

نے یہ حدیث بیان فرمائی ہے (اور ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سچ کہا تھا) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے۔ جو شخص کوئی گناہ کر کے (پشیمان ہو) پھر وضو کر کے دو رکعت نماز ادا کرے اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔ پھر اس کے استشہاد میں کلام مجید کی یہ آیت پڑھی۔ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَلْحُوا نِيزَ يَه دوسری آیت وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَلْحُوا

ان کا نام سلیمان بن داؤد بن الجارود طیالسی ہے یہ دراصل شہر فارس کے رہنے والے ہیں اور آخر میں بصرہ کی سکونت اختیار فرمائی تھی اور وہاں کے محدثین میں سے مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیر ہم سے کثرت کے ساتھ روایت رکھتے ہیں۔ اور احادیث طویلیہ کو خوب محفوظ رکھتے تھے اور اپنے زمانہ میں اسی کمال کے ساتھ مشہور و معروف تھے۔ انہوں نے ایک ہزار تالیف سے علم حدیث کو حاصل کیا تھا۔ بہت سے لوگوں نے ان سے روایت کی اور نفع حاصل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جو کچھ ان سے لکھا گیا ہے اس کا شمار چالیس ہزار احادیث کے بقدر پہنچتا ہے یعنی طرق حدیث و آثار موقوفات۔

درسنہ دو صد و چہار وفات یافت
و ہشتاد سال عمر داشت بحی بن معین و ابن
المدینی و فلاس و وبع و دیگر علماء رجال اورا

عَزَّ وَجَلَّ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي مِنْهُ قَالَ
عَلِيٌّ وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ
اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقُولُ مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَتَوَضَّأُ
وَيُصَلِّي رُكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ إِلَّا غُفِرَ لَهُ ثُمَّ
تَلَى هَذِهِ آيَةَ وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ
ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ آيَةَ وَالْآيَةَ الْأُخْرَى وَمَنْ يَعْمَلْ
سُوءًا أَوْ يُظَلِّمْ نَفْسَهُ آيَةَ۔

نام او سلیمان بن داؤد بن الحبارود
طیالسی ست و دراصل از شہر فارس بود و در
آخر سکونت بصرہ اختیار نمود از محدثان آنجا
مثل شعبہ و ہشام دستوائی و ابن عون وغیر ہم
روایات بسیار دارد و احادیث طویلیہ را
نیک محفوظ می داشت و درین صنعت اہل
زمان خود معروف و مشہور بود از ہزار
شیخ اخذ علم حدیث نموده و مردم بسیار
از وی روایت کردند و منتفع شدند۔
و گویند آنچه از وی نوشته اند در شمار
چہل ہزار حدیث رسیدہ یعنی طریق حدیث
و آثار موقوفات۔

درسنہ دو صد و چہار وفات یافت
و ہشتاد سال عمر داشت بحی بن معین و ابن
المدینی و فلاس و وبع و دیگر علماء رجال اورا

بعض کے نزدیک ان کی عمر ۷۱ سال کی ہوئی۔

تعدیل و توثیق مفروضہ اندہ والحق ہمیں
قسم مرثیے بود و این بوداؤد نہ آن بوداؤد
ست کہ سنن او یکے از صحاح ستہ است بلکہ
این مقدم ست بروے بزمان بسیار۔
چنانچہ از تاریخ وفات او ظاہر گشت اصحاب صحاح
ست غالباً از مرثیے بیک واسطہ روایت میکند۔

و توثیق فرمائی ہے۔ اور سچ یہ ہے کہ وہ اسی قسم کے آدمی
تھے۔ یہ ابوداؤد وہ ابوداؤد نہیں ہیں جن کی سنن صحاح
ستہ میں داخل ہے بلکہ یہ ان سے بہت زمانہ پہلے ہیں
جیسا کہ ان کی تاریخ وفات سے ظاہر ہوتا ہے جو صاحب
صحاح ہیں غالباً ان سے ایک واسطہ سے روایت کرتے
ہیں (اور بعض اوقات دو واسطے ہوتے ہیں)۔

مسند عبد بن حمید بن نصر کشتی

اول آن نیز مسند ابو بکر ست و اول
مسند ابی بکر این حدیث ست۔

اس کے اول بھی مسند ابی بکر ہے جس کی پہلی
حدیث یہ ہے۔

اخبرنا یزید بن ہارون قال
اخبرنا اسمعیل بن ابی خالد عن قیس
بن ابی حازم عن ابی بکر الصدیق قال
انکم تقرؤن هذه الایة یا ایها الذین
امنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من
خلف اذا اهدیتم قال سمعت رسول الله
صلی علیہ وسلم یقول الناس اذا برأوا الظالم فلم یأخذوا
علی یدیه اوشک ان یعلمم الله بعقابہ۔
در قاموس می گوید در باب شین
معجمہ۔ الکش بالفتح قریة بجران و در سین
مہلہ می گوید الکس بالکسر و لفتح بلد قریب
سمرقند و لایقال بالشین المعجمہ
فانہا سند کر۔

یزید بن ہارون، اسمعیل بن ابی خالد، قیس بن
ابی حازم ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم لوگ قرآن
شریف کی یہ آیت پڑھتے رہتے ہو (مگر اس کا مطلب
سمجھنے کے وقت یہ ضرور ملحوظ رہے) کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب لوگ کسی
ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھ کو نہ روکیں تو کچھ بعید
نہیں کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کا عذاب عام گھیر لے۔
الکش بفتح کاف و شین معجمہ، بجران میں ایک
قریہ ہے۔ اور الکس بالکسر و بالفتح سمرقند کے قریب
ایک شہر ہے اور اس کو شین معجمہ کے ساتھ نہ پڑھنا
چاہئے۔ چنانچہ عنقریب ہم اس کا ذکر کریں گے۔ دیکھو
قاموس، باب الشین وال سین۔

کنیت ابو محمد و نام او عبد الحمید بن
حمید بن نصر ست مردم تحفیف کردند و بر عبد

ان کی کنیت ابو محمد اور نام عبد الحمید بن حمید
بن نصر ہے۔ تحفیف کی وجہ سے لوگوں نے صرف عبد

پراکتفا کیا اور عبد بن حمید کے نام سے مشہور ہوئے دوسری صدی ہجری کے شروع میں اپنے وطن سے رحلت کی۔ انہیں جوانی میں علم حدیث کا شوق پیدا ہوا۔ یزید بن ہارون بن عبد الرزاق اور محمد بشیر اور دیگر ائمہ فن حدیث سے حدیث کا استفادہ کیا۔ امام مسلم جو صاحب صحیح ہیں اور امام ترمذی اور دوسرے محدثین ان سے بکثرت روایت کرتے ہیں۔ امام بخاری بھی دلائل النبوة میں بطریق تعلیق ان سے روایت لائے ہیں اور ان کا نام عبد الحمید بیان کیا ہے۔ الغرض اس فن کے اماموں میں شمار ہوتے ہیں اور بہت ثقہ اور معتبر خیال کئے جاتے ہیں۔ ۳۳۳ھ ہجری ان کا سال وفات ہے۔ منجملہ ان کی اور تصنیفوں کے ایک یہ مسند ہے اس کو مسند کبیر اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس سے ایک اور مسند انتخاب کر کے مسند صغیر تیار کی ہے۔ دوسری تصنیف ایک تفسیر ہے جو دیار عرب میں مشہور اور متداول ہے۔ اس کے علاوہ دیگر تصنیفات بھی ہیں۔

اکتفا نمودند عبد بن حمید مشہور شد از سر دو صد سال ہجری از وطن خود رحلت نمود و شوق طلب علم حدیث اور ادب جوانی پیدا گشت از یزید بن ہارون و عبد الرزاق و محمد بن بشیر و دیگر ائمہ فن حدیث استفادہ نمودہ مسلم رحمہ اللہ صاحب صحیح و ترمذی رحمہ اللہ و دیگر محدثین از و سے روایات بسیار دارند و بخاری رحمہ اللہ بطریق تعلیق از و سے در دلائل النبوة از صحیح خود روایت دارد نام او عبد الحمید گفته از ائمہ این فن بود و خیلی ثقہ و معتبر در سنہ دو صد و چہل و سہ رحلت اوست و از تصانیف او یکی این مسند است کہ اورا مسند کبیر گویند بچہ آنگہ ازین مسند انتخابی کردہ مسند صغیر درست کردہ اند و دوم تفسیر است کہ متداول است و مشہور در دیار عرب و دیگر تصانیف نیز دارد۔

مسند حارث بن ابی اسامہ

یہ جانتا چاہئے کہ اگر کسی کتاب کو مرتب بہ ابواب فقہ کرتے ہیں مثلاً ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم وغیرہ اس کو اصطلاح محدثین میں سنن کہتے ہیں۔ اور اگر صحابہ کے نام پر اس کی ترتیب ہوتی ہے مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روایات کو جدا لکھا جائے اور عمرؓ کی روایات کو علیحدہ و علیٰ ہذا تو اسے مسند کہتے ہیں۔ اور اپنے

باید دانست کہ در اصطلاح محدثین اگر کتابے را مرتب بر ابواب فقہ نمایند از ایمان و طہارت و صلوٰۃ و صوم الی الآخر آنرا سنن نامند و اگر بہ صحابہ ترتیب دہند مثلاً روایات ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جدا نویسند و روایات عمر بن الخطاب جدا علیٰ ہذا القیاس

آزما سند نامند۔ و اگر پر شیوخ خود ترتیب دہند مثلاً احادیثے کہ از احمد نام شنیدہ باشد جدا نویسند و از محمد نام جدا و علی ہذا القیاس آزا معجم خوانند اما بعضے کتب برخلاف این اصطلاح مسند مشہور شدہ چنانچہ مسند دارمی و این مسند یعنی مسند حارث بن اسامہ زیرا کہ مسند دارمی بر ابواب مرتب ہست چنانچہ اول مسند او مسند یزید بن ہارون ست می گوید۔ اخیراً یزید بن ہارون حدیثاً زکریا بن ابی زائدہ عن الشعبي عبد اللہ بن عمرو بن العاص قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان کے ست کہ مسلمان دیگر از دست و زبان او سالم مانند یعنی کسے را بدست و زبان ایذا نرساند و بدنگوید۔

و کینت او نیز ابو محمد ست و ابن ابی اسامہ اورا نسبت بجد گویند و و نام پدر او محمد ست و نام او ابو اسامہ و آرتست و از قبیلہ بنی تمیم ست از ساکنان بغداد ست۔

از یزید بن ہارون و روح بن عباڑ و علی بن عاصم و واقدی و دیگر علمار

شیوخ کے ناموں پر اگر مرتب کیا جائے مثلاً جو حدیثیں احمد نامی شخص سے سنی ہیں ان کو جدا اور جو محمد نامی سے سنی ہیں انہیں جدا علی ہذا القیاس تو اس کو معجم کہتے ہیں۔ لیکن بعض کتابیں اس اصطلاح کے برخلاف بھی مسند کے نام سے مشہور ہیں۔ چنانچہ مسند دارمی اور یہ مسند یعنی مسند حارث بن ابی اسامہ۔ اس لئے کہ مسند دارمی مرتب بہ ابواب ہے اور یہ مسند مرتب بشیوخ۔ چنانچہ اس مسند کی ابتدا مسند یزید بن ہارون سے ہے وہ لکھتے ہیں۔

أَخْبَرَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ أَبِي زَائِدَةَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(یعنی اس سند کے ساتھ ایک حدیث بیان کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے) مسلمان وہ شخص ہے کہ دوسرے مسلمان اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں۔ یعنی کسی کو اپنے ہاتھ اور اپنی زبان سے تکلیف نہ پہنچائے اور برانہ کہے۔

ان کی کنیت ابو محمد ہے اور دادا کی طرف نسبت کر کے ان کو ابن ابی اسامہ کہتے ہیں۔ ان کے باپ کا نام محمد ہے اور ان کے دادا کا نام ابو اسامہ مشہور ہے۔ یہ بغداد کے رہنے والے اور بنی تمیم کے قبیلہ سے ہیں۔

یزید بن ہارون، روح بن عبادہ، علی بن عاصم، واقدی اور دوسرے علمار حدیث سے اس علم کو حاصل

ابن ابی اسامہ کا روایت حدیث پر اجرت لینے کا سبب

مردم معتبر را در استفادہ از سے
 و بلذاز سے تردد بود زیرا کہ وے روایت
 حدیث زرمی گرفت و اجرت می خواست
 اما ابو حاتم و ابن حبان و ابراہیم جبرتی
 و دارقطنی و دیگر محققین این شان یعنی
 احوال رجال اور اتوثیق نموده اند و صدق
 دانستہ و زر گرفتن اور روایت حدیث
 ازان بود کہ مرد فقیر و عیالدار بود و دختران
 بے شوہر در خانہ داشت می گفت کہ من
 نشد دختر دارم کہ کلان تر آنہا ہفتاد و ہفت
 سالہ و خوردترین آنہا شصت و سہ سالہ است
 و بیچ یک را کہ خدا نکرده ام کہ اسباب تزویج
 میسر نیامدہ و رواندا شتم کہ باغیاری ازدواج
 دہم و اگر خواستگار سے آمد فقیر بود خواستم
 کہ بہ سبب آمدن آن داماد عیال بس زیادہ شود
 و بار اورا بردارم و بجهت کمال فقر و ہم برائے
 آنکہ موت نصب العین باشد لکن خود را در
 ساتھ بریگی کہ در دیوار مسکن او بود مینداشتم
 و برقانی چون از دارقطنی پرسید کہ حادثہ
 اورا در صحاح داخل کنم فرمود البتہ داخل کن
 نور و ہفت سال عمر یافت و در سال دویسد

بیان کیا جاتا ہے کہ معتبر اشخاص کو ان سے فائدہ
 حاصل کرنے اور ان کی شاگردی میں اس سبب سے
 تردد تھا کہ وہ روایت کرنے پر طالب زر ہوتے تھے
 اور اجرت مانگتے تھے۔ لیکن ابو حاتم، ابن حبان، ابراہیم
 جبرتی، دارقطنی و دیگر محققین فن رجال نے ان کی توثیق
 کی ہے اور ان کو صدق جانا ہے۔ روایت حدیث پر
 اجرت لینے کی وجہ یہ تھی کہ وہ محتاج اور عیالدار تھے
 اور دختران بے شوہر رکھتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ
 میری چھ لڑکیاں ہیں ان میں سب سے بڑی کی عمر
 ۷۷ سال اور سب سے چھوٹی کی ۶۳ سال ہے ان میں
 سے کسی ایک کی بھی شادی اس وجہ سے نہیں کی ہے
 کہ سامان جہیز مجھ کو بیشتر نہیں ہے۔ میرا قصد تو نگر کے
 ساتھ نکاح کرنے کا تھا۔ اور اگر کوئی خواستگار آیا بھی
 تو وہ فقیر تھا۔ میں نے نہ چاہا کہ ایسے داماد کے آنے
 کی وجہ سے کنبہ بڑھالوں اور اس کا بوجھ بھی اپنے
 سر رکھوں۔ انتہائی فقر کے باعث نیز اس وجہ سے کہ
 موت ہر وقت پیش نظر رہے، اپنے کفن کو درست
 کر کے اپنے گھر کی کھونٹی پر لٹکا رکھا تھا۔

برقانی نے جب دارقطنی سے دریافت کیا کہ میں
 ان کی احادیث کو صحاح میں داخل کروں؟ تو یہ فرمایا
 کہ ضرور داخل کرو۔ ان کی عمر ۹۷ سال کی ہوئی ۲۸۲ھ

وہشتاد و دو ہجری رحلت نمودہ روز وفات او روز عرفہ بود۔
 میں رحلت فرمائی۔ جس روز وفات پائی وہ عرفہ کا دن تھا۔

مسند بزار

وآن را مسند کبیر نیز گویند اول آن مسند ابی بکر است و اول مسند ابی بکر رضی اللہ عنہ مارواه عمر رضی اللہ عنہ عن ابی بکر رضی اللہ عنہ اول آن ابن حدیث است۔
 اس کو مسند کبیر بھی کہتے ہیں۔ اس کے شروع میں مسند ابو بکر ہے اور مسند ابو بکر میں بھی ابتدا میں وہ احادیث ہیں جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور ان میں بھی سب سے پہلی یہ حدیث ہے۔

قصہ تزویج ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ عنہا

حدثنا سلمة بن شبيب قال
 حدثنا عبد الرزاق قال اخبرنا معمر
 عن الزهري عن سالم عن عبد الله بن
 عمر عن عمر وعمر بن الخطاب بن نافع
 ابواليمان قال حدثنا شعيب بن ابی
 حمزة عن الزهري قال حدثني سالم
 بن عبد الله انه سمع ابا عبد الله
 بن عمر ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ
 قال لمتا تايمت حفصه من خنيس بن
 حذافة السهمي وكان من اصحاب
 النبي صلى الله عليه وسلم قد شهد بنا
 فتوفى بالمدينة قال عمر فلقيت عثمان بن
 عفان فعرضت عليه حفصه ان شئت
 انكثت حفصه بنت عمر فقال سا نظرفي
 سلم بن شبيب، عبد الرزاق، معمر، زهري، سالم
 عبد الله بن عمر، عمر، حكيم بن نافع، شعيب بن ابی حمزه، زهري
 سالم، عبد الله بن عمر، حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں
 کہ جب میری لڑکی حفصہ بنت خنیس بن حذافۃ السہمی کے
 نکاح میں تھیں بیوہ ہو گئیں۔ اور یہ خنیس وہی ہیں،
 جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی اور جنگ بدر
 میں شریک تھے اور بعد میں مدینہ طیبہ میں ان کا انتقال
 ہو گیا تھا۔ تو میں عثمان بن عفان سے بلا اور ان سے
 حفصہ کا معاملہ پیش کر کے کہا کہ اگر تم چاہو تو حفصہ
 کا نکاح تم سے کر دوں۔ اس پر حضرت عثمان نے کہنے لگے
 کہ میں اس معاملہ میں غور کروں گا۔ چنانچہ کئی دن گزرنے
 کے بعد وہ پھر مجھ سے ملے اور کہنے لگے کہ آج کل میرا
 نکاح کا ارادہ نہیں ہے۔ میں ابو بکر سے بلا اور کہا کہ
 اگر تم چاہو تو حفصہ کا نکاح تم سے ہو جائے۔ ابو بکر رضی

سن کر چپ ہو گئے اور مجھے کوئی جواب نہیں دیا مجھے حضرت عثمانؓ سے زیادہ ابو بکرؓ کی بات پر غصہ آیا چند ہی راتیں گزری تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنا پیامِ حفصہ کی نسبت میرے پاس بھیجا اور میں نے فوراً آپ سے نکاح کر دیا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ سے ملاقات ہوئی وہ فرمانے لگے کہ شاید تم مجھ پر اس وقت بہت خفا ہوئے ہو گے جب کہ تم نے حفصہ کے لئے مجھ سے ذکر کیا تھا اور میں نے کوئی جواب نہیں دیا تھا۔ میں نے کہا بیشک فرمایا مجھے اس وقت جواب دینے سے صرف یہ شے مانع تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کا ذکر فرمایا ہے۔ تو میں نہیں چاہتا تھا کہ آپ کے راز کا افشا ہو۔ ہاں اگر آپ چھوڑ دیتے تو میں یقیناً نکاح کر لیتا۔

ان کی کنیت ابو بکر اور ان کا نام احمد بن عمرو بن عبدالمخلق ہے۔ بزار میں پہلے زائے معجم ہے اس کے بعد زائے مہملہ۔ اس آدمی کو کہتے ہیں کہ تخم فروشی کرتا ہے اور اس آدمی کو لغت ہندی میں 'پنساری' کہتے ہیں۔ یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ان کی یہ مسند کبیر معلل ہے۔ یعنی ایسے اسباب جو صحت حدیث میں قاریح ہیں انہیں بھی بیان کرتے جاتے ہیں عرف میں اس قسم کی کتاب کو معلل کہتے ہیں۔

مثلاً اس روایت کے بعد جو حضرت علیؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے واسطے سے بیان کی، کہتے ہیں ہمارے بن الحکم مجہول ہیں اس حدیث کے سوا کوئی حدیث روایت نہیں کرتے یعنی یہ حدیث علیؓ عن ابی بکرؓ ما

أمری فلبثت لیالی ثم لقینی فقال إني لا أريد أن أتزوج فی یومی هذا فلقیت أبا بکر فقلت ان شئت أنکتک حفصۃ بنت عمر فصمت ابو بکر فلم یرجع الی شیئاً فکنت اوجد علیہ منی علی عثمان فلبثت لیالی ثم خطبها الی رسول اللہ ﷺ ، فانکحتها ایاً فلقینی ابو بکر فقال لعنک وجد علی حین عرضت علی حفصۃ فلم ارجع الیک شیئاً قلت نعم قال فانه لم یمنعنی ان ارجع الیک مما عرضت علی إلا انی قد کنت علمت ان رسول اللہ ﷺ قد ذکر حفصۃ فلم اکن لأفتی بر رسول اللہ ﷺ ولو ترکها قبلتها أو نکحتها۔

کنیت او ابو بکر و نام او احمد بن عمرو بن عبدالمخلق ست و بزار بتقدیم زائے معجم بر زائے مہملہ کسی را گوید کہ تخم فروشی کند و آن کس را در لغت ہندی پنساری نامند و او از اہل بصرہ است و این مسند کبیر او معلل ست یعنی اسبابِ خفیہ قادمہ در صحت حدیث نیز بیان می کند و این قسم کتاب را در عرف معلل گویند۔

مثلاً بعد از روایت حدیث حضرت علیؓ از حضرت ابو بکرؓ گوید و اسما بن الحکم مجہول لم یحدث بغيرنا الحدیث یعنی حدیث علیؓ عن ابی بکرؓ ما من مسلم یؤفناً

مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ الْحَدِيثُ وَعَلَى
 هَذَا الْقِيَاسِ. انہوں نے ہدایت بن خالد سے جو بخاری
 اور مسلم کے شیخ ہیں اور ایسے ہی عبدالاعلیٰ بن حماد اور
 حسن بن علی بن راشد اور عبداللہ بن معاویہ جمعی سے
 علم حدیث کو حاصل کیا۔ اور ابوالشیخ وطبرانی اور عبدالباقی
 بن قانع و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اویں
 رواج یہ ہے کہ جوانی کے زمانہ میں تعلیم اور فائدہ حاصل
 کرنے کی غرض سے سفر کرتے ہیں۔ انہوں نے برعکس یہ
 کیا کہ آخر عمر میں ان حدیثوں کی اشاعت کے لئے جن
 کے وہ عالم تھے اور مزید علم حاصل کرنے کی غرض سے
 سفر اختیار فرمایا۔ مدتوں اصبہان اور شام میں اسی
 نیت صالحہ پر مقیم رہے۔ اور مخلوق کثیر کو علم حدیث کے
 فیض سے مستفیض فرمایا۔ دارقطنی نے اول ان کا ذکر
 کیا ہے اور ان کی تعریف و توصیف کے بعد کہتے ہیں
 کہ چونکہ ان کو اپنے حفظ و یاد پر وثوق زیادہ تھا اور
 نسخہ صحیحہ کو دیکھے بغیر روایت کرتے تھے۔ اس وجہ سے
 روایت میں خطا ہوتی تھی اور اکثر خطا واقع ہونے
 کا سبب یہی ہے۔ ملک شام کے شہر رملہ میں ۲۹۲ھ
 میں ان کی وفات ہوئی۔

فَيُحْسِنُ الْوُضُوءَ الْحَدِيثُ وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسِ۔
 از ہدایت بن خالد کہ شیخ بخاری و مسلم ست
 و یحسین از عبدالاعلیٰ بن حماد و حسن بن علی
 بن راشد و عبداللہ بن معاویہ جمعی اخذ علم
 حدیث نمودہ۔ ابوالشیخ و طبرانی و عبدالباقی
 بن قانع و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اویں
 و در آخر عمر خود رحلت نمودہ است برائے
 تعلم علم و نشر احادیثی کہ نزد خودش
 بود برعکس آنچه متعارف بود کہ در ایام
 شباب و تحصیل برائے استفادہ و تعلم
 رحلت میکردند و در اصبہان و در شام
 مدتہا باین نیت صالحہ اقامت نمود و خلقی
 کثیر را فیض علم حدیث داد و دارقطنی ذکر
 او کردہ و ثنائے او بیان نمودہ بعد
 ازان میگوید کہ در روایت خطا ہم دارد
 و بیشتر اعتماد بر حفظ و یاد خود میکرد
 و نسخہ صحیحہ را نمی دید باین جہت اکثر
 خطا ہائے واقع میشد و در شام در رملہ
 رملہ وفات یافتہ در سال دوصد و نود و دو۔

مسند ابو یعلیٰ موصلی

اس کی ترتیب ابواب و اسماء صحابہ ہر دو پر رکھی
 گئی ہے۔ اس کے اول میں کتاب الایمان ہے اور
 اس طرح بیان کرتے ہیں، فِي أَحَادِيثِ الْإِيمَانِ
 مِنْ مُسْنَدِ أَبِي بَكْرٍ۔ وَعَلَى هَذَا الْقِيَاسِ۔ یعنی اس میں

و آن جامع ست در ترتیب ابواب
 و صحابہ اول او کتاب الایمان ست و
 می گوید فی احادیث الایمان من مسند
 ابی بکر۔ و علیٰ ہذا القیاس۔ و تمام آن

ایمان کے متعلق جو روایت مسندات ابنی بکر سے ہیں وہ بیان کی جائیں گی، دیگر امور کو اسی پر قیاس کیا جائے۔ اس پوری مسند کے چھتیس جزو ہیں اول مسند میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

سلمۃ بن شیبہ، ہشیم، کوثر بن حکیم، نافع۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ جس دین میں ہم اس وقت موجود ہیں اس میں نجات کا اصلی مدار کیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ جس نے لا الہ الا اللہ کی شہادت دی۔ بس یہی اس کے لئے نجات ہے۔

ابو یعلیٰ کی ایک معجم بھی ہے جسے انہوں نے اپنے شیوخ کے اسماء پر مرتب کیا ہے۔ محدثین کا قاعدہ یہ ہے کہ مسمیٰ باحمد و محمد کو مقدم کرتے تھے اور اس کے بعد اپنے شیوخ کے اسماء گرامی کے حروف کے موافق ترتیب وار ذکر کرتے ہوئے روایت کرتے تھے۔ چنانچہ معجم کے شروع میں ابو یعلیٰ اس طرح پر بیان کرتے ہیں۔

محمد بن منہال، یزید بن زریع، عمارۃ بن ابی حفصہ عکرمہ۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھ کو ابن عمر بن جدعان کے ساتھ جو کچھ معاملہ خدا کے یہاں ہوا ہو اس سے مطلع فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا کیا حال تھا۔ عرض کیا کہ بڑی بڑی اونٹنیوں کی قربانی کرتا تھا۔ اپنے ہمسایوں کی خبر گیری کرتا تھا۔ مہمان نوازی اس کی عادت تھی۔

مسند راسی و شش جزو کردہ اند۔
قال فی اول المسند۔

حَدَّثَنَا سَلْمَةُ بْنُ شَيْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا هَشِيمٌ قَالَ حَدَّثَنَا كُوْثَرُ بْنُ
حَكِيمٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ ابْنِ بَكْرِ
الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ
قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا نَجَاةُ هَذَا الْأَمْرِ
الَّذِي نَحْنُ فِيهِ قَالَ مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ
إِلَّا اللَّهُ فَهُوَ لَهُ نَجَاةٌ.

و ابو یعلیٰ معجمی ہمدارد بر ترتیب
شیوخ خود۔ وقاعدہ محدثین ست
کہ مسمیٰ باحمد و محمد را مقدم
می کنند و بعد از ان بر ترتیب حروف ذکر
اسماء شیوخ و روایات ایشان می نمایند
چنانچہ ابو یعلیٰ در اول معجم سے
گوید۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْبُهَّالِ قَالَ
حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرَةُ
بْنُ أَبِي حَفْصَةَ عَنْ عِكْرَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ
رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ
أَخْبِرْنِي عَنِ ابْنِ عُمَرَ بْنِ جَدْعَانَ قَالَ
النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ قَالَتْ
كَانَ يَنْخَرُ الْكَوْمَاءَ وَيُكْرِهُمُ الْجَارَ وَيَقْرِي

الضَّيْفَ وَيَصُدُّكَ الْحَدِيثَ وَيُؤْتِي
بِالذِّمَّةِ وَيَصِلُ الرَّحْمَ وَيُفَكُّ الْعَانِيَ
وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيُؤَدِّي الْأَمَانَةَ قَالَ
هَلْ قَالَ يَوْمًا وَاحِدًا اللَّهُمَّ إِنِّي
أَعُوذُ بِكَ مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قُلْتُ لَا
وَمَا كَانَ يَدْرِي وَمَا جَهَنَّمَ قَالَ
فَلَا إِذَا .

و ابو یعلیٰ از محی ثمان جزیرہ است نام
او احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن
ہلال تمیمی موصلی ست شاگرد علی بن الجعد و
یحییٰ بن معین و دیگر محدثین عمدہ است و
ابن حبان و ابو حاتم و ابو بکر اسمعیلی شاگردان او چند
مردم را در صدق و بیانت و امانت و علم و تقویٰ و
دیگر صفات محمودہ درو اعتقاد عظیم بود روئے
کہ وفات یافت بازار ہائے موصل بند شدند
و مردم گریان و سوزان بر جنازہ او جمع آمدند و
در تصنیف و ترویج علم نیت صالحہ داشت .
محض حسبہ شد مشغول تعلیم علم حدیث می بود
و اورا ثلاثیات تیرہست کہ در میان او و آن
سرور سہ واسطہ می باشد . حبان
در ثقات ذکر کردہ و حافظ اسمعیلی
بن محمد بن الفضل گفتہ است کہ من مسند
بسیار خواندہ ام مثل مسند عدنی و
مسند ابن یعیق و غیر ذلک لیکن ہمہ
مسانید را مثل انہار یا فستم و مسند

بات سچی کہتا تھا . عہد کو پورا کرتا تھا . کھانا تقسیم کرتا تھا .
امانت میں خیانت نہ کرتا تھا . آپ نے فرمایا کہ کسی دن
اس نے یہ بھی کہا کہ اے اللہ ! دوزخ کی آگ سے
مجھے پناہ میں رکھئے . میں نے عرض کیا نہیں ، اُسے
تو یہ خبر بھی نہ تھی کہ دوزخ کیا چیز ہے . آپ نے فرمایا
تو اب (خدا تعالیٰ کے یہاں) اس کے لئے کچھ نہیں
ہے .

ابو یعلیٰ جزیرہ کے محدثین میں سے تھے . ان کا نام
احمد بن علی بن المثنیٰ بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال تمیمی موصلی
ہے . علی بن الجعد اور یحییٰ بن معین اور دیگر عمدہ محدثین
کے شاگرد ہیں . ابن حبان ، ابو حاتم ، اور ابو بکر اسمعیلی
ان کے شاگرد ہیں . مخلوق کو ان کے صدق و بیانت اور
امانت اور حلم و تقویٰ اور دیگر صفات محمودہ پر بڑا اعتقاد
تھا . جس روز ان کا انتقال ہوا ہے موصل کے تمام
بازار بند ہو گئے تھے اور تمام لوگ گریاں اور سوزاں
ان کے جنازہ کے ساتھ ساتھ تھے . اپنی تصنیف و
ترویج علم میں نیت صالحہ رکھتے تھے . محض حسبہ شد
علم حدیث کے تعلیم میں مشغول رہتے تھے . ان کے
ثلاثیات بھی ہیں . محدثین کی اصطلاح میں ثلاثیات
ان روایتوں کو کہتے ہیں جن میں ان محدث اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان صرف تین واسطہ
ہوں . ابن حبان نے ان کو ثقات میں شمار کیا ہے . حافظ
اسمعیلی بن محمد بن الفضل (تمیمی) کہتے تھے کہ میں نے
مسند عدنی اور مسند ابن المنیع اور ان کے علاوہ بہت
سی مسندات پڑھی ہیں . لیکن تمام مسندات ایسی معلوم

ہوتی ہیں جیسے نہریں اور ابو یعلیٰ کا مسند دریا ناپیدا کنار کی طرح ہے۔ ۲۲ھ میں آپ پیدا ہوئے پندرہ سال کی عمر میں علم حدیث کی طلب اور اس کے شوق میں سفر اختیار کیا۔ ان کی عمر بہت ہوئی۔ ۳۰ھ میں اس عالم سے رحلت فرمائی۔

ابو یعلیٰ زا مثل دریائے ذخار در سال دو صد و بست منول شد و پانزدہ سالہ بود کہ بشوق طلب علم حدیث ارتحال کرد۔ و عمر طویل یافت و در سنہ سی صد و ہفت و فوات اوست۔

صحیح ابو عوانہ

یہ صحیح مسلم پر مستخرج ہے۔ اصطلاح محدثین میں مستخرج اس کو کہتے ہیں جو کسی دوسری کتاب کی حدیثوں سے ثابت کیا جائے اور ترتیب اور متون اور طرق اسناد میں اسی کتاب کے طریق کو ملحوظ رکھا جائے۔ اور اپنی سند کو اسی طریق سے بیان کرے کہ اس کتاب کا مصنف درمیان میں نہ رہے جس پر یہ مستخرج ہے بلکہ اپنے واسطہ کو اس کتاب کے مصنف کے یا شیخ یا شیخ الی شیخ یا شیخ الی شیخ یا اور اوپر تک بیان کرے اور جب اس طرح پر دوسرے طریق سے بھی یہ روایت ثابت ہوگئی تو اس کتاب کے مصنف کی روایت پر زیادہ وثوق اور اعتبار ہو جاتا ہے۔ لیکن اس مستخرج کو صحیح اس سبب سے کہتے ہیں کہ مسلم کے طرق و اسانید کے علاوہ اور طرق اسانید کا بھی اس میں اضافہ کر دیا ہے۔ بلکہ قدرے قلیل متون میں بھی زیادتی کی ہے۔ پس گویا یہ ایک کتاب مستقل ہوگئی۔ ذہبی نے اس صحیح سے ایک کتاب علیحدہ انتخاب کی ہے، جو منتقی الذہبی کے نام سے مشہور ہے۔ یہ دو سو تیس احادیث پر مشتمل ہے۔ صحیح ابو عوانہ کے شروع میں خطبہ ہے۔

و ان مستخرج ست بریح مسلم و مستخرج در اصطلاح محدثین عبارت از کتابے ست کہ برائے اثبات احادیث کتاب دیگر نویسند و ترتیب و متون و طرق اسناد ہمان کتاب را ملحوظ دارند و سند خود را بوجہی کہ مصنف آن کتاب در میان نماند تا شیخ آن مصنف یا شیخ الی شیخ و ہم جبرا بیان نمایند و چون از طریق دیگر نیز مثل آن ثابت شود وثوق و اعتماد بر روایت آن مصنف قوت گیرد لیکن این مستخرج را صحیح ازان نامند کہ طرق دیگر در اسانید زائدہ کردہ و رار طرق و اسانید مسلم و قدرے قلیل از متون نیز زائدہ کردہ پس گویا کتاب مستقل شد۔ و ذہبی ازان صحیح کتابے چیدہ جدا ساختہ مشہور کردہ است بمنتقی الذہبی و ان دو صد و سی حدیث ست۔ در اول صحیح ابو عوانہ این خطبہ واقع شدہ است۔

قال الحافظ ابو عوانة الحمد لله
قبل كل مقال وامام كل رغبة وسؤال
بعد فان يوسف بن سعيد بن مسلم
المصيصي ومحمد بن ابراهيم الطرطوسي
وابا العباس الغزالي والعباس بن محمد
حدثونا قالوا حدثنا عبيد الله بن
موسى قال اخبرنا الاوزاعي عن مرة بن
عبد الرحمن عن الزهري عن ابي سلمة
عن ابي هريرة رضي الله عنه ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال كل امر
ذئبي بال لم يبد افيء بالحمد فلو قطع
حدثني يزيد بن عبد الصمد دمشقي
وسعد بن محمد قال حدثنا هشام
بن عمار قال حدثنا عبد الحميد عن
الاوزاعي باسناد مثله .

وسمعت بعض اصحابنا يبدل هذا
التحميد .

فقال الحمد لله الذي ابتداء
الخلق بنعمائه وتغمدهم بحسن بلائهم
فوقف كل امر ملاحظ في حباؤهم على
طلب ما يحتاج اليه من غذاءه
وسخر له من يكلاه الى استغنائه
ثم احتج على من بلغ منهم بالآثم
واعذر اليهم بانبياءهم فشرح صدق

حافظ ابو عوانة نے فرمایا ہے کہ ہر قسم کی گفتگو سے
پہلے اور ہر ایک مطلوب اور مرغوب چیز سے اول خدا
کی حمد کرتا ہوں۔ اس کے بعد یہ ہے کہ مجھ سے یوسف بن
سعید بن مسلم مصیصی، محمد بن ابراہیم طرسوسی، ابو العباس
غزالی اور عباس بن محمد نے کہا کہ ہم سے عبيد الله بن موسى
نے یہ کہا کہ ہم کو اوزاعی نے خبر دی ہے اور وہ مرة بن
عبد الرحمن سے اور وہ زہری سے اور وہ ابی سلمہ سے
اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ جس قابل
اہتمام کام کا آغاز بغیر حمد و ثنا کے کیا جاتا ہے اس میں
خیر و برکت نہیں ہوتی بلکہ اڑھورا اور ٹکٹا رہتا ہے۔
اور پھر اسی حدیث کی دوسری سند فرمائی جس کے
راوی یہ ہیں۔ يزيد بن عبد الصمد دمشقي اور سعد بن محمد
ان نے کہا کہ ہم سے حدیث بیان کی هشام بن عمار نے
انہوں نے کہا ہم سے حدیث بیان کی عبد الحمید نے اور
انہوں نے اوزاعی سے۔

اور میں نے بعض احباب سے اس تحمید کے بجائے
یہ خطبہ سنا ہے۔

اس اللہ کے لئے حمد و ثنا ہے جس نے اپنے
فضل سے مخلوق کو پیدا کیا اور جس نے بہتر آزمائش
کے ساتھ ان کی پردہ پوشی فرمائی۔ جس نے امور مہتمم
بالشان کی طلب کو (جو اس کے خزینہ میں مدفون ہیں)
ان کے وسائل اور ذرائع پر موقوف رکھا، جس نے
اس کے لئے ایسے لوگوں کو مسخر کیا جو اس کی حفاظت
اس وقت تک کریں جب تک اس کی ضرورت پوری

ہو جائے۔ اور جس نے ان لوگوں کی ہدایت کے لئے سہن کو اپنی نعمتوں اور احسانات کی تبلیغ فرمائی۔ انبیاء کو بھیج کر حجت کو پورا اور ان کے غدروں کو زائل کر دیا۔ جس نے اپنے اولیاء میں سے جس کے لئے چاہا شرح صدر فرمایا۔ جس نے ان قلوب پر مہر لگا دی جن کی ہدایت منظور نہ تھی اور جو اس کے دشمن تھے۔ وہ اللہ جو ازل سے ابد تک اپنے اسماء کے ساتھ موسوم اور اپنی صفات کے ساتھ متصف رہا۔ وہ اللہ جسے نہ زمانہ مشتمل ہے نہ مکان محیط ہے۔ وہ اللہ جس نے مکانوں اور زمانوں کو پیدا فرمایا اور پھر آسمانوں پر تجلی فلک ہو کر دریا نکالیکہ وہ ایک دیہوں تھا۔ اور آسمان وزمین کو جب حکم فرمایا کہ تم بطیب خاطر یا بجز (جس طرح ممکن ہو) آؤ تو انہوں نے کہا ہم خوشی (فرماں برداری) سے حاضر ہیں۔ وہ اللہ جس نے آسمان کا بھلا اندازہ کیا۔ جس نے اس کو بنیظیر پیدا کیا۔ جس نے بغیر ستون کے اس کو قائم کیا۔ جس نے ان کے بنانے میں کسی سے مدد نہیں لی اور ستاروں سے اس کو رونق دی اور شیاطین کے لئے اس میں رحم کا سامان پیدا کیا پس بابرکت ہے وہ اللہ جو بہترین خالق ہے جو ایسا بالا و برتر ہے کہ متکلمین کی عقلیں اس کی حقیقت کو طلب نہیں کر سکتیں۔ اور متقدمین کی خواہشیں اس کے دین میں حکم نہیں لگا سکتیں۔ اس نے قرآن کو ایماندار بندوں کے لئے ہدایت اور ڈرنے والوں کے لئے پیشوا جھکڑا کرنے والوں کے لئے جائے پناہ اور اختلاف کرنے والوں کے لئے فیصلہ کن بنایا۔ جس نے اولیاء مؤمنین کو قرآن کے اتباع کی طرف بلایا اور اپنے بندوں کو حکم فرمایا کہ اگر

من احب من اولیائہ ، وطبع علی قلبہ
من لم یرد ارشادہ من اعدائہ ،
الذی لم یزل بصفاته و اسمائہ ، الذی
لا یشتمل علیہ زمان ولا یحیط بہ
مکان فخلق الاماکن والازمان ثم استوی
الی السماء وھی دُخانٌ فقال لہا وللارض
انبتیا طوعاً وکرہاً قالتا انینا طایعین
فقد رھا احسن تقدیر و اختر عہما من
غیر نظیر لم یرفعھا بعدد ولم یستن
علیھا باحد نہینھا للناظرین وجعل
فیھا رجوماً للشیاطین فتبارک اللہ
احسن الخالقین وتعالی ان یطلبوا فی
وصفہ اراء المتکلمین وان یحکم فی
دینہ اھواء المتقلدین فجعل القران
اماماً للمتقین وھدی للمؤمنین ،
وملجاً للمتنازعین وحاکماً بین المختلفین
ودعا اولیائہ المؤمنین الی اتباع
تنزیلہ وامر عبادہ عند التنازع فی
تاویلہ بالرجوع الی قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بذلک نطق محکم
کتابہ اذ یقول جل ثناؤہ یٰ ائیہا الذین
امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و
اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ
فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تؤمنون
باللہ والیوم الآخر ذلک خیر و احسن

تاویلاً احمدۃ حمداً بلغ رضاہ۔ اس کی تاویل اور صحیح معنی میں کوئی جھگڑا پیش آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی طرف رجوع کریں اور اسے اپنا حکم بنائیں۔ اور اس کی راسخ کتاب نے بھی اس کی شہادت دی۔ چنانچہ فرماتا ہے، اے ایمان والو! اللہ کا حکم مانو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اور ان اختیار والے حاکموں کی جو تم میں سے ہیں، اطاعت کرو۔ پھر اگر کسی چیز میں جھگڑا ہو تو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی طرف رجوع کرو۔ بشرطیکہ تم اللہ اور قیامت کے دن پر یقین رکھتے ہو۔ یہ تحقیق کرنا بہتر اور خوب ہے۔

ف۔ مترجم کہتا ہے، اولوالامر سے بادشاہ، قاضی، حاکم اور جو کسی کام پر مامور ہوں، سب مراد ہیں، جب تک یہ خلاف خدا اور خلاف رسول حکم نہ فرمائیں ان کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔ اور کوئی ان میں سے اگر اللہ اور رسول کے خلاف حکم کرے تو اس کو نہ مانے۔ اگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو، ایک نے کہا چلو شرع کی طرف رجوع کر کے جو فیصلہ ہو اس پر عمل درآمد کریں اور اس کے جواب میں دوسرے نے یہ کہا کہ میں شرع کو نہیں سمجھتا یا مجھے شرع سے کچھ کام نہیں تو وہ شخص اسلام سے خارج ہے۔ (عیاذ باللہ)

ابو عوانہ کا نام یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید ہے وہ اسفرائن کے رہنے والے ہیں بعد میں نیشاپور میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ خراسان، عراق، یمن، حجاز، شام، جزیرہ، فارس، اصفہان، مصر اور ثغور میں گشت کر کے ہر دیار کے علماء سے احادیث کو جمع کیا۔ شافعی المذہب تھے۔ اسفرائن میں مذہب شافعی کی ابتدا انہیں سے ہوئی اور انہوں نے ہی اس کا رواج دیا۔ فقہ میں مزنی اور ربیع کے شاگرد تھے جو امام شافعی کے افضل اور اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حدیث میں مسلم بن الحجاج اور یونس بن عبدالاعلیٰ اور محمد بن یحییٰ ذہبی کے شاگرد ہیں۔ طبرانی، ابوبکر اسمعیلی، ابوالعلیٰ نیشاپوری اور دیگر محدثین ان کے اعلیٰ شاگردوں میں سے ہیں۔ حاکم نے ان کے بارے

نام ابو عوانہ یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن یزید است و اولاد مردم اسفرائن است و آخرها سکونت بہ نیشاپور اختیار نموده و در خراسان و عراق و یمن و حجاز و شام و جزیرہ و فارس و اصفہان و مصر و ثغور گردید و از علماء ہر دیار جمع حدیث کردہ در مذہب شافعی بود و مذہب شافعی را اول کسی کہ در اسفرائن آورد و رواج داد اوست در فقہ شاگرد مزنی و ربیع بود کہ از اجل اصحاب شافعی اند و اور حدیث شاگرد مسلم بن حجاج و یونس بن عبدالاعلیٰ و محمد بن یحییٰ ذہبی است و طبرانی و اسمعیلی و ابوالعلیٰ نیشاپوری و دیگر محدثین عمدہ شاگردان اویند۔ حاکم در حق او گفته کان ابو عوانہ

میں یہ کہا ہے۔ ”ابو عوانہ علمائے حدیث کے افضل علماء میں سے تھے اور میں نے ان کے بیٹے محمد سے یہ سنا ہے کہ ابو عوانہ کی وفات ۳۶ھ میں ہوئی۔“

من علماء الحدیث واثباتہم سمعت ابنہ محمدًا یقول انہ توفی سنت ست عشرة وثلاث مائة۔

صحیح اسمعیلی

یہ مستخرج بر صحیح بخاری ہے۔ شیخ السنۃ ابو الفضل بن حجر نے تعلیقات بخاری کو جسے اسمعیلی نے بلا دیا تھا اس سے انتخاب کر کے جدا لکھا ہے اور اس کو منتقی ابن حجر کہتے ہیں۔ عوالی اسمعیلی سے یہ حدیث ہے۔ اصطلاح محدثین میں عوالی ان احادیث کو کہتے ہیں جن کی سندوں میں ایک صاحب کتاب کو دوسری کتاب والوں کے اعتبار سے یا بہ نسبت اپنی باقی مرویات کے علو واقع ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خود ان کے درمیان کے واسطے بہت کم ہو جائیں اس کو علو مطلق کہتے ہیں اور اگر شیوخ و ائمہ حدیث میں سے کسی ایک شیخ یا امام کی نسبت واسطوں کی کمی ہو تو اس کو علو نسبی کہتے ہیں۔

ابو خلیفہ، عبدالوارث، عبدالعزیز بن حبیب، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ کو زیادہ حدیثیں بیان کرنے سے سوائے اس کے اور کوئی امر مانع نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص عیاً میری طرف جھوٹ لگائے اسے چاہئے کہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تجویز کر رکھے۔

چونکہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو چار واسطوں سے

وآن مستخرج ست بر صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و شیخ السنۃ ابو الفضل بن حجر ازوی انتخابی کردہ تعلیقات بخاری را کہ اسمعیلی وصل آن نمودہ جدا نوشتہ اند وآن را منتقی ابن حجر گویند و از عوالی اسمعیلی در مستخرج این حدیث ست و عوالی در اصطلاح محدثین آن احادیث را گویند کہ صاحب کتاب نسبت بصاحب کتاب دیگر یا نسبت بسائے مرویات خودش علو سند دران واقع شود و وسائط فیما بینہ و بین الرسول کمتر شوند و این علو مطلق ست و اگر نسبت بیک از شیوخ و ائمہ قلت و وسائط حاصل شود علو نسبی نامند۔

قال الاسمعیلی فی حدیث من کذب علیّ اخبرنا ابو خلیفۃ قال حدّثنا عبد الوارث عن عبد العزیز بن حبیب عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال ما منعی ان احثّ تکم حدیثاً کثیراً الا اتی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من یتعمّد الکذب علیّ فلیتّبوا مقعداً من النار۔ و چون بخاری را در احادیث انس

غالباً چہار واسطری باشد و چون اسمعیلی بسیار متاخر است از بخاری و اورانیز این معنی درین حدیث حاصل شد پس نہایت غلو بہر سیدہ و کنیت اسمعیلی ابو بکر است و نام احمد بن ابراہیم بن اسمعیل بن العباس الاسماعیلی ست در شہر جرجان امام وقت بود در فقہ و در حدیث مردم اورا مقتدی شمرند در سنہ دو صد و ہفتاد و ہفت بعد از وفات بخاری بہ بست و یک سال متولد شدہ و در اوائل اورا شوق طلب علم حدیث و منگی شدہ اما اہل و اقارب او بر علت سفر اورا رضامند نہادند و اورا چاپلوسی و حیلہ ہائے ازین کار بازی داشتند تا آنکہ خبر موت محمد بن ایوب رازی کہ یکے از محدثان عمدہ آن وقت بود باور سید بجز شنیدن این خبر حالت او متغیر شد و در خانہ خود درآمد و جامہائی خود بدرید و فریاد و فغان آغاز کرد خاک بر سر می پاشید تمام اقارب و اہل خانہ او مجتمع آمدند و از سبب این پرسیدند گفت شما مرا رفتن نہادید تا آنکہ چو کس ازین عالم انتقال کرد و من از علم او محروم ماندم اقارب چون حال او برین منوال دیدند اورا تسلی دادند و گفت حالانیز علما بسیار در قیامات اندہر طرف کہ خواہی سفر کن و از ایشان فیض حدیث بگیری و حال اورا ہمراہ او کردہ دادند و او از وطن خود ارتحال نمودہ اول در شہر نسا

یہ حدیث پہنچی ہے اور اسمعیلی کو بھی باوجود بخاری سے متاخر ہونے کے چار ہی واسطوں سے پہنچی ہے۔ اس واسطے اسماعیلی کو علو استاد حاصل ہو گیا۔

اسماعیلی کی کنیت ابو بکر ہے۔ اور احمد بن ابراہیم بن اسمعیل بن العباس الاسماعیلی نام ہے۔ شہر جرجان میں اپنے وقت کے امام تھے۔ فقہ اور حدیث میں لوگ ان کو مقتدا سمجھتے تھے۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے اکیس سال بعد ۲۷۷ھ میں پیدا ہوئے اور ابتدا ہی سے علم حدیث کی طلب کا شوق دامگیر ہوا۔ مگر ان کے رشتہ دار اور عزیز و اقارب ان کو سفر کرنے کی خوشی سے اجازت نہیں دیتے تھے اور طرح طرح کے حیلہ بہانہ اور نہایت چاپلوسی کے ساتھ انہیں اس ارادہ سے روکتے رہے یہاں تک کہ جب محمد بن یعقوب رازی کا (جو اپنے وقت کے عمدہ محدث تھے) انتقال ہو گیا تو ان کی حالت ایسی غیر ہونی کہ اپنے گھر میں آکر تمام کپڑے پھاڑ ڈالے اور آہ و بکا شروع کر دی۔ تمام رشتہ دار انہیں خاک بر سر دیکھ کر مجتمع ہو گئے اور جب انہوں نے اس کا سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ دیکھو کیسے زبردست عالم کا اس عالم سے انتقال ہو گیا ہے۔ تم لوگوں نے مجھے ان کے پاس جانے کی اجازت نہیں دی۔ مجھے سب سے زیادہ صدمہ اس بات کا ہے کہ میں ان سے مستفید نہ ہوا اور ان کی روایت علمی سے محروم ہو گیا۔ جب ان کے رشتہ داروں نے ان کے حال کو ایسا متغیر پایا تو اس طرح پر ان کو تسلی دی کہ اب بھی بہت سے عالم زندہ ہیں، تمہارا جس طرف دل چاہے سفر کرو۔ جس محدث کی خدمت میں چاہو

رہ کر ان سے فیضِ حدیث حاصل کرو۔ تمہارے ماموں تمہارے ساتھ ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اپنے وطن سے سفر اختیار کیا اور اول شہر نساہ (نسی) میں حسن بن سفیان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پھر وہاں سے بغداد، کوفہ، اہواز، بصرہ، انبار، موصل، جزیرہ اور دوسرے بلادِ اسلام میں پھرتے رہے۔ ابوعلی، عبدان، ابوخلیفہ حمّی، محمد بن عثمان بن ابی شیبہ، شیخ زاہد محمد بن مقابری، ابراہیم بن زہیر حلوانی، فریابی اور دوسرے اعلیٰ محدثین سے علمِ حدیث حاصل کیا اور فقہ و حدیث کے جامع اور دین و دنیا کی ریاست کے مالک ہوئے۔

بعض فاضل محدثوں نے ان کے بارے میں کہا ہے کہ چونکہ اسمعیلی کو درجہ اجتہاد حاصل تھا اور انہیں کتابیں بہت یاد تھیں، حق تعالیٰ نے ذہنِ سلیم اور علمِ وافر بھی ان کو عطا فرمایا تھا اس واسطے ان کو مناسب تھا کہ سنن میں کوئی کتاب مستقل تصنیف فرماتے نہ کہ بخاری کے تابع ہو کر صرف ان کے مرویات اور اسانید بیان کرنے پر اکتفا کرتے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس مستخرج کے علاوہ اسمعیلی کی اور بھی تصانیف ہیں۔ چنانچہ مسند کبیر جو نہایت ضخیم قریب ایک سو جلد کے ہے، اور ایک معجم بھی، انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ البتہ یہ مسند مشہور نہیں ہوا۔ آغاز ماہ صفر ۲۱۳ھ میں اس دارِ فانی سے انتقال فرمایا۔

نزد ابوالحسن بن سفیان رسید و از آنجا بہ بغداد و کوفہ و اہواز و بصرہ و انبار و موصل و جزیرہ و دیگر بلاد اسلام سفرگزید و از ابوعلی و عبدان و ابوخلیفہ حمّی و محمد بن عثمان بن ابی شیبہ و شیخ زاہد محمد بن عثمان مقابری و ابراہیم بن زہیر حلوانی و فریابی و دیگر محدثین عمدہ استفادہ کرد و جامع شد در میان فقہ و حدیث و ریاست دین و دنیا۔

تا آنکہ بعضی از محدثین عمدہ گفتہ اند کہ اور الایق بود کہ در کتابے مستقل در سنن تصنیف میکرد زیرا کہ او بدرجہ اجتہاد رسیدہ بود و کتب بسیار یاد می داشت و علم وافر و ذہن سلیم اور انصیب شدہ بود نہ آنکہ تابع بخاری باشد و اسانید و مرویات وے فقط بیان می نماید۔

وراقم الحروف گوید در این مستخرج اور تصانیف دیگر ہم ہست معجمی دارد و مسند کبیر بسیار کلان قریب سو جلدہا آن مسند مشہور نگشتہ وفات او غرہ صفر سال ۲۱۳ھ و ہفتاد و یک بورہ است۔

صحیح ابن حبان

اس کو تقاسیم و انواع بھی کہتے ہیں۔ اس کی ترتیب

کہ اور تقاسیم و انواع نیز نامند و ترتیب

آن ترتیب مختصر است کہ نہ بر ابواب است و نہ بر مسانید صحابہ و نہ بر معاجم شیوخ۔
اول اقسام ذکر کردہ است و در ان اقسام انواع مے آرد مثلاً می گوید النوع السادس والاربعون من القسم الثاني و علی ہذا القیاس و درین کتاب خطبہ دراز نوشتہ بعضے فقرات آن بدل چسپد حمد و شتای آن خطبہ نقل کردہ می شود۔
می گوید۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَسْتَحَقُّ الْحَمْدُ لِأَلَايِهِ
الْمَتَوَحَّدِ بَعْزَةً وَكِبْرِيَانَهُ الْقَرِيبِ مِنْ
خَلْقِهِ فِي أَعْلَى عُلُوِّهِ الْبَعِيدِ مِنْهُمْ فِي ادْنَى
دُنُوِّهِ الْعَلِيمِ بَكْنِ الْخَبْوِيِّ وَالْمَطْلَعِ
عَلَى أَنْصَارِ السُّرُوحِ وَالْحَقِّ وَمَا اسْتَجَبَتْ
تَحْتَهُ عُنَاصِرُ الثَّرَى وَمَا جَالَ فِي حَوَاطِرِ
الْوَرَى الَّذِي ابْتَدَعَ الْأَشْيَاءَ بِقَدَرَتِهِ
وَذَرَا الْأَنَامَ بِمَشِيَّتِهِ مِنْ غَيْرِ أَصْلِ عَلَيْهِ
اِفْتَعَلَ وَلَا مِسْمَ مَرْسُومًا مِثْلَ تَمَجُّعِ
الْعُقُولِ مَسْلُكًا لِدَوَى الْحَجَا وَمَلْجَأً
فِي مَسَالِكِ أُولَى النَّهَى وَجَعَلَ أَسْبَابَ
الْوَصُولِ إِلَيْهِ كَيْفِيَّةَ الْعُقُولِ وَمَاشِقَ
لَهُمْ مِنَ الْأَسْمَاعِ وَالْأَبْصَارِ وَالتَّكْلِيفِ
لِلْبَحْثِ وَالْإِعْتِبَارِ فَاحْكُمْ لَطِيفَ مَا
دَبَّرَ وَاتَّقِنِ جَمِيعَ مَا قَدَّرَ ثُمَّ فَضِّلْ
بِأَنْوَاعِ الْخُطَابِ أَهْلَ التَّمْيِيزِ وَالْأَلْبَابِ ثُمَّ

نئی طرح کی ہے۔ نہ محبوب بہ ابواب ہی ہے اور نہ مثل مسانید صحابہ و معاجم شیوخ ہے۔ اول اقسام کو ذکر کرتے ہیں اور ان اقسام میں انواع بیان کرتے ہیں مثلاً کہتے ہیں النَّوعُ السَّادِسُ وَالْأَرْبَعُونَ مِنَ الْقِسْمِ الثَّانِي فِي النَّوَاحِي يَعْنِي دُوسَرِي قِسْمِ كِي چھبیا لیسویں نوع نو اہی کے بیان میں ہے۔ علی ہذا سب اقسام اسی طرح پر ہیں۔ اس کتاب میں خطبہ طویل لکھا ہے اور اس کے بعض فقرات نہایت دلچسپ ہیں۔ چنانچہ اس خطبہ کی حمد و ثنا نقل کی جاتی ہے۔

تمام محامد اس خدا کے لئے ہیں جو اپنے احسانات کی وجہ سے حمد کا مستحق ہے۔ جو اپنی عزت اور کبریائی میں بگایہ ہے اور جو باوجود ہر قسم کی بلندی اور برتری کے اپنی مخلوق سے بہت زیادہ نزدیک ہے اور جو باوجود زیادہ سے زیادہ نزدیک ہونے کے پھر ان سے دور ہے اور جو پوشیدہ سرگوشیوں پر مطلع ہے اور جو ہر قسم کے اسرار اور چھپے ہوئے افکار سے آگاہ ہے۔ وہ چیزیں بھی اس کے سامنے حاضر ہیں جو تحت الثری میں چھپی ہوئی ہیں اور وہ بھی جو لوگوں کے دلوں میں گزرتی رہتی ہیں۔ وہ ایسا خدا ہے جس نے تمام اشیاء کو محض اپنی قدرتِ کاملہ سے پیدا کیا اور ساری کائنات کو محض اپنی مشیت سے پھیلا دیا بغیر کسی ایسے نمونہ کے کہ جس پر یہ عمارت بنائی جائے اور بغیر کسی ایسے نقشہ کے کہ جو تیار شدہ ہوتا۔ پھر اس خدا نے دانشمندوں کے لئے راستہ بنایا۔ اور عقلمندوں کے راستوں کی جائے پناہ۔ اور اس خدا نے ایسے اسباب پیدا کئے، جن کے ذریعہ سے عقول کی کیفیات تک ہم پہنچ سکیں اور

اسی خدا نے بشرہ انسانی کو شوق کر کے کان اور آنکھیں پیدا اور بحث اور اعتبار کا متحمل بنایا۔ پھر اپنی تدبیرات لطیفہ کو محکم کیا اور جملہ ان چیزوں کو جو مقدور تھیں مضبوطی کے ساتھ قائم رکھا بعدہ ہوشمندوں اور عاقلوں کو خاص طرح کے خطابات کے ساتھ ممتاز فرمایا۔ پھر ان میں سے بھی ایک برگزیدہ جماعت کو چن لیا اور ان کو اپنی طاعت پر پابند رہنے کی ہدایت کی یعنی یہ کہ وہ نیک بندوں کے راستہ کا اتباع کریں اور سنن و آثار کو لازم سمجھیں پس خدا نے ہی ان کے قلوب کو ایمان سے مزین فرمایا اور ان کی زبانوں کو بیانات کے ساتھ گویا کیا تاکہ وہ دین کے نشانات کو ظاہر کر سکیں اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کا اتباع کریں۔ احادیث کے جمع کرنے اور خواہشات کے چھوڑنے اور آزار کو ترک کر کے فقیہ بننے کے لئے اپنے اہل و عیال اور جملہ حاجات سے علیحدہ ہو کر سفر اور راہ پیمائی میں اپنے کو گھلا دیں تو ایک قوم خاص حدیث کے لئے علیحدہ ہوئی۔ اس کے حدیث کو تالیف کیا اس کے لئے سفر کئے گئے ہیں لکھیں لوگوں سے معلومات کیں اس فن کو مضبوط کیا اس میں مذاکرے جاری رہے اسے پھیلایا فقیہ بنے اس کے اصول و فروع کو قائم کیا اور ذرا سی بھی اس میں تبدیلی نہیں کی۔ مرسل اور متصل موقوف اور منفصل ہے۔

اختار طائفة لصفوته وهداهم لزوم طاعته من اتباع سبیل الابرار فی لزوم السنن والآثار فزین قلوبہم بالایمان وانطق السننہم بالبیان من کشف اعلام دینہ و اتباع سنن نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم بالذوب بالترحل والاسفار وفراق الاہل والاطوار فی جمیع السنن ورفض الہواء والتفقه فیہا بتبرک الآراء فتجرد القوم للحدیث وطلبہ ورحلوہ فیہ وکتبہ وسألوا عنہ و احکموہ وذاکروا فیہ ونشروہ و تفقہوا فیہ واصلوہ وفرعوا علیہ وما بدلواہ وبنیوا المرسل من المتصل والموقوف من المنفصل والناسخ و المنسوخ والمفتر من المجمل والمستعمل من المہمل والمختصر من المتقضى والملزوق من المتقضى والعموم والخصوص والدلیل عن المنصوص والمباح

لے اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے اقوال صحابہ رضی اللہ عنہم لے وہ حدیث ہے جو تابعی آنحضرت سے روایت کرے کہ آپ نے ایسا فرمایا یا ایسا کیا یعنی صحابی کا ذکر نہ کرے لے وہ حدیث ہے جسکی سند برابر ملی ہوئی ہو کوئی راوی چھوٹا نہ ہو لے وہ قول و فعل ہے جو کسی صحابی سے روایت کیا جائے خواہ مسند متصل ہو خواہ کوئی راوی چھوٹ گیا ہو لے مراد حدیث منقطع ہے یعنی جس کے اسناد برابر نہ ہو شروع میں سے خواہ بیچ میں سے خواہ اوپر سے کوئی راوی چھوٹ گیا ہو مگر اکثر اس حدیث کو کہتے ہیں جو تابعی صحابی سے روایت کرے۔

من المزجور والغریب من المشهور
والفرض من الارشاد والمحتوم
الایعاد والعدول من المجروحین
والضعفاء من المتروکین وکیفیتہ
المعلول والكشف عن المجهول و
ما حرق عن المجدول او قلب من
المنحول من مخامل التذلیس وما
فیہ من التلبیس حتی حفظ اللہ بہم
الدین علی المسلمین وصانہ عن ثلب
القادحین وجعلہم عند التنازع
اثمۃ الہدیٰ وفی النوائیل مصابیح
الدُّجیٰ فہم ورثۃ الانبیاء و
مانس الاصفیاء وملجأ الاقیاء
ومركز الاولیاء فلہ الحمد
علی قدرتہ وقضائہ وتفصلہ

تاسخ اور منسوخ۔ مفسر اور محل۔ مستعمل اور محل۔ مختصر اور مقتصر
ملزوق اور متفصی۔ عموم اور خصوص۔ دلیل اور منصوص۔
مباح اور منہی۔ غریب اور مشہور۔ فرض اور ارشاد۔
حتم اور ایعاد کو الگ الگ کیا۔ اور رواۃ وثقات کو
مجروحین سے اور ضعفاء کو متروکین سے جدا کیا۔ معلول
کی کیفیت بیان کی۔ مجہول کی جہالت سے پردہ اٹھایا۔
اور مجدول و منحول کی تلبیس و تلبیس کے مواقع بتائے
یہاں تک اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے دین کی حفاظت
ان کے ذریعہ سے کرائی۔ اور رخنہ ڈالنے والوں کے رخنہ
سے بچایا۔ اور جھگڑوں کے وقت ان لوگوں کو ہدایت کا
امام مقرر کیا اور پیش آنے والی باتوں میں ان سے چراغ
ہدایت کا کام لیا تو حقیقت میں یہی لوگ انبیاء کے
وارث اور اقیاء کی جائے پناہ اور اصفیاء کے انس کا
سبب اور اولیاء کے مرکز ہیں۔ پس اسی خدا کے لئے ہے
حمد اس کی قضا و قدر پر اس کے انعام پر اس کی عطا و

۱۔ لغوی معنی تو چٹائے ہوئے کے ہیں۔ مراد یہاں پر بنائی ہوئی حدیث ہے لغوی معنی چھوٹے والے کے
ہیں۔ مراد یہاں پر یگانہ ہے مفہوم مخالفت ہے منطوق ہے وہ حدیث صحیح ہے جس کا راوی روایت
میں کسی جگہ اکیلا ہو۔ اور اگر ہر زمانے میں ایک ہو تو وہ فرد ہے لہٰذا وہ حدیث ہے کہ خاص اہل حدیث
کے نزدیک شائع ہو یعنی اس کو بہت سے راویوں نے ہر زمانہ میں روایت کیا ہو۔
۲۔ منقح ہے حدیث میں اس فعل کو کہتے ہیں کہ راوی جس شخص سے روایت کرے اس سے ملاقات کی ہو
یا وہ ان کا ہم عصر ہو مگر اس سے اس روایت کو نہ سنا ہو اور ایسے نکتوں سے بیان کرے جس سے
یہ وہم ہو کہ سنا ہوا کہتا ہے۔
۳۔ لمع سازی۔

پر اس کے حسن سلوک پر اس کی نعمتوں پر اس کے تمام احسانات اور بخششوں پر۔

ان کی کنیت ابو حاتم ہے۔ اور نام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ بن معبد ہے۔ نسب ان کا زید مناہ بن تمیم تک پہنچتا ہے، اس وجہ سے وہ تمیمی ہیں اور بُستی بھی کہلاتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سیستان میں جو شہر بُست ہے اس کے رہنے ہیں ہیں۔ نسائی کے شاگرد ہیں۔ ابو یعلیٰ موصلی، حسن بن سفیان اور ابوبکر بن خزیمہ سے بھی جو صاحب صحیح ہیں تلمذ حاصل کیا۔ اور خراسان سے مصر تک سفر کر کے ہر عالم کے فیض سے مستفیض ہوئے۔ علم حدیث کے علاوہ دوسرے علوم بھی جانتے تھے۔ فقہ، لغت، طب اور نجوم میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ حاکم نے بھی ان کی شاگردی اختیار کر کے ان سے علم حاصل کیا ہے۔ خود ابن حبان نے اسی کتاب الانواع میں یہ بیان کیا ہے کہ لَعَلْنَا كَتَبْنَا عَنْ اَلْفِيٍّ مَشْجُوعٍ يَعْنِي خِيَالَ هُوَ تَابِعٌ لِمَنْ نَعْنِي مِنْ رِوَايَةِ رَاشِيُوخِ سِے احادیث تحریر کی ہیں۔

بِعَطَائِهِ وَبِرَّةٍ وَنِعْمَائِهِ وَمَنِيَّةٍ وَالْأَيُّهُ۔

کنیت او ابو حاتم و نام او محمد بن حبان بن احمد بن حبان معاذ بن معبد است و نسب او بزید بن مناہ بن تمیم میرسد پس او تمیمی است و بستی نیز گویند زیرا کہ در شہر بست کہ در سیستان است ساکن بود شاگرد نسائی است و از ابو یعلیٰ موصلی و حسن بن سفیان و ابوبکر بن خزیمہ صاحب الصحیح نیز تلمذ نمودہ از خراسان تا مصر سیر کردہ و از ہر عالم فیض گرفتہ سوائے علم حدیث علوم دیگر داشت فقہ و لغت و طب و نجوم را نیک میدانست حاکم ازوے اخذ کردہ و شاگردی نمودہ و خود ابن حبان در ہمین کتاب الانواع گفتہ است کہ لَعَلْنَا كَتَبْنَا عَنْ اَلْفِيٍّ مَشْجُوعٍ۔

علامہ ابن حبان کے قول "النبوة العلم والعمل" پر بحث فائدہ

جاننا چاہئے کہ چونکہ ابن حبان نے اپنی بعض کتابوں میں بیان کیا ہے کہ اَلنَّبُوَّةُ الْعِلْمُ وَالْعَمَلُ یعنی نبوت علم و عمل کا نام ہے۔ اس وجہ سے وہ سخت مصیبت میں مبتلا ہوئے۔ اس زمانہ کے آدمیوں نے اس کا انکار کیا اور انہیں زندیق بتلایا۔ ان سے روایت

باید دانست کہ ابن حبان را ابتلا پیش آمد کہ وے در بعضے کتب خود گفتہ النبوة العلم والعمل مردم برین حرف او انکار کردند و نسبت بزندقہ نمودند و ازوے روایت حدیث و

ملاقات ترک کردہ و خلیفہ وقت این ماجرا رسانیدند و خلیفہ بی تحقیق حکم بقتل او نمود تا آنکہ از بعضی محدثین ثقات نیز در حق او گفته اند و ذلک نفس فلسفی لیکن انصاف آنست کہ این کلام او چندان دور از عقائد حقہ نیست پمہ مراد او آن نیست کہ نبوت کسی ست بر ریاضت در علم و عمل حاصل تو ان کرد چنانچہ مذہب فلاسفہ ہست بلکہ غرض او آنست کہ نبوت را لازم ست کہ نفس ناطقہ انسان در علم و عمل زیادتی بین داشته باشد بعد ازان بطریق موہبت اورا نبوت عظامی شود چنانچہ در قرآن مجید اشارہ بان معنی منفرمایہ جائیکہ فرمودہ است **اللہ اعلم بحیث یجعل رسالتہ** و اعتقاد آنکہ انبیاء را بیچ مرتبہ در قوت علمیہ و عملیہ بر سائر افراد نمی باید کہ باشد و بطریق تحکم محض یکے را از میان افراد متساویہ بہ نبوت سرفرازی فرمایند اصلاً از شریعت و دین ثابت نمی شود یا مرادش آنست کہ انبیاء را بعد از بخشش نبوت تفوق در ہر دو جانب علم و عمل می گردد و لهذا معصوم میباشند از خطا و گناہ و این معنی جمع علیہ جمیع اہل اسلام ست و ذہبی در تذکرہ گفته است۔

هَذَا لَمْ يَحْمَلْ حَسَنًا وَلَمْ يُرِدْ

حدیث اور ملاقات ترک کردی خلیفہ وقت تک بھی قصہ پہنچایا گیا اور خلیفہ نے بغیر تحقیق کے ان کے قتل کا حکم دے دیا۔ نوبت باین جا رسید کہ بعض ثقات محدثین بھی ان کے حق میں کہنے لگے کہ **ذَلِكَ نَفْسٌ فِلْسَفِيٌّ** یہ فلسفی ہے۔ لیکن انصاف کی بات یہ ہے کہ ان کا یہ کلام عقائد حقہ سے چنداں دور نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی مراد یہ نہیں تھی کہ نبوت ایک کسی چیز ہے اس کو علم و عمل کی ریاضت سے حاصل کر سکتے ہیں جیسا کہ فلاسفہ کہتے ہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت کے لئے ایسا نفس ناطقہ چاہئے جو علم و عمل میں بین زیادتی رکھتا ہو۔ اس کے بعد وہی طریق سے اس کو نبوت عطا ہوتی ہے۔ چنانچہ کلام مجید کی اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ہے، **اللَّهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ** یعنی اللہ تعالیٰ اپنی رسالت اور پیغمبری جس کو دیتا ہے اس کو خوب جانتا ہے، ورنہ یہ اعتقاد کس کا ہو سکتا ہے کہ انبیاء قوت علمیہ و عملیہ میں سب افراد کے برابر ہوتے ہیں اور ان افراد متساویہ میں سے کسی ایک کو زبردستی کے ساتھ نبوت سے سرفراز کر دیا جاتا ہے۔ یہ بات ہرگز شریعت اور دین سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور یا اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء کو نبوت ملنے کے بعد علم و عمل کے ہر دونوں جانب میں تفوق حاصل ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے وہ خطا اور گناہ سے محفوظ رہتے ہیں۔ اور جمیع اہل اسلام کا ان معنی پر اتفاق ہے چنانچہ ذہبی نے تذکرہ میں بیان کیا ہے۔

اس کلام کا یہ عمدہ محل ہے کیونکہ ان کا یہ خیال

نہیں ہے کہ مبتدا کا خبر میں حصر ہو رہا ہے۔ بلکہ یہ قول تو "الحج عرفة" کی طرح ہے اور یہ ظاہر ہے کہ مجرد وقوف عرفہ سے کوئی شخص حاجی نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے مہتمم بالشان ہونے کو بیان کیا گیا ہے لہ

آپ کی وفات ۲۲ شوال ۳۵۴ھ کو جمعہ کے روز

ہوئی، بہت سی تصانیف ان کی یادگار مشہور ہیں۔ منتخبہ ان کے کتاب تاریخ الثقات ہے جو راجح ہے اور کثرت سے ملتی ہے اور اس کے حوالے بھی نقل کر لئے جاتے ہیں۔ اسی طرح کتاب الضعفاء بھی متداول ہے۔

ازاں جملہ علل حدیث الزہری، علل حدیث مالک، ما الفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین، ما الفرد بہ المکیون، ما الفرد بہ اہل العراق، ما الفرد بہ اہل خراسان۔ اور ایک معجم ہے جو شہروں کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے اور ایک کتاب مناقب امام مالک میں اور ایک مناقب امام شافعی میں۔ اور ایک کتاب ہے جو انواع العلوم و اوصافہا کے نام سے موسوم ہے اور اس کی تین جلد ہیں۔ اور ایک کتاب ہے جو الہدایۃ الی علم السنن کے نام سے موسوم ہے۔ ان کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

حصر المبتدأ فی الخبر و مثله الحج عرفة فمعلوم ان الرجل لا یصد حائجا بمجرد الوقوف بعرفة و انما ذکر ملہم الحج۔

وفات او در سال سی صد و پنجاہ و چہار و بست و دوم شوال روز جمعہ بودہ است و از سے تصانیف بسیار مشہور و یادگار است از انجملہ کتاب تاریخ الثقات کہ متداول است و از سے نقل می آرد و کتاب الضعفاء نیز متداول است۔

و علل کتاب الزہری و علل حدیث مالک و ما الفرد بہ اہل المدینۃ من الشامیین و ما الفرد بہ المکیون و ما الفرد بہ اہل العراق و ما الفرد بہ اہل خراسان و اورا معجمی بر ترتیب مدن و کتابے در مناقب مالک و کتابے در مناقب شافعی و کتابے ست مسمی بانواع العلوم و اوصافہا سہ جلد دارد و کتابے بیست مسمی بالہدایۃ الی علم السنن و وراہ این نیز تصانیف دارد۔

لے اس قول کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اصل میں نبوت علم وہبی کا نام ہے جو اس کے بغیر ممکن نہیں اور نبوت کے بعد نبی چونکہ دوسروں کا مقتدا ہوتا ہے اس لئے وہ سراپا عمل بھی ہوتا ہے تو گویا نبوت کے لئے علم و عمل دو لازمی اجزاء ہوئے، کیونکہ بغیر علم وہبی کے نبوت کا وجود نہیں ہوتا اور فاسق و فاجر کو نبوت عطا نہیں ہو سکتی۔

صحیح (مستدرک) حاکم

اسے مستدرک حاکم بھی کہتے ہیں۔ یہ کتاب مشہور و معروف ہے۔ اس کتاب کے خطبہ میں اس کی تالیف کا سبب اس طرح بیان کیا ہے۔

ہمارے اس زمانے میں مبتدعین کی ایک جماعت پیدا ہوئی ہے جو حدیث کے راویوں پر یہ کہہ کر سب و شتم کرتی ہے کہ کل وہ حدیثیں جو تمہارے نزدیک صحت کو پہنچ چکی ہیں وہ دس ہزار سے زیادہ نہیں ہیں اور یہ اسانید جو جمع کی گئی ہیں اور ہزاروں جزویا کم و بیش پر مشتمل ہیں وہ سب سقیم اور غیر صحیح ہیں۔

اور مجھ سے اس شہر کے عالموں کی ایک ممتاز جماعت نے یہ خواہش کی کہ میں ایسی جامع کتاب لکھوں کہ جس میں وہ حدیثیں جمع کی جائیں جن کی سندوں سے امام بخاری اور امام مسلم نے استدلال کیا ہو۔ اس وجہ سے کہ جو سند علت قاصدہ سے خالی ہو اس کے نکال ڈالنے کی کوئی صورت نہیں۔ کیونکہ ان دونوں بزرگوں نے اپنے متعلق یہ دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ ادھر ان دونوں کے معاصرین اور ان کے بعد آنے والے علماء کی ایک جماعت نے چند ایسی احادیث کی تخریج کی تھی جن کا اخراج ان دونوں نے کیا تھا، اس وجہ سے وہ حدیثیں معلول تھیں تو میں نے ایسی احادیث کی جانب سے مدافعت کرنے میں اپنی کتاب کے اندر جس کا نام المدخل الی الصحیح بما رضیہ اہل الصنعة ہے پوری کوشش کی اور میں اللہ سے ایسی احادیث کے اخراج پر جن کے رواۃ ایسے ثقہ ہوں جن

اور مستدرک حاکم نیز گویند مشہور و معروف است در خطبہ اش سبب تالیف این کتاب چنین میگوید۔

وقد نبغ فی عصرنا هذا جماعة من المبتدعة يشتمون برواة الآثار بان جميع ما یصح عندکم من الحدیث لا یبلغ عشرة الاف حدیث وهذا الاسانید المجموعۃ المشتملة علی الف جزء اواقل او اکثر منه کلها سقیمۃ غیر صحیحۃ۔

وقد، سألتی جماعة من اعیان اهل العلم بهذه المدينة وغيرها ان اجمع کتابا یشتمل علی الاحادیث المرویة باسانید یحتج محمد بن اسمعیل و مسلم بن الحجاج بمثلها۔ اذ لا سبیل الی اخراج ما لا علة له فانهما رحمهما الله لم یدعیَا ذلك لانفسهما (وقد خرج جماعة من علماء عصرهما ومن بعدهما علیهما احادیث قد اخرجها وهي معلولة وقد جهدت فی الذب عنهما فی المدخل الی الصحیح بما رضیہ اهل الصنعة و انا استعین الله تعالیٰ اخراج احادیث رواتها ثقات قد احتج بمثلها الشیخان رضی الله عنهما او احدهما وهذا شرط۔

سے شیخین بھی استدلال کر سکتے ہوں امداد کا طالب ہوں اور تمام فقہائے اسلام کے نزدیک اسانید و متون میں ثقافت کی زیادتی مقبول ہے اور اللہ ہی اس پزیر پر مدگار ہے جس کا میں نے قصد کیا ہے۔ اور وہ کافی ہے اور اچھا وکیل ہے۔

اس کے بعد کتاب الایمان سے آخری ابواب تک حدیث کو اپنی سند سے بیان کیا ہے لیکن خطیب بغدادی نے ان کے حال میں لکھا ہے کہ حاکم ثقہ تھے، اور تشیع کی جانب میلان رکھتے تھے۔ اور بعض علمائے ان کے تشیع کے یہ معنی بیان فرمائے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فضیلت دیتے تھے۔ اور اسلاف میں سے بھی ایک جماعت کا یہ مذہب تھا۔

الصحيح عند كافة فقهاء اهل الاسلام ان الزيادة في الاسانيد والمتون من الثقات مقبولة والله المعين على ما قصدته وهو حسبي ونعم الوكيل۔

بعد ازان کتاب الایمان تا آخر ابواب حدیث بسند خود آوردہ لیکن خطیب بغدادی در حال او نوشتہ است کان الحاکم ثقہ وکان میل للتشیع وبعضی از علماء گفتہ اند کہ معنی تشیع او آنست کہ قائل بود بہ تفضیل حضرت علی بر حضرت عثمان کہ مذہب جمعی از اسلاف ہم بود واللہ اعلم۔

مُتَدْرِكٌ فِي احَادِيثِ مَوْضُوعِهِ كَا نَدَاجٍ

مُتَدْرِكٌ كِي بَهْت سِي حَدِيثِيں اِي سِي بَهِي هِيں جَسِي اَنهَوں نِي اِي سَا صَحِيحٌ بَتَا يَا هِي جِي سَا صَحِيحِيں كِي حَدِيثِيں بَكْرٌ بُرِي بُرِي عَالَمُوں نِي اَن كَا تَخْطِيه كِر كِي اَس كَا اِنكَار كِيَا هِي جِنَا نَجْمٌ اَن كِي حَدِيثِ الطَّيْرِ هِي جُو حَضْرَتِ عَلِي كَرَمِ اللّٰهِ وَجْهِي كِي مَنَاقِبِ مِيں مَشْهُورٌ وَ مَعْرُوفٌ هِي اَو رَا سِي وَ اَسْطَى ذَهَبِي نِي فَرَا يَا هِي كِي جَب تَك مِي رِي تَعْقِيَا تِ وَ تَلْحِي قَا تِ كُو نَدِ كِي هِي اَس وَ قَت تَك كِي كُو جَا نَز نَهِيں كِي حَا كِم كِي صَحِيحٌ پَر مَعْرُورٌ هُو جَا نِي اَو رِي بَهِي

و در بسیاری از احادیث مُتَدْرِكٌ كِي اَو حَكْمٌ بَصَحْتِ اَنهَا نَمُودِه مِثْلِ احَادِيثِ صَحِيحِيں اِنكَاشْتِه عِلْمَا ي اَجْلِه اَو رَا تَخْطِيه كِرِه اَنَدِ وَ بَرِي اِنكَارِ نَمُودِه اَز اَن جَمْلِه اَسْتِ حَدِيثِ الطَّيْرِ كِي دَر مَنَاقِبِ حَضْرَتِ عَلِي مَرَضِي مَشْهُورٌ وَ مَعْرُوفٌ سَتِ وَ لِهَذَا اَز مِي كَفْتِه اَسْتِ كِي عِلَالِ نِي سَتِ كِي رَا كِي بَر تَصْحِيحِ حَا كِمِ غَرِه شُودِ تَا وَ قَتِي كِي تَعْقِيَا تِ وَ تَلْحِي قَا تِ مَرَا

نہ بیند و نیز گفته است احادیث بسیارست
در مستدرک کہ بشرط صحت نیست بلکه بعضی
از احادیث موضوعہ نیز ہست کہ تمام مستدرک
بآنها معیوب گشتہ اما حدیث طیرا طریق
بسیارست کہ ذہبی در رسالہ جداگانہ جمع نمودہ
از مجموع آن طرق این قدر ثابت میشود کہ
حدیث رافی الجملہ اصلی ہست۔

گویند کہ در زمان حاکم چہار کس در
مملکت اسلام سرآمد محدثین بود و ارقطنی در
بغداد و حاکم در نیشاپور و ابن مندہ در
اصفہان و عبدالغنی در مصر و در میان این
چہار کس محققین اہل حدیث چنین حکم کردہ اند
دارقطنی در معرفت علل حدیث ممتاز و مستثنی
بود و حاکم را در فن تصنیف و ترتیب دخل تمام
بود و ابن مندہ در کثرت احادیث و معرفت
واسعہ تفوق داشت و عبدالغنی را در معرفت
اسباب تخریذ بود و حاکم را تصانیف بسیار
ست قریب بہ ہزار جزو میرسد از ان جملہ
معرفة علوم الحدیث کہ بسیار نافع و مفیدست
و در ان کتاب نوع عالی کہ اول انواعست میگوید
واقرب ما یصح لاقراننا من

الاسانید بعدد الرجال ما حدثونا
عن احمد بن شیبان الرملی وغیرہ قالوا
حدثننا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن
دینار عن ابن عمرو عن الزہری عن انس

فرمایا کہ مستدرک میں بہت سی حدیثیں ایسی بھی ہیں جو
شرط صحت پر نہیں ہیں۔ بلکہ بعض احادیث موضوعہ بھی
درج ہیں جن کی وجہ سے تمام مستدرک معیوب ہو گئی۔
البتہ حدیث الطیر کے بہت طرق ہیں جنہیں ذہبی نے
ایک جدا رسالہ میں جمع کیا ہے۔ ان تمام طرق سے اس
قدر ضرور ثابت ہوتا ہے کہ فی الجملہ حدیث کی کچھ اصلیت
ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کے زمانے میں چار
شخص مملکت اسلام میں چوٹی کے محدثین شمار ہوتے تھے
دارقطنی بغداد میں، حاکم نیشاپور میں، ابو عبد اللہ بن
مندہ اصفہان میں اور عبدالغنی مصر میں۔ محققین اہل
حدیث نے ان چاروں میں یہ فرق بیان کیا ہے کہ دارقطنی
معرفت علل حدیث میں ممتاز اور مستثنی تھے۔ حاکم کو
فن تصنیف اور ترتیب میں دخل تمام حاصل تھا۔ ابن مندہ
کثرت حدیث اور معرفت واسعہ میں فضیلت رکھتے تھے
اور عبدالغنی کو اسباب کی معرفت میں تبحر حاصل تھا۔ حاکم
کی تصانیف اس قدر زیادہ ہیں کہ تقریباً ہزار جزو تک
پہنچتی ہیں۔ ان سب میں عمدہ معرفت علوم الحدیث ہے
یہ کتاب نافع اور مفید ہے۔ اور اس کتاب کی نوع عالی
میں جو سب سے اول نوع ہے یہ بیان کیا ہے۔

ہمارے ہم عصروں کی جو سندیں رجال کے اعتبار
سے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ یہ ہیں۔ احمد بن شیبان
رملی وغیرہ سفیان بن عیینہ سے روایت کرتے ہیں (۱)
اور وہ عمرو بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے۔
(۲) سفیان بن عیینہ زہری سے اور وہ حضرت انس بن

مالک سے (۳) سفیان بن عیینہ عبید اللہ بن ابی یزید سے اور وہ حضرت ابن عباس سے (۴) سفیان بن عیینہ عبد اللہ بن دینار سے اور وہ حضرت ابن عمر سے (۵) سفیان بن عیینہ زیاد بن علاقہ سے اور وہ حضرت جریر بجلی سے۔ سفیان بن عیینہ کی یہ سب سندیں صحیح ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب تر ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے تاریخ نیشاپور، کتاب مزکی الاخبار اور کتاب المدخل الی علم الصحیح ایک کتاب الاکلیل ہے۔ یہ کتاب بھی بہت مفید ہے اور مفسر کو اس کی سخت ضرورت ہے۔ ان کی ایک کتاب امام شافعی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فضائل میں بھی ہے۔ تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ ان کی تصانیف ایک ہزار پانچ سو جزو کے قریب پہنچتی ہے۔ وہ اگرچہ دوسرے علوم میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے مگر علم حدیث میں زیادہ مشغول رکھنے کی وجہ سے اسی فن میں زیادہ مشہور ہوئے۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمد و نیہ بن نعیم لضبئی۔ اور ان کو طہمانی بھی کہتے تھے۔ یہ نسبت جدی ہے یعنی اجداد میں سے کسی کا نام طہمان تھا اس کی طرف نسبت کی گئی ہے۔ یہ نیشاپور کے رہنے والے ہیں۔ اپنے زمانہ میں ابن البیع کے ساتھ مشہور تھے۔ لفظ بیع بار کے برابر اور یار مشددہ کے زیرے ہے۔ ہندی لغت میں بیع بیوپاری کو کہتے ہیں۔ ان کی پیدائش ۳۲۷ھ ماہ ربیع الثانی میں ہوئی۔

بن مالک، وعن عبید اللہ بن ابی یزید عن ابن عباس وعن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر وعن زیاد بن علاقہ عن جریر۔ فہدۃ الاسانید لابن عیینہ صحیحۃ ومن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریبۃ۔

وازان جملہ تاریخ نیشاپورست وازاجلد کتاب مزکی الاخبار وکتاب المدخل الی علم الصحیح وکتاب الاکلیل بسیار مفیدست و مفسر راز وے چارہ نیست و کتابیست در فضائل شافعی۔ در تاریخ ابن خلکان مذکورست کہ تصانیف او بیک ہزار و پانصد جزو رسیدہ و اورادر علوم دیگر ہم مہارت بود لیکن چون شغول حدیث بر وے غالب آمد بہمین فن مشہور گشت۔

کنیت او عبد اللہ است و نام و نسب او محمد بن عبد اللہ بن محمد بن حمد و نیہ بن نعیم لضبئی است و اورا طہمانی نیز گویند نسبت بیکے ازا جداد او کہ طہمان نام داشت و او نیشاپورست و دران وقت معروف بود بابن البیع۔

بفتح بار موحده و کسر یار تحتیہ مشدد بیکے از آبا و اجداد او بیع بود و بیع را در لغت ہندی بیوپاری نامند۔ تولد او در ۳۲۷ھ صد و بیست و یک ماہ ربیع الثانیست۔

ان کے باپ اور ماموں کی تاکید بھی اس فن کی تحصیل کے لئے زیادہ تھی اور وہ اہتمام کے ساتھ اس فن کی طرف انہیں ترغیب دیتے تھے۔

چنانچہ انہوں نے خراسان اور ماوراء النہر اور دیگر بلاد اسلام میں گشت کر کے دو ہزار شیوخ سے حدیث کو حاصل کیا۔ ان کے والد امام مسلم کے دیکھنے والوں میں تھے۔ اور وہ خود اپنے باپ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم، ابو عبد اللہ بن یعقوب بن الاثرم، ابوالعباس بن محبوب، ابو عمر عثمان بن سماک اور ابو علی حافظ نیشاپوری جو اپنے زمانہ کے حافظ حدیث تھے اور ان کے ماسوا اس فن کے بڑے بڑے عالموں سے اس فن کو حاصل کیا دارقطنی و ابو ذر ہروی (جو بخاری کے راویوں میں ہیں) ابو یعلیٰ خلیلی، ابوالقاسم قشیری اور بیہقی اور اس صفت کے ساتھ جو دوسرے استاد متصف ہیں ان سے روایت کرتے ہیں۔ چونکہ وہ عہدہ قضا پر مامور تھے اس وجہ سے ان کا لقب حاکم پڑ گیا تھا۔

ان کی وفات عجیب طور پر واقع ہوئی، ایک روز حمام میں غسل کی غرض سے تشریف لے گئے، فراغت کے بعد وہاں سے نکلے تو ایک آہ کھینچی اور جاں بحق ہو گئے۔ تہ بند بندھا ہوا تھا کپڑے بھی پہنے ہوئے نہیں تھے۔ یہ واقعہ ماہ صفر ۳۸۶ھ میں ہوا۔ انتقال کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا تو یہ فرما رہے تھے کہ میں نے نجات پائی، دیکھنے والے نے دریافت کیا کہ کس سبب سے؟ تو جواب دیا کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

و در صفر سن طلب علم حدیث مودہ ویدر و مادر او برین را اور اہتمام و ترغیب و تقیید می کردند۔

و در خراسان و ماوراء النہر و دیگر بلاد اسلام گشتہ و از دو ہزار شیخ روایت حدیث نمودہ پدرا و مسلم را دیدہ بود و از پختود روایت دارو۔ و از ابو العباس اصم و ابو عبد اللہ الاثرم و ابو العباس بن محبوب و ابو عمرو بن سماک و ابو علی نیشاپوری حافظ عصر خود و دیگر علماء اجلہ این فن تحصیل نمودہ و دارقطنی و ابو ذر ہروی صاحب روایت بخاری و ابو یعلیٰ خلیلی و ابوالقاسم قشیری و بیہقی و دیگر استادان این صنعت از وسے روایت نمودہ اند و او را حاکم ازان لقب کردہ اند کہ قاضی شدہ بود۔

و وفات او عجب طور واقع شدہ کہ روزے در حمام در آمد و غسل بر آورد چون ازان جا بر آمد آہے کشید و جان داد ہنوز لنگ بستہ بود و جاہہائے پوشیدہ بود و این واقعہ در صفر سال چہار صد و پنچ رودار۔ اور ا بعد از وفات بخواب دیدند می گفت نجات یافتم یا قسم بینندہ پر سید در چو چیز گفت در نوشتن حدیث۔ ذہبی در تاریخ گفتہ است

کی تحریر سے۔ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ابو سعید مالینی نے ان کی کتاب کے بارے میں حد سے تجاؤز کر کے یہ کہہ دیا ہے کہ میں نے مستدرک اول سے آخر تک دیکھا ہے مگر ایک حدیث بھی بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق نہ پائی۔ مگر انصاف یہ ہے کہ بہت سی حدیثیں ان دونوں بزرگوں یا دونوں میں سے ایک کی شرط کے مطابق پائی جاتی ہیں بلکہ غالب گمان یہ ہے کہ بقدر نصف کتاب کے اس قسم سے ہو۔ اور چوتھائی کے بقدر ایسی ہو کہ بظاہر اس کا اسناد درست ہے۔ لیکن ان دونوں کی شرط کے مطابق نہیں ہے۔ اور باقی ربع کے بقدر واہیات اور منکرات بلکہ محض موضوعات سے پڑے۔ چنانچہ میں نے تلخیص ذہبی میں جو اس کتاب کے اختصار میں ہے لوگوں کو اس پر مطلع کر دیا ہے۔

اسی وجہ سے علمائے حدیث نے بیان کر دیا ہے کہ حاکم کی مستدرک پر تلخیص ذہبی کے دیکھے بغیر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔

کہ ابو سعید مالینی درحق کتاب او نبیلی اسراف کرد گفت من مستدرک را از اول تا آخر مطالعه کردم یک حدیث ہم بر شرط بخاری و مسلم نہ یافتم و انصاف آن ست کہ در مستدرک و تدرے بسیاری بر شرط این ہر دو بزرگ یافتہ می شود یا بشرط یکی ازینہا بلکہ ظن غالب آن ست کہ بقدر نصف کتاب ازین قبیل باشد و بقدر ربع کتاب از ان جنس ست کہ بظاہر اسناد او صحیح ست لیکن بر شرط این ہر دو نیست و بقدر ربع باقی واہیات و مناکیر بلکہ بعضی موضوعات نیز ست چنانچہ من اختصار آن کتاب کہ مشہور بتلخیص ذہبی ست خبردار کردہ ام انتہی۔

ولہذا علمائے حدیث قرار دادہ اند کہ بر مستدرک حاکم اعتماد نہ باید کرد مگر بعد از دیدن تلخیص ذہبی۔

مستخرج

علی بن صالح مسلم لابی نعیم الاصبہانی

اس کے شروع میں کتاب الایمان ہے اور اول میں یہ حدیث جبریل ست ہے۔

احمد بن یوسف خلاد، عارث بن ابی اسامہ، ابو عبد الرحمن بن یزید المقرئ ح ابو علی بن الصواف

اولش کتاب الایمان ست و اول آن حدیث جبریل ست می گوید۔

حدثنا احمد بن یوسف خلاد قال حدثنا الحارث بن ابی اسامہ قال حدثنا

بشر بن موسیٰ، کہمس بن الحسن، عبد اللہ بن بریدہ سلمیٰ بیان کرتے ہیں کہ یحییٰ بن عیمر القرضی نے یہ بیان کیا ہے کہ سب سے پہلے مقام بصرہ میں معبد جہنمی نے قدر کے بارے میں اعتراضات کئے۔ اسے سن کر میں اور حمید بن عبد الرحمن حمیری حجاج کے پاس گئے۔ اس کے بعد وہ حدیث پوری نقل کی جو صحیح مسلم کے شروع میں ہے۔ ان کا نام و نسب یہ ہے، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن (وائل بن) مہران اصبہانی صوفی۔

یہ ۳۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ چھ سال کی عمر میں مشائخ عمدہ نے بطریق تبرک ان کو حدیث کی اجازت دے دی۔ جن مشائخ نے ان کو اجازت دی تھی ان میں سے ابو العباس اصم، خثیمہ بن سلیمان طرابلسی، جعفر خالدی اور شیخ عبد اللہ بن عمر بن شوذب بھی ہیں اور یہ ابو نعیم اس خصوصیت کے ساتھ متفرد ہیں۔ اس کے بعد جب وہ جوان ہو گئے تو بڑے بڑے مشائخ سے سماع کیا۔ اور جو تخم ان کی زمین استعداد میں لڑکپن سے ڈالا گیا تھا وہ جم کر بار آور ہوا۔ نیز طبرانی، ابوشیخ، جعابی، ابو علی بن صواف، ابوبکر اجری، ابن خلاد نصیبی اور فاروق بن عبد الکریم خطابی سے استفادہ تامہ کیا۔ اس کے بعد شیخوخت اور افادہ کے مرتبہ کو پہنچے تو فن حدیث کے حفاظ عجز و نیاز کے ساتھ در دولت پر حاضر ہو کر فائدہ حاصل کر کے مرتبہ علیا پر پہنچ گئے۔ ان کے اسانید بلند ہونے اور وفور حفظ اور فضیلت علم کی وجہ سے ان لوگوں کی رغبت ایک

ابو عبد الرحمن بن یزید المقرئ وحدثنا ابو علی بن الصواف قال حدثنا بشر بن موسیٰ قال حدثنا ابو عبد الرحمن المقرئ قال حدثنا کہمس بن الحسن عن عبد اللہ بن بریدہ الاسلمی عن یحییٰ بن عیمر القرضی کان من اول من قال بالقدم معبد الجہنمی بالبصرہ فانطلقت انا وحمید بن عبد الرحمن الحمیری حجاجا الی آخر الحدیث المذكور فی اوائل صحیح مسلم۔

و نام و نسب او احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن وائل بن مہران اصبہانی صوفی در سال شش صدوسی و شش متولد شدہ و شش سالہ بود کہ اورا بطریق تبرک مشائخ عمدہ حدیث اجازت دادند کہ از جملہ آنها ابو العباس اصم و خثیمہ بن سلیمان طرابلسی و جعفر خالدی و شیخ معمر عبد اللہ بن عمر بن شوذب است و او باین خصوصیت متفرد است بعد از انکہ چونکہ جوان شد سماع کثیر از اجلہ مشائخ حدیث حاصل کرد و تخمی کہ در زمین استعداد او از طفلی افشاندہ بود بار آورده۔ از طبرانی و از ابوشیخ و از جعابی و ابو علی بن صواف و ابوبکر اجری و ابن خلاد نصیبی و فاروق بن عبد الکریم خطابی، استفادہ تامہ نموده بعد از ان چون بمرتبہ شیخوخت و افادہ رسید حفاظ فن حدیث بسوی او تضرع آوردند و بر در او هجوم نمودند و استفادہ ہا کردند بجهت علو اسانید و وفور علم و حفظ اور رغبت این

ایک عرصہ تک ان کی جناب میں رہی، خطیب بغدادی ان کے خاص انخاص شاگردوں میں سے ہیں ابوسعید البینی، ابوصالح مؤذن، ابوعلی حسن بن احمد حداد، ابوسعید محمد بن محمد بن المطرز، ابو منصور محمد بن عبد اللہ شروطی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے محدثین کو ان کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ ان کی نادر و عجیب کتابوں میں سے کتاب علیہ الاولیاء ایسی نادر کتاب ہے جس کی نظیر اسلام میں نصیب نہیں ہوئی۔ اگرچہ صبح سے ظہر تک ان کے یہاں حدیث کا درس ہوتا تھا لیکن جب مجلس افادہ سے اٹھ کر مکان میں تشریف لے جاتے تھے تو راہ میں بھی بقدر ایک جزو کے آدمی ان سے پڑھ لیا کرتے تھے۔ بایں ہمہ ہرگز ملول اور تنگ دل نہ ہوتے تھے۔ علم حدیث میں مشغولی کی نوبت اس درجہ پہنچ گئی تھی کہ گویا کتابوں کا تصنیف کرنا اور حدیث کا پڑھانا ان کی غذا میں داخل ہو گیا۔

کتاب علیہ الاولیاء نے ان کی زندگی میں ہی اس قدر شہرت اور رواج حاصل کر لیا تھا کہ نیشاپور میں اس کا ایک نسخہ چار سو دینار میں خریدا گیا تھا۔ اول وہ شخص جو ان کے اجداد میں سے شرف اسلام سے مشرف ہوئے مہران تھے۔ اور وہ عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کے غلام تھے۔ اصفہان و اصبہان کو جو سپاہان کا معرب ہے عجم کے بعض بادشاہوں نے اپنے لشکر کے لئے تیار کر کے شہر سپاہان کے نام سے موسوم کیا تھا اور بالفعل وہ عراق کا دار السلطنت اور اس کے مشہور شہروں میں ہے۔ ابو نعیم کی تصانیف

مردم بجناب او زیادہ از قرآن بود خطیب بغدادی از انحصار تلامذہ اوست و ابوسعید البینی و ابوصالح مؤذن و ابوعلی حسن بن احمد حداد و ابوسعید محمد بن محمد بن المطرز و ابو منصور محمد بن عبد اللہ شروطی و دیگر محدثین بسیار شاگردان اویند و از نوادر کتب او کتاب علیہ الاولیاء است کہ نظیر آن در اسلام تصنیف نہ شدہ و از صبح تا وقت ظہر بہ حضور او قرات حدیث می کردند و چون از مجلس برمی خاست و بخانہ می رفت در راہ نیز بقدر یک جزو مردم بروے می خواندند او ہرگز ملول و تنگ دل نمی شد و نوبت او در اشتغال بعلم حدیث بحدی رسیدہ بود کہ اورا غذائے غیر از اسماع حدیث و تصنیف آن نہ بود۔

و کتاب علیہ الاولیاء در حضور او آن قدر شہرت و رواج پیدا کرد کہ در نیشاپور بچہار صد دینار خریدہ شد۔ اول کسے کہ از احب ادا و بشرف اسلام مشرف شدہ مہران ست و او مولای عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب بود۔ و اصفہان و اصبہان معرب سپاہان ست کہ بعضے از ملوک عجم برائے سکونت لشکر خود آمادہ ساختہ و شہر سپاہان نام گفتہ بود بالفعل از بلاد مشہورہ عراق و عجم و

دار السلطنت آنجاست و ابو نعیم را تصنیف بسیارست ازان جملہ است کتاب معرفۃ الصحابہ و کتاب دلائل النبوة در دو جلد و کتاب المستخرج علی البخاری و کتاب المستخرج علی مسلم و کتاب تاریخ اصفہان و کتاب فضائل الصحابہ و کتاب المقصد و ریل مختصرہ دیگر ہم دارد در ششہ چہار صد و سی ہستم محرم رحلت دار آخرت کرد ہفتاد و چہار سال عمر داشت و در ہمین سال عبدالملک بن بشر بغدادی کہ مستند و محدث عراق بود قضا کرد و مفسر مشہو ابو عبد الرحمن اسمعیل بن احمد الحیرمی نیز در ہمین سال وفات یافت خطیب ازوے نیز اخذ کردہ چنانچہ صحیح بخاری را تمامہ در مجلس برو خواندہ و آن از جملہ غرائب است و ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب نیز در ہمین سال وفات یافت۔

بہت ہیں۔ منجملہ ان کے کتاب معرفۃ الصحابہ دو جلدوں میں۔ کتاب دلائل النبوة، کتاب المستخرج علی البخاری کتاب المستخرج علی مسلم، کتاب تاریخ اصفہان، کتاب صفۃ الجنۃ، کتاب الطب، کتاب فضائل الصحابہ اور کتاب المقصد ہیں۔ ان کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بہت سے رسالے ان کی تصنیفات میں سے ہیں۔ بیس محرم ۲۳ھ میں اس دار فانی سے دار آخرت کی طرف رحلت فرمائی۔ کل چورانوے سال کی عمر ہوئی۔ اسی سال عبدالملک بن بشر بغدادی نے جو عراق کے مستند محدث تھے، انتقال فرمایا۔ اور مشہور مفسر ابو عبد الرحمن اسمعیل بن احمد الحیرمی نے بھی اسی سال وفات پائی۔ ابو بکر خطیب نے بھی ان سے علم حاصل کیا تھا، چنانچہ صحیح بخاری کو تمامہ تین مجلسوں میں ان کے سامنے پڑھا۔ ابو عمران فارسی محدث دیار مغرب بھی اسی سال واصل بحق ہوئے۔

إِنَّا لِلّٰہِ وَإِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ۔

مُسَدَّ دَرْمِی

یہ اصطلاح کے خلاف مسند کے ساتھ مشہور ہو گئی اس مسند کی ثلاثیات میں سب سے پہلے باب البول فی المسجد میں یہ حدیث ہے۔

جعفر بن عون، یحییٰ بن سعید۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص دیہات کا رہنے والا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور جب وہ کھڑا ہوا تو مسجد کی ایک جانب میں پیشاب کرنے لگا۔ انس فرماتے ہیں کہ اس کی یہ حرکت

برخلاف اصطلاح مشہور بہ مسند گشتہ اول ثلاثیات آن مسند در باب البول فی المسجد این حدیث است۔

اخبرنا جعفر بن عون قال اخبرنا یحییٰ بن سعید عن انس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما قام بال فی ناحیۃ المسجد قال فصاح بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ناگوار خلافِ آدابِ مسجد دیکھ کر صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شو و شغب مچانا شروع کر دیا اور اس پر لے دے کرنے لگے۔ حضور سرور کائنات نے صحابہ کو برا بھلا کہنے سے روک دیا اور پانی کا ڈول اس پر ڈلو کر مسجد کو پاک کروا دیا۔

ان بزرگ کا نام و نسب عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد التیمی داری سمرقندی ہے۔ (ان کی کنیت ابو محمد ہے) کثرت سے سفر کیا کرتے تھے۔ اکثر بلاد اسلام کا سفر کیا اور دور دراز شہروں میں گشت کر کے علم حدیث کو جمع کیا۔ مسلم بن حجاج قشیری صاحب صحیح مسلم، ابو داؤد، ترمذی، عبد اللہ امام احمد بن حنبل کے بیٹے اور محمد بن یحییٰ ذہلی ان سے روایت کرتے ہیں۔

عبد اللہ سپر امام احمد از پدر بزرگوار خود نقل کرتے ہیں کہ خراسان میں علم حدیث کے حافظ چار شخص تھے، ابو زرعه رازی، محمد بن اسمعیل بخاری، عبد اللہ بن عبد الرحمن داری سمرقندی اور حسن بن شجاع بلخی۔ جس وقت داری کی وفات کی خبر محمد بن اسمعیل بخاری کو پہنچی تو انتہائی صدمہ سے سر جھکا لیا اور اشک جاری کرتے ہوئے اِنَابَتًا وَاِنَّا لِلّٰہِ رَاجِعُونَ پڑھنے لگے اور بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ حسرت آمیز شعر نکل گیا۔ حالانکہ بجز ان اشعار کے جو حدیث میں روایت کئے گئے ہیں آپ کبھی کوئی شعر نہیں پڑھتے تھے۔ اگر تو زندہ رہتا تو تمام دوستوں کی مفارقت کا درد تجھ ہی کو اٹھانا پڑتا مگر تیری موت کا سانحہ ان سب سے دردناک ہے۔

فَلَقَّوْهُمُ عَنْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّهَ عَلَى بَوْلِهِ۔

نام و نسب این بزرگ عبد اللہ بن عبد الرحمن بن الفضل بن بہرام بن عبد الصمد التیمی الداری سمرقندی ست صاحب رحلت و اسفارت اکثر بلاد اسلام را گشته و علم حدیث را از بلدان بعیدہ جمع کردہ۔ مسلم بن الحجاج صاحب صحیح و ابو داؤد و ترمذی و عبد اللہ سپر امام احمد بن حنبل و محمد بن یحییٰ ذہلی ازو سے روایت می کنند۔

عبد اللہ سپر امام احمد از پدر بزرگوار خود نقل کردہ کہ حافظان علم حدیث در خراسان چہار کس اند ابو زرعه رازی و محمد بن اسمعیل بخاری و عبد اللہ بن عبد الرحمن داری سمرقندی و حسن بن شجاع بلخی بوقتی کہ خبر وفات ابو محمد بن اسمعیل رسید سرنگون کرد و انا للہ وانا الیہ راجعون خواند و اشک جاری گشت باز این بیت بر زبان راند و حالانکہ گاہے شعر نمی خواند مگر آنچه در حدیث وارد شدہ بنا بر ضرورت روایت کہ بر زبان او میگذشت شعر

اِنْ تَبَقَّ تَفَجَّعَ بِالْاِحْتَبَةِ كَلْهًا
وَفَنَاءُ نَفْسِكَ لَا اِبَالَكَ اَفْجَعُ

تولد دارمی در سنہ وفات عبدالقدیر
المبارک ست و آن سال یک صد و ہشتاد
ویک ست از ہجرت و وفات اوروز عرفہ کہ پنچشنبہ
بود دفن اوروز جمعہ اتفاق افتاد کہ یوم النحر بود در
سال دو صد و پنجاہ و پنج۔ آنچه در نسخہ ابو الوقت
از مسند دارمی موجود است سہ ہزار و پانصد و پنجاہ
و ہفت حدیث ست کہ در یک ہزار و چہار صد
و ہشت باب بتفریق آورده۔ واللہ اعلم۔

سنن دارقطنی

ان کی مسند کو بلند کرنے والی سند خاصی ہے۔
اس کتاب کے چند نسخے ہیں۔ بروایت ابن بشران از
دارقطنی اور بروایت ابوطاہر کاتب از دارقطنی اور بروایت
توقانی اور ان تینوں نسخوں میں بھی اختلاف اور تفاوت
موجود ہے۔ لیکن یہ اختلاف صرف بعض راویوں کے
نسب اور نسبت کی کمی اور زیادتی میں ہے اور بعض
جگہ بعض الفاظ بھی مختلف ہیں۔ اصل حدیث میں کچھ
اختلاف نہیں ہے۔ ہر نسخہ میں حدیثیں بالاستیعاب مذکور
ہیں۔ البتہ کتاب السبق بین الخیل ابن عبدالرحیم کے
روایت کردہ نسخہ میں موجود نہیں ہے۔ اور اس کے اول
سنن میں حدیث قلیتین موجود ہے۔ اس کی حدیثوں کے
طریقوں کو کثرت اور بجد مبالغہ سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ
اس حدیث کی چون سندات ذکر کی ہیں۔ ازاں جملہ نو سندوں
میں ان الفاظ سے منقول ہے اذاکان الماء اربعین
قلۃ اور ان میں سے اول جابر بن عبداللہ سے مروی ہے

اعلاى سند او خماسى ست و این کتاب
چند نسخه است روایت بشران از دارقطنی و
روایت ابوطاہر کاتب از روے و روایت
توقانی و در میان ہر سہ نسخہ تفاوت و اختلاف
واقع ست اما در تقدیم و تاخیر زیادت و
نقصان در نسب و نسبت بعضی رواۃ و در
الفاظ نیز اما در اصل احادیث هیچ اختلاف
نیست احادیث در ہر نسخہ ازین نسخہ سہ گانہ
بالاستیفا مذکورند مگر کتاب السبق کہ در روایت
ابن عبدالرحیم موجود نیست و در اول سنن
او حدیث قلیتین ست و در تکیہ طرق اسانید
این حدیث مبالغہ تمام نموده است پنجاہ و
چہار سند برائے این حدیث ذکر کردہ ازاں
جملہ در نہ مسند باین لفظ آورده اذاکان الماء
اربعین قلۃ اول این از جابر بن عبداللہ است

اور ان سندات کی تضعیف بھی کی ہے۔ باقی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔ اور ان میں بھی بعض روایت میں تو لَمْ یَجِسَّ واقع ہے اور بعض میں لَمْ یَجِسَّ شَیْءٌ آیا ہے۔ رہے دوسرے بعض ۴۵ طرق جن میں ایک ابو ہریرہ بھی ہیں۔ وہ اس حدیث کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں مَا بَلَغَ مِنَ الْمَاءِ قَلْتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ لَمْ یَجِسَّ شَیْءٌ۔ اور دوسرا ابن عباس سے مروی ہے یہ اس حدیث ان الفاظ سے ذکر کرتے ہیں اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ فَصَاعِدًا لَمْ یَجِسَّ شَیْءٌ اور باقی ابن عمر سے مروی ہیں جن میں بعض روایت میں تو اس طرح ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ فَمَا فَوْقَ ذَلِكَ لَمْ یَجِسَّ شَیْءٌ اور بعض میں عَنْ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ الْمَاءُ قَلْتَيْنِ۔ حاصل یہ ہے کہ یہ سب امور ان کی قوت حافظہ اور استیفا پر دلالت کرتے ہیں۔

دارقطنی کا نام و نسب یہ ہے۔ علی بن عمرو بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ۔ اور کنیت ابواحسن ہے۔ شافعی المذہب تھے اور بغداد میں جو دارقطن ہے وہاں رہتے تھے۔ یہ قاف کے ضمیمہ سے ہے۔ اور بغداد کے ایک بڑے محلے کا نام ہے۔ آپ سلسلہ میں پیدا ہوئے۔ ابوالقاسم بغوی، ابوبکر بن ابی داؤد بن صاعد، حسین بن محاملی اور نیز دوسرے بہت سے عالموں سے حدیث کی سماعت کی اور علاوہ بغداد کے کوفہ، بصرہ، شام، واسط، مصر اور دوسرے اسلامی شہروں کی سیر و سیاحت کی۔ حاکم، عبد الغنی،

وآز تضعیف نمودہ باقی از ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ در بعض آن لم یجس واقع است و در بعض دیگر لم یجس شئی و چہل و پنج طریق دیگر یکے از انہا از ابو ہریرہ است باین لفظ ما بلغ من الماء قلتین فما فوق ذلك لم یجس شئی و دوم ابن عباس باین طریق اذا کان الماء قلتین فصاعدا لم یجس شئی و باقی از ابن عمر و در بعض آن روایات عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم و در بعضی دیگر عن ابن عمر عن ابیہ بلفظ اذا کان الماء قلتین باجلہ این ہمہ دلالت بر قوت حافظہ و استیفا اور دارو۔

نام و نسب او علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان بن دینار بن عبد اللہ است و کنیت او ابواحسن در مذہب شافعی است و در مسکن بغدادی و دارقطنی است و دارقطن بضم قاف معجم محلہ کلان است در بغداد و در سال سہ صد و شش متولد شدہ۔ و از ابوالقاسم بغوی و ابوبکر بن ابی داؤد بن صاعد و حسین بن محاملی و دیگر علمائے بسیار سماع حدیث حاصل کردہ و در بغداد و کوفہ و بصرہ و شام و واسط و مصر و دیگر بلدان اسلام گردیدہ و حاکم و عبد الغنی و منذری

صاحب ترغیب و ترہیب و تمام رازی صاحب
فوائد مشہورہ و ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ
الاولیاء از وی تلمذ و شاگردی کردہ اند و در علم
قرارت و نحو نیز دستگاہ تمام داشت و در فن
معرفت علل حدیث و اسماء الرجال بے نظیر
وقت و یگانہ عصر خود بود چنانچہ خطیب و
حاکم و دیگر ائمہ این صنعت بتفوق او گواہی
دادہ اند و مذاہب فقہاء و علم ادب و
شعر را نیز نیکو و رزیدہ بود گویند و او این
جماعت شعراء یادداشت و در نوجوانی در
مجلس اسماعیل صفار می نشست روزی
از املا صفار مذکور جزوی می نوشت و
صفار املا می کرد صفار باومی گفت کہ سماع
تو صحیح نیست زیرا کہ در نوشتن مشغولی و
فہم حدیث خوب نمی کنی۔ دارقطنی گفت۔
حضرت را یاد ہست کہ چند حدیث املا
فرمودہ اند صفار گفت نہ۔ دارقطنی گفت
تا حالہ ہر وہ حدیث املا فرمودہ اند۔
حدیث اول از فلان شیخ و او از فلان تا آخر
سند و متن کذا و حدیث ثانی از فلان شیخ
تا آخر سند و متن کذا و علی ہذا القیاس تمام
آن احادیث را مع الطرق والا سانی
از یاد از بر خواند تمام اہل مجلس را از قوت
حافظہ او تعجب روداد۔

منذری صاحب ترغیب و ترہیب، تمام رازی
صاحب فوائد مشہورہ اور ابو نعیم اصفہانی صاحب حلیۃ
الاولیاء۔ یہ سب محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ علم نحو و
فن تجوید میں بھی کامل مہارت رکھتے تھے۔ فن معرفت
علل حدیث و اسماء الرجال میں بے نظیر اور اپنے وقت
کے یگانہ تھے۔ چنانچہ خطیب اور حاکم اور اس فن کے
دوسرے اماموں نے ان کی فضیلت کی شہادت دی
ہے۔ نیز مذاہب فقہاء سے بھی باخبر تھے۔ علم ادب و
شعر سے بھی خوب باخبر تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بہت
سے شاعروں کے دیوان از بر یاد تھے۔ جوانی کے زمانہ
میں اسماعیل صفار کی مجلس میں نشست رہا کرتی تھی
ایک دن صفار مذکور ان کو حدیثیں لکھوا رہے تھے،
جب ایک جزو کے قریب لکھ چکے تو صفار نے یہ کہا کہ
تمہارا سماع صحیح نہیں ہے، کیونکہ تم لکھتے ہیں ایسے مشغول
رہتے ہو کہ حدیث کو اچھی طرح نہیں سمجھتے۔ دارقطنی نے
ان کے جواب میں عرض کیا کہ جناب کو یاد ہے کہ اس
وقت تک مجھ کو کتنی حدیثیں لکھوائی ہیں۔ صفار نے کہا
مجھے تو یاد نہیں۔ دارقطنی نے عرض کیا کہ اس وقت
تک اٹھارہ حدیثیں لکھوائیں ہیں۔ اول حدیث
فلان از فلان تا آخر سند علی ہذا ثانی حدیث از فلان
از فلان۔ اسی طرح سب حدیثوں کی سندوں کے
راویوں کے نام اول سے آخر تک مع متن حدیث
انہیں حفظ پڑھ کر سنائے۔ تمام اہل مجلس کو ان کی
قوت حافظہ پر تعجب ہوا۔

علامہ دارقطنی سے متعلق لطائف و ظرائف

ایک روز دارقطنی سے دریافت کیا گیا کہ تم نے اپنے جیسا بھی کوئی دوسرا شخص دیکھا ہے؟ تو خاموش ہو رہا اور کچھ جواب نہ دیا، صرف یہ آیت پڑھی فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ۔

روزے ازوے پر سیدند کہ مانند خود دیگرے را دیدہ، ہیچ جواب نگفت و این آیت بر خواند فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ۔

دارقطنی کے لطائف و ظرائف میں سے یہ واقعہ ہے کہ ایک دن ابوالحسن بیضاوی کسی ایسے شخص کو جو دور دراز سے حدیث کی طلب میں آیا تھا ان کے پاس لائے اور یہ کہا کہ یہ شخص غریب دور دراز سے سفر کر کے آیا ہے آپ اس کو کچھ حدیثیں لکھوا دیجئے۔ تو آپ نے لطائف اخیل سے ٹالنے کے لئے جواب دیا کہ مجھے فرصت نہیں۔ جب ابوالحسن بیضاوی نے بہت اصرار کیا تو اسے بیس سندیں ایسی لکھوائیں جن کا متن یہ تھا کہ نَعْمُ الشَّيْءُ الْهَدِيَّةُ اَمَامَ الْحَاجَةِ۔ دوسرے دن وہ مرد غریب کوئی مناسب ہدیہ لیکر حاضر ہوا تو اسے سترہ سندیں لکھوائیں اور ان سب کا متن یہ تھا اِذَا تَاكَ كَرِيْمٌ قَوْمٍ فَارْمُوهُ۔

وازلطائف و ظرائف او آنست کہ روزے ابوالحسن بیضاوی مردے را کہ از دور برائے طلب حدیث آمدہ بود بحضور او آورد و گفت کہ این مرد غریب ست از دور آمدہ باید کہ چند حدیث بروے اطا فرمائی دارقطنی تعلل نمود و گفت من فراغت و فرصت ندارم تا آنکہ ابوالحسن بیضاوی پر بجد شد دارقطنی بروے زیادہ بر بست سند اطار کرد و متن آن ہمہ ہمین حدیث بود نَعْمُ الشَّيْءُ الْهَدِيَّةُ اَمَامَ الْحَاجَةِ آن مرد غریب روز دیگر ہدیہ مناسب آورد پس اور نزدیک خود نشانیڈبری ہفدہ سند اٹلا نمودن انہمہ این حدیث بود اِذَا تَاكَ كَرِيْمٌ قَوْمٍ فَارْمُوهُ۔

منجملہ اور لطائف کے ان کا یہ لطیفہ بھی مشہور ہے کہ ایک روز نوافل ادا کر رہے تھے اور ایک دوسرا شخص ان کے متصل بیٹھا ہوا کسی حدیث کا کوئی نسخہ پڑھ رہا تھا۔ اس نسخہ کے راویوں کے ناموں میں ایک

و نیز از لطائف او آنست کہ رزی نوافل می خواند شخصی متصل او نشسته نسخہ حدیث می خواند و در ان نسخہ در اسماء بعضے رُواة

۱۔ اپنی حاجت ظاہر کرنے سے قبل کچھ ہدیہ پیش کرنا بہت اچھا طریقہ ہے۔
۲۔ جب تمہارے پاس کسی قوم کا معزز شخص آئے تو اس کا احترام کیا کرو۔

تیسرا واقع شدہ بود بنون وسین مصغر آن خوانندہ بشیر خواند بار موحده و شین معجزہ دار قطنی در نماز گفت سبحان اللہ خوانندہ سیر خواند بضم یار تحتیہ چون دار قطنی دید کہ وہ بلفظ صحیح متنبہ نشد و سیر خواند باز دار قطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ سکوت کرد او باواز بلند خواند ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ .

نام تیسرا آیا۔ جو لون اور سین مہملہ اور یار تصغیر سے ہے۔ اس پڑھنے والے نے بشیر بار موحده اور شین معجزہ سے پڑھا تو دار قطنی نے اسے اس غلطی پر متنبہ کرنے کے لئے نماز ہی میں سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے دوسری مرتبہ سیر بضم یار تحتانی پڑھا۔ جب دار قطنی نے خیال کیا کہ صحیح لفظ پر متنبہ نہیں ہوا۔ پھر دار قطنی نے سبحان اللہ کہا مگر وہ نہ سمجھا تو آپ نے یہ آیت پڑھی ن وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ تاکہ وہ سمجھ جائے کہ اس راوی کا نام لون کے ساتھ ہے۔

ف۔ نماز میں اس طرح پر تلقین کرنا شوافع کے یہاں جائز ہے مگر امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

کے نزدیک درست نہیں۔ مترجم

اسی طرح ایک دن پھر نفل ادا کر رہے تھے ایک پڑھنے والے نے حدیث عمرو بن شعیب کو عمرو بن سعید پڑھا تو دار قطنی نے سبحان اللہ کہا۔ پڑھنے والے نے پھر سند کا اعادہ کیا اور اس نام پر رک گیا تو دار قطنی نے یہ آیت تلاوت کی یَا شُعَيْبُ أَصْلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ وَهُوَ سَمِعَ گئے اور بجائے سعید کے شعیب پڑھنے لگے۔

و نیز روزے در نوافل بود خوانندہ حدیث عمرو بن شعیب را عمرو بن سعید خواند دار قطنی سبحان اللہ گفت خوانندہ اعادہ سند نمودہ درین لفظ متوقف شد دار قطنی این آیت تلاوت نمود یَا شُعَيْبُ أَصْلَوْتُكَ تَأْمُرُكَ .

دار قطنی کی وفات آٹھویں ذی قعدہ ۲۸۵ھ میں جمعرات کے روز ہوئی، حافظ ابو نصر بن ماکولا کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ گویا دار قطنی کا حال فرشتوں سے دریافت کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ آخرت میں دار قطنی کے ساتھ کیا معاملہ گزرا تو فرشتوں نے یہ جواب دیا کہ جنت میں کما لقب امام ہے

وفات اور روز پنجشنبہ، ششم ذیقعدہ سال ہشتاد و پنج بعد از سد صدست ابو نصر بن ماکولا گفته است کہ من در خواب دیدم کہ گویا از فرشتگان حال دار قطنی می پرسم کہ در آخرت چون شد مرا گفتند کہ اورا در جنت امام می گویند۔

سنن ابی مسلم الکشی

اس کتاب میں ثلاثیات بہت ہیں۔ ان کو

ثلاثیات بسیار دارد و اورا کشی

کشتی بفتح کاف عجمی اور کجی بھی کہتے ہیں۔ ان کی ثلاثیات کی پہلی حدیث باب فضل الصدقہ میں یہ ہے۔
عمر بن محمد العثماني، عبد اللہ بن نافع الانصاری، جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو خراب زمین کو آباد کرے گا تو اس کے لئے اس میں سے اجر ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں نے کھایا ہے وہ اس کے لئے صدقہ ہے۔

ان کی کنیت ابو مسلم ہے اور نام ابراہیم ہے عبد اللہ کے بیٹے ہیں اور بصرہ کے رہنے والے ہیں۔ ان کی یہی کتاب مشہور ہے۔ ابو مسلم کشتی نے جب اس سنن کے جمع کرنے، استاد کو سنانے اور محدثین کو دکھلانے سے فراغت فرمائی تو اس نعمت کے شکرانہ میں ہزار درہم مفلسوں کو صدقہ کئے اور جو علم حدیث کا مشغلہ رکھنے والے تھے ان میں سے ایک کثیر التعداد جماعت اور دیگر امراء ملک کی دعوت کر کے پر تکلف کھانے پکوا کر کھلائے۔ غرض ہزار دینار اس دعوت میں صرف کئے۔ جس روز مسلم کشتی بغداد میں آئے تو بہت سے آدمی ان سے سند حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے۔ رجبہ غسان جو بغداد کے فراخ ترین مکانوں میں سے تھا، مکان جلوس قرار پایا۔ چونکہ چاروں طرف کثرت سے آدمیوں کا ہجوم تھا اس لئے سات آدمی ان کی آواز کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے متعین ہوئے تاکہ دُور دراز کے آدمیوں کو بھی نفع حاصل ہو۔ فراغ ہونے کے بعد جب اس مجلس کے آدمیوں کو شمار کیا گیا تو

بفتح کاف عجمی و کجی نیز گویند۔ اول ثلاثیات او این حدیث ست فی باب فضل الصدقہ۔
حدثنا عمرو بن محمد العثماني قال حدثنا عبد الله بن نافع الانصاري انه اخبر عن جابر بن عبد الله ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من احب ارضا ميتة فله منها اجر وما اكلت العافية منها فهو له صدقة۔

کنیت ابو مسلم و نام او ابراہیم بن عبد اللہ البصری ست و ہمیں کتاب سنن او مشہور ست چون این سنن راجع کرد از اسماع او فارغ گشت و نزد محدثین روایت نمودہ ہزار درہم شکرانہ این نعمت تصدق نمود بر فقراء و جماعت کثیر را از مشتغلان بعلم حدیث و دیگر اعیان دعوت نمود و طعام عام تکلف پخت گویند ہزار دینار درین دعوت صرف کرد۔ و روزے کہ در بغداد آمد مردم برائے روایت حدیث از وے ہجوم آوردند در رجبہ غسان کہ فراخ ترین مکانات بغداد بود جلوس نمود و مردم گردا گرد او ایستادہ شدند و ہفت کس برائے ابلاغ آواز او متعین شدند کہ یکے بہ دیگرے برساناد تا مردم دور دست بشنوند بعد از فراغ ازین مجلس مردم شمار کردند یک ہزار و چہل و چند صاحب روایت و مسلم

دران مجلس حاضر بود کہ مے نوشت سوائے
نظارگیان و شنوندگان چنانچہ خطیب
در تاریخ بغداد این حکایت را آورده
وفات او در ۲۶۲ھ دو صد و شصت و
دو بودہ است۔

دیگر سامعین و ناظرین کے علاوہ تقریباً ایک ہزار چالیس
آدمی صاحب روات و قلم وہاں موجود تھے جو ان کے
فرمودہ کو لکھ رہے تھے۔ خطیب بغدادی نے بھی اس
واقعہ کو تاریخ بغداد میں نقل کیا ہے۔ ۲۶۲ھ میں ان
کا انتقال ہوا۔

سنن سعید بن منصور

این کتاب ہم ثلاثیات بسیار وارد
چنانچہ در اول سنن کہ باب اول نست
می گوید۔

اس کتاب میں بھی ثلاثیات بہت ہیں۔ چنانچہ
ابتداءً سنن کے باب الاذان میں یہ حدیث نقل کی
گئی ہے۔

اذان کی ابتداء

حدثنا هشیم بن بشیر قال
حدثنا حصین بن عبد الرحمن قال
اخبرنا عبد الرحمن بن ابی لیلی ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهتم
للصلاة کیف یجمع الناس لها قال
لقد هممت ان ابعث رجلاً فیقوم
کل رجل منهم علی اطم من اطم
المدینة فیؤذن کل رجل منهم من
یلیہ فلم یعجبه ذلک فذکروا
الناقوس فلم یعجبه ذلک فانصرف
عبد اللہ بن زید مہتاً لہم رسول اللہ

ہشیم بن بشیر، حصین بن عبد الرحمن۔ حضرت عبدالرحمن
بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نماز کے لئے متفکر ہوئے (یعنی آپ کو یہ فکر ہوا کہ) نماز کے
لئے لوگوں کو کس طرح پر جمع کیا جائے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا
کہ میں نے اس امر کا قصد کیا تھا کہ چند لوگوں کو بھیج دوں
اور ان میں سے ہر ایک شخص مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی
ٹیلہ پر کھڑا ہو جائے اور ہر آدمی اس کو مطلع کر دیا کرے جو
اس کے قریب ہے۔ مگر آپ نے اسے پسند نہ کیا تو لوگوں
نے ناقوس بجانے کی رائے پیش کی آپ نے اسے بھی ناپسند
کیا۔ عبداللہ بن زید واپس ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے فکر کی وجہ سے خود بھی فکر مند تھے۔ اللہ تعالیٰ نے

سے بعض نے ان کی وفات کا سال ۲۹۲ھ لکھا ہے۔

اذان کا طریقہ اور کیفیت ان کو خواب میں دکھلائی جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے ایک شخص کو مسجری کی چھت پر دیکھا وہ دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اور اذان کہہ رہا تھا اور یہ بھی کہا کہ اس نے اذان کے کل کلموں کو دو دو مرتبہ کہا اور جب فارغ ہو گیا تو بیٹھ گیا اور دعا مانگی۔ پھر اول کی طرح انہیں کلمات کو کہا اور جب حَیَّ عَلَی الصَّلَاةِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہا تو اس کے بعد قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کہا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے جیسا کہ انہوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو کیا چیز مانع ہوئی جو تم نے ہمیں خبر نہ کی؟ تو عرض کیا کہ عبد اللہ بن زید جب مجھ سے سابق ہوئے تو مجھ کو شرم دامن گیر ہوئی۔ تمام مسلمان اس سے خوش ہوئے اس کے بعد سے یہ طریقہ جاری ہو گیا اور بلالؓ اذان دینے کے لئے مامور ہوئے۔

ان کی کنیت ابو عثمان ہے اور نام سعید بن منصور بن شعبہ مروزی ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ دراصل طالقانی ہیں مگر بلخ رہنے لگے تھے اور آخر عمر میں مکہ معظمہ کو اپنا مسکن بنالیا تھا۔ اور اسی جگہ ماہ رمضان المبارک ۲۲۹ھ میں انتقال ہوا۔ تقریباً اسی نوے سال کے درمیان عمر پائی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے موطا اور دوسری حدیثوں کی سماعت حاصل کی۔ علاوہ ازیں بیث بن سعید، ابو عوانہ

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُبْرِيَ الْأَذَانَ فِي مَنَامِهِ فَلَمَّا أَصْبَحَ عَدَا فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْتَ رَجُلًا عَلَى سَقْفِ الْمَسْجِدِ عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضِرَانِ يَنَادِي بِالْأَذَانِ فَرَعَمَ أَنَّهُ أَذْنٌ مَثْنَى مَثْنَى الْأَذَانَ كَلَهُ فَلَمَّا فَرَغَ قَعَدَ قَعْدَةً ثُمَّ دَعَا فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهِ الْأَوَّلِ فَلَمَّا بَلَغَ حَتَّى عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَی الْفَلَاحِ قَالَ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَامَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا قَدْ طَافَ بِي اللَّيْلَةَ مِثْلَ الَّذِي اطَّافَ بِهِ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَخْبِرَنَا فَقَالَ سَبَقَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زَيْدٍ فَاسْتَحْيَيْتُ فَاعْجَبَ بِذَلِكَ الْمُسْلِمُونَ فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدَ وَامْرِئِئِذَا فَادَّنَ.

کنیت ابو عثمان و نام او سعید بن منصور بن شعبہ ست مروزی ست و گویند در اصل طالقانیست و آخر ہا در بلخ سکونت وزید و چون عمر او باخر سعید در مکہ معظمہ مجاورت اختیار نمود و ہا نجا وفات یافت در رمضان سنہ دو صد و ست و نہ و عمر او ما بین ہشتاد و نود بود۔

از امام مالک سماع موطا و دیگر احادیث حاصل نموده و از بیث بن سعد و ابو عوانہ

فلیح بن سلیمان و دیگر محدثین آن طبقہ استفادہ
 کردہ۔ و از امام احمد و مسلم و ابو داؤد و خلیف
 بسیار روایت کردہ امام احمد اور بسیار تعظیم
 میفرمود و سنا و تعریف می کرد ابو حاتم
 اور اوثیق و تعدیل و اجبی نمود او قوی
 الحفظ بود و قریب وہ ہزار حدیث از یاد
 می نویسایند۔

فلیح بن سلیمان اور اس طبقہ کے دوسرے محدثین سے بھی
 استفادہ فرمایا۔ ان سے امام احمد، مسلم اور ابو داؤد وغیرہ
 بہت سے علماء روایت کرتے ہیں۔ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ
 ان کی بہت تعظیم اور بے حد تعریف و توصیف کیا کرتے
 تھے۔ قوی الحفظ تھے۔ اپنی یاد سے دس ہزار احادیث
 کے قریب لکھوایا کرتے تھے۔ ابو حاتم نے بھی ان کی توثیق
 و تعدیل کی ہے۔

مُصَنَّفِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

اکثرش ثلاثی ست و طرفہ این ست
 کہ مصنف خود را ختم کردہ ست بشامل و
 شامل را ختم بر ذکر موتے آنحضرت تمام
 کردہ می گوید

حدثنا معمر عن ثابت عن النبي صلى الله عليه
 و سلم الى انصاف اذنيه .

کنیت او ابو بکر و نام و نسب او
 عبد الرزاق بن نافع حمیری ست بالولاء
 ساکن صنعاء ست کہ دار الملک یمن ست
 از عبید اللہ بن عمر عمری روایت قلیل دارد
 و از ابن جریر و اوزاعی و ثوری استفادہ
 بسیار نموده امام احمد بن حنبل و اسحاق
 بن راہویہ یحیی بن معین ازوے استفادہ
 حدیث کردہ اند و از اجل تلامذہ معمر ست
 تا ہفت سال در صحبت او بودہ است و

اس کی اکثر حدیثیں ثلاثی ہیں۔ عجیب بات یہ ہے
 کہ انہوں نے اپنے مصنف کو شامل پر ختم کیا ہے اور
 شامل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے موتے مبارک
 کے ذکر پر تمام کیا۔ چنانچہ اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔
 حضرت انس فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کے موتے مبارک آپ کے کانوں کے نصف حصے تک
 پہنچتے تھے۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔
 عبد الرزاق بن ہمام بن نافع۔ اور ولای کے اعتبار سے
 حمیری ہیں۔ صنفا کے رہنے والے ہیں جو یمن کا
 دار السلطنت ہے۔ عبید اللہ بن عمر (بن حفص) عمری سے
 بہت کم اور ابن جریر، اوزاعی اور ثوری سے بہت
 زیادہ استفادہ کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن
 راہویہ اور یحیی بن معین ان کے شاگرد ہیں۔ آپ منعم
 کے ممتاز اور بڑے شاگردوں میں سے ہیں۔ سات سال
 تک ان کی صحبت میں رہے اور اسی وجہ سے معمر کی

حدیثوں کو یاد رکھنے میں مشہور اور ممتاز ہیں۔ صحاح ستہ میں بھی ان کی روایات موجود ہیں۔

لہذا درحفظ حدیث معمر مشہور و ممتاز است و روایت اور صحاح ستہ واقع است۔

حافظ عبدالرزاق اور تشیع

کسی نے ان میں کوئی عیب بیان نہیں کیا مگر فی الجملہ تشیع تھا۔ البتہ زیادہ غلو نہ تھا۔ اور باوجود اس وصف تشیع کے یہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو یہ جرأت نہیں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امیر المؤمنین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما پر ترجیح دوں اور میرا دل یاری نہیں کرتا کہ ان کے تفاضل کو ثابت کروں کیونکہ امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہ تواتر ثابت ہے اور یقین کی حد تک پہنچ گیا ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ان دونوں حضرات پر فضیلت نہ دو۔ پس امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فرمودہ سے تجاوز کرنا کاریبی نہیں ہے۔ نصف ماہ شوال ۲۱۱ھ میں رحلت فرمائی۔ عمر طویل پائی یعنی پچاسی سال زندہ رہے۔

دور وے پہنچ عیب نیافتہ مگر آنکہ فی الجملہ تشیع داشت اما عالی نبود و باوصف این تشیع می گفت کہ جرأت بر تفضیل امیر المؤمنین علی بر امیر المؤمنین ابوبکر و عمر نمی توانم کرد و دل من باین یاری نمی دہد زیرا کہ از امیر المؤمنین علی آن قدر متواتر شدہ کہ فراموشی ہر دو تفضیل نہ ہد کہ بسر حد یقین انجامیدہ و کاری شیعی نیست کہ از فرمودہ امیر المؤمنین علی تجاوز کند در نصف شوال سال دو صد و یازدہ وفات اوست و عمر طویل یافت ہشتاد و پنج زیست۔

مُصَنَّف ابْنِ بَكْرِ بْنِ ابْنِ شَيْبَةَ

اس کے شروع میں کتاب الطہارۃ ہے اور اس کے اول یہ ہے۔ باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء (جب کوئی شخص پانخانہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کونسی دعا پڑھے) اور اس باب میں یہ حدیث بیان

اولش کتاب الطہارت است و اول باب ما یقول الرجل اذا دخل الخلاء می گوید۔

۱۰۰ متقدمین میں میلان الی التشیع کا مقصد یہ تھا کہ حضرت علی کو حضرت عثمان پر فضیلت دی جائے یا اصحاب ثلاثہ کی بہ نسبت حضرت علی سے زیادہ محبت ہو۔

کی ہے۔

ہشیم بن بشیر، عبدالعزیز بن ابی صہیب۔ انس بن مالکؓ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاخانہ میں داخل ہوتے تو فرماتے تھے ”اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں ناپاک جنوں اور ناپاک جنیوں سے۔“

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام و نسب یہ ہے۔ عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی۔ یعنی ابن عبس کے موالی میں سے ہیں۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حدیث کی کتابوں میں اس طرح کی تین صورتیں باہم ملتبس و مشتبه ہیں۔ ان تینوں میں امتیازی علامت یہ ہے کہ اگر وہ ساکن بصرہ ہیں تو عیشی یا رتختانی اور شین معجمہ سے۔ اور کوفہ کے رہنے والے ہیں تو عبسی بار موحده اور سین مہملہ سے۔ اور اگر شام کے باشندے ہیں تو عنسی نون اور سین مہملہ سے پڑھنا چاہئے۔ ابو بکر کوفہ کے رہنے والے ہیں۔ اس مصنف کے علاوہ ان کا ایک مُسند اور بعض تصانیف اور بھی ہیں۔ انہوں نے شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ، ابوالاحوص، عبداللہ بن المبارک، سفیان بن عیینہ، جریر بن عبد الحمید اور ان کے ہم عصروں سے علم حدیث حاصل کیا ہے۔ ابوزرعہ، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دیگر بہت سے محدثین نے ابو بکر سے استفادہ کیا ہے۔ ابو بکر فن حدیث کے امام ہیں۔

حدیث شاہشیم بن بشیر عن عبدالعزیز بن صہیب عن انس بن مالک قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء قال اعوذ باللہ من الخبث والخبائث۔ کنیت او ابو بکر و نام او عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی ست یعنی از موالی ابن عبس بار موحده ساکنہ بعد العین المہملہ درین جاسہ صورت مشتبه در کتب حدیث وارد می شود و علامت فارقہ در میان ہر سہ صورت آنست کہ اگر آن شخص کہ در نسبت او این صورت باشد از اہل کوفہ است پس عبسی ست بار موحده و سین مہملہ و اگر از اہل بصرہ است پس عیشی ست بیارتختیہ و شین معجمہ و اگر از اہل شام است پس عنسی ست نون و سین مہملہ و ابو بکر از اہل کوفہ است و اورا سوائے این مصنف مسندیت دیگر بعضے تصانیف ہم دارد و از شریک بن عبداللہ قاضی کوفہ و ابوالاحوص و عبداللہ بن المبارک و سفیان بن عیینہ و جریر بن عبد الحمید و اقران اینہا استفادہ علم حدیث کردہ و از وی ابوزرعہ و بخاری و مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و غیرہ بسیار استفادہ این علم کردند از ائمہ این فن۔

فن حدیث کی چار ممتاز ہستیاں

ابوزرعہ رازی کہتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں چار

ابوزرعہ رازی گفتہ کہ در زمان ما علم حدیث

شخصوں پر نظر پڑتی تھی اور علم کا منتہا انہی کو تصور کیا جاتا تھا۔ اول ابو بکر بن ابی شیبہ، جو حدیث کے بیان کرنے میں یکتا تھے۔ دوسرے احمد بن حنبل، جو فقہ اور حدیث کے سمجھنے میں یگانہ خیال کئے جاتے تھے تیسرے ابن معین، جو جمع و تکیث حدیث میں ممتاز تھے۔ چوتھے علی بن المدینی، جو مخرج حدیث اور اس کے علل کے علم میں یگانہ اور بے نظیر تھے۔ لیکن مذاکرہ کے وقت ابو بکر بن ابی شیبہ اپنے ہم معصروں میں حافظ ترین بتائے جاتے تھے۔ ترتیب اور تہذیب کے اعتبار سے بھی یہ کتاب ان کے ہم معصروں سے امتیاز تام رکھتی ہے۔

ماہ محرم ۲۳۵ھ میں اس خاکدان عالم سے دارالقرار کو رحلت فرمائی۔

منتهی شدہ بود پچہار کس ابو بکر بن ابی شیبہ کہ در سرد حدیث یکتا بود و احمد بن حنبل در فقہ حدیث و فہم آن مستثنیٰ و ابن معین در جمع و تکیث حدیث ممتاز و علی بن المدینی در علم بمخرج حدیث و علل آن یگانہ و بے ہمتا اما در وقت مذاکرہ ابو بکر بن ابی شیبہ احفظ ترین ہمد اہل عصر بود و در ترتیب و تہذیب کتاب نیز اورا از اقران خود امتیاز حاصل ست در محرم سال دو صد و سی و پنج رحلت بدارالقرار نمود۔

کتاب الاشراف فی مسائل الخلاف

لابن المنذر

یہ کتاب نہایت نفیس ہے۔ اس میں علما کا اختلاف مع دلائل ذکر کیا گیا ہے۔ اور احادیث کو بھی اس طرز سے اس میں بیان کیا گیا ہے کہ اجتہاد و استنباط آسان ہو جائے۔ اس کتاب کی ابتداء یوں کی ہے۔

طہارت یعنی وضو کی فرضیت کا ذکر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نماز کے لئے طہارت کو واجب کیا۔ چنانچہ ایک جگہ اس طرح فرمایا، کہ اے ایمان والو! جب تم نماز کے ادا کرنے کا ارادہ کرو تو اپنے تمام منہ اور ہاتھوں

کتابے ست بغایت نفیس در وے اختلاف علمای مع الدلائل ذکر کردہ و احادیث را بوجہی سرد نمود کہ اجتہاد و استنباط آسان گشتہ اول آن کتاب این ست۔

ذکر فرص الطہارۃ اوجب اللہ تعالیٰ الطہارۃ للصلوۃ فی کتابہ فقال جلّ شأۃ یا ایہا الذین امنوا ادا قتم الی الصلوۃ فاغسلوا وجوهکم وایدیکم

الی المرافق وامسحوا برؤوسکم و
ارجلکم الی الکعبین وقال یا ایہا
الذین امنوا لا تقربوا الصلوة وانتم
سکاری حتی تعلموا ما تقولون ولا
جنبا الا عابری سبیل حتی تغتسلوا
ودلت الاخبار الثابتة عن رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی وجوب
فرض الطہارة للصلوة واتفق
علماء الامم علی ان الصلوة لا یجوز
الا بها اذا وجد السبیل
الیہا

حدثننا ربیع بن سلیمان قال
حدثننا عبد اللہ بن وہب قال اخبرنا
سلیمان قال حدثنی کثیر بن زید عن
الولید بن رباح عن ابی ہریرة ان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یقبل اللہ
صلوة بغير طہور ولا صدقة من غلول.
کنیت او ابو بکر ونام ونسب او محمد بن
ابراہیم بن المنذرست نیشاپوری ست و
اور شیخ الحرم نیز گویند بجهت مجاورت حرم
واشتغال بتعلیم علم حدیث دران بقعة متبرکہ
وکتاہائے اونادرة وقت بود کہ قبل از
وسے در اسلام مثل آنها مصنف نشده
ازان جملہ این کتاب ست وازان جملہ
کتاب المبسوط در فقہ وازان جملہ است

گو کہینوں سمیت اور پیروں کو کٹنوں سمیت دھولو اور
اپنے سر کا مسح کرو (اور ایک مقام پر یہ ارشاد فرمایا)
کہ اسے ایمان والو جب تم کو نشہ ہو تو نماز کے نزدیک
(بھی) نہ ہو۔ یہاں تک کہ تم جو کہتے ہو اس کو سمجھنے لگو۔
اور نہ اس وقت تک کہ جب جنابت کی حالت ہو یہاں
تک کہ غسل کر لو۔ البتہ راہ چلنے کی حالت میں (سو وہ
مجبوری ہے)۔ علیٰ ہذا احادیث مرفوعہ بھی اس پر لالت
کرتی ہیں کہ نماز کے لئے وضو فرض ہے۔ اور علماء امت
کا اس پر اتفاق ہے کہ جب تک آدمی وضو کر سکتا ہے
اور کوئی عذر اور مانع موجود نہ ہو تو بغیر وضو کے نماز جائز
نہ ہوگی۔

ربیع بن سلیمان، عبد اللہ بن وہب، سلیمان،
کثیر بن زید، ولید بن رباح، حضرت ابو ہریرہ رضی
روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ بغیر وضو کے نماز قبول نہیں
فرماتا۔ اور مال غنیمت سے خیانت کر کے جو صدقہ ادا کیا
جاتا ہے اسے بھی حق تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام محمد ہے۔ ابراہیم
بن المنذر نیشاپوری کے بیٹے ہیں۔ چونکہ ابو بکر کو حرم
محترم کی مجاورت حاصل تھی اور اسی متبرک زمین میں
رہ کر تعلیم علم حدیث میں مشغول رہے اسی سبب سے
انہیں شیخ الحرم بھی کہتے ہیں۔ اور چونکہ ان سے پہلے
اسلام میں ان کے مثل کوئی مصنف نہیں گزرا اس
وجہ سے ان کی کتابیں نادر الوقت سمجھی جاتی تھیں۔ جملہ
اور کتابوں کے ایک کتاب تو یہی ہے۔ اس کے علاوہ

کتاب الميسوط فقہ میں، کتاب الاجماع، کتاب التفسیر اور کتاب السنن وغیرہ بھی ان کی نادر کتابوں میں سے ہیں۔ ان کی سب تصنیفات مایہ اجتهاد و تحقیق ہیں۔ علم فقہ اور معرفت اختلافات علماء اور ان کے ماخذ و دلیل کے شناخت کرنے میں بہت ماہر تھے۔ اگرچہ شیخ ابواسحاق نے اپنے طبقات میں ان کو زمرہ فقہائے شافعیہ میں لکھا ہے جس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ امام شافعی اور ان کے اجتهاد میں کثرت سے توارف تھا۔ نیز ان کا قیاس اکثر امام شافعی کے قیاس کے مطابق ہوتا تھا۔ لیکن درحقیقت وہ کسی کے مقلد نہ تھے۔ شیخ ابواسحاق نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تمام علماء کو خواہ وہ ان کے مذہب کے موافق ہوں یا مخالف ابن المنذر کی تصنیفوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ کیونکہ وہ آئین استنباط اور طریق اجتهاد کو بتاتے اور سکھاتے ہیں۔ علم حدیث میں محمد بن میمون، ربیع بن سلیمان، محمد بن اسمعیل صائغ، محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم، ان کے علاوہ اور بزرگ و افضل ترین محدثین کے شاگرد ہیں۔ اور محمد بن یحیی بن عمار دمیاطی اور ابو بکر بن المقرئ اور دیگر محدثین خود ان کے اعلیٰ اور عمدہ شاگردوں میں سے ہیں۔ ۳۱۸ھ میں وفات پائی۔

سنن کبریٰ

یہ کتاب بیہقی کی تصنیف ہے جو مختصر مزنی کی ترتیب کے مطابق مرتب کی گئی ہے۔ اس کتاب کے دوسو و جزو ہیں۔ اس کے آخر میں یہ باب ہے۔

کتاب الاجماع و کتاب التفسیر و کتاب السنن وغیر اینہا بالجملہ تصانیف او مایہ اجتهاد و تحقیق ست در علم فقہ و در معرفت اختلافات علماء و شناختن ماخذ و دلیل ہر یکے خیلی ماہر بود خود، مجتہد بود و تقلید کسی لازم نمی گرفت لیکن شیخ ابواسحاق اورا در طبقات خود در زمرہ فقہار شافعیہ نوشته بنا بر کثرت توارف اجتهاد او با جتہاد شافعی و شیخ ابواسحاق گفت است کہ بتصانیف او ہمہ را احتیاج ست خواہ موافق مذہب او و خواہ مخالف مذہب او زیرا کہ آئین استنباط و طریق اجتہاد راجی آموزد و در علم حدیث شاگرد محمد بن میمون و ربیع بن سلیمان و محمد بن اسمعیل صائغ و محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم و دیگر اجلہ محدثین ست۔ دمیاطی محمد بن یحیی بن عمار و ابو بکر بن المقرئ و دیگر محدثان عمدہ شاگرد اویند و در سال صد و ہشترده وفات یافت۔

تصنیف بیہقی و از ابرتر ترتیب مختصر مزنی مرتب کردہ و دو صد و دو جزو گردانیدہ است و در آخر متن او این باب ست۔

باب عدة ام الولد اذا توفي عنها سيدها اخبرنا ابو عبد الله قال اخبرنا ابو الوليد قال حدثنا محمد بن احمد بن زهير قال حدثنا عبد الله هو ابن هاشم عن وكيع عن مسعر وسفيان عن عبد الكريم عن مجاهد قال ثلثة اشهر (وعن وكيع) عن سعيد عن الحكم عن ابراہیم قال ثلثة شهر (ورويًا) عن عطاء وطاؤس وعمر بن عبد العزيز وابي قلابه رحمهم الله تعالى.

کتاب معرفۃ السنن والآثار

یہ کتاب بھی بہت ہی سست وگفتہ اند
نیز تصنیف بہت ہی سست وگفتہ اند
کہ معنی این نام آن ست معرفۃ الشافعی
کیا ہے کہ اس نام کے معنی ہیں معرفۃ الشافعی بالسنن
والآثار۔ اسی لئے تاج الدین سبکی فرماتے ہیں کہ شافعی
فقیہ کو اس کتاب کی سخت ضرورت پڑتی ہے۔ بغیر اس
کتاب کے اس کو چارہ نہیں ہے۔ اس کتاب کی چار
جلدیں ہیں۔ اور سنن کبریٰ دس جلدوں میں مجلد ہے
اس کتاب یعنی معرفۃ السنن میں یہ حدیث ہے۔

اخبرنا ابو عبد الله الحافظ قال اخبرنا الزبير بن عبد الواحد الحافظ قال حدثني حمزة بن علي العطار بمصر قال حدثني الربيع بن سليمان قال سئل الشافعي عن رحمة الله عليه عن القدر فانها تقول

امام شافعی اور مسئلہ تقدیر

یعنی حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے تقدیر کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے یہ اشعار

پڑھے

إِذَا شِئْتَ كَانَ وَإِنْ لَمْ أَشَأْ وَمَا شِئْتَ إِنْ لَمْ تَشَأْ لَمْ تَكُنْ

اے اللہ جس چیز کو تو چاہتا ہے وہ ہو جاتی ہے اگرچہ میری خواہش نہ ہو۔ اور جس چیز کو آپ نہیں چاہتے وہ نہیں ہوتی گو میری خواہش ہو۔

نَخَلْتِ الْعِبَادَ عَلَى مَا عَلِمْتَ فَوِ الْعِلْمِ يَجْرِي الْغِنَى وَالْمِنَّةُ

آپ نے اپنے علم کے موافق بندوں کو پیدا کیا۔ اس کے علم کے موافق ہی غنی اور احسانات جاری ہوتے ہیں۔

عَلَىٰ ذَا مَنَنْتَ وَهَذَا ذَلَلْتِ ۖ وَهَذَا أَعْنَتُ ۖ وَذَا لَمْ تُعِينِ

اس پر آپ نے احسان کیا اور اس کو ذلیل اس کی امداد کی اور اس کی نہ کی۔

فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَمِنْهُمْ سَعِيدٌ ۖ وَمِنْهُمْ قَبِيحٌ وَمِنْهُمْ حَسَنٌ

پس ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت۔ بعض بد صورت ہیں اور بعض خوبصورت۔

ان کی کنیت ابو بکر ہے اور نام احمد بن الحسین ہے۔ (احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ بن موسیٰ) بیہقی کی نسبت بیہقی کی طرف ہے۔ اور بیہقی چند گاؤں کا نام ہے جو باہم متصل ہیں اور نیشاپور سے تیس کوس کے فاصلہ پر واقع ہیں اور یہ ایسا ہے جیسا نواحِ دہلی میں بارہہ اور ہریانہ۔ ان دیہات میں سب سے بڑا گاؤں خسرو چر د ہے۔ جیم کے کسرہ کے ساتھ۔ جہاں بیہقی کی قبر ہے۔ ماہ شعبان ۳۸۲ھ میں پیدا ہوئے۔ حاکم، ابوطاہر، ابن فورک متکلم اصولی، ابوعلی روزباری صوفی اور عبدالرحمن سلمی صوفی سے علوم کو حاصل کیا اور بغداد، خراسان، کوفہ، حجاز اور دوسری اسلامی آبادیوں میں گشت کیا۔

کنیت ابو بکر و نام او احمد بن الحسین و بیہقی نسبت بہ بیہقی ست کہ نام چند دیہہ است متصل ہم در بیست گروے نیشاپور کہ مجموع آن دیہات را بیہقی گویند مثل بارہہ و ہریانہ در نواح دہلی و کلان ترین آن دیہات خسرو چر د ست بکسر جیم ست کہ مدفن بیہقی ست تولد او در شعبان سال سہ صد و ہشتاد و چہار ست از حاکم و ابوطاہر و ابن فورک متکلم اصولی و ابوعلی روزباری صوفی و ابو عبدالرحمن سلمی صوفی استفادہ نمودہ و علوم حاصل کرد در بغداد و خراسان و کوفہ و حجاز و دیگر ممالک اسلامیہ

امام بیہقی کو صحاح ستہ میں سے بعض پر اطلاع تھی

و باوصف این تبحر و علو اسناد کہ دارد سنن نسائی و جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ و او نبود ویرا حدیث این ہر سہ کتاب کما ینبغی اطلاع نہ دارد و در علم او حق تعالی برکت تھا، سنن نسائی، جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ ان کے پاس موجود نہ تھے اور تینوں کتابوں کی حدیثوں پر کما ینبغی ان کو اطلاع بھی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ

عظیم داد و قوت فہم بکمال عطا فرمود و
ازوے تصانیف عجیبہ یادگار ماند مثل
آن تصانیف از سابقین رونداہند
جملہ تصانیف برگزیدہ نافعہ وی کتاب
الاسمار والصفات دو جلدست و سبکی
گفتہ است کہ لا اعرف لہ نظیراً و
دلائل النبوت سہ جلد و کتاب مناقب
الشافعی یک جلد کتاب دعوات الکبیر
یک جلد سبکی گفتہ است کہ من قسم
می خورم بر آنکہ این پنج کتاب در عالم
نظیری نیست و سنن صغیر دو جلد و
کتاب الزہد یک جلد و کتاب البعث
یک جلد و ترغیب و ترغیب ہم یک جلد
و کتاب الاخلاقیات دو جلد و اربعین کبری
و اربعین صغری و کتاب الاسرار و دیگر
تصانیف بسیار دارد و مجموع تالیفات او
ہزار جزو رسید و بر سیرت علماء ربانیین
بود در زہد و توذیح۔

نے ان کے علم میں بڑی برکت اور فہم میں کامل قوت
عطا فرمائی تھی۔ ان کی یادگار میں ایسی عجیب عجیب
تصانیف موجود ہیں جو ان سے پہلے لوگوں سے ظاہر
نہیں ہوئیں۔ ان کی چیدہ اور نافع تصانیف میں
سے کتاب الاسمار والصفات ہے۔ یہ کتاب دو جلدوں
میں جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ مجھے اس کتاب کی نظیر
نہیں ملتی۔ علی ہذا دلائل النبوة تین جلدوں میں
جلد ہے۔ مناقب الشافعی اور کتاب دعوات الکبیر
کی صرف ایک ایک جلد ہے۔ سبکی کہتے ہیں کہ میں
قسم کھا کر بیان کر سکتا ہوں کہ دنیا میں یہ پانچوں کتابیں
بے مثل ہیں۔ ان کی نظیر عالم میں موجود نہیں۔ کتاب
الزہد، کتاب البعث والنشور اور ترغیب و ترہیب
کی بھی ایک ایک جلد ہے۔ ہاں کتاب الاخلاقیات
بھی دو جلدوں میں ہے۔ اربعین کبری، اربعین
صغری، کتاب الاسرار، ان کے علاوہ اور بہت سی
تصانیف بھی ہیں۔ ان کی تمام تالیفات ہزار جزو کے
قریب ہوں گی۔ توذیح اور زہد میں وہی خصائل
رکھتے تھے جو علماء ربانیین میں ہونی چاہتے۔

امام بیہقی کا امام شافعی پر احسان

امام احرین نے ان کے بارے میں یہ فرمایا ہے
کہ دنیا میں سوائے بیہقی کے اور کسی شافعی کا احسان امام
شافعی کی گردن پر نہیں ہے۔ اس وجہ سے کہ بیہقی
نے اپنی تمام تصانیف میں امام شافعی کے مذہب
کی نصرت و تائید کی ہے اور اسی وجہ سے اس مذہب

امام احرین در حق او گفتہ است کہ
بیچ شافعی در عالم نیست مگر امام شافعی
را بروی منت و احسان ست الا ابو بکر
بیہقی کہ منت و احسان او بر شافعی زیرا
کہ در تصانیف خود نصرت مذہب او نمونہ

کا رواج دوبالا ہو گیا۔ امام شافعی کے فقہ اور فن حدیث اور علل حدیث میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کو احادیث مختلفہ کے جمع کرنے کا اچھا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ جب کتاب معرفۃ السنن کی تصنیف شروع کی ہے تو صلحاً و راستبازوں میں سے کسی نے امام شافعی کو خواب میں دیکھا کہ وہ کسی مقام پر موجود ہیں اور اس کتاب کے چند جزو ان کے ہاتھ میں ہیں اور یہ فرماتے ہیں کہ آج فقیہ احمد کی کتاب سے میں نے سنا جزو پڑھے ہیں۔ ایک دوسرے فقیہ نے امام شافعی کو دیکھا کہ جامع مسجد میں ایک تخت پر بیٹھے ہوئے فرماتے ہیں کہ آج میں نے کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی سے فلان فلان حدیث کا استفادہ کیا ہے۔ محمد بن عبدالعزیز مروزی جو مشہور فقیہ ہیں فرماتے ہیں کہ ایک روز میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے آسمان کی طرف اڑا جا رہا ہے اور اس کے گرد گرد ایک ایسا چمکتا ہوا نور ہے جو آنکھوں کو خیر حکرتا ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا چیز ہے تو فرشتوں نے جواب دیا کہ بیہقی کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ کبریٰ میں مقبول ہو گیا ہے۔

دسویں جمادی الاولیٰ ۵۵۵ھ کو شہر نیشاپور

میں بیہقی کا انتقال ہوا۔ ان کو تابوت رکھ کر بیہق لائے اور خسرو جرد میں دفن کیا۔ کبھی کبھی شعرو اشعار کی طرف بھی طبیعت کا میلان ہوتا تھا۔ چنانچہ یہ چند بیت بھی انہیں کے ہیں۔

و بتائید و نصرت اور رواج این مذہب
دوبالا گشتہ و اد جامع بود در فن حدیث
و علل احادیث و فقہ آن و وجہ جمع در میان
احادیث مختلفہ خوب می دانست و چون
در تصنیف کتاب معرفۃ السنن و الآثار شروع
کردی کے از راستان و صلحاً بخواب دید کہ
امام شافعی در جائے ہستند و در دست
ایشان چند جزو ازین کتاب ہست و
می فرمایند کہ امروز از کتاب فقیہ احمد ہفت
جزو نوشتم و یاد خواندم و فقیہی دیگر نیز
امام شافعی را بخواب دید کہ در مسجد
جامع بر تختی نشسته اند و می فرمایند
کہ امروز از کتاب فقیہ احمد یعنی بیہقی فلان فلان
حدیث استفادہ کردم۔ محمد بن عبدالعزیز مروزی
فقیہ گفتہ کہ مشہورست کہ روزے بخواب
می بنیم کہ یک صندوق از زمین با آسمان پریدہ
میرود و گرد آن صندوق نورست نہایت
درخشندہ کہ چشم را خیرہ میکند میسرم کہ این چه چیز است
فرشتگان میگویند کہ این صندوق تصانیف بیہقی
ست کہ در بارگاہ کبریٰ مقبول شدند۔

وفات او دہم جمادی الاولیٰ در سنہ

چہار ہند و پنجاہ و ہشت ست انتقال او در
شہر نیشاپور واقع شد اما او را در تابوتی
نہادہ در بیہق آوردند و در خسرو جرد میں
ساقند گاہے شعر ہم میل کرد از نظم و این چند بیت۔

امام بیہقی کے چند اشعار

مَنْ اعْتَزَّ بِالْمَوْلَىٰ قَدْ اَتَىٰ الْجَلِيلُ وَمَنْ رَامَ عِزًّا عَنْ سِوَاهُ ذَلِيلُ
جس شخص کو خدا تعالیٰ نے عزت دی تو وہ بزرگ ہے اور خدا کے سوا اگر کسی دوسرے سے عزت کا طالب ہو تو وہ ذلیل ہے۔

وَلَوْ اَنَّ نَفْسِي مَدُّهَا مَا مَلَيْكُهَا مَضَىٰ عُمْرُهَا فِي سَجْدَةٍ لَقَلِيلُ
میرے نفس کی جب سے اس کو اس کے مالک نے پیدا کیا ہے اگر تمام عمر سجدہ (عبادت) میں گزر جائے تو نہایت قلیل ہے۔

اُحِبُّ مُنَاجَاةَ الْحَبِيبِ بِاَوْجُهٍ وَلَكِنْ لِسَانَ الْمَذْنُونِ كَلِيلُ
میں اپنے حبیب کی مناجات کو عمدہ طریقہ سے پسند کرتا ہوں لیکن گنہ گاروں کی زبان گونگی ہے۔

شرح السنۃ للبعوی

اس کتاب کے شروع میں یہ حدیث ہے اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ اس روایت کے راوی حضرت عمرؓ ہیں۔ اور غالباً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دس واسطوں سے اور کبھی آٹھ اور نو واسطوں سے بھی بغوی تک پہنچی ہے۔

ان کی کنیت ابو محمد اور نام حسین بن مسعود ہے انہیں فرار و ابن الفرار بھی کہتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد میں سے کوئی پوستین سی کر فروخت کرتا تھا۔ لغت عرب میں پوستین کو فرو کہتے ہیں۔ بغوی جو ان کا وطن ہے اس کی طرف نسبت ہے بغوی اصل بغشور ہے جو باغ کور کا معرب ہے۔ اور یہ ایک معمور و آباد شہر جو ہرات اور مرو کے درمیان

اول آن کتاب حدیث انما الاعمال بالنیات واقع ست بروایت حضرت عمرؓ غالباً بدہ واسطہ بآن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرسد وگا ہے بہ نہ و ہشت نیز۔

کنیت او ابو محمد و نام او حسین بن مسعود ست و اورا فرار و ابن الفرار نیز گویند زیرا کہ یکے از آباے او پوستین میدوخت وے فروخت و پوستین را در لغت عرب فروہ گویند و نسبت بطن او بغولیت و اصل این مقام بغشور ست معرب باغ کور کہ در میان مرو و ہرات

واقع ہے۔ شور کو حذف کر کے بغ کی طرف نسبت کی تو بغوی ہو گیا۔ یہ لفظ ثنائی ہے مگر زیادت واو کی وجہ سے ثلاثی ہو گیا ہے۔

انہیں تین فنون میں مہارت تامہ حاصل تھی اور ہر ایک فن کو معراج کمال پر پہنچایا ہے۔ بے نظیر محدث اور بے عدیل مفسر تھے۔ فقیہ بھی تھے۔ شافعی ہند رکھتے تھے۔ تمام عمر تصنیف اور حدیث و تفسیر و فقہ کے درس میں مشغول رہے۔ ہمیشہ با وضو درس دیتے تھے۔ فقہ میں قاضی حسین (بن محمد) کے شاگرد ہیں، جو صاحب تعلیقہ اور اجل شوافع میں سے ہیں۔ اور حدیث میں ابوالحسن داؤدی کے شاگرد ہیں۔ جن کا نام عبدالرحمن بن محمد ہے جو زمرہ محدثین میں داخل ہیں۔ اور یعقوب بن احمد صیرفی، علی بن یوسف جوینی اور نیز دیگر محدثین سے بے شمار فوائد حاصل کئے۔ قائم اللیل اور صائم النہار تھے۔ زہد و قناعت میں زندگی گزارتے تھے افطار کے وقت خشک روٹی کے ٹکڑے پر اکتفا فرماتے تھے۔ جب لوگوں نے بے حد اصرار کے ساتھ عرض کیا کہ خشک روٹی کھانے سے دماغ میں خشکی ہو جائے گی۔ تو بطور ناخوش (سالن) کے، روغن زیتون مقرر کیا ۱۵۶ھ میں بمقام شہر مرو و روڈ انتقال ہوا اور اپنے استاد قاضی حسین کے مقبرہ میں مدفون ہوئے۔

واقع ست و شہرست معمور و آباد و در وقت نسبت شور اخذ کر دینا سبب نسبت نمود بغوی شد زیرا کہ بغ ثنائی است بزیادت و اولائی گشت۔
وے جامع ست در سفن و ہر یک را بکمال رسانیدہ محدث بے نظیر و مفسر بے عدیل ست و فقیہ شافعی صاحب فقہ است و تمام عمر در تصنیف و درس حدیث و تفسیر و فقہ مشغول ماند و درس بے طہار نمی گفت در فقہ شاگرد حسین صاحب تعلیقہ ست کسیکے از اجلہ شافعیہ است و در حدیث شاگرد ابوالحسن داؤدی ست کہ نام او عبدالرحمن بن محمد و از سائر محدثین ست و از یعقوب بن احمد صیرفی و علی بن یوسف جوینی و دیگر محدثان نیز فوائد حاصل کردہ و صاحب تعبد و قنوت بود و بقناعت و زہد می گزارید بر یک پارچہ نان خشک در وقت افطار اکتفا می کرد چون مردم بسیار بید شدند و گفتند کہ نان خشک موجب خشکی دماغ خواهد شد ناخوش آن زیت مقرر کرد و فوات او در شہر مرو واقع شدہ در سنہ پانصد و شانزدہ و در مقبرہ استاد خود شیخ حسین مدفون گشت۔

معاجم ثلاثہ طبرانی

ان معاجم میں سے ایک کبیر، دوسرا اوسط اور تیسرا صغیر ہے۔ جاننا چاہئے کہ مسند معجم کبیر کو مرویات

کہ کبیر و اوسط و صغیر ست باید دانست کہ معجم کبیر او مسند ست بترتیب مرویات

صحابہ مکرمہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ از روایات
 او بیچ نیاوردہ و منشور داشت کہ مسند
 ابو ہریرہ را جدا گانہ تصنیف نماید اما بیسرت
 نہ شد یا بیسرت شد و مشہور نہ گشت و معجم
 اوسط او در شش جلد است و ہر جلد کتاب
 کلانیست و آن بر ترتیب شیوخ ست
 و از ہر شیخ خود کہ قریب ہزار کسی باشند
 آنچه از غرائب و عجائب شنیدہ است
 می آرد و این کتاب او نظیر کتاب الافراد
 دارقطنی ست و افراد و غرائب در
 اصطلاح محدثین عبارت از احادیثی
 ست کہ نزدیک شیخ باشند و نزدیک
 دیگرے نباشند و ہمین کتاب را یعنی معجم
 اوسلہ را می گفت کہ جان من ست و
 فی الواقع فضیلت او در علم حدیث و
 وسعت روایت او ازین معلوم می شود
 اما محققین اہل حدیث گفتہ اند کہ در سہ
 منکرات بسیار ست و منشأش آنست کہ
 غرابت مقتضی ہمین ست و تفرد ثقہ کہ آزا
 غریب صحیح گویند یک باب ست و معجم صغیر او
 نیز بر ترتیب شیوخ ست اما در ان کتاب بیان
 شیوخ را ذکر کردہ کہ از انہا یک یک حدیث
 استفادہ نمودہ در آخر معجم کبیری گوید فی
 حدیث حلب العنز۔

حد ثنا عبید بن غنم قال حدثنا

صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترتیب پر مرتب کیا گیا ہے چونکہ
 یہ مد نظر تھا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسندات کو جدا
 مرتب کریں اس وجہ سے ان کی مرویات میں سے
 کسی روایت کو اس میں بیان نہیں کیا گیا ہے لیکن
 انہیں اس کا موقع نہ مل سکا یا اگر موقع ملا تو اس کو
 شہرت نصیب نہیں ہوئی۔ معجم اوسط کی چھ جلدیں
 ہیں ہر ایک جلد ایک ضخیم کتاب ہے اور یہ ترتیب
 اسرار شیوخ مرتب ہے۔ ان کے شیوخ کی تعداد
 تقریباً ایک ہزار ہے اپنے ہر شیخ سے جو عجائب و
 غرائب سنے تھے ان کو اس میں بیان کیا ہے۔ صحیح
 کتاب دارقطنی کی کتاب الافراد کی مانند ہے۔ اصطلاح
 محدثین میں افراد و غرائب ان حدیثوں کو کہتے ہیں جو
 اپنے شیخ کے سوا اور کسی کے پاس نہ ہوں۔ طبرانی اس
 اس کتاب کی نسبت یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ میری جان
 ہے۔ اور فی الواقع علم حدیث میں ان کی فضیلت علمی
 اور وسعت روایت کا پتہ اسی سے چلتا ہے۔ لیکن
 محققین اہل حدیث نے فرمایا ہے کہ اس میں منکرات
 بہت ہیں۔ اس کا منشا یہ ہے کہ غرابت اسی کو مقتضی
 ہے اور تفرد ثقہ کا جس کو اصطلاح میں غریب صحیح
 بھی کہتے ہیں، ایک باب ہے۔ معجم صغیر بھی شیوخ
 ہی کی ترتیب پر مرتب ہے۔ اور اس کتاب میں ان
 شیوخ کا بھی ذکر کیا ہے جن سے صرف ایک ایک حدیث
 کا استفادہ کیا۔ معجم کبیر کے آخر میں حدیث حلب العنز
 کے سلسلہ میں یہ حدیث بیان کی ہے۔

عبید بن غنم، ابوبکر بن ابی شیبہ، وکیع، اسحاق

عبدالرحمن بن زید الفاشی۔ بنت خباب فرماتی ہیں کہ میرے والد حضور کی حیات میں ایک جہاد میں تشریف لے گئے۔ ان کی غیر موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے اور ہماری بکری کا دودھ نکالا کرتے تھے۔ اس کو کثیرے (لکڑی کا بڑا برتن) میں دوہتے تھے تو وہ بھر جاتا تھا۔ پھر جب خباب آئے اور وہ دوہنے لگے تو دودھ پھر اپنی اصلی مقدار پر لوٹ آیا (یعنی وہ برکت زائل ہو گئی)

مبعم صغیر کے آخر میں فضیلت نسا کے بارے میں یہ حدیث منقول ہے۔

سمانہ بنت محمد بن موسیٰ، محمد بن موسیٰ، محمد بن عقبہ السدوسی، محمد بن عمران، عطیۃ الدعار۔ حکم بن عارث سلمی فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص مسلمانوں کے راستے میں سے ایک بالشت زمین کو بھی دبائے گا تو قیامت کے روز ساتوں زمینوں سے اسی قدر لے کر طوق بنا کر اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔ اور صلیحہ بنت فضل بن دکن فرماتی ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے مخلوق (حادث) نہیں ہے۔

طبرانی کی کنیت ابوالقاسم ہے اور نام سلیمان ہے احمد بن ایوب بن مطیر کنھی طبرانی کے بیٹے ہیں۔ ملک شام کے شہر عکہ میں باہ صفر ۲۶ھ میں پیدا ہوئے،

ابوبکر بن ابی شیبہ قال حدثنا وکیع عن الاعمش عن ابی اسحاق عن عبد عن عبد الرحمن بن زید الفاشی عن بنت خباب قالت خرج ابی فی غزاة فی عهد النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتعاهدنا فیحلب عنزاننا وکان یحلبها فی جفنتہ فلما قدم خباب کان یحلبها فنادی بالادب ودر آخر معجم صغیر ورفضائل نسا می گوید۔

حدثنا سمانہ بنت محمد بن موسی بن بنت الوضاح بن حسان الانباری بالانبار قالت حدثنا ابی محمد بن موسی قال حدثنا محمد بن عقبہ السدوسی قال حدثنا محمد بن عمران قال حدثنا عطیۃ الدعاء عن الحکم بن الحارث السلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من اخذ من طریق المسلمین شبرا طوقه اللہ یوم القیامۃ عن سبع ارضین وسمعت صلیحۃ بنت ابی نعیم الفضل بن دکن تقول سمعت ابی یقول القرآن کلام اللہ تعالیٰ غیر مخلوق۔ کنیت طبرانی ابوالقاسم ونام او سلیمان بن احمد بن ایوب مطیر کنھی طبرانی ست ودر شہر عکہ از بلاد شام متولد شدہ در سنہ دو

صد و شصت در ماہ صفر و در سنہ ہفتاد و سہ طلب علم شروع کرد و در اکثر شہرہائے در حریم و یمن و مصر و بغداد و کوفہ و بصرہ و اصفہان و جزیرہ و دیگر معمورہائے اسلام گردید و علی بن عبد العزیز بغوی و بشر بن موسیٰ و ادریس عطاء و ابو زرعمہ دمشقی و اقران ایشان سماع دارد و پدید او تخریص و تاکید بر طلب علم حدیث می نمود و اورا گرفتہ بہ شہرہائے می گشت و بحضور اساتذہ و سائید تصانیف بسیار دارد و این سہ معجم کہ حال آن مذکور شد۔

اور ۲۷۳ھ میں آپ نے طالب علمی شروع کی، ملک شام کے اکثر شہروں حریم شریفین، یمن، مصر، بغداد، کوفہ، بصرہ، اصفہان، جزیرہ اور اسلام کی دیگر آباد بستیوں میں سیر و سیاحت کی۔ علی بن عبد العزیز بغوی، بشر بن موسیٰ، ادریس عطار، ابو زرعمہ دمشقی اور ان کے معصروں سے حدیث شریف کی سماعت حاصل کی۔ طبرانی کے والد بزرگوار ان کو علم حدیث طلب کرنے کی بے حد ترغیب دیا کرتے تھے اور خود انہیں اپنے ہمراہ لے کر شہر بہ شہر پھرتے ہوئے استادوں کی خدمت میں پہنچاتے تھے۔ ان تینوں معجموں کے علاوہ جن کا ابھی ذکر ہوا ہے، ان کی اور بھی بہت سی تصانیف موجود ہیں۔

کتاب الدعاء للطبرانی

اس کے شروع میں ذیل کی حدیث نقل کی ہے اور اسی کتاب سے صاحب حصین حصین نے بھی نقل کیا ہے۔

حافظ ابوالقاسم نے فرمایا اس کتاب میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جمع کیا ہے چونکہ میں نے بہت سے آدمیوں کو دیکھا کہ انہوں نے ایسی دعاؤں سے تمسک کیا ہے جو متفقہ ہیں۔ (نیز) ایسی دعائیں جو ہر دن کے لئے وضع کی گئی ہیں۔ اور جنہیں وراقوں یعنی واعظین وغیرہم نے بلا تحقیق جمع کر دیا ہے حالانکہ وہ نہ جناب

و کتاب الدعاء للطبرانی کہ صاحب حصین حصین ازان نقل می کند در اولش می گوید۔

قال الحافظ ابوالقاسم هذا کتاب الفتنہ جامع الادعیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جرائی علیہ انی رأیت کثیرا من الناس قد تمسکوا بادعیۃ سجع و ادعیۃ و وضعت علی عدد الایام مما ألفها الوراقون لایروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و لا عن احد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں اور نہ صحابہؓ اور نہ ان لوگوں سے جو احسان کے ساتھ ان کے پیرو ہیں یعنی تابعین سے۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو یہ منقول ہے کہ دعائیں قافیہ بندی اور تعدی نہ کرو۔ لہذا مجھ کو ان امور نے ایک ایسی کتاب کے جمع کرنے کی جرأت دلائی کہ جس میں وہ اسانید ہوں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ میں نے اس کتاب کی ابتدا فضائل دعا اور اس کے آداب سے کی ہے اور جس حال میں جو دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے اس کے لئے علیحدہ علیحدہ باب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا اور ہر ایک دعا کو اس کے موقع پر لکھ دیا تاکہ وہ لوگ جو اس کو سنیں یا جن کو یہ پہنچے اس کی ترتیب کے موافق خدا کی توفیق سے استعمال کریں، جس طرح ہم نے مرتب کیا ہے۔

(اس کے بعد ایک باب قائم کیا جس میں اس آیت اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ کی تفسیر فرمائی۔ اس میں ایک حدیث اس کے مناسب بیان کی جس کا ترجمہ یہ ہے)

عبد اللہ بن محمد بن سعید بن مریم محمد بن یوسف فریابی ح علی بن عبد العزیز، ابو حذیفہ، سفیان منصور، ذر بن عبد اللہ، یسیع الحضرمی، نعمان بن بشیر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عبادت دعا ہی ہے پھر آپ نے اس کے استشہاد میں وہی آیت پڑھی جس کا ترجمہ

من الصحابة رضي الله تعالى عنهم ولا عن احد من التابعين اللهم باحسان مع ما روي عن رسول الله صلى الله عليه و سلم من الكراهة للسجع في الدعاء و التعدى فيه فآلفت هذا الكتاب بالاسانيد الماثورة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وبدأت بفضائل الدعاء و آدابه ثم رتبته اجوابه على الاحوال التي كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يدعو فيها فجعلت كل دعاء في موضوعه يستعمله السامع له ومن بلغه على ما رتبناه ان شاء الله تعالى.

باب تاویل قول اللہ تعالیٰ

اُدْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ
عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ
جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ.

حدیثنا عبد اللہ محمد بن سعید بن مریم قال حدیثنا محمد بن یوسف الفریابی ح وحدیثنا علی بن عبد اللہ منصور قال حدیثنا ابو حذیفہ قال حدیثنا سفیان عن منصور عن ذر بن عبد اللہ اللہدانی المرہبی عن یسیع الحضرمی عن نعمان

الباب منعقد کیا ہے یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مجھ سے دعا مانگو میں قبول کروں گا اور جو لوگ میری عبادت (دعا) سے تکبر کرتے ہیں وہ عنقریب ذلت و خواری کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔

یہ کتاب بھی بہت ضخیم ہے۔ کتاب المسالک کتاب عشرة النصار اور کتاب دلائل النبوة۔ یہ سب کتابیں انہیں کی تصنیف کردہ ہیں۔ تفسیر میں بھی ایک بہت بڑی کتاب تالیف فرمائی ہے۔ ان کے علاوہ اور بہت سی ایسی تصنیفات جو اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ حافظ ابن مندہ نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ طبرانی نے علم حدیث کی طلب میں بہت محنت اور مشقت اٹھائی ہے۔ اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس برس تک بوریہ پر سوتے رہے۔ استاذ ابن العمید جو مشہور و معروف وزیر اور علم عربیت و اشعار و لغت میں اپنے وقت کے بزرگ ہیں اور دولت دیالمہ میں کوئی وزیر اس قابلیت اور لیاقت کا نہیں گزرا ہے۔ اور صاحب بن عباد جو منجملہ وزیران دولت دیالمہ کے ایک وزیر ہیں۔ طبرانی کے شاگرد اور انہی کے تربیت یافتہ ہیں۔

بن بشیر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العبادۃ ہی الدعاء ثم قرأ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (الی الخوالیۃ)

واین کتاب ہم جلد کلان ست و از تصانیف او کتاب المناسک و کتاب عشرة النصار و کتاب النوادر و کتاب دلائل النبوة و اور تفسیر بیت بسیار کلان و دیگر تصانیف بسیارست کہ بالفعل یافتہ نمی شود و حافظ یحییٰ بن مندہ آن ہمہ را مذکور کرده۔ اور طلب علم حدیث محنت و مشقت بسیار نمودہ تا سی سال بر بوریہ یا خفتہ و راحت و آرام بر خود روانداشته از استاذ ابن العمید کہ وزیر مشہورست و در علم عربیت و شعر و لغت سرآمد وقت خود بود و در دولت دیالمہ وزیری باین قابلیت نگذشته و صاحب بن عباد کہ وزیر آن دولت بود شاگرد و تربیت یافتہ او بود۔

طبرانی اور جبالی کے درمیان مذاکرہ حدیث

ابن العمید سے منقول ہے وہ فرماتے ہیں، میرا خیال تھا کہ دنیا میں کوئی مرتبہ اور کوئی منصب وزارت کے برابر نہیں ہے اور مجھ کو بولڈت اور ذائقہ اس مرتبہ میں حاصل ہوا وہ دنیا کی لذیذ

منقول ست کہ مرا چینین گمان بود کہ مثل وزارت در عالم منصبی و مرتبہ نمی باشد و در دنیا در چیزے از لذائذ آن قدر حلاوت نیافتم کہ دین

چیزوں میں سے کسی چیز میں بھی نہیں پایا۔ جب اس کی یہ تھی کہ میں اس وقت مرجع خلاق تھا اور طرح طرح کے آدمی مجھ کو اپنا بلجا و ماویٰ سمجھے تھے۔ میں اسی گمان اور خیال میں مست رہتا تھا۔ ایک دن میرے روپر و مشہور محدث ابو بکر جعابی اور ابو القاسم طبرانی کے مابین مذاکرہ حدیث واقع ہوا۔ کبھی طبرانی اپنی کثرت محفوظات کے باعث ان پر غالب آتے تھے اور کبھی ابو بکر اپنی فطانت اور ذکاوت کے سبب سے ان پر سبقت لے جاتے تھے۔ یہی قصہ دیر تک ہوتا رہا۔ نوبت بائینجا رسید کہ طرفین سے آوازیں بلند ہوئیں اور جوش و خروش پھیل گیا۔ ابو بکر جعابی نے کہا حد ثنا ابو خلیفہ قال حد ثنا سلیمان بن ایوب۔ ابو القاسم طبرانی نے اسی وقت کہا کہ میں ہی سلیمان بن ایوب ہوں اور ابو خلیفہ میرا ہی شاگرد ہے اور وہ مجھ سے ہی حدیث کی روایت کرتا ہے۔ پس تم کو مناسب ہے کہ خود مجھ سے اس حدیث کی سند حاصل کرو تاکہ تم کو علو اسناد حاصل ہو۔ ابن العمید کہتے ہیں کہ اس وقت ابو بکر جعابی شرم سے پانی پانی ہو گئے اور جو شرمندگی انہیں اس وقت حاصل ہوئی دنیا میں کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ میں اپنے دل میں یہ کہتا تھا کہ کاش میں طبرانی ہوتا اور جو فرحت و غلبہ طبرانی کو حاصل ہوا ہے وہ مجھ کو ہوتا۔ میں وزیر ہو کر اس قسم کے تحصیل فضائل اور اسباب جاہ سے محروم ہوں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ابن العمید کی اس تمنا کا

منصب می یافتم زیرا کہ مرجع طبقات مردم گوناگون خلاق بودم تا آنکہ روزے بہ خصوص من در میان ابو بکر جعابی کہ از محدثین مشہورین است و ابو القاسم طبرانی مذاکرہ حدیث واقع شد طبرانی را دیدم کہ بکثرت محفوظات خود غلبہ می کرد و جعابی را یافتم کہ بظننت و ذکاوت سبقت می نمود و این برد و بات تا دیر کشید و از طرفین آوازیں بلند شد و جوش و خروش ظاہر گشت درین اثنا ابو بکر جعابی گفت کہ حد ثنا ابو خلیفہ قال حد ثنا سلیمان بن ایوب۔ ابو القاسم طبرانی گفت کہ سلیمان بن ایوب منم و ابو خلیفہ شاگرد من است و از من روایت حدیث نموده پس چرا از من این حدیث را روایت نمی کنی کہ ترا علو اسناد حاصل شود دران وقت دیدم کہ ابو بکر جعابی خجالتی کشید کہ در دنیا مثل آن متصور نیست و من در دل خود گفتم کہ کاش من طبرانی می بودم و فرحتی و غلبہ کہ نصیب طبرانی شد مرا حاصل می شد و من وزیر نمی بودم کہ ازین قسم تحصیل فضائل و اسباب جاہ محروم ماندم۔

راقم حروف گوید این تمنا و آرزوی ہم

از بقائی وزارت و ریاست او بود والا
 علماء ربانیین را بسبب این غلبہ ہائے
 تغیری نمی شود و نفس ایشان بحرکت نمی
 آید و لکن المر یقیس علی نفسه۔ بالجملہ
 طبرانی در توسع علم حدیث و کثرت روایت
 آن ممتاز و مستثنی بود و ابوالعباس احمد
 بن منصور شیرازی گفتہ است کہ من از
 طبرانی سہ لکھ حدیث نوشتہ ام و او را در
 آخر عمر زنادقہ یعنی فرقہ قرامطہ از اسمعیلیہ
 کہ در ان زمان اعدای اہل سنت بودند
 بچہت آنکہ مذاہب ایشان با حدیث
 رومی کرد سحر کردند و ہر دو چشم از بصارت
 ظاہری عاری گشت بستہ ہشتم ذیقعدہ
 سال سنہ سی صد و شصت و فوات او
 ست و حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب حلیہ الاولیاء
 بڑی نماز جنازہ گزار دو صد سال و دو ماہ عمر اوست۔

سبب اس کی ریاست اور وزارت تھی۔ ورنہ علماء
 ربانیین کو ایسے غلبوں کے سبب سے نہ کوئی تغیر
 پیش آتا ہے اور نہ ان کے نفوس کو کسی قسم کی کوئی
 جنبش ہوتی ہے۔ لیکن المر یقیس علی نفسه۔
 غرض یہ ہے کہ طبرانی علم حدیث میں کامل وسعت
 رکھتے تھے اور کثرت روایت میں مستثنیٰ اور ممتاز تھے۔
 ابوالعباس احمد بن منصور شیرازی فرماتے ہیں کہ میں
 نے طبرانی سے تین لاکھ احادیث لکھی ہیں۔ زنادقہ یعنی
 فرقہ قرامطہ اسماعیلیہ بنے جو اس زمانہ میں اہل سنت
 کے دشمن تھے طبرانی پر ان کی آخر عمر میں اس وجہ سے
 سحر کرادیا تھا کہ وہ احادیث سے ان کے مذہب کا رد
 کیا کرتے تھے جس سے ان کی بصارت ظاہری جاتی
 رہی تھی۔ آپ نے ماہ ذیقعدہ سنہ ۳۶۹ میں وفات
 پائی۔ جنازہ کی نماز حافظ ابو نعیم اصبہانی صاحب
 حلیہ الاولیاء نے پڑھائی۔ دو ماہ اور ایک سو سال
 کی عمر ہوئی۔

معجم اسماعیلی

سابق ذکر صحیح اسمعیلی کہ مستخرج

بر بخاری ستہ احوال و مفصل مرقوم
 گذشتہ حالا از ابتدا بمعجم چند فقرہ نقل کردہ
 شود تا حال این کتاب اور بشکل شود می گوید:

صحیح اسمعیلی میں جو مستخرج بر بخاری ہے ان کا
 احوال مفصل لکھا گیا ہے۔ اب ان کے معجم کے ابتدائی
 چند فقرے لکھے جاتے ہیں تاکہ ان کی اس کتاب کا
 بھی حال روشن ہو جائے۔ وہ کہتے ہیں۔

لے انسان اپنے نفس پر دوسروں کو بھی قیاس کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے لئے ہر قسم کی تمام ایسی تعریفیں ہیں، جو اس بزرگ ذات اور عزت و جلال کے لائق ہیں اور جس کا اس کی مسلسل نعمتیں اور مہربانیاں تقاضا کرتی ہیں، اس نبی رحمت و رسالت پر جن کا نام محمد ہے اللہ تعالیٰ رحمت کاملہ نازل فرمائے (نیز) ان کی اولاد پر اللہ کی رحمت و سلام کثرت سے نازل ہوتے رہے اس کے بعد (یہ عرض ہے) کہ میں نے اللہ پاک سے اپنے ان شیوخ کے ناموں اور ان کے تخریج کے احاطہ کرنے میں استخارہ کیا جن سے میں نے کسی حدیث کو سنا اور لکھا اور سنایا تھا۔ اور ان کی ترتیب حروف تہجی کے مطابق اس وجہ سے دی گئی کہ طالبین کو اس کے حاصل کرنے میں آسانی ہو اور اگر کسی نام میں کوئی التباس یا اشکال واقع ہو تو اس کی طرف رجوع کر کے اپنا اطمینان کر لیں میں نے ہر ایک شخص سے فقط ایک ایک حدیث ایسی لے لی ہے جو غریب سمجھی جاتی ہو یا جس سے جدید فائدہ حاصل ہوتا ہو یا اچھی سمجھی گئی اور اس کی کوئی حکایت یا قصہ بھی درج کیا تاکہ میں نے جو اپنے شیوخ کے ناموں کے احاطہ کرنے کا ارادہ کیا ہے اس کے ساتھ ایسی احادیث بھی جمع ہو جائیں جن میں فی نفسہا کوئی فائدہ ہے اور میں نے اس کا حال بھی بیان کر دیا ہے جس کے طریق فی الحدیث کو میں نے ناپسند کیا خواہ اس کے کذب کے ظہور کی وجہ سے خواہ اس کے مشہم ہونے کے سبب یا محدثین کے زمرہ میں سے نکل جانے کی وجہ سے وہ جہالت

الحمد لله حمدًا كما ينبغي
لكرم وجهه وعز جلاله وكما
يقتضيه تابع نعمه وفضاله و
صلى الله على نبيه محمد بنى الرحمة و
الرسالة وعلى آله وسلم كثيرًا أما
بعد فإني استخرت الله تعالى في حصر
اسامي شيوخ الذين سمعت عنهم و
كتبت عنهم وقوات عليهم الحديث و
تخريجها على الحروف المعجمة ليسهل
على الطالب تناوله وليرجع اليه في
اسم ان التباس او اشكل والاقتصار
منهم لكل واحد على حدیث واحد
يستغرب او يستفاد او يتحسن له و
حكاية ليتضاف الى ما اردت من
ذلك جمع احاديث تكون فوائد في
نفسها وابين حال من ذممت طريقه
في الحديث بظهور كذبه او اتهامه به
او خروج عن جملة اهل الحديث للجهل
به والذهاب عنه فمن كان عندهم
ظاهر الحال لم اخرج به فيما صنفت من
حدیثی واثبت اسامی من كتبت عنده
في صغری املاه بخطی سنة ثلاث و
ثمانین ومائین وانا يومئذ ابن ست
سنین فضبطته ضبط مثلی من
يدركه المتامل له من خطی ذلك على

انی لم اخرج من هذه البابة
 شيئاً فيما صنفت من السنن و
 احاديث الشيوخ والله اسأل
 التوفيق لاستتمامه في خير وعافية و
 ان ينفعني به وغيري وافتتحت
 ذلك باحمد ليكون مفتحه باسم
 النبي صلى الله عليه وسلم تيمناً به
 وليصير في به الابداء بالالف من
 الحروف المعجمة واذا كان محمد
 واحمد يرجعان الى اسم واحد فان
 الله عز وجل قال في كتابه في
 بشارة عيسى ومبشراً برسول يأتي
 من بعدي اسمه أحمد كما قال
 محمد رسول الله وما محمد إلا
 رسول وقد كان
 الله عليه وسلم ان لي اسماً
 انا محمد وانا احمد وقد كان
 ابو محمد عبد الله بن محمد
 بن ناجية يقول حدثنا
 احمد بن الوليد بن السري
 فاقول محمد ايها الشيخ
 فيقول محمد واحمد واحد
 وابتدأت بهذا الجمع
 وفي الجمادى الاولى من سنة
 احدى وستين وثلاث

فی الحدیث کے باعث ہو، یا ذہول ہو جانے کے
 سبب سے، اور جوان میں سے میرے نزدیک ظاہر
 احوال تھے، ان کی حدیث کی تخریج میں نے اپنی تصنیف
 میں نہیں کی۔ ۲۸۳ء میں جب کہ میری صغر سنی کی
 حالت تھی اور میری عمر چھ سال کی تھی، جن لوگوں سے
 میں نے بطور املا کے اپنے ہاتھ سے حدیث لکھی تھی،
 ان کے نام بھی لکھ دیتا ہوں۔ اور میں ان لوگوں کے
 نام کو یاد رکھتا ہوں جیسا کہ محمد جیسا صغیر السن یاد رکھ
 سکتا ہے اور وہ لوگ وہ ہیں جن کو غور کرنے والا
 میرے اس خط سے پہچان سکتا ہے۔ اس کے علاوہ
 جو کتابیں سنن اور احادیث شیوخ سے میں نے
 تالیف کی ہیں، ان میں سے کسی شے کو میں نے اس
 باب سے نہیں لکھا۔ اللہ تعالیٰ سے التجا کرتا ہوں کہ
 وہ خیر و عافیت سے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عنایت
 فرمائے اور مجھے اور دوسروں کو اس سے نفع پہنچائے۔
 میں نے تین وجہ سے اس کتاب کو احمد کے نام سے
 شروع کیا ہے۔ اول تو یہ کہ کتاب کا افتتاح جناب
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے ہو کر موجب
 برکت ہو۔ دوسرے یہ کہ حروف معجم میں سے 'الف'
 کے ساتھ میرا شروع کرنا صحیح ہو جائے۔ تیسرے یہ کہ
 محمد اور احمد کا مال ایک ہی نام ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
 نے اپنی کتاب میں جیسے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اور
 وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَّسُولٌ فرمایا ہے، ایسے ہی حضرت عیسیٰ
 کی بشارت میں وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي
 اسْمُهُ أَحْمَدٌ اور (اسی طرح) جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے چند نام ہیں میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں۔ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن ناجیہ فرمایا کرتے تھے حدیثنا احمد بن الولید بن السری، میں کہتا تھا اے شیخ! محمد (کہو) تو وہ کہتے تھے کہ محمد اور احمد ایک ہی ہیں۔ میں نے اس کتاب کو جمع کرنے کی ابتداء جمادی الاول ۳۶۱ھ سے کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو قول و عمل میں نفع بخشوں سے بچائے۔ (آمین)

باب محدثین میں ترجمہ ابو بکر محمد بن صالح بن شعیب نماز کے تحت میں یہ بیان کرتے ہیں، چونکہ یہ سند جو ذیل میں درج ہے، ان کے اعلیٰ اسنادوں میں سے ہے۔ اسی وجہ سے اس کو اس موقع پر لکھا جاتا ہے۔

ابن صالح بن شعیب، نصر بن علی، یزید بن ہارون۔ عاصم احول فرماتے ہیں کہ ہم انس بن مالک کے پاس ان کے فرزند کی تعزیت کی غرض سے گئے اور ہم نے کہا کہ اے اباحمزہ، ہم اس کے لئے جنت کی امید کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میں اس سے بھی زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن چکا ہوں (یعنی آپؐ یہ فرماتے تھے) کہ موت ہر مومن کے گناہ کا کفارہ ہوتی ہے۔

مائة عصمنا الله من الزلزل
في القول والعمل.

و در باب محدثین در ترجمہ
ابو بکر محمد بن صالح بن شعیب نماز
می گوید و این سند از عوالی او
ست بنا بران مرقوم گشته.

حدیثنا ابن صالح بن شعیب املاء
بالبصرة حدیثنا نصر بن علی عن یزید بن
ہارون عن عاصم الاحول قال دخلنا
علی بن انس بن مالک مرضی اللہ عنہ نعزیہ
علی ابن له فقلنا یا اباحمزہ انا لزوجو
له النعیم قال واكثر من ذلك سمعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول
الموت کفارة لكل مؤمن.

کتاب الزهد والرقایق

لابن المبارک

تصنیف عبد اللہ بن المبارک بالفعل
یہ کتاب عبد اللہ بن المبارک کی تصنیف ہے،

راج و مشہور انتخاب اوست کہ حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نمودہ و مقبول عوام و خواص گشتہ و دراصل این کتاب بروایت حسین بن مروزی راج و مشہور گشتہ و ازوے شاگردوے ابو محمد بن یحییٰ محمد بن صاعد روایت نمودہ زیادات بسیار واقع ست بعضے از انہا زیادات مروزی ست از غیر ابن المبارک و بعضے از زیادات ابن صاعد از شیوخ خود بہر حال بالفعل منتخب او کہ در اجازت و سماعت بکار برودہ می شور اولشس این حدیث ست۔

قال الامام الجليل الحافظ ابو عبد الرحمن
عبد الله بن المبارك الحنظلي المروزي اخبرنا
عن الزهري قال اخبرنا السائب بن يزيد ان
شرحنا الحضرى ذكر عند رسول الله صلى الله
عليه وسلم فقال ذلك جهل لا يتوسد القرآن۔

راقم حروف می گوید در معنی این کلمہ
علماء حدیث را اختلاف بسیار ست و
آنچه از شیخ خود یاد دارم آنست کہ معنی توسد
تکیہ کردن ست در جواب و غرض آنست
کہ چون قوت حافظہ در سرست و قرآن
مخفوظ بمنزلہ تکیہ است کہ زیر سر باشد نباید

جو کتاب اس وقت اس نام سے راج و مشہور ہے
وہ اس کا انتخاب ہے جس کو حافظ ضیاء الدین ابو
عبد اللہ بن محمد بن عثمان بن سلیمان صوفی زراری نے
کیا تھا، جو عوام و خواص کی نظروں میں مقبول ہے۔
در اصل یہ کتاب بروایت حسین بن مروزی راج اور
مشہور ہے اور ان سے ان کے شاگرد ابو محمد بن یحییٰ
محمد بن صاعد نے روایت کیا ہے۔ اس میں بہت
سے زیادات واقع ہیں، ان میں سے بعض زیادات
وہ ہیں جن کو مروزی نے ابن مبارک کے علاوہ اولوں
سے روایت کیا ہے اور بعض وہ ہیں جنہیں ابن صاعد
نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے، بہر حال اس
وقت کتاب الازہد والرقائق کا منتخب شدہ نسخہ ہے
جو اجازت و سماعت میں کار آمد ہے، اس کی پہلی
حدیث یہ ہے۔

عبد اللہ بن المبارک الحنظلی، یونس، زہری -
حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں کہ شرح حضر می
کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہوا
آپ نے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جو قرآن کو تکیہ
نہیں لگاتا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ اس کلمہ کے معنوں میں
علماء حدیث کا کافی اختلاف ہے۔ میں نے اپنے شیخ
سے جو کچھ سنا اور جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ توسد
کے معنی ہیں نیند میں تکیہ لگانا۔ غرض اس سے یہ
ہے کہ چونکہ قوت حافظہ سر میں ہوتی ہے اور قرآن محفوظ
بمنزلہ تکیہ کے ہے جو زیر سر رہتا ہے پس انسان

کو مناسب نہیں ہے کہ تہجد کو ترک کرے اور قرآن کو گویا تکیہ بنا کر سو جائے۔ واللہ اعلم
اگرچہ ابن المبارک اس تعریف سے جو اس مختصر میں ان کی کی جائے مثل ائمہ اربعہ برتر ہیں، اور یہی وجہ ہے کہ ان بزرگوں کے احوال ذکر کرنے سے کنارہ کیا گیا ہے، مگر چونکہ ابن المبارک کے مذہب کا ان کی جلال و فضیلت کے باوجود رواج نہیں ہے اور نہ ان کے تابع و مقلد موجود ہیں کہ لوگ ان کے احوال پر مطلع ہوتے۔ اس وجہ سے ان کے حالات کا کچھ حصہ لکھا جاتا ہے۔

ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ نام عبد اللہ بن المبارک بن واضح الخنظلی باعتبار ولار کے، مرو کے رہنے والے ہیں اور اسی وجہ سے ان کو مرزی کہتے ہیں۔

کہ شخص ترک تہجد نماید و قرآن را بجلسے تکبیر گذاشته بخواب رود واللہ اعلم۔
ہر چند رتبہ ابن المبارک برترست ازان کہ درین مختصر تعریف و توصیف بیان کردہ شود مثل امام مالک و امام عظیم و امام شافعی و امام احمد بن حنبل و لہذا از اطالت در مذکورات این بزرگان کنارہ کردہ شد و در حقیقت محتاج الی نیست اپون این بزرگ باوصف جلالتی کہ دار مذہب او تبعی نیست تا فرما براحوال او کہ بجای مطلع شود بنا بران برخی از احوال ایشان نگاشته می آید۔

کنیت ایشان ابو عبد الرحمن و نام ایشان عبد اللہ بن المبارک بن واضح الخنظلی است بالولار مسکن ایشان مرست و نسبت بان ایشان مرزی کہند

امام ابن المبارک کے والد کی دیانت و امانت

ان کے والد بزرگوار شہر حران کے ایک ترک تاجر کے غلام اور مملوک تھے اور وہ تاجر بنی حنظلہ میں سے تھا جو بنی تمیم کا ایک قبیلہ ہے۔ تاریخ عامری میں مذکور ہے کہ ان کے والد مبارک بہت متقی اور پرہیزگار تھے۔ ان کے مالک نے انہیں اپنے باغ کا داروغہ مقرر کیا تھا۔ ایک دن اس نے یہ کہا کہ اے مبارک! باغ سے ایک ترش انار لے آؤ، وہ گئے اور ایک انار لائے جو شیریں نکلا۔ مالک نے کہا میں نے تم کو ترش انار لانے کے لئے کہا تھا۔

و پیر ایشان مبارک غلام ترک بود مملوک تاجر از تاجران حران و آن تاجر از بنی حنظلہ بود کہ قبیلہ است از بنی تمیم و در تاریخ عامری مذکورست کہ پیر ایشان مبارک خلی متورع و متقی بود۔ مالکش اورا داروغہ باغ خود کردہ بود روزے فرمود کہ اے مبارک یک انار ترش از باغ بیار مبارک رفت و یک انار آورد آن انار شیرین برآمد مالک گفت کہ من نگفته بودم کہ انار ترش بیار،

مبارک گفت کہ من چہ قسم تو انم شناخت کہ انار ترش کد ام درخت می دہد و انار شیرین کد ام ہر کہ بچشد این را بشناسد گفت تا حل نخشیدہ ای گفت پروانگی چشیدن . من ندادہ احتیاط و پاسداری لازم خدمت من ست بجای آرم مالکش ازین دیانت و امانت او بسیار راضی شد و گفت کہ تو قابل آئی کہ در مجلس من باشی و باغبانی بدگیری سپرد تا آنکہ روزے در مقدمہ کد خدائی دختر خود کہ بد جوانی رسیدہ بود ازو مشورہ پرسید مبارک گفت کہ عربان جاہلیت برائے نسب و حسب دختران خود می دادند و یہودان برائے مال و نصاری برائے جمال و در اسلام دین را اعتبار ست ازین ہر چہار راہ ہر چہ پسند خاطر باشد باید فرمود عقل او بسیار خوش آمد مالکش بخانہ خود رفت و بوالدہ آن دختر این مشورہ بیان نمود و گفت می خواہم کہ این دختر را مبارک دہم کہ در ورع و تقوی و دینداری بہراند زمانہ است گو غلام ست مادرش نیز راضی شد دختر را باو دادند از ان دختر عبداللہ بن المبارک بوجود آمد و مال بسیار از ان تاجر بوزارت یافتند و تولد ایشان در سال ۱۱۸ ہجری و یا

مبارک نے جواب دیا کہ میں کس طرح معلوم کر سکتا ہوں کہ کون سے درخت سے انار شیریں آرتے ہیں اور کونسے درخت سے ترش . جس کسی نے ان درختوں سے کھایا ہے وہ جانتا ہے . مالک نے کہا کہ تم نے اب تک کوئی انار نہیں کھایا ؟ مبارک نے کہا کہ آپ نے میرے ذمہ اس باغ کی حفاظت اور نگہبانی لازم کی ہے ، کھانے اور چکھنے کی اجازت نہیں دی میرے ذمہ جو خدمت لازم ہے اسے بجالاتا ہوں . مالک ان کی اس دیانت اور امانت سے بہت خوش ہوا ، اور کہا کہ تم اس قابل ہو کہ میری مجلس میں رہو ، اور باغبانی کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دی ، ایک روز مالک نے اپنی نوجوان دختر کے نکاح کے بارے میں ان سے مشورہ کیا تو مبارک نے کہا کہ جاہلیت کے عرب تو اپنی لڑکی کا نکاح حسب و نسب کے اعتبار سے کرتے تھے ، یہود مال کے عاشق ہیں . نصاری جمال پر فریفتہ ہوتے ہیں . مگر اسلام میں دین کا اعتبار ہے . ان چاروں میں سے جو پسند خاطر ہو اس پر عمل کرنا چاہئے . مالک کو ان کی یہ عاقلانہ بات بہت پسند آئی . گھر جا کر اس مشورہ کو اپنی بیوی سے بیان کیا اور کہا کہ میزادل چاہتا ہے کہ اپنی لڑکی کا نکاح مبارک سے کر دوں ، اگر چہ وہ غلام ہے مگر پرہیزگاری تقوی اور دینداری کے اعتبار سے وہ اپنے زمانہ کا سردار ہے . دختر کی ماں نے بھی اسے پسند کیا تو اس کا نکاح ان سے کر دیا . اسی لڑکی سے یہ عبداللہ پیدا ہوئے . اس تاجر کی وراثت سے بہت سامان

ان کو بلا . عبد اللہ کا سال ولادت ۱۱۹ھ یا ۱۱۹ھ ہے .

نوزدہ ایک صد از ہجرت ست .

امام ابن المبارک کی عبادت گزاری

عبد اللہ کی تمام زندگی سفر میں گزری . کبھی حج کے لئے جاتے تھے ، کبھی جہاد اور تجارت کے لئے . اسی طرح اسلامی ممالک میں گشت کرتے رہے . امام مالک ، سفیان ثوری ، سفیان بن عیینہ ، ہشام بن عروہ ، عاصم احول ، سلیمان تیمی ، حمید طویل ، خالد حذاف اور دوسرے علماء تابعین اور صفار تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ جمعین سے علم حدیث حاصل کیا . طبقات عمدہ محدثین میں سے عبد الرحمن بن مہدی ، یحییٰ بن معین ، ابوبکر و عثمان پسران ابی شیبہ ، امام احمد بن حنبل اور حسن بن عرفہ ان کے شاگرد ہیں . عجیب تر بات یہ ہے کہ سفیان ثوری نے بھی جوانی کے بزرگ ترین شیوخ میں سے ہیں ان سے کچھ باتیں اخذ کی ہیں . سفیان ثوری اس کمال کے باوجود جسے اہل کمال ہی سمجھتے ہیں ، کہتے ہیں کہ میں نے بہت کوشش کی کہ ایک سال ہی شب و روز ابن المبارک کی وضع پر گزاروں . مگر نہ ہوسکا . کبھی کبھی یہ بھی فرماتے تھے کہ کاش میری تمام عمر ابن المبارک کے تین شبانہ روز کے برابر ہوتی . ابن المبارک کو حق تعالیٰ نے وہ مرتبہ عنایت فرمایا تھا کہ چیدہ چیدہ بزرگ ان کی محبت سے تقرب الہی کے متلاشی رہتے تھے . ذہبی جو حدیث کے مشہور مشائخ میں سے ہیں .

و تمام عمر ایشان در سفر با گذشت گاہے بجہاد و گاہے تجارت در اقلیم اسلام گشتہ و از امام مالک و سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ہشام بن عروہ و عاصم احول و سلیمان تیمی و حمید طویل و خالد حذاف و دیگر علماء تبع تابعین و صفار تابعین اخذ علم حدیث نمودند و سائر طبقات عمدہ محدثین شاگردان ایشان از عبد الرحمن بن مہدی و یحییٰ بن معین و ابوبکر و عثمان پسران ابی شیبہ و امام احمد بن حنبل و حسن بن عرفہ و از عجمائے آن کہ سفیان ثوری کہ از اجل شیوخ ایشانند از ایشان ماخذ نمونہ اند و سفیان ثوری با وجود آن کمال کہ حیرت در اہل کمال ست می فرمود من بسیار جہد نمودم کہ روز و شب در تمام سال بر وضع ابن مبارک بگزارم میسر نہیاد بلکہ بعضی اوقات می فرمود کاشکے تمام عمر من برابر سه شبانہ روزے ابن المبارک می بود و نوبت ابن المبارک بان حد رسیدہ بود کہ بزرگان عمدہ محبت او تقرب الہی می جستند ذہبی کہ از مشاہیر مشائخ حدیث و خیلی بزرگ

کسی ست گفتم است کہ مراتبا بن المبارک
از راه اجازت شش واسطہ بہم رسیدہ و این
کمال علوسند من ست بعد از ان گفتم است
واللہ انی لاحبہ یتلہا و امر جوالخیر
بحبہ لما منحه من التقوی و العبادۃ
والاخلاص و الجہاد و سبغۃ العلم
والاتقان و المواساة و الفتوی و الصفا
الحمیدۃ .

وقتیہ بن سعید بلخی بعلانی کہ شیخ
اصحاب صحاح ستہ است می گفت ، خیر
اہل زماننا ابن المبارک ثم احمد بن
حنبل . و در توارخ ثقات مذکور ست کہ
جماعت از بزرگان در مقامے مجتمع شدند
سر آمد اہل زمان خود درین صفات
ابن المبارک قرار دادند و در ہر باب ازین
بابہاے بتفوق و بیعدیلی او اقرار کردند ،
علم فقہ ، ادب ، نحو ، لغت ، زہد ، شعر گوئی
فصاحت ، شب بیداری ، تہجد گزاری ،
عبادات ، حج ، جہاد ، سوار کاری و
سلاح داری ، ترک الکلام مہملہ ، یعنی
انصاف و بایاران خود بحسن صحبت گزانی
و مخالفت با نہانہ کردن ایشان گفتم اند کہ
من از چہار ہزار شیخ جمع علم کردم لیکن روایت
نمی کنم مگر از ہزار کس و بس .
حسن شقیق گفتم کہ روزے نماز عشر

اور بہت بزرگ ہیں کہتے ہیں کہ مجھ کو ابن المبارک
تک از راہ اجازت چھ واسطے بہم پہنچے ہیں اور یہ
میری انتہائی اونچی سند ہے . اس کے بعد یہ کہا کہ
چونکہ ابن مبارک تقوی ، عبادت ، اخلاص ،
جہاد ، وسعت علم ، دین کی مضبوطی ، غم خواری ، جو امر
اور نیز تمام صفات حمیدہ سے متصف تھے . اس وجہ
سے قسم اللہ کی ان کو اللہ کے واسطے دوست رکھتا
ہوں اور ان کی محبت سے مجھے بھلائی کی امید ہے .

قتیبہ بن سعید بعلانی جو اصحاب ستہ کے شیخ ہیں
فرمایا کرتے تھے کہ خیر اہل زماننا ابن المبارک
ثم احمد بن حنبل (ہمارے زمانہ کے بہترین مبارک
ہیں اور پھر احمد بن حنبل) ثقات کی تاریخ میں مذکور
سے ایک دفعہ بزرگوں کی ایک جماعت ایک مقام
پر جمع ہوئی اور علم فقہ ، ادب ، نحو ، لغت ، زہد ،
شعر گوئی ، فصاحت ، شب بیداری ، تہجد گزاری ،
عبادت ، حج ، جہاد ، شہسواری ، ہتھیار بندی
بے فائدہ باتوں سے اجتناب ، انصاف کی پابندی
اپنے احباب سے حسن صحبت اور ان کی مخالفت سے
احراز کرنا . ان سب صفات حمیدہ میں اپنے زمانہ کا
سرور ابن المبارک کو تسلیم کیا اور ان مذکورہ امور میں
سے ہر امر میں ان کے تفوق اور بے نظیر ہونے کا اقرار
کیا . ابن المبارک فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار
شیوخ سے علم کو جمع کیا ہے لیکن روایت صرف ایک
ہزار شیوخ سے کرتا ہوں .

علی بن حسن بن شقیق فرماتے ہیں کہ میں ایک

دن ابن المبارک کے ہمراہ عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر باہر آیا، ابن المبارک اپنے مکان کو جانا چاہتے تھے۔ رات سخت جاڑوں کی تھی۔ جب ہم مسجد کے دروازے پر پہنچے تو میں نے ان سے ایک حدیث کا ذکر کیا، انہوں نے جواب دینا شروع کیا تو اسی مقام پر کھڑے کھڑے صبح ہو گئی اور مؤذن نے آکر فجر کی اذان دی۔

فضیل بن عیاض تو ابن المبارک کے بارے میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ ”اس بیت اللہ کے پروردگار کی قسم، میری نظروں نے تو ابن المبارک جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔“

ایک روز چند اشخاص ابن المبارک کی خدمت میں بغرض طلب علم حدیث آئے اور یہ کہا کہ، ”اے مشرق کے عالم ہم کو حدیث سنائیے“ سفیان ثوری اس جگہ تشریف فرما تھے، انہوں نے فرمایا کہ ”افسوس یہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو، وہ تو مشرق و مغرب اور ان کے مابین کے عالم ہیں اگر تم جانتے اور سمجھتے۔“

خواندہ ہمراہ ابن المبارک برآمد و ابن المبارک می خواست کہ نماز خود رو شب بسیار سرد بود چون بر دروازه مسجد رسیدیم من باو مذکور حدیثی نمود و او در جواب شروع کرد ہما نخب استادہ بودم تا آن کہ مؤذن آمد و بانگ فجر گفت۔

فضیل بن عیاض در حق ابن المبارک گفتہ است، و رب هذا البیت مارأت عینای مثل ابن المبارک۔

روزے مردم نزد ابن المبارک برائے طلب علم حدیث آمدند و گفتند یا عالم المشرق عدثنا سفیان ثوری نشسته بودند گفتند، و حکم عالم المشرق والمغرب ونا بینہما ان کنتم تعقلون۔

امام ابن المبارک کا رقبہ میں داخلہ اور کیفیت استقبال

ایک دن ابن المبارک شہر رقبہ میں تشریف لے گئے، ہارون رشید خلیفہ عباسی بھی وہاں موجود تھے۔ تمام شہر میں شور اور غلغلہ بلند ہوا۔ آدمی دوڑ دوڑ کر آ رہے تھے۔ ہارون رشید کی خواص عورتوں میں سے ایک عورت (کنیز) نے بالاخانہ پر سے یہ شور و غوغا

روزے کہ ابن المبارک در شہر رقبہ داخل شد و ہارون رشید خلیفہ عباسی نیز در ان شہر بود در تمام شہر افتاد و غلغلہ بلند شد مردم دویدند یکی از زنان خاصہ ہارون رشید از بالا کوشک این شور و غوغا دید

و پرسید کہ این ہمہ چیست و برائے کیست
مردم گفتند کہ علمے از خراسان آئدہ است
کہ اورا عبد اللہ بن المبارک می گویند گفت
در حقیقت پادشاہت ہمی ست کہ این
شخص دارد نہ ہارون رشید کہ بزور چاکب
و چوب دستی مردم را حبیع
می کند۔

ابو بکر خطیب گفتہ است کہ از عجاہ
فن حدیث این ست کہ از ابن المبارک
دو کس روایت حدیث نمودہ اند معمر بن راشد
و حسین بن داؤد و ماہین و فات این ہر دو
فاصلہ یک صد و سی و دو سال ست۔

و چون پدر پنجاہ ہزار درم با و داد کہ
تجارت بکن آن مبلغ را گرفتہ روانہ شد و
بتامہ صرف علم حدیث نمود و بطن باز
گشت پدر پرسید چہ جنس آوردی و چہ نفع
برداشتی ابن المبارک دفاترے را کہ جمع
نمودہ بود بہ پدر نمود کہ این جنس آوردم
و نفع دارین برداشتم پدر خوش شد
و ایشان را بخانہ خود بروی و سی
ہزار درم دیگر پیش ایشان نہاد
و گفت این مبلغ را نیز صرف کن،
و تجارت خود را کامل بہاز۔

سُن کر دریافت کیا کہ یہ کیا غل مچ رہا ہے اور کس
لئے؟ لوگوں نے کہا کہ خراسان کے ایک عالم تشریف
لائے ہیں، عبد اللہ بن المبارک ان کا نام ہے۔ ان کی
زیارت کے لئے مخلوق کھنچی چلی آرہی ہے۔ تو اس نے
کہا کہ درحقیقت بادشاہت یہی ہے جو اس شخص کے
پاس ہے، نہ کہ ہارون رشید کے پاس، جو چاکب
اور چوب دستی کے زور پر لوگوں کو جمع کرتا ہے۔

ابو بکر خطیب فرماتے ہیں کہ فن حدیث کے
عجاہات میں سے یہ ہے کہ معمر بن راشد اور حسین بن
داؤد ان دونوں نے ابن المبارک سے حدیث کو
روایت کیا ہے حالانکہ ان دونوں کی وفات کے ماہین
ایک سو بیس سال کی مدت ہے۔

ایک دفعہ ابن المبارک کے والد نے پچاس ہزار
درہم دے کر کہا کہ اس روپیہ سے تجارت کرو، ابن
المبارک ان درہموں کو لے کر چلے گئے اور سب کو علم
حدیث کی طلب میں خرچ کر کے واپس آگئے جب
والد بزرگوار نے دریافت کیا کہ ان درہموں سے کیا
جنس لائے اور کس قدر کمایا۔ تو ابن المبارک نے اس
مدت میں جس قدر دفتروں کو جمع کیا تھا وہ باپ کے
سامنے پیش کرنے کہا کہ میں یہ جنس لایا ہوں اور میں
نے ایسی تجارت کی ہے جس سے دارین کا نفع حاصل
ہو، باپ بہت خوش ہوئے۔ گھر میں لے جا کر تیس
ہزار درہم اور دیئے اور یہ کہا کہ ان کو بھی اسی جنس
میں صرف کر کے اپنی تجارت کو کامل کر لو۔

امام ابن المبارک کا ابتدائی زمانہ اور طلب علم کی طرف توجہ

وسبب طلب علم ایشان را چنین واقع شد کہ در ایام جوانی بشریب نبیذ مبتلا بودند و آنچه لوازم این شغل ست از استماع ملاہی و سرود و صحبت یاران کذائی نیز از دست نمی دادند یک بار در موسم چنگلی سبب در باغی داخل شدند و یاران و رفیقان را نیز دعوت کردند و طعام و شراب بسیار بتکلف حاضر ساختند و مشغول بہو و طرب گشتند تا آنکہ مستی غالب آمد و بیہوش افتادند چون آخر سحر شد بیدار شدند دران وقت چنگ در دست گرفته خواستند کہ بنوازند و سرودے آغاز نہادند دیدند کہ چنگ ہرگز آواز نمی دہد درین کار مہارت تمام داشتند تا رہائے آن محکم کردند باز ہمان قسم صدائی داد و تا آنکہ چنگ بقدرت الہی گویا شد و چون آدمی این آیت را تلاوت نمود الم یان للذین آمنوا ان تخشع قلوبہم لذكر اللہ۔ ایشان متنبہ شد چنگ را شکستہ بر تافتند و نبیذ را ریختند و جامہائے منقش و بلون را کہ در برداشتند دریدند و بہ طلب علم و عبادت اشتغال و زبیدند۔ و ابو عبد اللہ بن حماد این حکایت را بہمین

ابن المبارک کے طلب علم کا سبب اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ آپ جوانی کے ایام میں نبیذ پیا کرتے تھے۔ اور سرود و صحبت یاراں اور جو کچھ اس شغل کے لوازم ہیں ان کو بھی طرح پر کیا کرتے تھے تھے۔ ایک دفعہ جب سبب پکنے کا موسم آیا تو باغ میں تشریف لے گئے اور سب یار دوستوں کو وہاں بلا کر مکلف طعام اور اعلیٰ شراب سے ان کی دعوت کی۔ کھانا کھانے اور شراب نوشی سے فارغ ہو کر لہو و لعب اور سرود و طرب میں ایسے مشغول ہوئے کہ نشہ غالب ہوا اور بے ہوش ہو کر گر پڑے جب صبح کے وقت بیدار ہوئے تو چنگ ہاتھ میں لے کر بجانا چاہا مگر اس سے آواز نہ نکلی۔ چونکہ اس فن میں بھی مہارت کامل رکھتے تھے اس کے تاروں کو ٹھیک کر کے دوبارہ بجانا چاہا۔ تو پھر بھی کوئی صدا اس سے برآمد نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ چنگ انسان کی طرح قدرتِ خداوندی سے گویا ہوا اور یہ آیت پڑھنے لگا۔ اَلَمْ یَاۤئِنۡ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنْ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُهُمۡ لِذِکْرِ اللّٰہِ اِذَا کَانَ اٰیٰتُہٗا تُلٰوٰتُ وَاذِکَآءِ اٰیٰتِہٖا تَکۡرُرُ عَلٰیۤہِمْ لَعَلَّہُمْ یَتَذٰکُرُوۡنَ کہ ان کے دل اللہ کی یاد سے خوف کھائیں) یہ سنتے ہی ایسے متنبہ ہوئے کہ چنگ کو توڑ دیا، شراب بہادی، وہ ریشمین اور گونا گوں نقش و نگار سے منقش کپڑے جو زیب تن تھے ان سب کو پھاڑ ڈالا اور طلب علم و عبادت الہی میں مشغول ہو گئے۔ ابو عبد اللہ بن حماد

اسلوب در تاریخ مختصر المدارک آورده
 و در طبقات کفوی بنوع دیگر مذکور است،
 بعد از ذکر قصہ ذکر باغ و شرب و سُکرمی
 گوید کہ ایشان بخواب رفتند دیدند کہ
 یک جانور خوش الحان بر سر ایشان بر تختی
 نشسته این آیت می خواند۔ و مختل است
 کہ اول در خواب باواز جانور خبردار کرده
 باشند و باز در بیداری باواز
 چنگ تا کیدش نمودند بہر حال
 ایشان درین شغل مجذوب و
 مراد بودند۔

و در اول از شاگردان حضرت امام
 اعظم بودند و طریق تفرقه از ایشان می نمودند
 و چون امام اعظم وفات یافتند در مدینه منوہ
 نزد حضرت امام مالک تفرقه نمودند پس
 اجتهاد ایشان گویا بہ سنت مجموعہ برد و طریق
 ست و لہذا ایشان را حنفیہ می شمارند و
 مالکیہ در طبقات خود می نگارند تا آخر عمر
 ملازمت داشتند کہ یک سال کج می رفتند
 و یک سال بچہاد۔ و این دو
 بیت را اکثر می خواندند۔

نے تو تاریخ مختصر المدارک میں اس حکایت کو اسی طرح
 بیان کیا ہے مگر طبقات کفوی میں دوسری طرح مذکور
 ہے، وہ باغ اور شراب نوشی اور سُکر کا قصہ ذکر کرنے
 کے بعد لکھتے ہیں کہ ابن المبارک نے یہ خواب دیکھا کہ
 ایک جانور خوش الحان ایک درخت پر جوان کے قریب
 تھا یہ آیت تلاوت کر رہا ہے۔ ان دونوں واقعات
 میں اس طرح تطبیق کی جاسکتی ہے کہ ممکن ہے حق تعالیٰ
 نے اول خواب میں کسی پرندہ کی آواز سے انہیں باخبر
 کیا ہو اور پھر بیداری میں چنگ کے ذریعہ سے اس کی
 تاکید کی گئی ہو۔ بہر حال وہ اس شغل میں اپنے اصل مدعا
 کو پہنچ گئے۔

سب سے پہلے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد
 ہوئے اور ان سے طریق تفرقه حاصل کیا۔ جب امام
 اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہو گئی تو مدینہ منورہ میں
 امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں رہ کر علم کی تکمیل
 کی۔ اسی وجہ سے ان کا اجتہاد بہ سنت مجموعی دو طریق
 پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفیہ انہیں اپنی جماعت میں
 شمار کرتے ہیں اور مالکیہ انہیں اپنے طبقات میں لکھتے
 ہیں۔ آخر حیات تک اس طریق پر قائم رہے کہ ایک
 سال حج کے لئے تشریف لے جاتے تھے اور ایک سال
 جہاد میں مصروف رہتے تھے۔ یہ دو شعر اکثر پڑھا
 کرتے تھے۔

اشعار

وَإِذَا صَاحَبْتَنَا فَاصْصَبْ مَا جَدَّا
 ذَا عَقَابٍ وَحَيَاءٍ وَكَرَمٍ
 جب تو کسی کو دوست بنائے تو ایسے شریف کو دوست بنا جو پاک دامن اور باحیا اور صاحبِ کرم ہو۔

قَوْلُهُ لِلشَّيْءِ لَا ، اِنْ قُلْتَ ، لَا وَاِذَا قُلْتَ نَعَمْ ، قَالَ ، نَعَمْ
 (ایسا کہ) اگر تو کسی چیز کے بارے میں نہیں کہے تو وہ نہیں کہے ، اور جب تو ہاں کہے تو وہ
 (بھی) ہاں کہے۔

امام ابن المبارک کے اشعار اور نصائح

امام ابن المبارک کے نصیحت آمیز کلمات یہ ہیں۔
 طالب علم کی نیت صحیح ہونی چاہئے۔ استادوں
 کے حروف اور کلمات کو کامل توجہ کے ساتھ سننا
 چاہئے اور پھر اس میں غور و فکر کرنا ضروری ہے۔ اس
 کے بعد ان کو محفوظ کرنا اور مشہور شاگردوں میں پھیلانا
 چاہئے۔ جو کوئی ان پانچ شرطوں میں سے ایک کو بھی
 نظر انداز کرے گا اس کا علم ناقص رہے گا۔

یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میں نے چار ہزار احادیث
 میں سے چار باتیں منتخب کی ہیں۔

اول یہ کہ مال دنیا پر مغرور نہ ہونا چاہئے، دوسرے
 یہ کہ اپنے شکم میں ایسی چیز کو داخل نہ کرنا چاہئے، جس
 کا وہ کما اور کیفاً متحمل نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ علم اسی قدر حاصل
 کرنا چاہئے جس قدر کہ وہ نافع ہو۔ چوتھے یہ کہ کسی چیز میں
 عورت پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے۔

ابن المبارک کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی عجیب
 عجیب حکایات منقول ہیں۔ لکھا ہے کہ ایک دفعہ ملک
 شام میں کسی سے قلم عاریتہ لیا تھا، اس کو دینا یاد نہ رہا
 اپنے ہمراہ اپنے وطن مکہ میں لے آئے۔ جب یاد آیا
 تو پھر ملک شام میں اسے دینے کے لئے تشریف لے
 گئے۔ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ میرے نزدیک شگفتہ

از کلمات ایشان کہ اول در علم می باید کہ
 نیت صحیح باشد بعد ازان بکمال توجہ
 حرف استادان شنیدن بعد ازان بتامل
 فہم کردن بعد ازان حفظ آن نمودن بعد
 ازان در تلامذہ مستعدان نشر کردن و پرانگند
 ساختن و ہر کہ ازین شروط پنجگانہ یکے را
 فوت کرد در علم او نقصان پدید آید۔

و نیز گفته کہ من از چہار ہزار حدیث
 چہار سخن انتخاب کردہ ام۔

یکے آنکہ بر مال دنیا مغرور نہاید بود
 و فریب نہاید خورد و دوم آنکہ در شکم آنچه
 طاقت آن ندارد کما یا کیفاً نہاید در آور دوم
 آنکہ از علم ہمان قدر باید آموخت کہ نافع باشد چہا
 آنکہ بر زن در بیچ چیز اعتماد نہ باید کرد۔

و در تروع ایشان چیز ہائے عجیب
 منقول ست۔ یک بار از مرو کہ وطن ایشان
 بود شام رفتند برائے رسانیدن قلمی کہ در
 شام از کسی عاریت گرفته بودند و بفراموشی
 ہمراہ آوردہ و می گفتند کہ اگر یک درم کہ
 در شبہ باشد رد کنم نزد من بہتر ست

از ان کہ یک لکھ درم صدقہ دہم براہ خدا چون وفات ایشان قریب رسید . و علامات اختصار ظاهر شد غلام خود را کہ نضر نام داشت و از رواة معتبرین حدیث ست فرمودند کہ مرا از فرش بجاگ انداز غلام ایشان گریستن آغاز کرد او گفتند چرا گریه میکنی گفت ثروت و نعمت شما یاد آمد این حالت غربت و مسافرت و سببی شمارا دیدہ بیتاب شدم گفتند خاموش من ہمیشہ از خدای خواستم کہ زندگانی من چون زندگانی دولت مندان باشد و من چون مردن خاکساران وفات ایشان در غربت و سفر اتفاق افتاد از جہاد برگشته بودند در راہ چون بہیت کہ نام قصیہ بیت از توابع شہر موصل رسیدند بیمار شدند و جان بحق تسلیم کردند در رمضان سال یک صد و ہشتاد و یک و بعد از وفات ایشان مردم صلحاً بنجواب دیدند کہ گویند کہ ابن المبارک بفردوس اعلیٰ رسید .

گاہے نظم شعر ہم می کردند و این چند بیت از ایشان ست .

اشعار

أَمْ أَيْ أَنَا سَابَأُ دُنَى الدِّينِ قَدْ قَنَعُوا وَلَا أَرَاهُمْ بِرَضْوَانِي الْعَيْشِ بِالْذُّونِ

لوگوں کی یہ حالت دیکھتا ہوں کہ دین کی باتوں میں تھوڑے سے پر قناعت کر لی ہے۔ اور کبھی نہیں دیکھتا کہ اسباب معیشت میں بھی ادنیٰ درجہ پر راضی ہو گئے ہوں۔

و شبہ کا ایک درہم واپس کر دینا لاکھ درہم براہ خدا میں صرف کرنے سے بہتر ہے۔ جب قریب الموت ہوئے، موت کے آثار نمایاں ہونے لگے تو اپنے غلام نضر سے جو حدیث کے معتبر راویوں میں سے ہے، فرمایا کہ مجھے فرش سے اٹھا کر خاک پر ڈال دو اس پر غلام رونے لگا تو فرمایا کیوں روتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ اس غربت اور مسافرت اور بے کسی کی حالت کو دیکھ کر آپ کی ثروت اور نعمت دولت کا زمانہ یاد کر کے روتا ہوں۔ فرمایا خاموش رہو۔ میں اپنے خدا سے ہمیشہ یہ دعا مانگا کرتا تھا کہ میری زندگی دولت مندوں کے مثل اور میرا مرنا خاکساروں کی طرح ہو۔ ابن المبارک کی وفات غربت اور مسافرت میں ہوئی۔ جہاد سے واپسی کے وقت راستہ میں جب مقام قصیہ بہیت متصل شہر موصل میں پہنچے تو بیمار ہوئے۔ اور اپنی جان خدا کے سپرد کی۔ ماہ رمضان المبارک ۱۸ھ آپ کی وفات کا سال ہے۔ انتقال کے بعد صلحاً میں سے کسی نے خواب میں دیکھا۔ کوئی کہنے والا کہتا ہے کہ ابن المبارک فردوس اعلیٰ میں پہنچ گئے۔

ابن المبارک گاہ گاہ شعر بھی تصنیف کیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہ چند اشعار انہیں کے تصنیف کردہ ہیں۔

فَاسْتَغْنِ بِاللَّهِ عَنِ دِينِ الْمُلُوكِ كَمَا اسْتَغْنَى الْمُلُوكُ بِدُنْيَاهُمْ عَنِ الدِّينِ
 جیسا کہ بادشاہ اپنی دنیا کے سبب دین سے مستغنی ہو گئے تو بھی اللہ سے لو لگا کر ان کے دین سے مستغنی ہو جا۔

وَشُعْرَائِي عَصْرَ إِشَانِ دَرْدَتِ
 حیات ایشان قصائد و قطعات
 بسیار دارند کہ قابل مختصر است و
 مرقوم می شود
 ابن المبارک کے ہمعصر شاعروں نے ان کی
 تعریف و توصیف میں بہت قصیدے لکھے ہیں،
 چنانچہ ایک قصیدہ کے دو شعر اس جگہ بھی لکھے
 جاتے ہیں

إِذَا سَارَ عَبْدُ اللَّهِ مِنْ مَرْوَلَيْلَةٍ فَقَدْ سَارَ عَنْهَا نُورُهَا وَجَمَالُهَا

جب ایک رات عبد اللہ مرو سے چلے، تو گویا اس سے اس کا نور و جمال رخصت ہو گیا۔

إِذَا ذُكِرَ الْأَخْيَارُ فِي كُلِّ بَلَدٍ فَهُمْ أَنْجَمٌ فِيهَا وَأَنْتَ هِلَالُهَا

جب شہروں میں علماء کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ستاروں کی مانند ہیں اور آپ ان میں مثل چاند کے۔

امام ابن المبارک اور موسم حج

و عادت ایشان چنین بود کہ چون
 بیج می رفتند مردم بسیار در رفاقت
 ایشان ارادہ سفر مبارک می کردند و ہر یک
 نقدی و جنسی برائے زاد راہ می آوردند کہ
 بشرکت صرف نمایند آن ہمہ را قبول می
 کردند و در فہرست جدا نام ہر یک و قدر
 آورده او نوشتہ می گذاشتند چون از حج
 مراجعت می کردند آن ہمہ را بالکان آنها
 می دادند مردم ازین حرکت سوال کردند
 گفتند کہ اگر اول و ہلہ بایشان رو نمایم،
 ایشان ترک رفاقت من کنند و ازین سفر
 مبارک محروم مانند بجان آنکہ مالفقہ خود
 جب حج کو تشریف لے جاتے اور بہت سے
 لوگ آپ کی معیت رفاقت میں اس مبارک سفر
 کا ارادہ کر کے اپنے ہمراہ نقد اور جنس لا کر آپ کے
 سپرد کر دیتے تاکہ شرکت میں صرف کی جائے تو
 ہر شخص کی چیز کو لے کر ایک فہرست پر اس لانے
 والے کا نام مع اس مقدار کے جو لایا تھا لکھ لیا کرتے
 تھے، اور جس وقت سفر سے مراجعت فرماتے تو ہر
 ایک مالک کو اس کی وہ چیز لوٹا دیتے تھے۔ جب
 لوگوں نے سوال کیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں تو
 آپ نے فرمایا کہ میں اول ہی ان کو واپس کرووں تو
 وہ سب لوگ میری مرافقت ترک کر دیں گے اور
 اس مبارک سفر سے محروم رہیں گے۔ وہ لوگ یہ خیال

کر کے کہ ہم اپنے خرچہ سے کھاتے ہیں کسی پر بار نہیں ہے، اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں اور ان کے طفیل سے میں بھی اپنا بہت سا مال اللہ کی راہ میں صرف کر دیتا ہوں اور یہ لوگ میرے سبب سے اس سعادت کو حاصل کر لیتے ہیں۔ اگر اول ہی ان کے نفقات واپس کر دوں تو میں بھی عمل خیر سے محروم رہوں اور لوگوں کو بھی حج کی سعادت نصیب نہ ہو جب حج سے فارغ ہو کر مراجعت فرماتے تو اپنے ہمراہیوں اور احباب کے لئے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے ہدایا اور تحفے کثرت سے لاتے تھے، اس میں بھی زبردستی نہ ہوتی تھی جو اپنی تجارت کے مال میں سے صرف فرمایا کرتے تھے۔

می نورم وبار کسی نیستم واز من باین سعادت فائز می شوند و من بطفیل مبلغی کثیر شد صرف می کنم در صورت رونفقات ایشان من ہم ازین عمل خیر محروم مانم و ایشان ہم از حج و ہدایاے مکہ و مدینہ کہ در وقت مراجعت از حج برائے ہمراہیان دوستان می آزند مبلغ کثیر می بود و این ہمہ اموال ایشان از تجارت بود۔

فردوس

للدینی

یہ کتاب مشارق، تنبیہات اور جامع صغیر کے طرز پر ہے۔ یعنی احادیث کو حروف تہجی کی ترتیب پر جمع کیا گیا ہے۔ چنانچہ حروف اللام فصل لٹا میں اس طرح مرقوم ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو پیدا کیا تو اسے ریحان سے ڈھانپا اور ریحان کو حنا سے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی درخت ایسا پیدا نہیں کیا جو اس کو حنا سے زیادہ محبوب ہو۔

اور اسی فصل میں دوسری حدیث بھی بیان کرتے ہیں۔

واین کتاب بر طور مشارق و تنبیہات و جامع صغیرست یعنی احادیث را بر ترتیب حروف تہجی جمع نموده مثلاً در حرف لام می گوید در فصل لٹا۔
لما خلق اللہ الجنۃ حقفها بالریحان و حقف الریحان بالحناء ما خلق اللہ شجرة احب الیہ من الحناء۔ الی
آخر الحدیث عن عبد اللہ بن عمر
و نیز در ہمیں فصل
می گوید۔

جب مجھ کو معراج کی شب میں آسمانوں پر لے گئے تو میرا گزر ایک ایسی جماعت پر ہوا جو اسی روز بوتے ہیں اور کاٹ لیتے ہیں تو کھیتی پھر اسی طرح تیار ہو جاتی ہے۔ میں نے جبریل سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں تو کہا یہ لوگ اللہ کی راہ جہاد کرنے والے ہیں۔

یہ حدیث بہت طویل اور دراز ہے، جیسا کہ معراج کے قصے میں پوری طرح مذکور ہے۔ فردوس کو دہلی کے بیٹے نے حروف تہجی پر مرتب کیا ہے۔ اور اس کتاب کی وہی سند لکھی ہے جسے حدیث کے شروع میں بیان کیا ہے۔ اور انہیں حروف کی ترتیب سے ذکر کیا ہے نہ کہ بہ ترتیب اسمائے صحابہؓ۔

لَمَّا أُسْرِيَ بِي اتَيْتُ عَلَى قَوْمٍ يَزْرَعُونَ فِي يَوْمٍ وَيَحْصِدُونَ فِي يَوْمٍ كَلَّمَا حَصِدُوا عَادَ كَمَا كَانَ قَلْتُ لَجِبْرَائِيلَ مِنْ هَوْلَاءِ قَالَ هَوْلَاءِ الْمَجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ - إِلَى آخِرِ الْحَدِيثِ - عَنِ ابْنِ هُرَيْرَةَ، رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ -

واین حدیث بسیار دراز و طویل است، چنانچہ در قصہ معراج مشہورست و فردوس را مرتب نموده است بر حروف تہجی پسردلی و برائے این کتاب سندی نوشتہ کہ سند بر حدیث بیان کردہ بر ہمین حروف نہ بر ترتیب صحابہ۔

حافظ شیرویه کا تذکرہ

کتاب فردوس کے مصنف کا نام حافظ شیرویه ہے، جو شہر دار بن شیرویه کے بیٹے ہیں اور ہمدان کے رہنے والے ہیں۔ تاریخ ہمدان کے مصنف بھی یہی ہیں۔ یوسف بن محمد بن یوسف مستملی، سفیان بن الحسن بن فنخویہ، عبد الحمید بن الحسن القفاعی، عبد الوہاب بن مندہ، احمد بن عیسیٰ دینوری، ابوالقاسم بن البسری اور دوسرے بے شمار علماء سے علم حدیث حاصل کیا۔ ہمدان، اصفہان، بغداد، قزوین اور دوسرے اسلامی شہروں میں سیرو سیاحت کی حافظ

و نام مصنف کتاب فردوس حافظ شیرویه بن شہر دار بن شیرویه است در ہمدان بود و تاریخ ہمدان ہم از تصانیف اوست۔ از یوسف بن محمد بن یوسف مستملی و سفیان بن الحسن بن فنخویہ و عبد الحمید بن الحسن القفاعی و عبد الوہاب بن مندہ و احمد بن عیسیٰ دینوری و ابوالقاسم بن البسری و دیگر علماء بیشتر اخذ علم حدیث نموده و در ہمدان و اصفہان و بغداد و قزوین و دیگر شہرہائے اسلام

لے کنیت ابو شجاع ہے۔ ولادت ۲۲۵ھ۔

یحییٰ بن مندہ ان کے یہ اوصاف بیان کرتے ہیں کہ وہ نہایت شکیل جوان، خلیق اور مذہب سنت میں متصلب (سخت) اعتزال سے دور، کم گو اور دل کے دلیر تھے۔ مگر اتقان، معرفت اور علم میں کچھ قصور تھا۔ سقیم اور صحیح حدیث میں امتیاز نہیں کر سکتے تھے۔ اسی لئے ان کی اس کتاب میں کثرت سے موضوعات اور واہیات درج ہیں۔ ان کے بیٹے شہر دار دہلی، حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی اور حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار یہ سب ان سے روایت کرتے ہیں۔ ۹ رجب ۵۰۹ھ میں ان کی وفات ہوئی۔ ان کے بیٹے شہر دار بن شیروہ دہلی جن کی کنیت ابو منصور ہے۔ علم حدیث کی معرفت اور اس کے سمجھنے میں اپنے والد سے بہتر تھے۔ چنانچہ سمعانی بھی ان کی فہم اور معرفت کی شہادت دیتے ہیں۔ نیز علم ادب اچھا جانتے تھے۔ پاک باز اور عابد تھے۔ زیادہ تر اپنی مسجد میں رہتے تھے۔ اکثر اوقات اسماع حدیث اور اس کے لکھنے میں مشغول رہتے تھے۔ طلب علم میں اپنے والد کے شریک رہے۔ ۵۰۵ھ میں جب انہوں نے اصفہان کا سفر کیا تو یہ بھی ہمراہ تھے۔ اور ۵۳۶ھ میں خود تنہا بغداد گئے اور اپنے والد کی وفات کے بعد بہت سے استادوں سے علم حاصل کیا۔ منجملہ ان کے مکی بن منصور الکرخی، ابو محمد نووی اور ابو بکر احمد بن محمد ابن الحویہ بھی ہیں۔ اور بعض دوسرے محدثین سے اجازت حاصل کی ہے۔ کتاب فردوس کی ترتیب اس وضع پر انہوں نے کی اور سندوں کو بڑی محنت سے فراہم کیا۔ جب یہ منقح اور مہذب ہو چکی

گشتہ۔ حافظ یحییٰ بن مندہ درحق اوگفتہ کہ جو انے زیرک و حسن خلق در مذہب سنت متصلب ست و از اعتزال دور مرد کم گو و دلیر دل اما در اتقان معرفت و علم او قصور است در سقیم و صحیح احادیث تمیز نمی کند و لہذا درین کتاب او موضوعات و واہیات تودہ تودہ مندرج پسرا و شہر دار دہلی و حافظ ابو موسیٰ ابن المدینی و حافظ ابو العلاء حسن بن احمد عطار ازوے روایت دارند ہنم رجب سال پانصد و نہ وفات اوست۔ و پسرا و شہر دار بن شیروہ بن شہر دار دہلی کنیت او ابو منصور در معرفت علم حدیث فہم آن از پدر بہتر بود چنانچہ سمعانی ہم در حق او فہم و معرفت گواہی دادہ و نیز علم ادب را خوب می دانست و مرد سبک روح و عابد بود و در مسجد خود ملازمت داشت و غالباً بہ شغل اسماع حدیث و نوشتن آن می گزراہند و در طلب علم حدیث با والد خود شریک بود در سفر اصفہان سال پانصد و پنج ہمراہ او بود و بہ بغداد خود رفتہ در سال سی و ہفت بعد موت پدر خود از اساتذہ بسیار تحصیل کردہ چنانچہ از مکی بن منصور الکرخی و ابو محمد نووی و ابو بکر بن الحویہ و از بعضے محدثان اجازت حاصل کردہ و ترتیب کتاب فردوس برین وضع دادہ و اسانید این کتاب

توان کے بیٹے ابو مسلم احمد بن شہر دار دہلی اور ان کے بہت سے شاگردوں نے ان سے روایت کی۔ ۵۵۸ھ میں شہر دار دہلی کا انتقال ہو گیا۔ اس خاندان کا نسب فیروز دہلی تک پہنچتا ہے، جو صحابی اور اسود عسی (کذاب) کے قاتل تھے۔ ان کے بارے میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فازِ فیروز (فیروز کامیاب ہوئے) فرمایا تھا۔

راہِ بختِ تمام جمع کردہ و چون از بیخ و تہذیب او فارغ شد پس او ابو مسلم احمد بن شہر دار دہلی و جماعت دیگر از شاگردان او ازوے روایت کردند وفات شہر دار در سال پانصد و پنجاہ و ہشت ست و نسب این خاندان بفیروز دہلی می رسد کہ قاتل اسود عسی بود در حق او جناب رسالت فرمودہ اند فازِ فیروز او صحابیست۔

نوادِرُ الاصول

اس کے مصنف حکیم ترمذی، ان ابو عیسیٰ ترمذی کے علاوہ ہیں، جن کی کتاب صحاح ستہ میں شمار کی جاتی ہے۔ نوادر الاصول میں اکثر احادیث غیر معتبر ہیں۔ اکثر جاہلوں کو چونکہ معلوم نہیں ہے، اس وجہ سے حکیم ترمذی کو وہی ترمذی خیال کر کے ان کی وہی کتاب کو ابو عیسیٰ ترمذی کی طرف منسوب کر کے یہ کہہ دیتے ہیں کہ ترمذی میں اس طرح ہے، اس لئے ان ہردو میں فرق کرنا نہایت ضروری ہے۔

اصل ما یقال فی السجود بسجرات القرآن میں اس طرح بیان کیا ہے۔

وہ دُعَا جو سورہ اعراف کے سجدہ میں پڑھی جاتی ہے جو ان الذین الی قولہ وَلَهُ یَسْجُدُونَ پر کیا جاتا ہے۔ (ترجمہ آیت۔ جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں) تیرے نزدیک ان کو عمدہ منازلِ قربت نصیب ہوئے تو وہ تکبر و غرور

حکیم ترمذی سوائے ابو عیسیٰ ترمذی سے کہ کتاب اور صحاح ستہ معدودہ می شود و نوادر الاصول اکثر احادیث غیر معتبر اور اکثر جاہلان را اشتباہ می شود حکیم ترمذی را همان ترمذی خیال می کنند و وہابیات را نسبت می کنند کہ در ترمذی ست در یخبا فرق کردن ضرور ست۔

در اصل ما یقال فی السجود بسجرات القرآن می گوید۔

ما یقال فی سجدۃ سورۃ الاعراف عند قولہ تعالیٰ ان الذین عند ربک لا یستکبرون عن عبادتہ و یسجدونہ ولہ یسجدون۔ طابت لہم منازلُ القربۃ عندک فتطہروا عن الاستکبار و اذعنوا

لك نحضوعا بما عاينوا من كبرياتك
وعزير جبروتك في الملكوت فلقوا
عظمتك بالتسبيح واستكانوا بالسجود
لك نحشوعا هؤلاء بدیع حکمتك
ونحن ولد بدیع فطرتك و
صنيع ميدك وامة حبيبك
المدد وحون في التوراة والموصوفون
في الانجيل بما منحتنا من منتك
وفضلك واهديت الی المختبين
مناهدا ياك وكراماتك
تحننا ورافة سجدنا لك
بخطنا من رافتك ورحمتك
والقينا بايدينا سلما نرجوا
مرادك وسبيلك ومعروفك
يا معروفنا بالعطايا
الجزيلة ومحمودا
على صنایعك
الجميلة.

کنیت ایشان ابو عبد اللہ و نام محمد
بن علی بن حسین بن بشر الموزن الملقب
بحکیم ترمذی ست رئیس زاہدان وقت
خودست و تصانیف بسیار دارد و از
پدر خود علی بن حسین و قتیبة بن سعید بلخی
وصالح بن عبد اللہ ترمذی و اقران اینہا
روایت می کنند. علماء نیشاپور و قاضی بلخی

سے پاک ہو گئے۔ ان لوگوں نے ملکوت میں تیری بڑائی
اور غلبہ جبروت کا معائنہ کر کے عجز و انکساری کرتے ہوئے
تیرا یقین کر لیا۔ تیری عظمت معلوم کر کے تسبیح و تقدیس
میں مشغول ہوئے اور گڑ گڑا کر خشوع قلب سے تیرے
لئے سجدہ میں گر پڑے۔ یہ لوگ تیری نادر حکمت کا نمونہ
ہیں اور ہم تیری نادر فطرت کی اولاد ہیں۔ میرے ہاتھ
کے بنائے ہوئے اور تیرے حبیب کی وہ امت ہیں
جن کی تورات میں مدح کی گئی ہے اور جو انجیل میں ان
صفات کے ساتھ متصف کئے گئے ہیں جن کو اپنے فضل
اور احسان سے تو نے ہم کو عطا فرمایا۔ اور ہم میں سے جو
بہت عاجزی کرنے والے ہیں ان کو تو نے اپنی مہربانی
و شفقت سے اپنے ہدیوں اور کرامتوں کا تحفہ عطا فرمایا
(چونکہ) ہم تیری رافت اور رحمت سے بہرہ یاب ہوئے
(اس لئے) ہم (بھی) تیرے لئے سجدہ کرتے ہیں اور تیرے
مطیع اور فرماں بردار بندے بنتے ہیں۔ اے وہ (پاک
ذات) جو کثیر عطاؤں کے ساتھ معروف اور عمدہ صفوں
سے محمود ہے۔ ہم تیری عطا اور تیری مراد اور تیرے
راستہ کی (تجسس) امید کرتے ہیں۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام محمد ہے۔ نسب
کا سلسلہ اس طرح ہے۔ محمد بن علی بن الحسین (حسن) بن
شیر (بشیر) الموزن۔ حکیم ترمذی لقب ہے۔ اپنے زمانہ
کے زاہدوں کے رئیس تھے۔ ان کی تصنیفات بکثرت
ہیں۔ اپنے والد علی بن الحسین، قتیبة بن سعید بلخی،
صالح بن عبد اللہ ترمذی اور ان کے ہم عصروں سے
روایت کرتے ہیں۔ علماء نیشاپور اور قاضی بلخی بن منصور

بن منصور ازو سے روایت کردہ اند۔ خود ان سے روایت کرتے ہیں۔

حکیم ترمذی کا ترمذ سے اخراج

جب ترمذ کے لوگوں نے انہیں شہر بدر کیا تو ۲۸۵ھ میں نیشاپور تشریف لائے۔ اخراج کا سبب یہ ہوا تھا کہ جب انہوں نے ختم الولاية اور کتاب علل الشریعہ تصنیف کی اور وہ ظاہرینوں کی نظروں سے گزریں تو انہوں نے ان کتابوں سے یہ استنباط کیا کہ یہ تفضیل ولایت بر نبوت کا مذہب رکھتے ہیں یعنی اولیاء کو انبیاء پر فضیلت دیتے ہیں اور ان کا احتجاج بھی ان معنی کی طرف کچھ مشیر تھا۔ اس لئے کہ انہوں نے یَغْبِطُهُمُ النَّبِيُّونَ وَالشَّهَدَاءُ سے یہ تمسک کیا تھا کہ اگر بعض اولیاء انبیاء و شہداء سے افضل نہ ہوتے تو انبیاء ان پر کیوں غبطہ (شک) کرتے۔ ان کے اس وحشتناک عقیدہ کی وجہ سے لوگوں نے انہیں ترمذ سے نکال دیا۔ وہاں سے بلخ پہنچے، اہل بلخ نے انہیں اپنے یہاں جگہ دی۔ آپ نے اہل بلخ سے اپنے کلام کا مطلب اور عذر بیان فرمائے اور یہ بھی فرمایا کہ میری عرض تفضیل اولیاء بر انبیاء ہرگز نہیں ہے، میرا تو وہی عقیدہ ہے جو تمہارا۔ یہ بھی جاننا چاہئے کہ ان کی تصانیف میں احادیث غیر معترہ اور موضوعات کثرت سے درج ہیں۔ اس حادثہ کا سبب خود انہوں نے بیان کیا ہے۔

چون در نیشاپور آمد در سال دو صد و ہشتاد و پنج مردم از ترمذ ایشان را اخراج کردہ بودند و سبب اخراج ایشان آن بود کہ ایشان کتاب ختم الولاية و کتاب علل الشریعہ تصنیف کردند و ہر دو نسخہ در نظر مردم ظاہرین افتاد از انجا استنباط کردند مذہب ایشان تفضیل ولایت بر نبوت است بمعنی تفضیل اولیاء بر انبیاء و احتجاج ایشان نیز گواہی بہ معنی می دہد زیرا کہ تمسک نمودند بلفظ یغبطہم النبیین و الشہداء و گفتہ اند اگر بعضی اولیاء از انبیاء و شہداء افضل نمی بودند غبطہ جرمی کردند باین عقیدہ و حشتناک ایشان را مردم ترمذ اخراج کردند از انجا بلخ رسیدند مردم آنجا ایشان را قبول کردند و ایشان نزد اہل بلخ عذر این کلمات بیان کردند و گفتند کہ در مذہب موافق شما ام صلا عرض من تفضیل اولیاء بر انبیاء نبو و بایا انت کہ در تصانیف ایشان احادیث غیر معترہ و موضوعات بسیار مذہج است و سبب این حادثہ را تو ایشان بیان کردند۔

حکیم ترمذی کے چند اقوال

طبقات شعراوی میں مذکور ہے۔ وہ یہ کہتے تھے

و در طبقات شعراوی مذکور است کہ

ایشان می گفتند کہ من بیچ گاہ تفکر و تدبیر
و تامل پیش از کار تصنیف نکرده ام و نہ غرض
من آنست کہ کسی این مولفات را بمن نسبت
کند چون مراقبض وقت می شد تسلی و آرام
به تصنیف جستم و ہر چہ بخاطر می رسد
می نوشتم۔

پس معلوم شد کہ اکثر مصنفات ایشان
از قبیل مسودات ست محتاج بنظر ثانی و
تہذیب و تنقیح و حذف و اصلاح ماندہ روی ایشان
را از صفت خلق پرسیدند ایشان گفتند ضعیف ظاہری و دعویٰ علیضہ

و از لطائف ایشان آنست کہ
پنج کس را بہتر از پنج جانست۔ کوک را
مکتب و جوان را مکان طلب علم و پیرا
مسجد وزن را خانہ خود و موزی را
زندان۔

کہ میں نے تصنیف سے پہلے کبھی تفکر و تدبیر اور تامل
نہیں کیا اور نہ میری یہ غرض تھی کہ کوئی شخص ان
مولفات کی نسبت میری طرف کرے گا۔ بلکہ جب
کبھی مجھ کو کسبیدگی پیدا ہوتی تو میں اپنی تسلی اور تسکین
تالیف و تصنیف میں سمجھتا تھا اور جو کچھ میرے دل
میں آتا اسے لکھ لیا کرتا تھا۔

پس اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی اکثر تصانیف
از قبیل مسودات ہیں، جو نظر ثانی و تہذیب و تنقیح
کی محتاج ہیں اور ان میں حذف و اصلاح کی
ضرورت ہے۔

ان کے لطائف میں سے یہ ہے کہ وہ کہا کرتے
تھے ”پانچ شخصوں کے لئے پانچ جگہ سے بہتر کوئی
مقام نہیں ہے۔ لڑکے کے لئے مکتب۔ جوان کے
لئے مکان طلب علم۔ بوڑھے کے لئے مسجد۔ عورت
کے لئے گھر اور موزی کے لئے قید خانہ“

کتاب الدعاء

لابن ابی الدنیا

کتابیست بغایت خوب و نفیس
اول آن نود و نہ نام ست بروایت ابن
سیرین از ابی ہریرہؓ بعد از چہل اسم
ادریسی ست و سند آن موقوف ست بر
حسن بصری بعد از ان اسم اللہ الاظم ست
و بعد از ان دعاء الفرج ست و ہمین قسم
نوشتہ می رود و اورا کتابے دیگر بہت در

یہ نہایت عمدہ اور نفیس کتاب ہے۔ اس کے
اول میں اللہ پاک کے نواے نام درج ہیں، جو
بروایت ابن سیرین از ابو ہریرہؓ مروی ہیں۔ پھر چہل
اسم ادریسی ہے، جس کی سند حسن بصری پر موقوف
ہے۔ اس کے بعد اسم اعظم ہے۔ اس کے بعد دعاء
الفرج ہے۔ علی ہذا القیاس۔ اسی سلسلہ میں ان کی
ایک دوسری کتاب بھی ہے، جس کا نام کتاب

ہمیں باب مسمیٰ بکتاب مجاب الدعوات لابن ابی الدنیا اوشس این حدیث ست۔
 مجاب الدعوة ہے، اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

وہ تین اشخاص جنہوں نے حالت شیرخواری میں کلام کیا

لَمْ يَتَكَلَّمْ فِي الْمَهْدِ إِلَّا ثَلَاثَةٌ
 عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ وَصَاحِبُ جُرْجِجِ الْعَابِدِ
 وَالصَّبِيُّ الَّذِي مَرَّ بِأُمِّهِ رَاكِبًا
 دَابَّةً فَأَبْرَهَةَ وَشَارِقَةَ
 حَسَنَةَ وَهِيَ تُرْبِعُهُ فَقَالَتْ
 اللَّهُمَّ اجْعَلْ ابْنِي مِثْلَ هَذَا.
 الی اخر الحدیث۔

تین شخصوں کے سوا گہوارے (یعنی دودھ پینے کی حالت) میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ اول عیسیٰ بن مریم نے۔ دوسرے اس لڑکے نے جس کی جُرجِج عابد کی طرف نسبت کی گئی تھی۔ تیسرے اس لڑکے نے جب کہ اس کو اس کی ماں دودھ پلا رہی تھی اور اس کے پاس سے ایک سوار تیز اور عمدہ گھوڑے پر سوار ہو کر گزرا تو اس نے یہ دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو اس شہسوار جیسا کر دے۔ اناج

ف. حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا شیرخواری کی حالت میں کلام کرنا تو مشہور قصہ ہے جُرجِج نہایت عابد و زاہد تھے، جنگل میں ایک چھوٹا سا حجرہ تھا اس میں رہ کر اللہ کی عبادت کیا کرتے تھے ایک مرتبہ اپنے حجرہ میں نوافل ادا کر رہے تھے، ان کی والدہ آئیں اور انہیں پکارنے لگیں، مگر چونکہ جُرجِج نماز میں مصروف تھے جواب نہ دے سکے۔ والدہ کو غصہ آیا اور انہیں بددعا دے کر واپس ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ان کی دعا کو قبول فرمایا۔ اسی وقت اس کا یہ اثر ظاہر ہوا کہ تمام گاؤں والے جُرجِج پر چڑھ آئے اور یہ تہمت لگائی کہ تو نے ہماری باندی سے زنا کیا ہے اور یہ لڑکائیے نطفہ سے ہے۔ اسی وجہ سے ان کے حجرہ کو بھی گرا دیا اور طرح طرح سے ان کو ذلیل و خوار کیا حضرت جُرجِج سمجھ گئے کہ یہ میری والدہ کی بددعا کا اثر ہے، مگر یہ بھی خیال کرتے تھے کہ میں چونکہ خدا تعالیٰ کی عبادت میں مصروف تھا اس وجہ سے وہ مجھ کو ضرور خلاصی اور نجات دے گا۔ اس پر آپ نے یہ فرمایا کہ اگر یہ شیرخوار بچہ جو آج ہی پیدا ہوا ہے یہ بتا دے کہ یہ کس کے نطفہ سے پیدا ہوا ہے، تب تو تم لوگوں کو یقین آجائے گا۔ سب نے تسلیم کر لیا۔ آپ نے اس لڑکے کے شکم پر انگلی رکھ کر فرمایا کہ اے بچے تو کس کا ہے۔ وہ فوراً قدرت خدا سے گویا ہوا اور یہ کہنے لگا کہ میری والدہ نے فلاں چرواہے سے زنا کیا تھا۔ میں اس کا ہوں۔ یہ کرامت دیکھ کر لوگ معتقد ہو گئے اور کہنے لگے کہ آپ

فرمائیں تو آپ کا حجرہ سونے چاندی کا بنوادیا جائے۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں مٹی کا ہی بنوادو۔
 دوسرا واقعہ اس طرح پر ہے کہ ایک عورت اپنے لڑکے کو دودھ پلا رہی تھی، اس کے سانس ایک
 سوار کا گزر ہوا۔ وہ یہ سمجھ کر کہ یہ تو نگر اور مالدار باعزت شخص ہے، یہ دعا کرنے لگی کہ یا اللہ میرے
 اس بیٹے کو بھی اسی سوار کی مانند کیجئے تو لڑکے نے دودھ چھوڑ کر کہا کہ اسے اللہ مجھ کو ایسا نہ کیجئے۔
 کنیت ابو بکر و نام ابو عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان ابی الدنیاست
 یہ ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عبید بن سفیان بن قیس و اورا قرشی و اموی نیز گویند زیرا کہ پدر
 المعروف بابن ابی الدنیا۔ ابو بکر کو قرشی اور اموی آن از موالی بنی امیہ بودند مولد مسکن
 بھی کہتے تھے۔ اس وجہ سے کہ ان کے والد بنی امیہ ابو بندا دست تولد او در شام در و صد
 کے موالی میں سے تھے۔ آپ کا مولد اور مسکن بغداد تھا و ہشتادست و از علی بن الجعد و خلف
 ۲۰۸ھ میں پیدا ہوئے۔ علی بن الجعد، خلف بن بن ہشام و سعد بن سلیمان و دیگر محدثان
 علم حاصل کیا۔ خود ان سے ابو بکر شافعی صاحب غیلانیات عمده اخذ علم حدیث کردہ و ازوے ابو بکر
 اور حارث بن ابی اسامہ صاحب مسند (باوجودیکہ وہ شافعی صاحب غیلانیات و حارث بن
 ان سے مقدم ہیں) اور ابو بکر بخاری، احمد بن حنبلہ اور اسامہ صاحب مسند باوصف تقدم او
 ان کے علاوہ دوسرے اسی شان کے علماء، رحمہم اللہ و ابو بکر بخاری و احمد بن حنبلہ و دیگر علماء در
 تعالیٰ نے علم حدیث کا استفادہ کیا۔ آپ المعتضد شان این فن اخذ فیض حدیث نمودہ اند
 عباسی کے (جو مشہور خلیفہ ہے) اتالیق اور مؤدب و او اتالیق و مؤدب معتضد عباسی بود کہ
 تھے۔ ان سے پہلے بھی چند خلفاء کی اتالیقی کر چکے تھے خلیفہ مشہورست و قبل از ان چند کس را
 ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ میں نے اور میرے والد نے از خلفا اتالیقی و مؤدبی نمودہ است و
 ابو بکر ہی سے حدیثوں کو لکھا ہے اور وہ نہایت ابن ابی حاتم گفتہ است من و پدر من از
 سچے آدمی تھے۔ کہا گیا ہے کہ ابن ابی الدنیا کو حق تعالیٰ وے حدیث نوشتہ ایم و او صدوق بود گفتہ
 نے یہ تصرف مرحمت فرمایا تھا کہ اگر چاہتے تھے تو ایک اند ابن ابی دنیار اعجب تصرفی در کلام بود
 کلمہ میں ہنسا دیتے تھے اور پھر دوبارہ اسے رلا دیتے اگر می خواست شخص را در یک کلام بجنده می آورد
 تھے۔ یہ سب کچھ ان کے وسعت علم اور توسیع اخبار و باز بگری می انداخت و این ہمہ بنا بر توسع او بود در علم
 اور قدرت و تصرف در کلام و فوات او در جاری اللغات و اخبار و قدرت او بر تصرف در کلام و فوات او در جاری اللغات

سال دو صد و ہشتاد و یک بورہ است۔ جمادی الاول ۲۸۱ھ میں انتقال ہوا۔

کتاب الاعتقاد والہدایۃ الی سبیل الرشاد

بیہقی،

از تصانیف بیہقی ست از اولش
ما ذکر ما یتدل بہ علی حدوث العالم وان
محدثہ ومدبرہ اللہ واحد۔ در اجازات می
خوانند و بعضی از باب اختلاف علی
بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ تا آخر
کتاب نیز می خوانند و آن کتاب
بسیار نفیس ست در وے
می گوید۔

اخبرنا ابو عبد اللہ الحافظ قال حدثنا
ابوالنضر الفقیہ قال حدثنا عثمان بن سعید
الدارمی قال حدثنا علی بن الدینی قال حدثنا معاویہ
بن معاویہ قال حدثنا ابومالک الاشجعی عن ربیع بن
جراش عن حذیفۃ قال قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ان اللہ یصنع کل صانع و صنعته۔

یہ کتاب (امام ابو بکر) بیہقی کی تصنیف ہے۔
اس کے شروع میں وہ دلائل ذکر کئے گئے ہیں جن
سے عالم کا حادث ہونا ثابت ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اس
کا موجد اور مدبر وہی ایک ذات واحد ہے۔ تحصیل
اجازت کے لئے پڑھتے ہیں۔ اور بعض صرف باب
اختلاف علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے آخر
کتاب تک بھی پڑھتے ہیں۔ یہ کتاب نہایت نفیس ہے
اس میں یہ حدیث بھی ہے۔

ابو عبد اللہ الحافظ، ابوالنضر الفقیہ، عثمان بن
بن سعید الدارمی، علی بن الدینی، مروان بن معاویہ
ابومالک الاشجعی، ربیع بن حراش۔ حضرت حذیفہ رضی
فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ اللہ تعالیٰ ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت
کا بھی۔

کتاب اقتضاء العلم والعمل

خطیب

از تصانیف خطیب ست بسیار
نوب کتابی ست در باب خود از وے
بعضی محدثان انتخابے کردہ اند کہ در دیار
عرب شہرت دارد و اکثر در مقام تحصیل

یہ خطیب کی تصنیف ہے۔ اپنے موضوع
پر بہت عمدہ کتاب ہے۔ بعض محدثین نے اس
کا انتخاب بھی کیا ہے جو ملک عرب میں مشہور
ہے چنانچہ اکثر مقامات میں تحصیل اجازت کے لئے

اس منتخب کو پڑھاتے ہیں۔ اس منتخب کے شروع میں ابوہریرہ اسلمی کی یہ حدیث ہے۔ لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَىٰ آخِرَةٍ۔ لیکن اصل کتاب کے اول میں یہ حدیث نہیں ہے۔ خطیب کا قول ہے۔

ابوبکر احمد بن الحسن، ابوالعباس محمد بن یعقوب، محمد بن اسحاق الصنعانی، اسود بن عامر، ابوبکر بن عیاض، اعمش، سعید بن عبد اللہ۔ حضرت ابوہریرہ اسلمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جب تک بندہ سے چار باتوں کا سوال قیامت کے دن نہ ہوئے گا اس وقت تک اس کے قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹ سکیں گے۔ اول اس نے عمر کو کس چیز میں فنا کیا، دوسرے علم کے مطابق کیا کام کیا، تیسرے مال کہاں سے کمایا اور کس چیز میں خرچ کیا، چوتھے جسم کو کس کام میں بوڑھا کیا۔

اس منتخب کے آخر میں یہ اشعار ہیں۔

حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سِنِينَ قَالَ أُنشِدَ فِي عُمْرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ

لَسْتَ تَدْرِي مَتَى الْأَجَلُ

موت کی تجھ کو خبر نہیں ہے۔

فَلَيْ مِمَّنْ أَوْجَعَ الْعَيْلُ

اس لئے کہ وہ تمام بیماریوں سے زیادہ تکلیف دہ ہے

صُبْحًا تَقْطَعُ الْأَمْسَلُ

جس کی صبح امیدوں کو کاٹ دے گی

قَبْلَ أَنْ يُمْنَعَ الْعَمَلُ

پہلے کوشش کر کے عمل خیر کر لے۔

اجازت ہمیں منتخب راجی خواندہ اول منتخب حدیث ابی ہریرہ اسلمی ست۔ لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ انا در اصل کتاب این حدیث اول نیست خطیب میگوید۔

أَخْبَرَنَا الْقَاضِي أَبُو بَكْرٍ أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ أَحْمَدَ الْحَرَمِيُّ نِسَابُورِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ الْأَصَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الصَّنَعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْأَسْوَدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ عِيَّاشُ بْنُ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَزُولُ قَدَمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يَسْئَلَ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ عَمْرَةٍ فِيمَا آهَ وَعَنْ عَمَلِهِ بِمَاذَا عَمِلَ فِيهِ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ الْكُتْبِ فِيمَا نَفَقَهُ وَعَنْ جَسَمِهِ فِيمَا بَدَلَهُ۔

وَأَخْرَأَ ابْنُ مَتَّحٍ ابْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ أَخْبَرَنَا عَثْمَانُ بْنُ أَحْمَدَ الدَّقَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سِنِينَ قَالَ أُنشِدَ فِي عُمْرِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ

أَنْتَ فِي غَفْلَةٍ الْأَمْسَلُ

تو امیدوں کی غفلت میں پڑا ہوا ہے،

لَا تَغُرُّكَ صِحَّتُهُ

تجھ کو صحت دھوکے میں نہ ڈال دے

كُلُّ نَفْسٍ لَيْسَ لَهَا

ہر نفس پر ایک ایسا دن آئیوا ہے کہ

فَاعْمَلِ الْخَيْرَ وَاجْتَهِدْ

مرنے اور اعمال کے منقطع ہونے سے پہلے کوشش کر کے عمل خیر کر لے۔

تاریخ یحییٰ بن معین فی احوال الرّجال

اس کتاب کی ترتیب حروف تہجی پر ہے اس کے شروع میں یہ حدیث ہے۔

ابن ابی مریم، ابن لہیعہ، ابوالاسود، عروۃ بن الزبیر۔ مسور بن مخزوم اپنے والد سے یہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کو ظاہر فرمایا تو کل (اکثر) اہل مکہ اسلام لے آئے اور یہ واقعہ نماز کے فرض ہونے سے پہلے کا ہے۔ یہاں تک کہ آپ جب آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتے اور مسلمان بھی سجدہ کرتے تو کثرت ہجوم اور مقام کی تنگی کی وجہ سے بعض لوگ سجدہ نہ کر سکتے تھے (یہی حالت رہی) یہاں تک کہ ولید بن مغیرہ، ابو جہل اور ان کے علاوہ دوسرے سردارانِ قریش جو مقام طائف میں اپنی کھیتی باڑی کے کام میں مصروف تھے مکہ میں آئے اور لوگوں سے کہا کہ کیا تم اپنے دین اور اپنے آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو۔ پس وہ پھر کافر ہو گئے۔ اس تاریخ کے آخر میں یہ ہے۔

جرجسی، بقیۃ بن الولید، زبیدی، زہری، سالم، عبد اللہ بن عمر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ایک سلام پھیر کر (سجدہ کیا)

واین کتاب مرتب است بر حروف معجم و اولش این حدیث است۔

قال الحافظ الناقد یحییٰ بن معین حدثنا ابن ابی مریم قال حدثنا ابن لہیعہ عن ابی الاسود عن عروۃ بن الزبیر عن المسور بن مخرمۃ عن ابيه قال لقد اظهر رسول الله صلى الله عليه وسلم الاسلام فاسلم اهل مكة كلها وذلك قبل ان تفرض الصلوة حتى ان كان ليقرأ السجدة فيسجد فيسجدون وما يستطيع بعضهم ان يسجد من الزحام وضيق المقام لكثرة الناس حتى قدم رؤس قريش الوليد بن المغيرة و ابو جهل وغيرهما وكانوا بالطائف في اراضيهم فقالوا اتدعون دينكم و دين اباؤكم فكفروا۔

آخر ان تاریخ این است۔

عن الجرجسی عن بقیة بن الولید عن الزبیدی عن الزہری عن سالم عن ابيه رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه سلم تسلیمة۔

امام یحییٰ بن معین کا تذکرہ

ان کی کنیت ابو زکریا ہے، چونکہ یہ بنی مرہ کے

کنیت او ابو زکریا و اور امری گویند

بالولاء کہ از موالی بنی مرہ بود۔ و طغش بغداد
ست در سال یک صد و پنجاہ و ہشت
متولد شدہ بود و پدرش از عمدہ نویسندگان
دفتربود و در انشاء نیز دستگاہ خوب
داشت۔ گویند یحیی بن معین را از میراث
پدر خود لکھہ درم نقد بدست آمدہ بود
باین سبب کمال ثروت داشت از ششم
و ابن مبارک و معمر بن سلیمان بن طرخان و
اقران آنها سماع دارد و امام احمد بن حنبل
و بخاری و مسلم و ابو داؤد ازوے استفادہ
کردند و او یکی از ائمہ این فن ست در
نقد احادیث و معرفت احوال رجال و در
کثرت معلومات و محفوظات ہم نظیر داشت
ازوے منقول ست کہ من بدست خود
دہ لکھہ حدیث نوشتہ ام۔ و اورا بعد
از مرگ بخواب دیدند و پرسیدند کہ
خدائے تعالیٰ با تو چه کرد گفت فرخندگی
و عطایائے بسیار داد و از ان جملہ صد
زن از حور عین بمن تزویج فرمود و
در سال دو صد و سی و سہ از بغداد
بج روانہ شد اول در مدینہ منورہ رسید
و از زیارت فارغ شدہ قصد خانہ کعبہ
نمود در اول منزل بخواب رقتہ بود کہ
ہاتفی اورا آواز داد کہ اے ابو زکریا از
ہمسایگی ما کجا می روی معلوم کرد کہ راجح

موالی میں سے تھے اس وجہ سے ولار کے اعتبار سے
ان کو مڑی بھی کہتے ہیں، بغداد کے رہنے والے ہیں
۱۵۵ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد ماجد (معین)
دفتر کے عمدہ منشیوں میں تھے۔ انشاء میں کامل دستگاہ
رکھتے تھے۔ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ یحیی بن معین کو اپنے
والد کے ورثہ میں سے ایک لاکھ درہم ملے تھے اور اسی
وجہ سے وہ کابل ثروت رکھتے تھے۔ انہیں ہشیم،
ابن المبارک، معمر بن سلیمان بن طرخان اور ان کے
ہمعصروں سے سماع حاصل تھا۔ امام احمد بن حنبل
امام بخاری، امام مسلم اور امام ابو داؤد نے ان سے
استفادہ کیا ہے۔ وہ بھی گویا اس علم کے ائمہ میں سے
ہیں۔ ابو زکریا تنقید روایات اور احوال رجال کی
معرفت میں امام تھے۔ وسعت معلومات اور محفوظات
پر کھنے کی کثرت میں بھی اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خود
ان سے یہ منقول ہے کہ میں نے اپنے ہاتھ سے دس
لاکھ حدیثیں لکھی ہیں، مرنے کے بعد انہیں کسی شخص
نے خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ حق تعالیٰ نے
تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو آپ نے یہ جواب دیا کہ
مجھے بہت سی عطایا اور بخششیں مرحمت فرمائیں، مجملہ
ان کے یہ ہے کہ تین سو حور عین سے میرا نکاح کر دیا۔
۲۳۳ھ میں بغداد سے حج کے لئے تشریف لے گئے اول
مدینہ منورہ پہنچے۔ وہاں کی زیارت سے فارغ ہو کر
خانہ کعبہ کا قصد کیا۔ اول منزل میں جو نیند آئی تو ہاتف
غیبی نے ندا دی کہ اے ابو زکریا ہماری ہمسایگی
چھوڑ کر کہاں جاتے ہو۔ سمجھ گئے کہ یہ پیغمبر خدا صلی اللہ

علیہ وسلم کی روح مبارک تھی جو ان کو اس خلعتِ فاترہ کے ساتھ مشرف کیا، فوراً واپس ہو کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی اور تین دن بعد انتقال ہو گیا۔ ان کی سعادت ایک یہ بھی ہے کہ جس تختہ پر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا تھا، اسی پر انہیں بھی غسل دیا گیا۔

مبارک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم است کہ اور ابان تشریف مشرف ساخت زود برگشت و در مدینہ اقامت نمود و بعد از سه روز وفات یافت۔ و از سعادت او آنست کہ اورا بر همان تختہ ہا غسل دادند کہ جناب پیغمبر را بران غسل داده بودند۔

امام یحییٰ بن معین کے چند اشعار

شعرو سخن کی جانب بھی طبیعت کا میلان تھا چنانچہ یہ چند اشعار جو ان کے تصنیف کردہ ہیں خرید کئے جاتے ہیں۔

و اورا بہ نظم ہم میل بود این چندیست از دست۔

أَلْمَالُ يَنْفَدُ حِلَّةً وَحَرَامَةً يَوْمًا وَيَبْقَى فِي غَدٍ أَشَامَةً
مال تو خواہ حلال ہو یا حرام ایک روز ختم ہو جائے گا اور کل قیامت کے لئے اس کے گناہ باقی رہیں گے۔

لَيْسَ التَّقَى بِمُتَّقٍ فِي دِينِهِ حَتَّى يَطِيبَ شَرَابَهُ وَطَعَامَهُ
اپنے دین کے امور میں متقی کا تقویٰ اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک اس کا کھانا، پینا پاک نہ ہو۔

وَيَطِيبُ مَا يَحْوِي وَيَكْسِبُ أَهْلَهُ وَبِطِيبٍ فِي حُسْنِ الْحَدِيثِ كَلَامُهُ
جسے وہ جمع کرتا ہے اور جسے اس کے گھر والے کاتے ہیں وہ پاک ہو اور اس کی گفتگو دل پسند ہو۔

نَطَقَ النَّبِيُّ لَنَايِبَهُ عَنْ تَرَبُّهِ فَعَلَى النَّبِيِّ صَلَاتُهُ وَسَلَامُهُ
یہ باتیں جناب رسول اللہ نے اپنے رب کی جانب سے ہمیں فرمائی ہیں۔ درود و سلام نبی کریم پر نازل ہوتا رہے۔

جہلاء کا اہل حدیث پر طعن

جاننا چاہئے کہ جاہلوں اور کم فہموں نے قدام

باید دانست کہ جاہلان و نا فہمان

قدماى اہل حدیث را عموماً و بھمی بن معین
 را خصوصاً مطعون ساخته اند کہ ایشان خصوصاً
 این شخص از جملہ ایشان در خلق اند زبان
 خود را دراز کردہ و کسے را دروغ گو و کسے را
 ملبس و جعلی و کسے را مفتری و بہتانی میگویند
 و این غیبت محرّمہ را علم میدانند و عبادت
 حق انکارند چنانچہ بکر بن حماد شاعر مغربی درین باب
 بھمی بن معین را بگوئید بلکہ علم حدیث الطعن بنوہ گفتہ است
 ارسای الخیر فی الدنیا یقل کثیرہ
 میں دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں خیر کا بڑا حصہ کم ہو رہا ہے اور گھٹتا جاتا ہے حالانکہ حدیث روز بروز
 بڑھتی جاتی ہے۔

فَلَوْ كَانَ خَيْرًا كَانَ كَالْخَيْرِ كَلِّهِ
 وَلَكِنَّ شَيْطَانَ الْحَدِيثِ مَرِيدًا
 اگر علم حدیث اچھا ہوتا تو سب کا سب اچھا ہوتا۔ لیکن شیطان حدیث کا سرکش ہے۔
 وَلَا بِنِ مَعِينٍ فِي الرِّجَالِ مَقَالَةٌ
 سَيُسْئَلُ عَنْهَا وَالْمَلِيكُ شَهِيدٌ
 ابن معین نے رجال میں گفتگو کی ہے۔ عنقریب اُس کی اس گفتگو پر سوال کیا جائے گا اور اللہ گواہ ہے۔
 فَإِنَّ يَكُ حَقًّا فَلَيْ فِي الْحَكْمِ غَيْبَةٌ
 وَإِنَّ يَكُ مُرُورًا فَالْقِصَاصُ شَدِيدٌ
 اگر وہ صحیح ہے تو غیبت کے حکم میں ہے۔ اور اگر وہ جھوٹ ہے تو اس کا بدلہ سخت ہے۔
 لیکن این جاہل و امثال او نفہیدہ
 اندکہ این طعن و جرح ایشان رجال را
 محض برائے صیانت شریعت و دین
 ست پس گویا از قبیل قتال کفار و خوارج
 و اہل بدعت و سیاست و تعزیر اہل منکر
 ست کہ بہترین عبادات ست از
 غیبت محرّمہ نیست۔
 لیکن ان جاہلوں اور ان جیسے دوسرے نا فہموں
 نے یہ نہ سمجھا کہ ان (بھمی بن معین) کا رجحان پر یہ طعن
 و جرح کرنا محض شریعت نغرا اور دین متین کی حفاظت
 کی غرض سے تھا۔ گویا یہ از قبیل قتال کفار یا خوارج
 یا اہل بدعت یا سیاست و تعزیر اہل انکار میں داخل
 ہے، جو بہترین عبادت ہے اور ہرگز غیبت محرّمہ
 میں متصور نہیں ہے۔

علامہ حمیدی کا قصیدہ اور مطالعین کا رد

وازیں ابیات مشومہ کہ مرقومہ
مذکورہ بالا ناپسندیدہ اشعار کا جواب ابو عبد اللہ
شد ابو عبد اللہ بن فتوح حمیدی صاحب
محمد بن فتوح حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین نے
الجمع بین صحیحین جواب دادہ و قصیدہ
ایک طویل قصیدہ میں دیا ہے، چنانچہ اس شاعر کو
درز وارد و دران جا در مخاطبہ این شاعر می گوید۔
خطاب کر کے کہتے ہیں

وَإِنِّي إِلَىٰ إِبْطَالِ قَوْلِكَ قَاصِدٌ وَلِيٌّ مِنْ شَهَادَاتِ النَّصُوصِ جُنُودٌ

بیشک میں تیرے قول کو رد کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ اور میرے پاس گواہی کے لئے نصوص اور آیتوں کے لشکر موجود ہیں۔

إِذَا لَمْ يَكُنْ خَيْرًا كَلَامٌ نَبِيِّنَا لَدَيْكَ فَإِنَّ الْخَيْرَ مِنْكَ بَعِيدٌ

جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام تیرے نزدیک بہتر نہ ہوگا تو بے شک خیر اور بھلائی تجھ سے دور ہے۔

وَأَقْبَحُ شَيْءٍ أَنْ جَعَلْتِ لِمَا آتَى عَنِ اللَّهِ شَيْطَانًا وَذَلِكَ شَدِيدٌ

جو بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہے اُس کو شیطان کہنا بہت بُرا ہے اور یہ بات بہت سخت ہے۔

بعد ازان در حق ابن معین اس کے بعد ابن معین کے اوصاف اس طرح

میں گوید۔ بیان کرتے ہیں۔

وَمَا هُوَ إِلَّا وَاحِدٌ مِنْ جَمَاعَةٍ وَكُلُّهُمْ فِيهَا حَكَاةٌ شُهُودٌ

اور ابن معین تو جماعت ہی کا ایک فرد ہے۔ اور جو کچھ اس نے بیان کیا ہے اس میں کل جماعت اس کی گواہ ہے۔

فَإِنْ صَدَّ عَنْ حُكْمِ الشَّهَادَةِ حَامِلٌ فَإِنَّ كِتَابَ اللَّهِ فِيهِ عَتِيدٌ

اگر کوئی حامل شہادت گواہی سے باز رہے تو اللہ کی کتاب اس کے لئے تیار ہے۔

وَلَوْلَا مِرْوَاةُ الدِّينِ ضَاعَتْ وَأَصْحَبَتْ مُعَامَلَةٌ فِي الْأَخِيرِينَ تَبِيدُ

اور اگر دین کے راوی نہ ہوتے تو آنے والی نسلوں کا معاملہ ضائع اور برباد ہو جاتا۔

هُمْ حَفِظُوا الْأَثَارَ عَنْ كُلِّ شَبْهَةٍ وَغَيْرِهِمْ عَمَّا اقْتَنَوْهُ رُقُودٌ
ان لوگوں نے احادیث کو ہر شبہ سے بچایا۔ جب کہ ان کے غیر ان کے جمع کئے ہوئے ذخیرہ
سے غافل سوتے تھے۔

وَهُمْ هَاجَرُوا فِي جَمْعِهَا وَتَبَادَرُوا إِلَى كُلِّ أَقْبَى وَالْمُرَامِ كُتُودٌ
انہوں نے احادیث کے جمع کرنے میں ہجرت کی، (وطن و اقارب کو چھوڑا) عالم کے ہر گوشہ اور
زمین کے ہر چپے پر دوڑے، باوجودیکہ مقصود سخت مشکل تھا۔

وَقَامُوا بِتَعْدِيلِ الرُّوَاةِ وَجَرِّحَهُمْ قِيَامٌ صَاحِبِ النَّقْلِ وَهُوَ حَدِيدٌ
راویوں کی تعدیل و جرح کے لئے کمر بستہ ہوئے، صحیح نقل کرنے والے کی طرح۔ اگرچہ یہ کام سخت مشکل ہے۔
بِتَبْلِيغِهِمْ صَحَّتْ شَرَائِعُ دِينِنَا حُدُودٌ تَحَرَّرُوا حِفْظَهَا وَعُلُودٌ
انہیں کی تبلیغ سے ہمارے دین کے طریقے درست ہوئے، یہ وہ حدود ہیں، جن کی حفاظت کا
انہوں نے ارادہ اور عہد کیا۔

وَصَحَّ لِأَهْلِ النَّقْلِ مِنْهَا احْتِجَابُهُمْ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا عَائِدٌ وَحُقُودٌ
پس اہل نقل کے لئے ان احادیث سے احتجاج ہو گیا۔ پس کوئی منکر باقی نہیں رہا، سوائے کینہ و
مخالف کے، (جس کی بات تعصب سے خالی نہیں ہو سکتی)

وَحَسِبُهُمْ أَنَّ الصَّحَابَةَ بَلَّغُوا وَعَنْهُمْ مَا وَوَالِ لَا يَسْتَطَاعُ جُحُودٌ
اور ان کے لئے یہی کافی ہے کہ صحابہ نے تبلیغ کی ہے، اور انہیں سے روایت کی ہے جس کا انکار ہو ہی نہیں سکتا۔
فَمِنْ حَادٍ عَنْ هَذَا الْيَقِينِ فَخَارِقٌ مَرِيدٌ لِإِظْهَارِ الشُّكُوكِ مُرِيدٌ
پس اب جو اس یقینی بات سے پھرے وہ اجماع کا مخالف، سرکش ہے اور شکوک پیدا کرنے کا
ارادہ کرتا ہے۔

وَالَكِنْ إِذَا جَاءَ الْهُدَى وَدَلِيلُهُ فَلَيْسَ لِمَوْجُودِ الضَّلَالِ وَجُودٌ
لیکن جب کہ ہدایت اپنی دلیل کے ساتھ اٹھے گی، تو گمراہی موجودہ کا وجود بھی باقی نہیں
رہے گا۔

وَإِنْ رَامَ أَعْدَاءُ الدِّيَانَةِ كَيْدَهَا فَكَيْدُهُمْ بِالْمُخْرِجَاتِ مَكِيدٌ
اور اگر دیانت کے دشمن کید کا قصد کریں تو ان کا کید ذلیل کرنے والی چیزوں سے مٹا دیا جائے گا۔

عبدالسلام اشبیلی کا قصیدہ

وَلَا بِنِ مَعِينٍ فِي الَّذِي قَالَ اسْوَةٌ
وَرَأَى مَصِيبًا لِلصَّوَابِ سَدِيدُ

جو بات ابن معین کہے قابل پیروی ہے۔ اور ان کی رائے حق کا پتہ دینے والی اور درست ہے۔

وَأَجْرِيهِ يَعْلَى إِلَهِ مَحْكَلُهُ
وَيَنْزِلُهُ فِي الْخُلْدِ حَيْثُ يُرِيدُ

اور یقینی بات ہے اُن کا مرتبہ اللہ تعالیٰ بلند کرے اور انہیں جنت میں حسبِ ریل خواہ جگہ دے۔

يُنَاضِلُ عَنْ قَوْلِ النَّبِيِّ وَصَحْبِهِ
وَيَطْرُدُ عَنْ أَحْوَاضِهِ وَيَذُودُ

وہ قولِ رسولؐ، اور ان کے صحابہ کے کلام کو بچاتے ہیں اور غیروں کو ان کے حوضوں سے ہٹا کر دور کرتے ہیں۔

وَجِلَّةُ أَهْلِ الْعِلْمِ قَالُوا بِقَوْلِهِ
وَمَا هُوَ فِي شَيْءٍ آتَاهُ فَرِيدُ

اور بڑے بڑے اہل علم نے ان کے موافق کہا ہے، وہ اپنی بیان کی ہوئی بات میں تنہا نہیں ہیں۔

وَلَوْ لَمْ يَقُمْ أَهْلُ الْحَدِيثِ بِدِينِنَا
فَمَنْ كَانَ يَرْوِي عِلْمَهُ وَيُفِيدُ

اور اگر ہمارے دین کو سنبھالنے کے لئے اہل حدیث نہ کھڑے ہوتے تو آج کون ہوتا جو علم کی روایت کرتا اور فائدہ دیتا۔

هُمْ وَرَوَّاءُ عِلْمِ النَّبُوَّةِ وَأَحْتَوُوا
مِنَ الْفَضْلِ مَا عِنْدَهُ الْأَنَامُ رَفُودُ

وہی علم نبوت کے وارث ہوئے اور وہ فضل حاصل کیا جس سے مخلوق غافل ہے۔

وَهُمْ كَمَصَابِيحِ الدُّجَى يُهْتَدَى بِهِمْ
وَنَارُهُمْ بَعْدَ الْمَمَاتِ وَقُودُ

وہ اندھیری رات کے چراغوں کی طرح ہیں کہ ان سے ہدایت حاصل کی جاتی ہے اور انکی آگ مرئی کے بعد بھی شعلہ زبانی ہے۔

عَلَيْكَ يَا ابْنَ غِيَاثٍ لَزُومَ سَبِيلِهِمْ
فَحَالِهِمْ عِنْدَ إِلَهِ حَمِيدُ

اے ابن غیاث تو ان کے طریق کو اختیار کر کیوں کہ اُن کا حال اللہ کے نزدیک اچھا ہے۔

وَنِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ جَوَابُ
نِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ نِيْزَا حَمْدِ بْنِ عَمْرِ بْنِ عَصْفُورِ

واوہ است باین شعر۔
ذیل سے اس کا جواب دیا ہے

اشعار

أَيَا قَادِحًا فِي الْعِلْمِ نَزِيدَ عَمَائُ
رَوَيْدًا بِمَا تُبْدِي بِهِ وَتَعِيدُ

اے علم حدیث پر اعتراض کرنے والے تیری کوری زیادہ ہو جسے تو ظاہر کرتا ہے اور بار بار کہتا ہے اے رہنے دے۔

جَعَلْتَ شَيَاطِينَ الْحَدِيثِ مَرِيدَةً
الْآنَ شَيْطَانَ الضَّلَالِ مَرِيدُ

تو نے حدیث والوں کو سرکش شیطان ٹھہرایا (لیکن) یاد رکھ گمراہی کا شیطان دراصل سرکش ہے۔

وَجَرَحَتْ بِالتُّكْذِيبِ مَنْ كَانَ صَادِقًا فَقَوْلِكَ مَرْدُودٌ وَأَنْتَ عَنِيدٌ

تو نے سچے پر تکذیب کے آوازے کسے، پس تیرا ہی قول مردود ہے اور تو ہی متعصب ہے۔

وَذُو الْعِلْمِ فِي الدُّنْيَا جُومٌ هِدَايَةٍ إِذَا غَابَ نَجْمٌ لَاحَ بَعْدَ جَدِيدٍ

اہل علم دنیا میں ہدایت کے ستارے ہیں، جب ایک تارا چھپ جاتا ہے تو دوسرا روشن ہو جاتا ہے۔

يٰلَيْلُمُ عَزْرِيْنَ اللّٰهُ طُرًّا وَهُمْ لَهٗ مَعَاوِلٌ مِّنْ اَعْدَائِهِ وَجُنُودٌ

ان ہی کے طفیل اللہ کے دین کی عزت پوری پوری قائم ہے، اور وہ بزرگ دین کی جائے پناہ اور اللہ کے لشکر ہیں۔

کتاب الکنی والاسامی

للنسائی

اس کتاب کا بھی انتخاب کیا گیا ہے، اور اس کا نام 'منتقی' رکھا گیا ہے۔ 'منتقی' کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

از ان کتاب نیز انتخاب نمودہ اند
وآن را منتقی گویند آخر منتقی این
حدیث وارد است۔

احمد بن شعیب النسائی، قتیبہ بن سعید، لیث، یزید بن ابی حبیب، ابی عمران اسلم، عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار تھے اور میں آپ کے پیچھے پیچھے چلتا تھا میں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سورہ ہود اور سورہ یوسف پڑھا دیجئے۔ تو آپ نے فرمایا تم کوئی ایسی سورت نہیں پڑھو گے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ سے زیادہ بلیغ ہو۔

'باب من یکنی اباعمران'

قال الحافظ احمد بن شعیب النسائی
اخبرنا قتیبہ بن سعید قال حدثنا الليث
عن یزید بن ابی حبیب عن ابی عمران اسلم
عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ قال
اتبعْتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
هو راكب فقلت اقرأنی سورۃ ہود و سورۃ
یوسف فقال لن تقرأ شیئا ابلغ عند اللہ
من قل اعوذ برب الفلق۔

جہاں اصحاب صحاح ستہ کا ذکر کیا جائے گا، وہاں انشاء اللہ تعالیٰ نسائی کے حالات بھی تحریر کئے جائیں گے۔

واحوال نسائی انشاء اللہ در ذکر
اصحاب ستہ خواہد آمد۔

تاریخ الثقات

لابن حبان

ان کی کنیت ابو حاتم اور نام محمد بن حبان تمیمی ہے۔ صحیح ابن حبان میں ان کا حال گزر چکا۔ اس تاریخ کے اول ابواب میں یہ باب ہے۔

باب ذکر الحب علی لزوم سنن المصطفیٰ ﷺ

احمد بن مکرم خالد البری، علی بن المدینی، ولید بن مسلم، ثور بن یزید، خالد بن معدان، عبد الرحمن بن عمرو السلمی اور حجر بن کلای کہتے ہیں کہ ہم دونوں حضرت عریاض بن ساریہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ ان صحابہ میں داخل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی۔ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا آتَاكَ لِيَتَحِمَلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔ ہم نے انہیں سلام کیا اور عرض کیا کہ ہم لوگ زیارت، عیادت اور استفادہ کی غرض سے حاضر ہوئے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور اس قدر بلیغ و عظ فرمایا کہ روتے روتے لوگوں کی آنکھیں بہہ پڑیں، دل دہشت زدہ ہو کر کانپ اٹھے۔ اس پر کسی نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آج کی نصیحت تو آپ کی نصلح نہیں سے ایسی ہے جیسے کسی زحمت کرنے والے کی۔ تو ہمارے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں تمہیں اس کی وصیت کرتا ہوں کہ اللہ سے

کنیت او ابو حاتم و نام او محمد بن حبان تمیمی ست و در صحیح ابن حبان قلمے از احوال او گزشت اول ابواب تاریخ این باب ست۔

باب ذکر الحب علی لزوم سنن

المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اخبرنا احمد بن مکرم خالد البری قال حدثنا علی بن المدینی قال حدثنا الولید بن مسلم قال حدثنا ثور بن یزید قال حدثنا خالد بن معدان قال حدثنا عبد الرحمن بن عمرو السلمی و حجر بن کلای قال اتینا العریاض بن ساریہ و هو ممن نزل فیہ وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا آتَاكَ لِيَتَحِمَلَهُمْ قُلْتَ لَا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔ فسلمنا علیہ وقلنا اتیناک نرائرین و عائدین مقتبسین فقال العریاض صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصبح ذات یوم ثم اقبل علینا فوعظنا موعظة بلیغة ذرفت منها العیون ووجلت منها القلوب فقال قائل یا رسول اللہ کانت هذه موعظة مودع فماذا تعهد الینا قال اوصیکم بتقوی اللہ و السمع و الطاعة و ان کان

عبد حبشیا مجدًا فانہ من یعش
منکم بعدی فیری اختلافًا کثیرا
فعلیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین
المہدیین فتمسکوا بہا وعضوا علیہا
بالنواجذ وایاکم ومحدثات
الأمور فان کل محدثة
بدعة وکل بدعة
ضلالة۔

ڈرتے رہو اور اپنے امیر کی باتوں کو سنو اور اُس کی اطاعت
کرو اگرچہ وہ ایک حبشی کان کٹا ہوا غلام ہی کیوں نہ ہو۔
تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ عنقریب بہت سے
اختلافات دیکھے گا۔ اُس وقت میری سنت اور میرے
ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت کو مضبوطی
سے تھامے رکھو اور اسے دانتوں (مضبوطی) سے پکڑ لو۔
نئی تراشی ہوئی باتوں سے بچتے رہو کیونکہ دین میں ہر
نکالی ہوئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

الارشاد فی معرفۃ المحدثین

ابو یعلیٰ

خیلی کتابیت بسیار جدید در احوال
رواة و این ابو یعلیٰ دیگرست و رار
ابو یعلیٰ موصلی کہ مسند و معجم او
سابق مذکور شد۔

راویوں کے حالات میں یہ نہایت عمدہ اور
عجیب و غریب کتاب ہے۔ یہ وہ ابو یعلیٰ نہیں ہیں جن
کا معجم اور مسند سابق میں ذکر ہو چکا ہے۔ وہ موصلی
ہیں اور یہ قزوینی۔

نام او خلیل بن عبد اللہ بن احمد
ست از ساکنان شہر قزوین بود و از تصانیف
او ہمیں کتاب ارشاد فی معرفۃ المحدثین یادگار
ماند و ہر کہ درین کتاب نظر کند بجلالت و
بزرگی او درین علم اقرار نماید۔ اما اہل تحقیق
نوشتہ اند کہ درین کتاب او اوہام
بسیار یافتہ شد بدون شہادت کتب
دیگر اعتماد بران نباید کرد و مع ہذا اورا
بر علل حدیث و رجال آن اطلاع تمام بود
و علو اسناد در زمان خود اورا میسر آمدہ بود۔ از

ان کا نام خلیل بن عبد اللہ بن احمد ہے۔ قزوین
کے رہنے والے ہیں۔ منجملہ اور تصانیف کے یہی ایک
کتاب 'ارشاد فی معرفۃ المحدثین' ان کی یادگار باقی
رہ گئی ہے۔ جو شخص اس کتاب کو دیکھتا ہے تو ان کی
جلالت و بزرگی کا جو ان کو اس فن میں حاصل تھی اقرار
کر لیتا ہے۔ لیکن اہل تحقیق نے لکھا ہے کہ اس کتاب
میں اوہام بہت ہیں۔ جب تک دوسری کتابوں کی
شہادت نہ مل جائے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اس
کے باوجود ان کو علل حدیث اور رجال پر اطلاع تمام تھی
اور اپنے زمانہ میں علو اسناد حاصل تھا۔ علی بن احمد بن

صالح قزوینی، ابو حفص کتانی، عالم اور اس طبقہ کے دوسرے بزرگوں سے سماع رکھتے تھے ابو حفص بن شاہین اور ابو بکر مقری سے انہیں اجازت حاصل ہے ابو بکر بن لال بھی (جو ان کے استاد اور شیخ ہیں) ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے ابو یعلیٰ البوزید بن ابو یعلیٰ حدیث کے عالم اور ان ہی کے شاگرد تھے۔
۳۲۶ھ میں ابو یعلیٰ کا انتقال ہوا۔

علی بن احمد بن صالح قزوینی و ابو حفص کتانی و عالم و دیگر بزرگان آن طبقہ سماع دارند و از ابو حفص بن شاہین و ابو بکر مقری اجازت یافته و ابو بکر بن لال با وجودیکہ از اساتذہ و شیوخ اوست ازوے روایت میکند ابو زید پسر ابو یعلیٰ عالم حدیث بود ازوے تلذذ دار و در آخر سال چہار و چہل و شش وفات یافت۔

حلیۃ الاولیاء

ابو نعیم اصفہانی

یہ حافظ ابو نعیم اصفہانی کی تصنیف ہے۔ ان کا ذکر بھی ان کے مستخرج میں گزر چکا۔ نیز وہ حکایات جو امام مالک کے احوال میں کتاب حلیۃ الاولیاء سے نقل کی گئی تھیں پہلے لکھی جا چکی ہیں۔

تصنیف حافظ ابو نعیم اصفہانی سابق ذکر این حافظ در مستخرج او گزشت و چند حکایات در حلیۃ الاولیاء در بیان احوال مالک نیز گزشت۔

الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب

ابن عبد البر

یہ ابو عمر ابن عبد البر کی مشہور و معروف کتاب ہے اس کتاب کے دیباچہ میں ابن سیرین سے نقل کیا گیا ہے کہ السَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ هُمُ الَّذِينَ صَلُّوا الْقِبْلَتَيْنِ۔ اور سفیان سے اس طرح منقول ہے کہ ہم الذين بايعوا ببيعة الرضوان۔ یعنی ابن سیرین تو یہ فرماتے ہیں کہ اس آیت السابقون الاولون من المهاجرين والانصار کے مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے

لابی عمر بن عبد البر کتابت مشہور و معروف در دیباچہ آن کتاب ست از ابن سیرین نقل کردہ کہ السابقون الاولون من المهاجرين والانصار ہم الذين صلوا الى القبلتين و از سفیان نقل کردہ کہ ہم الذين بايعوا ببيعة الرضوان۔

بیت المقدس اور مکہ معظمہ دونوں قبلوں کی جانب نماز پڑھی ہے اور سفیان کہتے ہیں کہ وہ ہیں کہ جنہوں نے بیعت رضوان کی ہے۔

یہ مغرب کے چیدہ اور منتخب علماء میں سے تھے۔ ان کا نام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عامر نمری قرطبی ہے۔ جمعہ کے روز ماہ ربیع الاول ۳۶۸ھ میں جس وقت امام خطیب دے رہا تھا، پیدا ہوئے۔ اگرچہ خطیب بغدادی ان کے معاصر ہیں مگر ان کا علم حدیث کو طلب کرنا خطیب کی پیدائش سے پہلے تھا۔ خلف بن القاسم، عبدالوارث بن سفیان، ابوسعید نصر، عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن اور ان کے معاصرین سے علم کو حاصل کیا۔ دور دراز شہروں کے رہنے والے علماء نے بھی ان کو اجازت نامے لکھے چنانچہ حافظ عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب نے مصر سے اور ابوالقاسم عبداللہ بن سقطی نے مکہ معظمہ سے۔ حافظ ابن عبدالبر حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔ فقہ حدیث میں ان کی تالیف کتاب التہید نادر روزگار اور زبردست و روشن ضمیر مجتہدین کے لئے سرمایہ بصیرت ہے۔ ان کی تصانیف میں سے یہی ایک کتاب مذہب مالکی میں کافی ہے جس کی پندرہ جلدیں ہیں۔

بلاد مغرب میں بہت پھرے مگر اکثر قیام اندلس میں رہتا تھا۔ بعض مورخین نے یہ لکھا ہے کہ اندلس سے باہر نہیں گئے۔ اور سوائے ان شرعالموں کے جو اس زمانہ میں یکتا تھے اور کسی کو نہیں دیکھا اور نہ

وازر کبار علماء مغرب ست و نام او یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر بن عامر نمری قرطبی روز جمعہ کہ امام در خطبہ بود در سال سہ صد و شصت و ہشت در ماہ ربیع الاول متولد شدہ و او معاصر خطیب ست اما طلب او علم حدیث را قبل از تولد خطیب ست۔ از خلف بن القاسم و عبدالوارث بن سفیان و ابی سعید نصر و عبداللہ بن محمد بن عبدالمؤمن و اقران اینہا اخذ علم نمودہ و علماء بلدان دور دست اور اجازتہا نوشتہ اند عبدالغنی منذری صاحب ترغیب و ترہیب از مصر و ابوالقاسم عبداللہ بن سقطی از مکہ معظمہ در حفظ و اتقان سرآمد اہل زمان خود بود و کتاب التہید او در باب فقہ حدیث نادرہ روزگار و سرمایہ مجتہدان اولی الایدی و الابصار ست۔ و از تصانیف او کافی ست در مذہب مالکی پانزویہ مجلد۔

در بلاد مغرب گردیدہ و بیشتر در اندلس بلکہ اکثر مورخین نوشتہ اند کہ از اندلس نہ برآمدہ است و سوائے ہفتاد کس از علماء وقت خود دیگرے را ندیدہ و سوائے

ان کے سوا کسی اور سے علم حاصل کیا۔ اس کے باوجود ان کا علم خطیب، بیہقی اور ابن حزم سے کسی طرح کم تر نہیں ہے بلکہ بعض چیزیں ان کے پاس ایسی تھیں جو دوسروں کے پاس نہیں ہیں۔ صدق، دیانت، حُسن اعتقاد اور اتباع سنت جو انہیں حاصل تھا، علماء میں سے بہت کم کو نصیب ہوتا ہے۔

ان کی عوالی اسناد اسناد ابنی اور وہ عبد اللہ بن محمد بن عبد المؤمن سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابن داس سے اور وہ اس کے مصنف ابو داؤد سے۔ ابتدائی عمر میں اصحابِ ظواہر میں سے تھے۔ پھر مالکی ہوئے۔ اس کے باوجود فقہ شافعی کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کی کتاب الاستذکار موطا کی بہترین شرح میں سے ہے اور موطا کی تنسیق ابواب میں استاد دھلائی ہے، یہ کتاب نہایت ضخیم ہے، اگر بخطِ علی تحریر کی جائے تو تیس جلدیں ہوتی ہیں۔ اگر بخطِ خفی لکھا جائے تو پندرہ جلدیں ہوتی ہیں۔ ایک کتاب علم ادب و روایت کی فضیلت میں بھی لکھی ہے جو بہت نافع ہے۔ کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسير، کتاب العقل والعقلاء، ماجار فی اوصافہم، کتاب جمہرة الانساب اور کتاب ہجرت المجالس بھی انہی کی ہیں۔ اور ان کے علاوہ دیگر تصانیف بھی ہیں۔ ماہ ربیع الآخر ۶۱۳ھ میں بمقام شاطبہ ان کا انتقال ہوا۔ خطیب بغدادی کی وفات بھی اسی سال ہوئی۔

انہما از کسی علم نیا موختہ و باوجود این علم او کمتر از خطیب بیہقی و ابن حزم نیست بلکہ بعضے چیز ہا نزد اوست کہ نزد دیگران نیست و صدق و دیانت و حسن اعتقاد و اتباع سنت کہ اور انصیب بود کم کسے را از علماء نصیب شدہ۔

و از عوالی اسناد او سنن ابنی اور ست کہ از عبد اللہ بن محمد بن عبد المؤمن روایت می کند و او از ابن داس و او از مصنفش ابو داؤد و در اول عمر ظاہرے بود بعد از ان مالکی شد و مع ہذا میلانی بفقہ شافعی ہم دارد و کتاب الاستذکار او در حقیقت بہترین شرح موطاست و در تنسیق ابواب موطا استادی نمودہ است و آن کتاب بسیار کلان ست قریب سی جلد می شود اگر بخط واضح نویسند و اگر بخط رکیک نویسند پانزدہ جلد ست و اورا کتابی ست در فضیلت علم ادب و روایت بسیار نافع ست و کتاب الدرر فی اختصار المغازی والسير و کتاب العقل والعقلاء و ماجار فی اوصافہم و کتاب جمہرة الانساب و کتاب ہجرت المجالس و غیر اینہا نیز تصانیف دارد در ماہ ربیع الآخر سال چہار صد شصت و نہ در شاطبہ وفات اوست و در ہمین سال خطیب بغدادی نیز وفات یافتہ۔

علامہ ابن عبد البر کے چند اشعار

اور ابان شائے شعر نیز میلے بود۔
 این چند شعرا ز وست۔
 شعر و سخن کی طرف بھی میلان تھا۔ ان کے
 تصنیف کردہ چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

اشعار

تَذَكَّرْتُ مَنْ يَبْكِي عَلَيَّ مَدَاوِمًا فَلَمْ أَرَ إِلَّا الْعِلْمَ بِالدِّينِ وَالْخَبَرَ

میں نے ان چیزوں کو یاد کیا جو مجھ پر ہمیشہ بکا کرتی رہیں تو میں نے علم دین اور حدیث کے سوا کسی اور چیز کو نہ پایا۔

عُلُومِ كِتَابِ اللَّهِ وَالسُّنَنِ الَّتِي أَنْتَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ مَعَ صِحَّةِ الْاَثَرِ

یعنی اللہ کی کتاب اور ان حدیثوں کے علوم جو صحت نقل کے ساتھ رسول اللہ سے منقول ہو کر ہم تک پہنچے ہیں۔

وَعِلْمُ الْأُولَى مِنْ نَاقِدِيهِ وَفَلَمُنَا لِمَا اِخْتَلَفُوا فِي الْعِلْمِ بِالرَّأْيِ وَالنَّظَرِ بِيَكِي

اور علم ان لوگوں کا جو اس کے پرکھنے والے ہیں اور ہماری سمجھ اس علم میں جس میں انہوں نے اپنی رائے اور نظر سے

اور یہ بھی کہتے ہیں

ونیز می گوید

مَقَالَةُ ذِي نَصْحٍ وَذَاتِ فَوَائِدٍ إِذَا مِنْ ذَوِي الْأَلْبَابِ كَانَ اسْتِمَاعُهَا

نصیحت والی اور فائدہ مند گفتگو مان لو۔
 جب کہ اسے عقلمندوں سے سنا ہو۔

عَلَيْكُمْ بِأَثَارِ النَّبِيِّ فَسَاتَهُ مِنْ أَفْضَلِ أَعْمَالِ الرَّشَادِ اتِّبَاعُهَا

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو اپنے لئے لازم کرو کیونکہ آپ کی اتباع رشد کے اعمال میں سب سے افضل ہے۔

وَيُحُونَ دَرَّ شَهْرٍ اشْبِيلَهُ كَمَا مِنْ شَاهِيرٍ مَغْرِبِ كَيْ شَهْرٍ فِي مَغْرِبِ سَتِ دَاخِلِ شَدَوَا

وچون در شہر اشبیلہ کہ از مشاہیر شہر ہائے مغرب ست داخل شدواز

اہل آن شہر حسن سلوک و تفقدهے کہ

مِی بایست ندید این چنین بیت گفت۔

تھا نہ دیکھا تو یہ چند اشعار کہے

بیت

تُنَكِّرُ مَنْ كُنَّا نَسْرُقُ رِيْبَهُ وَصَارَ زُعَاقًا بَعْدَ مَا كَانَ سَلَسَلًا

جن کا قرب ہمارے خیال میں باعث مسرت سمجھا جاتا تھا وہ ابی ہو گئے اور شوخ اور شیرین بانی ہونے کے بعد وہ گدلا اور کھاری ہو گئے۔

وَحَقُّ لِحَايِرٍ كَمْ يُوَافِقُهُ جَارُهُ وَلَا لِأَيْمَتِهِ الدَّارُ أَنْ يَتَحَوَّلَا

را کسی ہمسایہ کا پڑوسی اس کی موافقت نہ کرے اور نہ لکھڑاس کا موافق ہو تو اس کیلئے وہاں سے کوچ کرنا مناسب

بَلَيْتٌ بِجَمِصٍ وَالْمَقَامَ بِبَدَدَةٍ طَوِيلًا لِعُمَيْرِي مَخْلِقٌ يُورِثُ الْبَيْلِي
 میں حص اور اس شہر میں تہی لہی ت کے ساتھ قیام میں مبتلا ہوا جو میری عمر کو پُرانا کرنے والی اور مجھ میں کہنگی پیدا کرنے والی ہے۔
 إِذَا هَانَ حُرٌّ عِنْدَ قَوْمٍ آتَاهُمْ وَلَمْ يَنَأْ عَنْهُمْ كَانَ أَعْمَى وَأَجْهَلًا
 جب کوئی شریف آدمی کسی قوم کے پاس آکر ذلیل ہوا اور پھر ان سے دُور نہ ہوا تو وہ اندھا اور جاہل تر ہے۔
 وَكَمْ تَضْرِبُ الْأَمْثَالُ إِلَّا لِعَالِمٍ وَمَا عُوَّتِبَ إِلَّا لِيَعْقِلًا
 کہاوت اور مثالیں جاننے والے کے لئے ہی بیان کی جاتی ہیں اور انسان کو سزا اسی لئے دی جاتی ہے کہ اسے عقل آئے۔

تاریخ بغداد خطیب

از تصانیف خطیب بغدادی
 ست دراول جز ثانی ازوے مناقب
 بغداد و بزرگی آن مبارک بنیاد و آنچه از
 سکان آن منقول شدہ آورده بعد از آن
 ذکر دو نہر بغداد کہ دجلہ و فرات ست
 نمودہ و احوال بخاری باستیفارہ دران
 مذکور ست و تا ترجمہ محمد بن عبدالرحمن بن
 ابی ذئب قریب ربع کتاب می شود اول
 اسنادے کہ دران تاریخ مذکور ست این ست۔
 یہ خطیب بغدادی کی تصنیف ہے۔ اس
 کتاب کے جزو ثانی کے شروع میں بغداد کی تعریف
 اور اس شہر مبارک بنیاد کی بزرگی اور نیر ساکنان شہر
 کے جو محاسن اخلاق منقول تھے، ان سب کو لکھا ہے
 اس کے بعد بغداد کے دو دریاؤں دجلہ اور فرات کا ذکر
 کیا ہے۔ امام بخاری کا پورا حال بھی اس میں مرقوم ہے۔
 محمد بن عبدالرحمن بن ابی ذئب کے تذکرہ تک پہنچ کر
 کتاب کا تقریباً چوتھائی حصہ ختم ہوتا ہے۔ اس تاریخ
 کے اول میں جو سند ذکر کی گئی ہے، وہ یہ ہے۔

قَالَ الْحَافِظُ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ الْقُرَيْشِيُّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ
 بن احمد بن عثمان يقول سمعت ابا بكر النيسابوري يقول سمعت يونس بن عبد الاعلى يقول
 قَالَ لِي الشافعي يا يونس! دخلت
 بغداد قال قلت لا قال ما رأيت
 الدنيا وما رأيت الناس.
 امام شافعی نے کہا، اے یونس! آپ (کبھی) بغداد گئے
 ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ (اس پر) امام
 شافعی نے کہا کہ تم نے دنیا کو نہیں دیکھا۔

قال الخطيب وانشدنا القاضي ابوالقاسم علي بن المحسن التنوخي قال انشدنا ابو سعید
 محمد بن علي بن محمد بن خلف الهمداني لنفسه

بغداد کی مدح میں ابوسعید ہمدانی کے اشعار

فِدَى لَكَ يَا بَغْدَادُ كُلُّ قَبِيلَةٍ
 مِنْ الْأَرْضِ حَتَّى خِطَّتِي وَدِيَارِيَا
 اے بغداد تجھ پر زمین کا ہر قبیلہ نثار ہو۔
 فَقَدْ طُفَّتُ فِي شَرْقِ الْبِلَادِ وَغَرْبِهَا
 فِي مَشْرِقِ أَوْ مَغْرِبِ كَ شَهْرٍ فِي بَهْرٍ هَوَى
 یہاں تک کہ میرا خطہ اور میرے دیار (بھی)
 وَلَمْ أَرَ فِيهَا مِثْلَ بَغْدَادَ مَنَزَلًا
 اور اپنے کجاوے اور سواریوں کو ان میں چلا گیا ہے۔
 وَلَا مِثْلَ أَهْلِهَا أَرْقُ شَعَائِلًا
 نہ وہ جگہ کی مثل کوئی جگہ نہیں دیکھی۔
 أَوْ زَمَنًا اس کے باشندوں کے مثل زَمَنُ خَوْمِي،
 وَكَمْ قَائِلٌ لَوْ كَانَ وَدُّكَ صَادِقًا
 اور نہ اس کے باشندوں کے مثل زَمَنُ خَوْمِي،
 بِهْتِ سَ كَهْنِ وَالْ كَهْتِ هِيَ اِكْرَتِي مَحَبَّتِ بَغْدَادِ كَ سَاكِحِي هَوْتِي تُو وَهَانَ عِلْمِي نَهْ تَو مِيرَ حَوَابِ اِنْ كَيْدِي
 يُقِيمُ الرِّجَالُ الْأَغْنِيَاءُ بِأَرْضِهِمْ
 مالدار آدمی اپنے وطنوں میں اقامت کرتے ہیں۔ اور مفلسوں کو ہلاکت پہاڑوں اور میدانوں میں بھینک دیتی ہے۔

کنیت خطیب ابوبکر و نام احمد بن
 علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔
 روز پنجشنبہ و چہارم ذیقعدہ سال ۳۹۲
 صد و ہفتاد و دو متولد شدہ پدرش نیز مناسبتے
 بعلم حدیث داشت اور التحریض بطلب این
 فن شریف نمود باز ۵ سالہ بود کہ در طلب علم و سماع
 شروع کرد بعد از ان سفر کرد در بصرہ و کوفہ و
 نیشاپور و اصفہان و دینور و ہمدان و
 رے و حجاز شریف۔
 از ابو نعیم حافظ صاحب حلیۃ الاولیاء
 و ابوسعید مالینی و ابوالحسن بن بشران و دیگران

خطیب کی کنیت ابوبکر ہے۔ نام و نسب یہ ہے
 احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی۔
 چوبیس ذیقعدہ ۳۹۲ھ کو جمہرات کے روز
 پیدا ہوئے، ان کے والد کو بھی علم حدیث سے
 مناسبت تھی۔ اسی وجہ سے اس شریف فن کے طلب
 کرنے میں ان کو تحریض و رغبت دلاتے تھے۔ ابھی گیارہ
 سال کے تھے کہ طلب علم اور سماع شروع کیا۔ اس کے
 بعد بصرہ، کوفہ، نیشاپور، اصفہان، دینور، ہمدان،
 رے اور حجاز شریف کا سفر اختیار کیا۔

علماء سے علم کا استفادہ کیا۔

ابن مالک لا جو مشہور محدث ہیں ان ہی کے شاگرد ہیں۔ محمد بن مرزوق زعفرانی اور اس فن کے دوسرے بزرگ ان ہی کی ترغیب سے سرسبز ہوئے۔ مکہ معظمہ میں صحیح بخاری کو سستی کریمہ (بنت احمد المرزویہ) سے جو بخاری کے مشہور راویوں میں سے ہیں، صرف پانچ یوم میں ختم کیا۔ علیٰ ہذا ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الضریر الحیرنی نیشاپوری کی خدمت میں رہ کر تین مجلس میں صحیح بخاری کو ختم کیا اور کشمینی سے بھی بخاری کا سماع کیا ہے۔ مغرب کے وقت سے بخاری کا پڑھنا شروع کرتے تھے اور نماز فجر تک بس کرتے تھے۔ دو رات اسی طرح پر کیا۔ تیسرے دن چاشت کے وقت سے مغرب تک اور مغرب کے وقت سے صبح تک بخاری کو پڑھ کر ختم کیا۔

ذہبی نے بیان کیا ہے کہ دماغ کی یہ قوت اور قرارت میں یہ مہارت نادرات میں سے ہے بسفر سے فراغت پانے کے بعد بغداد میں مقیم رہے۔ اور مرتے وقت تک روایت حدیث اور تصنیف و تالیف میں اپنے آپ کو مشغول رکھا۔

ان کی تصنیف کردہ کتابیں کچھ اوپر ساٹھ ہیں۔ جن میں سے چند کے نام یہ ہیں۔ جامع تاریخ بغداد۔ کفایت۔ شرف اصحاب الحدیث۔ السابق واللاحق۔ المتفق والمفترق۔ المؤلف، تلخیص المشابہ۔

استفادہ نمودہ۔
و ابن مالک لا محدث مشہور ہست از شاگردان اوست و محمد بن مرزوق زعفرانی و دیگر اجدادین فن از ترغیب او سرسبز شدہ اند صحیح بخاری در مکہ معظمہ برستی کریمہ کہ از مشاہیر و اہل بخاریست در پنج یوم ختم کرد و بر ابو عبد الرحمن اسماعیل بن احمد الحیرنی نیشاپوری کہ معروف بفریبست نیز بخاری را در سہ مجلس ختم کردہ و از کشمینی نیز بخاری را سماع نمودہ و وقت مغرب شروع خواندن بخاری میکرد متصل نماز فجر بس می کرد و شبہا ہمین قسم گزارید و روز سیوم از چاشت تا مغرب و از مغرب تا صبح خواندہ رفت و تمام نمود۔

و ذہبی گفتہ است کہ این قوت دماغ و مہارت در قرارت از نوادریست و بعد از ان کہ ازین سفر ہا فارغ شد در بغداد رحل اقامت انداخت و بتصنیف روایت حدیث اوقات خود را معموساخت تا آنکہ بدار الرضوان شافت۔

مصنفات او زیادہ بر شخصت کتابست و از ان جملہ است جامع خطیب و از ان جملہ است تاریخ بغداد و کفایت و شرف اصحاب الحدیث و السابق واللاحق و المتفق والمفترق

لہ جامع لآداب الراوی والسامع کشف الطنون لہ الکفایۃ فی آداب الروایۃ لہ المؤلف المختلف۔

المؤتلف وتلخیص المشابه و کتاب الرواة عن مالک و غنیة لمقتبس فی الملتبس،
 غنیة لمقتبس فی الملتبس و تمیز المتصل الاشیاء و روایة الابنار عن الآبار۔ ان
 کے علاوہ اور بہت سی مفید تصانیف ہیں جو محدثین
 کے لئے سرمایہ معلومات کا کام دیتی ہیں۔
 حافظ ابو طاهر سلفی در حق تصانیف
 بارے میں لکھا ہے

تصانیف ابن ثابت الخطیب

ابن ثابت خطیب کی تصنیفات،

یراها اذ رواها من حواها

جب انہیں جمع کرنے والا ان کی روایت کریگا تو ان کو عقلمند بیدار جوان کے لئے مثل باغ کے پائیکا۔

و یأخذ حُسن ما قد ضاع منها

اور جو خوشبو ان تصنیفات سے مہکی ہے، اس کا حسن، حافظ سمجھ دار دانشمند کے دل کو گرویدہ کر لیکا۔

فأیة راحة و نعیم عیش

یو ایزی عیشہا بل ای طیب

پس کونسی راحت اور کونسی زندگی کی نعمت بلکہ کونسی خوشبو ان کی برابری کا دم بھر سکتی ہے،

و ہر روز ختم قرآن می کر دو برتیل و

تجوید قرأت می نمود در سفر حج مردم لفظ

بلفظ ازوے می شنیدند و باوجود تعب

سفر این ورد را نغمہ نمی کرد و اورا حق تعالیٰ

ثروت ظاہر و فور بخشیدہ بود و بر طالبان

این علم شریف صدقات و خیرات اوبسیار

جاری بود۔

علامہ خطیب بغدادی کی دعا اور اس کی قبولیت

و در حج چون متصل آب زمزم رسید
 سہ بار ازان آب مبارک سیر می خورد و
 حج کے موقع پر جب وہ چاہ زمزم پر گئے تو چونکہ
 اس وقت کی دعا مستجاب ہوتی ہے، تین مرتبہ اس

سہ پہلے از خدا تعالیٰ درخواست کرد کہ دران حالت دعا مستجاب ست اول آنکہ تاریخ بغداد در روایت کند و منتشر سازد و دوم آنکہ در جامع منصور کہ بہترین بقاع بغداد ست با ملا و تعلیم حدیث مشغول شود سوم آنکہ مدفن او متصل بشرحانی باشد۔ ہر حاجت اور باشد و الحمد للہ۔ و مرتبہ او در بغداد بحدی انجامیدہ بود کہ خلیفہ وقت حکم نمود کہ بیچ کس از واعظان و خطیبان و دیگر اصناف علماء حدیثیہ را ذکر نکند تا آنکہ آن حدیث بخطیب نگذرانند و او اجازت نداد۔

و در زمان او بعضی یہودیوں نے جو خیر سکونت داشتند و در وقت حضرت عمر از آنجا برخاستہ در اطراف و جوانب شام منتشر شد بحضور خلیفہ نامہ پیغمبر ظاہر نمود بخط حضرت علیؑ و مہر جناب رسالت علیہ الصلوٰۃ و السلام و شہادت جمعی کثیر از صحابہ مضمون آن نامہ آنکہ از فلان فلان قبیلہ یہود جزیہ ساقط کردیم و معاف نمودیم خلیفہ آنرا نزد خطیب فرستاد بعد از مائل گفت کہ این ہمہ زور و جعل ست زیرا کہ در وسے شہادت معاویہؓ و سعد بن معاذ نیز ثبت بود حالانکہ معاویہؓ در وقت فتح خیبر مسلمان نبود و شرف صحبت حاصل نکرده و سعد بن معاذ در غزوہ

مبارک پانی سے سیراب ہو کر خدا تعالیٰ سے تین چیزوں کی دعا مانگی۔ اول یہ کہ تاریخ بغداد ایسی مقبول ہو کہ لوگ اس کی روایت کریں۔ دوسرے یہ کہ میں جامع منصور میں جو بغداد کی بہترین جگہ ہے، تعلیم حدیث اور اس کے املا میں مشغول رہوں۔ تیسرے یہ کہ میری بشارت بشرحانی کے متصل ہو۔ سو الحمد للہ ان کی یہ دعا مقبول ہوئی اور تینوں حاجتیں پوری ہوئیں۔

بغداد میں ان کو اس قدر عروج ہوا کہ بادشاہ وقت کا یہ حکم ہو گیا تھا کہ کوئی واعظ، کوئی خطیب اور کوئی عالم کسی حدیث کو اس وقت تک ذکر نہ کریں، جب تک اسے خطیب پر پیش کر کے اجازت نہ حاصل کریں۔ ایک دفعہ بعض یہودیوں نے جو خیر میں رہتے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں وہاں سے اٹھ کر ملک شام کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے تھے خلیفہ کے روبرو جناب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خط پیش کیا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر اس پر ثبت تھی اور کئی ایک صحابہ کی شہادت بھی اس پر درج تھی۔ خط کا مضمون یہ تھا کہ یہود راہل خیبر کے فلاں فلاں قبیلہ سے ہم نے جزیہ معاف اور ساقط کر لیا خلیفہ نے اس خط کو خطیب کے پاس بھیجا۔ خطیب نے غور کے بعد کہا کہ یہ بالکل ٹکرا اور جعل سازی ہے، اس لئے کہ اس میں معاویہؓ اور سعد بن معاذ کی گواہی بھی ثبت ہے، حالانکہ جس وقت خیبر فتح ہوا ہے معاویہؓ اس وقت تک نہ مسلمان ہوئے تھے اور نہ شرف صحبت

خندق زخم تیر خوردہ بود و متصل
غزوہ قریظہ وفات اوست بروقت
فتح خیبر زندہ نبود۔

چون بیمار شد بخلیفہ گفتہ فرستاد
کہ من بیچ وارث ندارم مال من بہ
بیت المال می رسد اگر اذن باشد
من آنرا بطور خود شد صرف نمایم
خلیفہ فرمود مبارک ست۔ ہمہ کتابہا
را وقف کرد و جمع اجناس مال را در
راہ خدا صرف نمود۔

وہفتم ذی الحجہ ۶۳۳ھ چہار
صد و شصت و سہ وفات یافت و
شیخ ابواسحاق شیرازی کہ از مشاہیر مشائخ
شافعیہ و در علم ظاہر و باطن جامع بود جوازہ
اورا خود برداشتہ اند و بعد از وفات
او بعض صاحبین بغداد اورا بخواب
دیدند و از حال او پرسیدند گفت
اَنَا فِي رَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَجَنَّتٍ
نَعِيمَةٍ

ویکے از بزرگان آن عہد گفت

کہ من روزی در بغداد بخواب بودم دیدم
کہ گویا مانزد خطیب حاضر ایمومی خوابم
کہ تاریخ بغداد بنا بر عادت نزد او بخوابم
و بردست چپ ایشان شیخ نصر بن ابراہیم
مقدسی نشستہ اند و بردست راست ایشان

ان کو حاصل ہوا تھا۔ اور سعد بن معاذ کے غزوہ خندق
میں تیر کا زخم لگا اور غزوہ قریظہ کے متصل زمانہ میں ان
کا انتقال ہو گیا۔ یعنی وہ بھی فتح خیبر کے وقت زندہ
نہ تھے۔

خطیب جس وقت بیمار ہوئے تو بادشاہ کے
پاس یہ پیام بھیجا کہ میرا کوئی وارث نہیں ہے، میرے
مرنے کے بعد میرا مال بیت المال کو پہنچتا ہے۔ اگر
بادشاہ کی اجازت ہو تو میں بطور خود اسے راہ خدا میں
میں صرف کروں۔ اس پر خلیفہ نے فرمایا کہ بہت
مبارک ہے۔ آپ نے اپنی تمام کتابوں کو وقف
کر دیا اور ہر قسم کے مال کو راہ خدا میں صرف کر دیا۔

۶۳۳ھ میں انتقال ہو گیا۔ شیخ
ابواسحاق شیرازی نے جو شوافع کے مشہور مشائخ میں
سے نیز علم ظاہر و باطن کے جامع ہیں۔ ان کے جنازے
کو کاندھے پر اٹھایا۔ وفات کے بعد بغداد کے صاحبین
میں سے کسی نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال
دریافت کیا تو یہ فرمایا کہ اَنَا فِي رَوْحٍ وَرَيْحَانٍ وَ
جَنَّتٍ نَعِيمَةٍ (میں راحت و آرام اور نعمتوں کی جنت
میں ہوں)

نیز اس زمانہ کے بزرگوں میں سے کسی نے بیان
کیا کہ میں نے ایک دن یہ خواب دیکھا کہ گویا بغداد میں
ہم خطیب کی خدمت میں حاضر ہیں اور حسب عادت
تاریخ بغداد کو ان کے رو برو پڑھنا چاہتے ہیں۔ میں
نے دیکھا کہ ان کے دائیں جانب شیخ نصر بن ابراہیم
مقدسی تشریف رکھتے ہیں اور بائیں ایک اور بائیت

و جلال بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں، جن کے جمال سے آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون بزرگ ہیں تو کہا گیا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اس تاریخ کو سننے کی غرض سے تشریف لائے ہیں۔ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کا شرف ہے جو خطیب کو حاصل ہوا۔

بزرگے دیگر شہستہ بسیار بجلالت و ہیبت کہ چشم از جلالش خیرہ می شد گفتم کہ این بزرگ کیست گفتند ایشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برائے شنیدن این تاریخ تشریف آورده اند و این شرف عظیم است خطیب را رحمتہ اللہ علیہ۔

علامہ خطیب بغدادی کے چند اشعار

خطیب کو شعر و اشعار سے بھی اُلفت تھی، چنانچہ ان کے چند اشعار ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
قطعہ

و اورا بشعر ہم الفت بود این چند
قطعہ از دست۔

ان كنت تبغى الرشاد محضاً
لا مرد نياك والمعاد
اگر تم اپنے دنیا و آخرت کے کام میں خالص ہدایت چاہتے ہو،
فخالف النفس في هواها
ان الهوى جامع الفساد
تو نفسِ امارہ کی خواہشات کے خلاف کرو، اس لئے کہ خواہشِ نفسِ ہرسم کی بُرائی اپنے اندر کھتی ہے۔

وله

الشمس تشبهه والبدر يحكيه
والدرا يضحك والمرجان من فيه
میرا مدوح ایسا جلیل القدر شخص ہے کہ آفتاب اُس سے مشابہ ہوا اور چاند اُس کی نقل کر کے
نوبصورت بنتا ہے اور دانتوں کی صفائی کی وجہ سے گویا وہ موتی اور مرجان اپنے منہ میں رکھ کر سنتا ہے۔
ومن سرى وظلام الليل معتكراً
فوجهه عن ضياء البدر يغنيه
اور جو رات کو ایسے وقت سفر کرے کہ تاریکی تہ بہ تہ ہو گئی ہو، تو میرے مدوح کا چہرہ اُس کو چاند
کی روشنی سے بے پرواہ کر دیتا ہے۔

دیگر

تغيب الخلق عن عيني سوى قمر
حسبي من الخلق طرادك القمر
میری نظر سے ساری مخلوق اوجھل ہو گئی ہے سوائے ایک ایسے چاند کے جو مجھے تمام مخلوق کے عوض کافی ہے۔

تَحَلَّهٗ فِي فُوَادِي قَدْ تَمَلَّكَهٗ وَجَارُ رُوْحِي وَمَالِي عَنْهُ مُصْطَبَرٌ
 اُس کی جگہ میرے دل میں ہے اور وہ اس کا مالک بن بیٹھا ہے وہ میری روح کا پڑوسی، اس لئے مجھے بغیر اس کے نہیں
 فَالشَّمْسُ أَقْرَبُ مِنْهُ فِي تَنَاوُلِهَا وَغَايَةُ الْكَيْدِ مِنْهَا لِلْوَرَى النَّظَرُ
 پس آفتاب کا بلنا بہ نسبت اس کے آسان ہے اور اُسے صرف دیکھ لینا مخلوق کیلئے سب سے بڑی خوش نصیبی ہے۔
 وَرِدَّتْ تَقْبِيلَهُ يَوْمًا مُخَالَسَةً فَصَارَ مِنْ خَاطِرِي فِي خَدِّهِ أَثَرٌ
 ایک روز میں نے غفلت میں اس کا بوسہ لینا پایا تو میرے صفا ارادے ہی سے اس کے نازک رخسار میں دھبہ پڑ گیا۔
 وَكَمْ حَكِيمٍ رَأَاهُ ظَنَّهُ مَلَكًا وَرَوَّدَ الْفِكْرَ فِيهِ أَنَّهُ بَشَرٌ
 بہت سے عقلا کو ان کے گمان نے دھوکہ میں ڈالا کہ وہ فرشتہ ہے مگر فکر و تامل نے تلاش سے معلوم کر لیا کہ وہ بشر ہی ہے۔

دیکھو

لَا تَغْبِطَنَّ آخَا الدُّنْيَا لِزُخْرُفِهَا وَلَا لِلذَّيَّةِ وَقْتٍ عَجَلَتْ فَرَحًا
 دُنیا دار کی رنگ رلیوں پر فریفتہ نہ ہو نہ
 فَالذَّهْرُ أَسْرَعُ شَيْءٍ فِي تَقَلُّبِهِ وَفِعْلُهُ بَيْنَ الْخَلْقِ قَدٌ وَضَحًا
 کہ زمانہ اپنے انقلاب میں سب چیزوں سے زیادہ تیز ہے اور اس کا فعل خلق پر واضح اور ظاہر ہو گیا ہے۔
 كَمْ شَارِبٍ عَلَا فِيهِ مَبِيئَتُهُ وَكَمْ تَقَلَّدَ سَيْفًا مَن يَهْ ذُبْحًا
 کتنے پینے والے ہیں کہ اسی پینے میں ان کی موت مقدر ہے اور کتنے تلوار لٹکانے والے ہیں کہ اسی تلوار سے وہ فوج ہوئے۔

امالی محالی

کتابیت مختصر بقدر شانزده جزو اولش این حدیث است۔
 حَدَّثَنَا السَّرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ
 یعنی ابن جعفر قال حَدَّثَنَا شُعْبَةُ
 عن الحكم عن ابراهيم عن علقمة عن
 عبد الله عن النبي صلى الله عليه وسلم
 أَنَّهُ صَلَّى الظُّلَّ خَمْسًا فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ
 یہ ایک مختصر کتاب ہے، جو تقریباً سو اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کے اول میں یہ حدیث ہے۔
 بٹری، محمد بن جعفر، شعبہ، حکم، ابراہیم، علقمہ
 حضرت عبد اللہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے نماز ظہر کی پانچ رکعتیں ادا فرمائیں، اس کے بعد سلام پھیرا اور دو سجدے کئے۔ شعبہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ میں نے حماد

اور سلیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم کو یاد نہیں رہا کہ آنجناب نے تین کعتیں ادا فرمائی تھیں یا پانچ کعتیں۔

محافل بغداد کے محدثین اور اس مبارک بنیاد شہر کے مشائخ میں سے ہیں۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ نام حسین بن اسمعیل بن محمد طیبی بغدادی ہے۔ چونکہ ساٹھ سال تک کوفہ کے قاضی رہ چکے ہیں، اس وجہ سے ان کو قاضی حسین بھی کہتے ہیں۔ آپ ۲۳۵ھ کے ابتداء میں پیدا ہوئے اور ۲۴۲ھ میں طالب علمی کی ابتداء ہوئی۔ ابو خداقہ سہمی سے جو صاحب نسخہ موطا، اور امام مالک کے شاگرد ہیں، اس علم کو حاصل کیا۔ عمر بن علی فلاس، احمد بن المقدم، یعقوب بن ابراہیم دورقی، محمد بن مثنیٰ غزنی، زبیر بن بکار اور اس طبقہ کے دیگر علماء سے روایت کرتے ہیں۔ دارقطنی، ابن جمیع، علیج اور دیگر بڑے بڑے محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ سفیان بن عیینہ کے اصحاب میں سے تقریباً ستر علماء، حدیث میں ان کے شیوخ تھے۔ ان کی مجلس املا میں دس ہزار کے قریب آدمی حاضر رہتے تھے۔ آخر عمر میں قضا کے عہدے سے مستعفی ہو گئے تھے جب تک عہدہ قضا پر مامور رہے ایسے محمود الخلاق ہے کہ کسی شخص کو انگلی اٹھانے کا موقع نہ ملا یعنی کوئی اعتراض و اتہام ان پر نہ لگا سکا۔ کوفہ میں اپنے مکان کو جمع اہل علم بنا رکھا تھا۔ ہر روز اس علم شریف کے شغل کے لئے ان کے گھر میں لوگ جمع ہو کر فائدہ حاصل

بعد ما سلم قال شعبة وسمعت حمادا
وسليمان يحدثان ان ابراهيم كان
لا يدري ثلاثا صلتى او خمسا۔

محافل ہم از محدثان بغداد و مشائخ
آن مبارک بنیاد دست کنیت او ابو عبد
و نام او حسین بن اسمعیل بن محمد طیبی بغداد
ست و اورا قاضی حسین نیز گویند زیرا کہ
بر قضا کوفہ تا مدت شصت سال ماند تولد
او در اول سال دو صد و سی و پنج ست و
ابتداء طلب او در سال چہل و چہار از ابو
خداقہ سہمی کہ صاحب نسخہ موطاست و از
شاگردان امام مالک ست اخذ این علم کردہ
و از عمر بن علی فلاس و احمد بن المقدم و یعقوب
بن ابراہیم دورقی و محمد بن مثنیٰ غزنی و زبیر بن
بکار و دیگر علماء ان طبقہ روایت کردہ و دارقطنی
و ابن جمیع و علیج و دیگر محدثان عمدہ اقتباس نمودہ
اند و اورا قریب ہفتاد کس از اصحاب سفیان
بن عیینہ شیخ علم حدیث بودہ اند و در مجلس
املا او قریب دہ ہزار کس حاضر می شدند و
آخر از قضا استعفا نمود و مادام کہ در قضا
قضا بود محمود الخلاق بودیچ کس نگشت اعتراض
و اتہام بر او نہ نہادہ و در کوفہ خانہ خود را
جمع اہل علم ساختہ بود ہر روز مردم برائے شغل
این علم شریف در خانہ او جمع می شدند و
فائدہ ہامی گرفتند محمد بن حسین کہ یکے از

کرتے تھے۔ محمد بن الحسین نے جو اس عہد کے بزرگ شخص ہیں، بیان کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے، ”حق تعالیٰ اہل بغداد پر سے بطفیل و برکت محالی بلا کو دفع کرتا ہے“ دوسری زینع الثانی ۳۳۳ھ کو درس حدیث سے فارغ ہو کر معمول کے مطابق اٹھے تو کوئی مرض پیش آیا اور پندرہ دن کے بعد انتقال ہو گیا۔

بزرگان آن عہد بود گفته است کہ من خواب دیدم کہ گویا گویند می گوید حق تعالیٰ اہل بغداد برکت محالی بلا را دفع می کند۔ در دوم ربیع الثانی سال ۳۳۳ھ صدوسی بعد از فراغ از مجلس درس حدیث موافق عادت خود بر خاست و مریض شد و بعد از پانزدہ روز وفات یافت۔

فوائد ابو بکر شافعی

چونکہ شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان اس کتاب کو روایت کرتے ہیں، اس وجہ سے ان کی جانب نسبت کر کے ان فوائد کو غیلانیات بھی کہتے ہیں۔ یہ کل گیارہ جُز ہیں۔ دارقطنی نے ان کی رباعیات کو جدا کر کے ایک مستقل رسالہ لکھ دیا ہے، جو اکثر متداول ہے۔ اور تحصیل اجازت و سماع کے وقت اُسے پڑھتے ہیں۔ رباعیات کی پہلی حدیث یہ ہے۔

حافظ ابو بکر شافعی، محمد بن الفرغ، احمد بن عبد اللہ، محمد بن کناسہ۔ اسمعیل بن ابی خالد فرماتے ہیں کہ میں نے ابو حنیفہ سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے؟ انہوں نے فرمایا، ہاں۔ اور کہا حسن بن علی آپ کے بہت مشابہ ہیں۔

موسیٰ بن اسمعیل، اسمعیل بن علیہ، حنظلہ السمری۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی شخص اپنے دوست

کہ آن را غیلانیات نیز گویند زیرا کہ شیخ ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہیم بن غیلان سرے این کتاب روایت کرده و نسبت باو مشہور گشته، مگر یازدہ خبرست و دارقطنی رباعیات اور جدا نوشتہ رسالہ مستقل کہ اکثر متداولست و در وقت تحصیل اجازت و سماع آزامی خوانند اول رباعیات این حدیثست۔

قال الحافظ ابو بکر الشافعی قال حدثنا محمد بن الفرغ الاثرقی و احمد بن عبد اللہ الرشی قال حدثنا محمد بن کناسہ قال حدثنا اسمعیل بن ابی خالد قال قلت لابی حنیفہ هل رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکان الحسن بن علی مشابہاً حدیثنا موسیٰ بن اسمعیل ابو عمران قال حدثنا اسمعیل بن علیة قال اخبرنا حنظلہ السدوسی عن انس بن مالک قال قیل

یا بھائی سے ملاقات کرے تو کیا اس کے لئے جھک جائے؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ اس نے عرض کیا کہ کیا اسے لپٹ جائے اور بوسہ دے؟ آپ نے فرمایا، نہیں۔ اس نے کہا کہ کیا اس کا ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرے؟ آپ نے فرمایا، ہاں۔

یا رسول اللہ، صلی اللہ علیہ وسلم الرحیل یلقى صدیقہ او اخاہ فیحنی لہ قال لا قال فیلزمہ ویقبلہ قال لا، قال فیصافحہ ویأخذُ بیدہ، قال نعم۔

آپ کا نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ۔

آپ عراق کے محدثین میں سے ہیں۔ بغداد میں رہتے تھے۔ ۲۶ھ میں بمقام شہر جبل متصل واسط پیدا ہوئے۔ ۲۶ھ میں طالب علمی شروع کی۔ چونکہ کپڑا فروخت کرتے تھے اس لئے انہیں بزار کہتے تھے۔ موسیٰ بن (سہل) الوشاز سے جو اسمعیل بن علیہ کے آخری اصحاب میں سے ہیں اور محمد بن شداد سے جو یحییٰ قطان کے آخری اصحاب میں سے ہیں اس فن کی تکمیل کی۔ ابو بکر بن ابی الدنیا، ابو قلابہ رقاشی اور دوسرے بڑے بڑے محدثین کی شاگردی کا فخر بھی انہیں حاصل ہے۔ اس علم کی طلب میں جزیرہ، مصر، اور دور دراز شہروں کا سفر کیا۔ دارقطنی، عمر بن شاہین، ابن المحالی، ابوطالب بن غیلان، ابن بشران، ابوعلی ابن شاذان، اور اس فن کے دوسرے امام ان کے شاگرد ہیں۔ دارقطنی و خطیب نے ان کی تعریف و توصیف کی ہے۔ ۳۵۲ھ میں انتقال ہوا۔

و نیز از محدثین عراق ست و در بغداد سکونت داشت تولد او در جبل ست کہ شہر بیت متصل واسط و در سال دو صد و شصت تولد او ست و در سال ہفتاد و شش آغاز طلب او ست نامش محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدویہ است و او بزار بود جاہانے می فروخت از موسیٰ بن الوشاز کہ آخرین اصحاب اسمعیل بن علیہ بود استفادہ این صنعت نمودہ و از محمد بن شداد کہ فائمہ یاران یحییٰ القطان بود نیز تکمیل کرد و از ابو بکر بن ابی الدنیا و ابو قلابہ رقاشی و دیگر محدثان اجلہ تلمذ نمودہ و بسوی جزیرہ و مصر و شہر ہائے دور برائے طلب این علم شریف سفر ہائے کردہ۔ دارقطنی و عمر بن شاہین و ابن المحالی و ابوطالب بن غیلان و ابن بشران و ابوعلی بن شاذان و دیگر رؤسای این فن شاگردان او نیدار قطنی و خطیب اور تعریف و توصیف کردہ اند و وفات او در سال ۳۵۲ھ و پنجاہ چہار ست۔

چہل حدیث

ابو الحسن طوسی

چہل حدیث کہ آنرا در زبان عرب
اربعون می گویند از تصانیف محمد بن اسلم
الطوسی اولش این حدیث است۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُزَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
يُزَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو مَرَضِيَّ اللَّهُ عَنْهُ
أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ الْمُسْلِمُ
قَالَ مَنْ سَلَّمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَوَيْدِهِ
قَالَ فَمَنْ الْمُؤْمِنُ قَالَ مَنْ أَمَنَهُ النَّاسُ
عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ قَالَ
فَمَنْ الْمُهَاجِرُ قَالَ مَنْ هَجَرَ
الشَّيْئَاتِ قَالَ فَمَنْ الْمُجَاهِدُ
قَالَ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ
لِلَّهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

کنیت او ابو الحسن و نام محمد بن اسلم
بن سالم بن یزید کندی ست بالولار و
ساکن شہر طوس ست کہ حالاً در مشہد مقل
آباد ست یکے از مشاہیر مشائخ خراسان
ست از یزید بن ہارون و جعفر بن عون و
یعلی بن عبید اخذ علم حدیث نمودہ و کلان
ترین شیوخ او نصر بن شمیل ست ابن خزیمہ
و ابو بکر بن ابی داؤد ازوے شاگردی کردہ اند

جس کو عربی میں 'اربعون' کہتے ہیں محمد بن اسلم
طوسی کی تالیف کردہ ہے۔ اس کے شروع میں یہ
حدیث ہے۔

عبد اللہ بن یزید، عبد الرحمن بن زیاد، عبد اللہ
بن یزید۔ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
دریافت کیا کہ کابل مسلمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا
جس کے ہاتھ اور زبان سے لوگ امن میں رہیں۔ پھر
پوچھا کہ مومن کون ہے؟ فرمایا جس سے لوگوں کو
اپنے مال و جان کا خوف و خطر نہ ہو۔ پھر سوال کیا،
مہاجر کون ہے؟ فرمایا جس نے گناہوں کو چھوڑ دیا
ہو۔ پھر عرض کیا مجاہد کون ہے؟ فرمایا جس نے اپنے
نفس پر جہاد کیا یعنی اسے خدا کی عبادت میں لگایا
لذات دنیوی سے بچایا۔

ان کی کنیت ابو الحسن ہے اور نام و نسب یہ
ہے۔ محمد بن اسلم بن سالم کندی۔ ولار کی طرف
نسبت ہے۔ شہر طوس کے رہنے والے ہیں۔ یزید بن
ہارون، جعفر بن عون اور یعلی بن عبید سے جو
خراسان کے مشہور مشائخ ہیں سے ہیں علم حدیث
حاصل کیا۔ ان کے سب سے بڑے شیخ نصر بن شمیل
ہیں۔ ابن خزیمہ اور ابو بکر بن ابی داؤد ان کے شاگرد
ہیں۔ فاضل ترین علماء و کابل ترین اولیاء میں ان

کا شمار ہوتا تھا۔ اپنے وقت کے ابدال تھے۔ محمد بن رافع کہتے ہیں کہ میں نے ان کی زیارت کی ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے نمونہ تھے۔ ایک دن کسی نے اسحاق بن راہویہ سے اس حدیث عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ کا مصداق دریافت کیا تو کہا کہ اس زمانہ میں یہ محمد بن اسلم اور ان کے متبعین ہیں۔ میں پچاس سال سے ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں، ان سے کبھی کوئی حرکت خلاف سنت صادر نہیں ہوئی۔

وفات کے بعد دس لاکھ آدمیوں نے انکی نماز جنازہ پڑھی۔ لوگ انہیں امام احمد بن حنبل سے تشبیہ دیتے تھے۔ ماہ محرم ۲۲۲ھ میں رحلت فرمائی۔

واو از اجلہ علماء و از اولیاء ابدال بود۔ محمد بن رافع گفتہ است کہ من زیارت او کردہ ام بلاشبہ مشابہ اصحاب پیغمبر بود روزے اسحاق بن راہویہ را از معنی این حدیث سوال کردند عَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْأَعْظَمِ گفت محمد بن اسلم و اتباعہ پانچاہ سال ست او را امتحان کردم ہرگز خلاف سنت ازوے حرکتی بوقوع نیادہ۔

و چون وفات یافت بروے دہ لکھ کس نماز گزاروند۔ و در وقت خود اورا با امام احمد بن حنبل تشبیہی دادند وفات او در محرم سال دو صد و چہل و دو است۔

چہل حدیث استاذ ابو القاسم قشیری

سید ابو الحسن محمد بن الحسن، ابو بکر محمد بن علی، محمد بن یزید السلمی، حفص بن عبد الرحمن، محمد بن عبد الملک، ہشام بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میرے پاس یہ وحی نازل فرمائی ہے کہ جو شخص علم کی طلب میں کسی راستے کو اختیار کرے گا میں اُس کے بدلہ میں اسے جنت کے راستہ پر چلاؤں گا۔ اور جس شخص کی کریمتین یعنی آنکھوں کو میں نے چھین لیا تو میں اس کو ان دونوں کے بدلہ میں جنت

قال الاستاذ ابو القاسم عبد الكريم القشيري في باب طلب العلم حدثنا السيد ابو الحسن محمد بن الحسن قال حدثنا ابو بكر محمد بن علي بن ايوب قال حدثنا محمد بن يزيد السلمی قال حدثنا حفص بن عبد الرحمن قال حدثنا محمد بن عبد الملك عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ان الله اوحى انك من سلك مسلكا في طلب العلم سلك به طريق الجنة ومن

دوں گا اور علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بہتر ہے۔ اور دین کا لب لباب پر ہیزگاری ہے۔

ابوالقاسم کی مشہور ترین تصنیفات یہ ہیں۔ رسالہ قشیریہ۔ ایک طویل تفسیر جو بہترین تفاسیر میں شمار ہوتی ہے۔ نحو القلوب۔ کتاب لطائف الاشارات۔ کتاب الجواہر۔ کتاب احکام السماع، کتاب آداب الصوفیہ۔ کتاب عیون الاجوبہ فی فنون الاسئلہ۔ کتاب المناجات۔ کتاب المنتہی فی نکت اولی النہی۔ ابوالقاسم ایسے مشہور و معروف شخص ہیں کہ تعریف و توصیف سے مستغنی ہیں۔ ان کا نام و نسب یہ ہے۔ عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ زہد و تصوف میں اپنے زمانہ کے سردار تھے۔

جب والد کا انتقال ہوا تو ان کی بہت تھوپی عمر تھی۔ لڑکپن میں ابوالقاسم یمانی کی (جو علم ادب اور عربیت میں مشہور تھے) صحبت میں رہ کر علم ادب اور عربیت کو حاصل کیا۔ اس کے بعد شیخ ابوعلی دقاق کی مجلس میں حاضر ہونے لگے اور خدا کی طلب کا شوق پیدا ہوا۔ شیخ مذکور نے فرمایا کہ اول علوم دینیہ سے اپنے سینہ کو پُر کرو۔ ارشاد کے مطابق ابو بکر طوسی کی مجلس درس میں حاضر ہونے لگے۔ یہاں تک کہ علم فقہ سے فارغ ہوئے۔ پھر ابو بکر بن فورک کی (جو مشہور اصولی اور متکلم ہیں) مجلس درس میں آنا جانا شروع کیا چنانچہ ان دونوں فنون کی تکمیل کر کے ابوالقاسم سفر یمن کی مجلس میں داخل ہوئے۔ ان سے قاضی ابو بکر باقلانی

سَلَبْتُ كَرَمِيَّتَهُ اثْبَتَهُ عَلَيَّهَا الْجَنَّةُ وَفَضْلُ فِي عِلْمٍ خَيْرٌ مِنْ فَضْلِ فِي عِبَادَةٍ وَمِلَاكُ الدِّينِ الْوَمَعُ۔

از تصانیف ابوالقاسم قشیری مشہور ترین انہار سالہ قشیری ست و تفسیریت نہایت کلان و آن بہترین تفاسیر ست و کتابیت مسمی بنحو القلوب و دیگر کتاب لطائف الاشارات و کتاب الجواہر و کتاب احکام السماع و کتاب آداب الصوفیہ و کتاب عیون الاجوبہ فی فنون الاسئلہ و کتاب المناجات و کتاب المنتہی فی نکت اولی النہی۔ و شہرت ایشان معنی ست از تعریف و توصیف ایشان نام ایشان عبدالکریم بن ہوازن بن عبدالملک بن طلحہ بن محمد القشیری النیشاپوری۔ در زہد و تصوف سرآمد اہل زمان خود بودند۔ ایشان طفل صغیر السن بودند کہ پدر ایشان فوت شد و ایشان را در عالم طفولیت صحبت ابوالقاسم یمانی کہ در علم ادب و عربیت مشہور بود دست داد علم ادب و عربیت از اوے گرفتند بعد از ان در مجلس حضرت شیخ ابوعلی دقاق حاضر می شدند و شوق طلب خدا پیدا کردند شیخ ابوعلی دقاق فرمودند کہ اول از علم دینی خود را مملو کنی بعد جب فرمودہ ایشان در مجلس درس ابو بکر طوسی رفتند و ملازمت آمد رفت نمودند تا آنکہ از فقہ فارغ شدند بعد از ان در مجلس درس استاد ابو بکر بن فورک کہ اصولی و متکلم مشہور ست آمد و رفت شروع کردند

کی تصانیف پڑھیں۔

جب تمام مرحلے طے ہو گئے تو شیخ ابوعلی دقاق نے اپنی دختر فاطمہ کا نکاح ان سے کر کے اپنی صحبت میں رکھا۔ ابوعلی کے انتقال کے بعد شیخ ابو عبد الرحمن سلمی کی صحبت میں رہ کر ان سے ظاہر و باطن کا فیض حاصل کیا۔ احوال عالیہ، مجاہدات، تربیت مریدین اور عبارت شیریں سے تذکیر اور نصیحت کرنا، غرض ان سب نعمتوں سے جو ذکر کی گئی ہیں، مالا مال ہو کر اپنے وقت کے بے نظیر امام ہوئے۔

خدا تعالیٰ نے سوار کاری اور سلاحداری میں بھی عجیب ننگہ عنایت فرمایا تھا، اس وجہ سے اس صنعت کے بھی امام شمار ہوتے تھے۔

چیدہ چیدہ محدثین مثلاً ابوالکسین بن بشران ابو نعیم اسفرائینی، ابوالکسین خفاف، علی بن احمد اہوازی سے حدیث کا سماع کیا۔ تفسیر، حدیث، کلام، اصول، فقہ، نحو اور شعر و کتابت میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ابوبکر خطیب محدث بغداد بھی ان سے روایت کرتے ہیں۔ ان کے بیٹے عبد المنعم اور ان کے پوتے ابوالاسعد ہبہ الرحمن ان کے شاگرد رشید تھے۔

۱۶ ربیع الثانی ۳۶۵ھ کو یکشنبہ کے روز بوقت

صبح اس دار فانی سے رحلت فرمائی بلکہ

ان کے حالات میں بطریق تو اتر یہ منقول ہے کہ

دورین ہر وفن تکمیل تام نمودند بعد از ان مجلس اسحاق اسفرائینی داخل شدند و تصانیف ابوبکر بن الباقلانی را گرفتند۔ بعد ازین ہمہ شیخ ابوعلی دقاق دختر خود فاطمہ را با ایشان نکاح کر داند و در صحبت خود داشت بعد از فوت ایشان ہا شیخ ابو عبد الرحمن سلمی صحبت داشتند و فیض باطن و ظاہر گرفتند و احوال عالیہ و مجاہدات و تربیت مریدین و تذکیر و نصیحت بعبارت شیریں آثار نصیب ایشان شد و بے نظیر وقت خود گشتند و ایشان را در سوار کاری و سلاحداری عجب دستی بود کہ درین امر ہم رئیس این صنعت بودند۔ از محدثین عمدہ مثل ابی الکسین بن بشران و ابی نعیم اسفرائینی و ابی الکسین خفاف و علی بن احمد اہوازی سماع حدیث نمودند و در تفسیر و حدیث و کلام و اصول و فقہ و نحو و شعر و کتابت مہارت کلی داشتند ابوبکر خطیب محدث بغداد از ایشان روایت دارد و پسر ایشان عبد المنعم و نبیره ایشان ابوالاسعد ہبہ الرحمن نیز شاگردان رشید ایشان بودند۔

صبح یکشنبہ شانزدہم ربیع الثانی سال چہار

صد و شصت و پنج رحلت نمودند۔

و در احوال ایشان بتواتر منقول است کہ

لہ تاریخ ولادت، ربیع الاول ۳۶۵ھ

در مرض موت نوافل کہ مقرر داشتند از ایشان ہرگز فوت نہ شد و ہمہ نماز ہا استلاء ادا می کردند ابو تراب مراغی ایشان را بخواب دید و پرسید گفتند کہ من در عجب عیش و راحتم۔

جو نوافل صحت کی حالت میں ادا کیا کرتے تھے، وہ مرض الموت میں بھی فوت نہیں ہوئے۔ تمام نمازیں کھڑے ہو کر ادا کرتے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد ابو تراب مراغی نے خواب میں دیکھا تو ان کے سوال پر یہ فرمایا کہ میں عجب عیش اور راحت میں ہوں۔

علامہ قشیری کے چند اشعار

نظم شعر ہم کردند۔ این دو بیت از ایشان مشہورست و در کتب تصوف مذکورست۔

شعر و سخن سے بھی رغبت تھی، کتب تصوف میں ان کے یہ دو شعر مذکور اور مشہور ہیں۔

سَقَى اللّٰهُ وَقْتًا كُنْتَ اَخْلُوْ بِوَجْهِكَ
وَتَخَّرَ اللّٰهُ فِي رَوْضَةِ الْاِنْسِ ضَلْحِكَ

اللہ تعالیٰ اس وقت کو سیراب فرمائے جب میں تمہارے ساتھ تنہائی میں رہتا تھا اور محبت کے دانت موانست کے باغ میں ہنستے نظر آتے تھے۔

اَقْمِنَا زَمَانًا وَالْعِيُوْنُ قَرِيْبَةٌ
وَاصْبَحْتُ يَوْمًا وَالْجَنُوْنُ سَوَابِكُ

ایک زمانہ تک اس حالت میں ہم مقیم رہے کہ (ایک دوسرے کو دیکھ کر) ہماری آنکھیں ٹھنڈی تھیں اور آج وہ وقت ہے کہ آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں۔

و این قطعہ نیز از ایشان ست۔

اَلْبَدْرُ مِنْ وَجْهِكَ فَخُلُوْقُ

چاند تیرے ہی چہرے سے پیدا کیا گیا ہے،

يَا سَيِّدًا اَيْتَمَنِيْ حُبُّ

اے وہ سردار جس کی محبت نے سرگشتہ کر دیا ہے تیرا غلام تیرے اعراض سے محفوظ ہے۔

چہل حدیث

ابو بکر آجری

ابو بکر آجری در حدیث یازدہم اس میں گیارہویں حدیث میں بیان کرتے

می گوید۔

ہیں۔

أَخْبَرَنَا خَلْفُ بْنُ عَمْرٍو الْعُكْبَرِيُّ
قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ طَلْحَةَ التَّمِيمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَالِمٍ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ
بْنِ سَاعِدَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ
اخْتَارَنِي وَاخْتَارَنِي أَصْحَابًا فَجَعَلَ مِنْهُمْ
وُزَرَءَ وَأَنْصَارًا وَأَصْهَارًا فَمَنْ سَبَّهْمُ
فَعَلِيهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ
اجْمَعِينَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
صِرْفًا وَلَا عَدْلًا.

خلف بن عمرو العکبری، محمد بن طلحہ تمیمی، عبدالرحمن
بن سالم بن عبدالرحمن بن ساعدہ، سالم، عبدالرحمن
بن ساعدہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ نے مجھ کو برگزیدہ کیا اور میرے لئے میرے
اصحاب کو (بھی) منتخب فرمایا۔ ان میں سے بعض کو
میرا وزیر بنایا، بعض کو مددگار اور بعض کو داماد پس
جو شخص ان کو برا کہے اور ان پر سب و شتم کرے تو
اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور لوگوں کی لعنت ہو
قیامت کے دن ایسے شخص کی اللہ تعالیٰ نہ کوئی نفل
قبول فرمائیں گے اور نہ فرض۔

کنیت ابو بکر و نام او حسین بن
عبد اللہ بغدادی ست و اوست مصنف
کتاب الشریعۃ فی السنۃ و این چہل حدیث و
دیگر تصانیف ہم دارد۔

ان کی کنیت ابو بکر اور نام محمد بن حسین بن
عبد اللہ بغدادی ہے۔ آپ کتاب الشریعۃ فی
السنۃ اور اس چہل حدیث کے مصنف ہیں، ان
کے علاوہ اور بھی تصانیف ہیں۔

شاگرد ابو مسلم کجی و خلف بن عمرو
عکبری و جعفر فریابی و دیگر اعیان آن طبقہ
است و حافظ ابو نعیم و ابو الحسن بن بشران
و ابو الحسن حامی شاگردان اویند۔

ابو مسلم کجی، خلف بن عمرو عکبری، جعفر
(بن محمد) فریابی اور اس طبقہ کے دوسرے ائمہ
کے شاگرد ہیں۔ حافظ ابو نعیم، ابو الحسن بن بشران
اور ابو الحسن حامی ان کے شاگرد ہیں۔

و در آخر ہا مجاورت مکہ معظمہ اختیار
فرمود و حجاج و مغاربہ را ازوے فیض
این علم بسیار رسید و عالم با عمل و صاحب
اتباع بود در محرم سال سہ صد و شصت
در مکہ معظمہ وفات یافت۔

آخر عمر میں مکہ معظمہ میں رہنے لگے تھے۔
حجاج اور مغاربہ کو ان سے بہت فیض نصیب ہوا۔
آپ عالم باعمل اور تبع سنت تھے۔ ماہ محرم
۳۶۰ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

نزہۃ الحفاظ

ابوموسیٰ مدینی

یہ کتاب ابو موسیٰ مدینی کی تصنیف ہے، ان کی کتاب میں عجیب تر وہ سند مسلسل ہے، جسے احمدین کہتے ہیں، کیونکہ اس سند میں چھ آدمی احمد نامی متصل یا ایک دیگر آئے ہیں، وہ حدیث یہ ہے۔

ابو رجاء احمد بن محمد الکسانی، ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم، ابوبکر احمد بن موسیٰ، احمد بن اسحاق، احمد بن احسین، احمد بن سنان، عبدالرحمن بن مغزہ۔ مجالد کہتے ہیں کہ میں نے شعبی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ علم (بارش اور پانی کے) قطروں سے زیادہ ہے پس ہر چیز میں سے احسن (بہتر) کو اختیار کرو۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ آتَتْهُمُ الْبُحْرَىٰ فَكَلَّمُوا مَرْيَمَ وَقَالَ الْمَلِكُ لَمَقِصَّةٌ مِّنْ ذُنُوبِهِمْ لَمَّا هَوَّيْنَا فِرْعَوْنَ وَثَارَتِ الْعِيسَىٰ فَكَذَّبَتْ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مَرْيَمَ وَخَلَقَ لَهُ ذُرِّيَّةً لَّا تَمَسُّهَا الْفِطْرَةُ الْكَافِرَةُ۔ تو خوشخبری سنا کر میرے بندوں کو جو بات سنتے ہیں، پھر اُس پر چلتے ہیں جو اُس میں نیک ہے۔

ابوموسیٰ کا نام اور نسب یہ ہے۔ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی۔ اصل میں اصفہان کے رہنے والے ہیں۔ ان بلند پایہ و منتخب محدثین میں شمار ہوتے ہیں جنہوں نے فن حدیث میں بہت سی نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ۲ رذی قعدہ ۱۵۵ھ میں آپ کی ولادت ہوئی چونکہ ابوسعید محمد بن محمد مطرز کی مجالس حدیث میں

تالیف ابو موسیٰ مدینی در مسلسل احمدین کہ در سند آن شش کس متصل ہم دیگر بنام احمد واقع شدہ می گوید۔

اخبرنا ابو رجاء احمد بن محمد الکسانی قال حدثنا ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم الوزانی قال حدثنا ابوبکر احمد بن موسیٰ قال حدثنا احمد بن اسحاق قال حدثنا احمد بن احسین الانصاری قال حدثنا احمد بن سنان الرمی قال حدثنا عبدالرحمن بن مغزہ قال حدثنا محمد بن شعبی یقول العلم اکثر من عدد القطر فخذ فی کل شیء احسنہ ثم قرأ فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ احسنہ قال ابن سنان هذا من خصصة من الانتخاب۔

نام ابو موسیٰ محمد بن ابی بکر عمر بن ابی عیسیٰ احمد بن عمر بن محمد المدینی واصل او از اصفہان ست یکی از اعلام محدثین صاحب تصانیف نافعہ درین فن شریف و رسال پانصد و یک و دو ذیقعدہ متولد شدہ و در سال سوم در مجلس سماع حدیث از ابوسعید محمد بن محمد مطرز حاصل شدہ

آپ کے والد آپ کو تبرکاً لے جاتے تھے۔ اس وجہ سے تیسرے ہی سال ابو سعید سے انہیں سماع حاصل ہوا۔ جب ہوشیار ہوئے اور سن رشد و تمیز کو پہنچے تو ابو علی حداد، حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی اور حافظ ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل التیمی سے علم حدیث حاصل کیا۔ دراصل آپ حقیقت میں ابو القاسم ہی کے شاگرد ہیں۔ اور آپ کو اس فن کے عمدہ فوائد ان ہی سے حاصل ہوئے ہیں۔ حافظ یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندرہ سے بھی بغداد و ہمدان میں رہ کر اس علم کا استفادہ کیا۔

نہایت متبحر عالم تھے۔ علل حدیث کے پہچاننے اور اس کے ابواب و رجال و رواۃ کی معرفت میں کامل دستگاہ حاصل تھی۔ اپنے زمانہ کے یگانہ تھے اس فن میں حافظ عبد الغنی مقدسی، حافظ عبد القادر رباوی، حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی اور دوسرے عمدہ محدثین آپ کے شاگرد ہیں۔

آپ کی ان تصنیفات میں سے جو متقدمین کی تصانیف پر سبقت لے گئیں، چند نفع بخش کتابیں یہ ہیں۔ کتاب تمیم معرفۃ الصحابہ کہ گویا کتاب ابو نعیم کا ذیل (تممہ) ہے۔ کتاب الطوالات۔ گو یہ کتاب بھی عجیب ہے اور متقدمین میں سے اس کے مانند کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوئی، مگر اس کتاب میں موضوعات اور واہیات بہت درج ہیں، بغیر تمیز کے اس پر اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ کتاب تتمۃ الغریبین۔ اس کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ ان کو لغات

والد اور تبرکاً دران مجلس می برد و چون ہشیا رشد و بسن رشد و تمیز سید از ابو علی حداد و حافظ ابو الفضل محمد بن طاہر مقدسی و حافظ ابو القاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل التیمی اخذ این علم نمود و گویا در حقیقت شاگرد ہمین ابو القاسم ست و عمدہ فوائد او از وست از حافظ یحییٰ بن عبد الوہاب بن مندرہ نیز در بغداد و ہمدان استفادہ این علم نموده۔ و صاحب تحسیر عظیم بود در معرفت عدل حدیث و ابواب آن و در معرفت رجال و رواۃ دستگاہ تمام داشت و در وقت خود یگانہ عصر بود درین فن حافظ عبد الغنی مقدسی و حافظ عبد القادر رباوی و حافظ ابو بکر محمد بن موسیٰ حازمی و دیگر محدثان عمدہ شاگردان اویند۔

از تصانیف او آنچه بدان بر متقدمین پیش بردہ چند کتاب نافع ست از ان جملہ ست کتاب تمیم معرفۃ الصحابہ کہ گویا ذیل کتاب ابو نعیم ست و کتاب الطوالات ست کہ مثل آن از متقدمین مصنف نہ شدہ بسیار جید نوشتہ است لیکن در ان کتاب واہیات و موضوعات بسیار مندرج ست بے تمیز اعتماد بر ان نباید کرد و کتاب تتمۃ الغریبین کہ از ان عبور او بر لغت عرب بودہ کمال

ثابت می شود و کتاب اللطائف و کتاب احوال التابعین۔

وقوت حافظہ او باین مرتبہ بود کہ یک بار از یاد خود کتاب علوم الحدیث للحاکم در مقام مقابلہ نسخہ خواندہ رفت۔ و در تعفف و استغناء از دنیا داران مرتبہ عالی داشت از بیچ کس نذر و نیاز قبول نمی کرد جزو قلیلی از مال داشت و از منفعت تجارت آن قوت بسرمی برد یک بار شخصی از دولت مند ان مال کثیر با و داد کہ ترا و صی خود گردانیدم تا در مستحقاش صرف کنی گفت من قبول نمی کنم اما ترا بر شخصی دلالت خواهم کرد این کار را بوجہ احسن و بہتر از من سرانجام دید۔ و خیلی مرد متواضع بود کہے را ہمراہ نمی گرفت چون جائے می رفت حافظ عبدالقادر رہا وی گفتہ است کہ یک و نیم سال نزد وے ہر دو وقت آمد و رفت کردم درین مدت از وے چیزے کہ خلاف شرع و مروت باشد از وے ندیدم۔

نہم جمادی الاولیٰ در ۵۸۱ھ پانصد و ہشتاد و یک وفات یافت و اتفاق عجیب این شد کہ ہنوز از دفن او فارغ نشدہ بودند کہ باران بسیار ہجوم آمد

عرب پر بے حد عبور حاصل تھا اور اس سے ان کے کمال کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کتاب اللطائف، کتاب عوال التابعین۔

قوت حافظہ کا یہ حال تھا کہ کتاب علوم الحدیث للحاکم کو بوقت مقابلہ نسخہ ایک دفعہ ہی اپنی یاد سے پڑھتے چلے گئے۔ استغناء اور تعفف یعنی سوال سے گریز اور دنیا داروں سے استغناء اس قدر تھا کہ کسی سے نذر و نیاز بھی قبول نہیں کرتے تھے۔ بھوٹا سامال تھا اس سے تجارت کرتے اور اس کے نفع سے اپنی زندگی بسر کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک دولت مند نے بہت سامال دے کر کہا کہ میں نے آپ کو اس مال پر اپنا وصی بنایا ہے، میرے مرنے کے بعد جو اس کے مستحق ہیں ان پر صرف فرمائیں۔ تو یہ جواب دیا کہ میں تو اسے قبول نہیں کرتا۔ البتہ تمہیں ایک ایسا شخص بتانا ہوں جو اس کام کو مجھ سے احسن طور پر انجام دے سکتا ہے۔ آپ نہایت متواضع تھے۔ جب کسی جگہ تشریف لے جاتے تو کسی کو اپنے ہمراہ نہ رکھتے تھے۔ حافظ عبدالقادر رہا وی فرماتے ہیں کہ میں ڈیڑھ سال تک دو وقتہ برابر ان کی خدمت میں آتا جا تا رہا مگر اس مدت میں کوئی بات خلاف شریعت یا خلاف مروت ان سے سرزد ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔

۹ جمادی الاولیٰ ۵۸۱ھ میں انتقال ہو گیا۔ اسی روز یہ اتفاق پیش آیا کہ ہنوز ان کے دفن سے فارغ نہ ہوئے تھے کہ کثرت سے بارش شروع ہو گئی، گرمیوں

کا موسم تھا اور اصفہان میں ان دنوں پانی کی بہت کمی تھی۔

اس زمانہ کے صاحبزادے میں سے ایک نے بیان کیا ہے کہ اسی روز میں نے یہ خواب دیکھا تھا کہ گویا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں نے ایک مُعَبَّر سے اس کی تعبیر دریافت کی تو اس نے کہا کہ تیرا خواب سچا ہے تو مسلمانوں کے پیشواؤں میں سے کسی ایسے کامل کی رحلت ہوگی جو اپنے وقت کا بے مثل ہے، کیونکہ ایسا ہی خواب امام شافعی، سفیان ثوری اور احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے انتقال کے وقت دیکھا گیا تھا۔ خواب دیکھنے والا کہتا ہے کہ ابھی شام نہ ہونے پانی تھی کہ گلی کو چوں میں یہ خب مشہور ہو گئی کہ حافظ ابو موسیٰ کا انتقال ہو گیا۔

و موسم موسم گرا بود و آب در اصفہان در آن روز ہا کیاب بود۔

بعضے از صاحبزادے آن زمان خبر دادند کہ من جناب رسالت را علیہ الصلوٰۃ والسلام بخواب دیدم کہ گویا وفات یافتہ اند پیش معبرے رفتم او گفت کہ اگر خواب تو راست است امامے از ائمہ مسلمین کہ بے نظیر وقت باشد رحلت نماید زیرا کہ ہمین قسم خواب نزدیک رحلت امام شافعی دیدہ بودند و نزدیک وفات سفیان ثوری و امام احمد بن حنبل نیز بیندہ خواب گفت کہ ہنوز شام نہ شدہ بود کہ خبر وفات حافظ ابو موسیٰ در کوچہ و بازار شائع شد۔

حصن حصین

لابن الجری

یہ کتاب، نیرد و مختصر کتب، عدہ اور جنبہ شمس الین محمد جزری کی تصنیف ہیں۔ چونکہ یہ کتاب بہت مشہور ہے، اس لئے یہاں اس کے کسی فقرہ کے نقل کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ ان بزرگ کی نوادر تصنیفات میں سے ایک اور کتاب، عقود اللالی فی الاحادیث المسلسلہ و العوالی۔ ہماری نظر سے گزری ہے اس کا دیباچہ اس طرح ہے۔

ہر قسم کی حمد و ستائش اس خدا کے لئے ہے، جو

حصن حصین و دو مختصر او کہ عدہ و جتہ است از تصانیف شمس الدین محمد ست کہ بچہت کمال شہرت این کتاب حاجت بنقل فقرہ از ونیت اما از تصانیف نادرہ این بزرگ کتابے دیگر دیدہ شد عقود اللالی فی الاحادیث المسلسلہ العوالی دیباچہ آن این ست۔

الحمد لله المعین لنقل الكتاب و

السُّنَّةُ • وَاشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ ذُو الْفَضْلِ وَ
الْمِنَّةِ • وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَ
رَسُولُهُ الْهَادِي إِلَى طَرِيقِ الْجَنَّةِ • وَ
الْمُرْسَلُ إِلَى النَّاسِ وَالْجَنَّةِ • صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ
عَنِ النَّارِ نَعِيمَ الْجَنَّةِ • وَسَلَّمَ وَشَرَّفَ
وَكَرَّمَ وَبَعْدُ فَهَذِهِ أَحَادِيثُ مُسَلَّسَاتُ
صَحَّاحٍ وَحَسَانٍ وَعَوَالِي صَحِيحَةٍ
عَشَارِيَّةٍ عَالِيَةِ الشَّانِ لَا يُوجَدُ فِي
الدُّنْيَا أَعْلَى مِنْهَا وَلَا يُحْسِنُ لِمُؤْمِنٍ
الْإِعْرَاضُ فِيهَا إِذْ قَرَّبَ الْإِسْنَادَ وَعَلَوْهُ
قَرَبٌ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ اني جمعتها باتصال
تلاوة القرآن العظيم الى النبي الكريم
عليه افضل الصلوة والتسليم ثم
باتصال الصحبة ولبس خرقه التصوف
العالية الرتبة ولقبها برسم سلطان
الاسلام مرئيس ملوك الانام معلى
كلمة الايمان معين الملة والشريعة
والدين شاه مريح بهادر نصر الله به
الاسلام على ممر الزمان الحديث
الاول اخبرنا الشيخ الصالح الرحلة

کتاب و سنت کے نقل کرنے میں میرا مددگار ہے۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ ایک اللہ کے سوا کوئی عبادت
کے لائق نہیں جو یکتا و یگانہ ہے اور بڑا فضل و احسان
کرنے والا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد صلی
اللہ علیہ وسلم خدا کے بندے اور اس کے رسول ہیں
جو جنت کے راستہ پر لے جانے والے اور آدمیوں
و جنات سب کی طرف مبعوث کئے گئے ہیں۔ آپ
پر اور آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر خدا کی
ایسی رحمت نازل ہو جو نارِ جہنم کے مقابلہ میں ٹھال
کا کام دے۔ اور ہمیشہ آپ پر (اور آپ کے اتباع
پر) سلامتی اور شرف و کرم کا نزول ہوتا رہے۔ بعد
حمد و صلوة کے واضح ہو کہ یہ مسلسل، صحیح، حسن، باعتبار
اسناد کے درست، عشاری اور رفیع الشان احادیث
کا ذخیرہ ہے کہ دنیا میں ان سے اعلیٰ نہیں کسی مسلمان
کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے سننے اور یاد کرنے میں
تساہل کرے اس لئے کہ سند کا قریب اور عالی ہونا گویا
اللہ اور اس کے رسول سے قریب ہونا ہے پھر میں نے
تصوف کا بلند خرقہ پہن کر تلاوتِ قرآن مجید کا اتصال
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ تک کر کے ان
حدیثوں کو جمع کیا میں نے اپنی اس کتاب کو اس بادشاہ
اسلام کے نام کے ساتھ معنون کیا ہے جو دنیا کے
بادشاہوں کا سردار، کلمہ ایمان کا بلند کرنے والا اور
شریعت و ملت کا محافظ اور دین کا حامی ہے، یعنی

لہ اس سند کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک کل دس واسطے ہوں۔

المحدث الثقة ابو الثناء محمود بن الخليفة بن محمد بن خلف المنحى قراءة منى عليه يوم الاحد العاشر من صفر سنة سبع وستين وسبع مائة بدمشق المحروسة وهو اول حديث سمعته قال اخبرنا شيخ الشيوخ العارفين شهاب الدين ابو حفص عمر بن محمد بن عبد الله البكري السهروردى وهو اول حديث سمعته منه قال اخبرنا الشيخة ست الدار شهدة بنت احمد الكاتبة وهو حديث سمعته منها قالت اخبرنا نراه بن طاهر الشحاشي وهو اول حديث سمعته منه قال

شاہ رُخ بہار رُ - خدا تعالیٰ اس کے ذریعہ عرصہ دراز تک اسلام کی مدد فرمائے۔ پہلی مسلسل بالاولیۃ حدیث جو شیخ محمود بن خلیفہ منحی، شیخ شہاب الدین سہروردی، بنت احمد الکاتبہ، زاہر بن طاہر شحاشی، ابوصالح بن عبدالملک مؤذن وغیرہم کے وساطت سے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہے یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ”رحم کرنے والوں پر خدا تعالیٰ بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین پر بسنے والوں پر رحم کرو، آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا“ یہ حدیث حسن ہے جس کی تخریج ابوداؤد نے اپنی سنن اور ترمذی نے اپنی جامع میں کی ہے۔ اور ترمذی نے تصریح کی ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اخبرنا ابوصالح احمد بن عبد الملك المؤذن وهو اول حديث سمعته منه بسند الى عبد الله بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الراحمون یرحمہم الرحمن تبارک وتعالیٰ ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء هذا حدیث حسن اخرجہ ابوداؤد فی سننہ والترمذی وقال حدیث حسن صحیح۔

امام جزری کا تذکرہ

کنیت صاحب حسن حصین ابو الخیر ونامش قاضی القضاة، شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر ست۔ دراصل دمشقی ست بعد از ان شیرازی شد صاحب حسن حصین کی کنیت ابو الخیر اور لقب قاضی القضاة ہے۔ اور نام و نسب یہ ہے۔ شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف بن عمر اصل میں دمشق کے رہنے والے ہیں، پھر شیراز میں

لے مسلسل بالاولیۃ اس وجہ سے اس حدیث کو کہتے کہ سب سے پہلے محدثین نے اپنے شیخ سے اسی حدیث کو سنا ہے۔

مشہور یا بن اجزری ست نسبت بحریرہ
ابن عمر کہ در ملک دیار بکر متصل موصل
واقع ست و این جزیرہ دریائے شور
است در باین دجلہ و فرات زمین معموسست
پدرش تاجر بود و نامت دراز او
را فرزند روزی نمی شد چون کج کعبہ رسید
آب زمزم خورد و طلب اولاد نمود حق تعالی
اورا این فرزند بزرگوار عنایت فرمودہ است
بہ بست و پنجم ماہ رمضان بعد از نماز تراویح
شب شنبہ از سال پنجاہ و یک بعد از ہفت
صد سال ہجری در دمشق تولد شدہ و در ہجرت
نشو و نمایافت۔ و از حافظ عماد الدین بن کثیر
فقہ و حدیث آموخت امامیہ استعداد او از
فن حدیث پر نشد و طالب علم قرأت نیز
برو مستولی گشت از ابن ابی لیلہ و صلاح
الدین بن ابی عمر بن کثیر و جامعہ بسیار تحصیل
این ہر دو علم نمود و از عز الدین بن جامعہ و محمد
بن اسمعیل النجاری نیز اجازت دارد بقاہرہ کہ
دار الملک مصر ست و اسکندریہ و دیگر بلاد مغرب
گردید و علم حدیث را تکمیل نمود و در ان مہارت
کلی پیدا کرد و در مصر مدرسہ بنا کرد و از دار القرآن
نام نہاد و بعد از ان در بلاد الروم داخل شدہ
در ان ملک وسیع علم قرأت و حدیث را نشر
فرمود و مردم را نفع عظیم بسبب وے رسید
نصواریاست علم قرأت در مالک اسلام شد

سکونت اختیار کی۔ ابن اجزری سے مشہور ہیں بلکہ
دیار بکر میں موصل کے قریب جو جزیرہ ابن عمر واقع ہے
اس کی طرف نسبت ہے۔ یہ دریائے شور کا ایک جزیرہ
ہے جو دجلہ اور فرات کے مابین واقع ہے۔

ان کے والد تاجر تھے۔ مدت دراز تک اولاد
نہ ہوئی۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے اور آب زمزم پی کر
اولاد کی دعا مانگی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں یہ بزرگوار فرزند
عنایت فرمایا۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۵۷ھ کو شنبہ
کی رات نماز تراویح کے بعد بمقام دمشق پیدا ہوئے۔
اور اسی شہر میں نشو و نمایائی۔

حافظ عماد الدین بن کثیر سے فقہ و حدیث کو
حاصل کیا لیکن فن حدیث سے کامل طور پر سیراب نہ
ہوئے تھے اور علم قرأت و تجوید کی طلب بھی بے حد
غالب تھی، چنانچہ ابن ابی لیلہ، صلاح الدین بن ابی
عمر بن کثیر اور ان کے علاوہ ایک بڑی جماعت سے یہ
دونوں علوم حاصل کئے اور عز الدین بن جامعہ اور
محمد بن اسمعیل نجاری سے بھی اجازت حاصل ہے۔ قاہرہ
(جو مصر کا دار السلطنت ہے) اسکندریہ اور بلاد مغرب
میں گشت کر کے علم حدیث کی تکمیل کی اور اس میں
مہارت کئی حاصل کی۔ پھر مصر میں ایک مدرسہ کی
بنیاد ڈالی جس کا نام دار القرآن رکھا۔ اس کے بعد
بلاد روم میں تشریف لے گئے اور اس وسیع اور
کشادہ ملک میں علم قرأت و حدیث کی اشاعت
کی اور مخلوق کو نفع عظیم پہنچایا۔ تمام ممالک اسلام میں
خصوصیت کے ساتھ علم قرأت کے امام تسلیم کر لئے گئے۔

خوبصورت، خوش پوشاک، تیز زبان اور فصیح و بلیغ آدمی تھے۔ ملک روم میں آپ کو امام عظیم کا لقب دیا گیا تھا۔ بارہا طواف سے مشرف ہوئے اور آخر شیراز میں رہ پڑے۔ قرأت قرآن، اسماع حدیث اور عبادت انہیں تینوں شغلوں سے ان کے اوقات معمور تھے۔ آپ کے اوقات میں برکت محسوس ہوتی تھی۔ باوجودیکہ طالبان حدیث و تجوید کا ہجوم رہتا تھا مگر اوراد و عبادت میں برابر مشغول رہتے تھے۔ مزید برآں تصنیف و تالیف کا بھی سلسلہ جاری تھا، ہر روز اس قدر تصنیف فرمایا کرتے تھے، جس قدر ایک عمدہ زود نویس کا تب لکھ سکتا ہے۔ سفر اور حضر میں قائم اللیل اور شب بیدار رہتے تھے۔ دو شنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ بھی کبھی فوت نہیں ہوتا تھا۔ اس کے علاوہ ہر ماہ میں تین روزے برابر رکھتے تھے۔ ان کی جس قدر تصنیفات و تالیفات ہیں، وہ سب مفید اور نافع ہیں جو کتابیں مشہور ہیں وہ یہ ہیں۔ النشرفی القراءۃ العشر بہت شہرت رکھتی ہے اور اس کا مختصر تقریب النشر بھی مشہور ہے۔ منظومہ نشر جو طیبۃ النشر کے نام سے مشہور ہے، یہ بھی قرآن میں متداول اور مروج ہے۔

غیر مشہور کتابیں یہ ہیں۔ ادلۃ الواضحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ۔ الجہال فی اسماء الرجال۔ ہدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث والروایۃ۔ توضیح المصابیح یہ مصابیح کی شرح ہے اور بڑی بڑی تین جلدوں میں ہے، خوب لکھی گئی ہے۔ المسند فیما يتعلق بمسند

و مردم خوش شکل و خوش لباس و زبان آور و فصیح و بلیغ در ملک روم اور امام عظیم لقب دادہ بودند و بارہا بطواف مشرف گشت و آخر در شیراز استقرار گرفت و اوقات او معمور بود بہمن سہ شغل یا قرأت قرآن یا اسماع حدیث یا عبادت در اوقات او برکت محسوس بود باوجودیکہ مردم برائے طلب این دو علم شریف بروے ہجوم و ازدحام داشتند و اوراد و عبادت ہم طیفہ داشت ہر روز آن قدر تصنیف می کرد کہ یک کاتب جید سریع الکتابہ می تواند نوشت و در سفر و حضر بیدار و قائم اللیل می ماند و ہرگز روزہ دو شنبہ و پنجشنبہ از وسے فوت نشدہ و سہ روز از ماہ نیز روزہ می داشت و مؤلفات او ہمہ مفید و نافعہ افتاد۔ النشرفی القراءۃ العشر کہ خیلی شہرت دارد و مختصر او تقریب النشر نیز مشہورست و منظومہ نشر کہ اورا طیبۃ النشر نام نہادہ نیز مروج و متداول قرارست۔

واذکتب غیر مشہورہ او ادلۃ الواضحہ فی تفسیر سورۃ الفاتحہ است و الجہال فی اسماء الرجال و ہدایۃ الہدایۃ فی علوم الحدیث والروایۃ و توضیح المصابیح کہ شرح مصابیحست در سہ جلد خوب نوشتہ و المسند فیما يتعلق

بمسند احمد والتعریف بالمولد الشریف مختصر
آن عرف التعریف واسنی المطالب فی
مناقب علی بن ابی طالب و ابی طالب العلیة
فی علوم العربیة و دیگر تصانیف نیز دارد و
چنانچہ علامہ ابوالقاسم عمر بن فہد در محکم
شیوخ والد خود حافظ تقی الدین بن فہدی
وز از موافقات این بزرگ ذکر کرده یوم جمعہ سال
ہشت صد و سی و سہ وفات اوست۔

احمد۔ التعریف بالمولد الشریف اور اس کا مختصر
عرف التعریف۔ اسنی المطالب فی مناقب علی بن
ابی طالب۔ الجوهرة العلیة فی علوم العربیة۔ ان کے
علاوہ اور بھی بہت سی تصنیفات ہیں چنانچہ علامہ
ابوالقاسم عمر بن فہد نے اپنے والد حافظ تقی الدین
بن فہد کے معجم شیوخ میں ان بزرگ کی انتالیس
تصانیف کا ذکر کیا ہے۔ ۸۳۳ھ میں جمعہ کے دن
ان کا انتقال ہوا۔

امام ابن ابجرری کے چند اشعار

ان کی ایک نظم بھی ہے۔ قصیدہ نبویہ

نظمی ہے دارد از جملہ قصیدہ او این

کے یہ دو بیت مجھے یاد ہیں

دو بیت محفوظ خاطرست

وَبَيَّضَتِ السِّنُونُ سَوَادَ شَعْرِي

الَا آي سَوَدَ الْوَجْهَ الْخَطَايَا

خبردار رہو کہ میرے چہرے کو میری خطاؤں نے سیاہ کر دیا اور میرے بالوں کی سیاہی کو سنین عمر
نے سفید کر دیا۔

وَمَا بَعْدَ الْمَصَلِي غَيْرُ قَبْرِي

فَمَا بَعْدَ التُّقَى إِلَّا الْمَصَلِي

تقوی کے بعد مصلی کے سوا کچھ نہیں اور مصلی کے بعد میری قبر کے سوا اور کچھ نہیں۔
و در تضحین حدیث رحمت کہ

کہتے ہیں، ان دو شعروں میں نظم کیا ہے

مُتْسَلِسِلْ بَاوَلِيَّتَا سْتَمِي كَوِيْدِي

كُلُّ الْأُمُورِ فَيَا وَيْلَ الَّذِي ظَلَمَا

تَجَنَّبِ الظُّلْمَ عَنْ كُلِّ الْخَلَائِقِ فِي

تمام کاموں میں تمام مخلوق سے ظلم کو دور رکھ، افسوس ہے اس شخص پر جس نے ظلم کیا۔
وَارْحَمِ بِقَلْبِكَ خَلْقَ اللَّهِ كُلَّهُمْ

فَاِنَّمَا يَرْحَمُ الرَّحْمَنُ مَنْ رَحِمَا

تَمَامِ خَلْقِ خَدَايْرِ دِلِّ سَيَرْحَمُ كَر

تمام مخلوق خدا پر دل سے رحم کر، خدا تعالیٰ اسی پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتا ہے۔
در روزے کہ ختم شمائل ترمذی در

ایک روز جب ان کی مجلس میں شمائل ترمذی

مجلس اوشد و شاگردان از خواندن فارغ

کا ختم ہوا اور شاگرد اس کے پڑھنے سے فارغ ہوئے

مجلس اوشد و شاگردان از خواندن فارغ

شداین دو بیت لطیف انشائی فرمود۔ تو آپ نے یہ دو لطیف شعر نظم فرمائے۔

بیت

أَخْلَايَ إِنْ شَطَّ الْحَبِيبُ وَرَبْعَهُ وَعَزَّ تَلَاقِيَهُ وَنَاءَتْ مَنَابِرُهُ

اے میرے دوستو اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا ہے، اس سے ملاقات کرنا دشوار ہو گیا اور اس کی منزلیں دور ہو گئیں۔

فَإِنْ فَاتَكُمْ أَنْ تُبْصِرُوهُ بِعَيْنِهِ فَمَا فَاتَكُمْ بِالسَّمْعِ هَذِي شَمَائِلُهُ

اگر تم سے اس کا دیکھنا فوت ہو گیا ہے، تو اس کی خبروں کا سُننا تو فوت نہیں ہوا۔ یہ ہیں اس کی پاک عادتیں۔

و در شوق بکہ معظمہ می گوید۔ مکہ معظمہ کے شوق میں یہ قطعہ تصنیف فرمایا۔

قطعہ

أَخْلَايَ إِنْ سُرُمْتُمْ نِيَابَةَ مَكَّةِ وَوَأَفَيْتُمْ مِنْ بَعْدِ حَجِّ وَعُمْرَةٍ

اے میرے دوستو اگر تم زیارت مکہ کا قصد کرو اور حج کے بعد عمرہ پالو۔

فَعُوجُوا عَلَيَّ جِعْرَانَةً وَأَسْأَلَنَّ لِي وَأَوْفُوا بِعَهْدِي لَا تَكُونَنَّ كَالَّتِي لِي

تو (واپسی پر) جعرانہ پر ٹھہرو اور میرے لئے سوال کرو اور عہدوں کو پورا کرو۔ اُس عورت کی طرح مت بنو (جو سوت کات کر توڑ ڈالتی ہے)

و در باب مدینہ منورہ می گوید۔ مدینہ منورہ کے اشتیاق میں یہ قطعہ نظم کیا ہے۔

قطعہ

مَدِينَةُ خَيْرِ الْخَلْقِ تَجْلُو لَنَا ظِرْمِي فَلَا تَعْدُوْنِي إِنْ قُتِلْتُ بِهَا عِشْقًا

بہترین مخلوق کا مدینہ میرے سہمنے ہے اب اگر میں اس کے عشق میں قتل کیا جاؤں تو تم مجھ کو ملامت نہ کرو۔

وَقَدْ قِيلَ فِي نُرْبِقِ الْعَيُونِ شَامَةٌ وَعِنْدِي أَنَّ الْيَمْنَ فِي عَيْنِهَا الزَّرْقَا

کہا گیا ہے کہ نیلی آنکھ میں نحوست ہے، میرے نزدیک تو اس کے عین الزرقا میں سراسر برکت ہے۔

لہ اس آیت کی طرف تلمیح ہے وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا (سورہ نحل) لہ عین الزرق

یا عین الزرقا مدینہ میں ایک چشمہ کا نام ہے۔

کتاب الجمع بین الصحیحین للحمیدی

اس میں بخاری و مسلم کی حدیثوں کو مسانید صحابہ کے مطابق مرتب کیا ہے۔ مرتبہ ثالث میں جو سب سے نیچے کا مرتبہ ہے، مسند انس بن مالک ہے۔ رقم الحروف کی نظر وہاں تک نہیں پہنچی۔ ویسا چھ میں ایک طویل خطبہ لکھا ہے۔

حمیدی کی کنیت ابو عبد اللہ اور نام و نسب یہ ہے۔

محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن حمید ازدی حمیدی اُندلسی۔

ان کو موجودہ وطن کی طرف نسبت کرتے ہوئے یسرفنی کہتے ہیں اور مذہب ظاہری کی طرف نسبت کر کے ظاہری بھی کہتے ہیں۔ اُندلس، مصر، شام، عراق اور حرم شریف میں رہ کر حدیث کی سماعت کی۔ آخر عمر میں بغداد میں رہنے لگے تھے۔ علامہ ابن حزم ظاہری کے شاگرد رشید تھے۔ ابو عبد اللہ قراعی ابو عمر یوسف بن عبد البر، ابو بکر خطیب اور دوسرے محدثین سے بھی استفادہ کیا ہے۔ ان کی پیدائش قرن فامس کے عشر اولیٰ میں ہوئی۔ مکہ معظمہ میں کریمہ مرتبہ سے جو بخاری کے راوی ہیں، ملاقات کی۔

احادیث صحیحین را بر مسانید صحابہ ترتیب دادہ و در مرتبہ ثالثہ کہ کمترین ست مسند انس بن مالک ست تا آنجا بنظر رقم الحروف نرسیدہ و خطبہ دراز در ویسا چہ نوشتہ۔

کنیت او ابو عبد اللہ و نامش محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن فتوح بن حمید ازدی حمیدی اُندلسی ست و اورا یسرفنی نیز گویند نسبت بوطن حاضر و ظاہری نیز گویند بنا نسبت بمذہب ظاہری یعنی ظاہریہ صفات نہ ظاہریہ فرغ در اُندلس و مصر و شام و عراق و حرم شریف تحصیل سماع حدیث نمودہ و آخر سکونت بغداد شد و شاگرد رشید ابن حزم ظاہری بود و از ابو عبد اللہ قراعی و ابو عمر بن عبد البر و ابو بکر خطیب و دیگر محدثین عمدہ نیز استفادہ نمودہ۔ تولد او در عشرہ اولیٰ از قرن فامس ست و در مکہ معظمہ با کریمہ مرتبہ کہ راویہ بخاریست ملاقات نمودہ۔

۱۷۲۲ء سے قبل پیدا ہوئے۔ (ابن خلکان)

دروازے ابو بکر بن میمون بردر حجرہ
 او آمد و تختہ در را حرکت داد تا استیذان باشد
 حمیدی را اذان غفلت شد ابو بکر بن میمون
 دانست کہ چون مرا منع نہ کرد اذن ست در
 حجرہ درآمد ران حمیدی مکشوف بود بر
 حمیدی این امر بسیار شاق شد تا دیر
 می گریست و گفت اذان باز کہ تمیز و شعور
 پیدا کرده ام تا این وقت ران مرا کہ
 برہنہ ندیدہ۔

امیر ابن ماکولا کہ از مشاہیر محدثین
 ست یار و دوست حمیدی بود گفته است
 کہ مثل حمیدی در پاکی و زہمت و عفت
 و تورع و تشاغل بہ علم ہیچ کس را ندیدم و
 در معرفت علل حدیث و تحقیق معانی بر
 طبق اصول جہارت تمام داشت در علم
 عربیت و ادب و حل تراکیب قرآن مجید
 و دریافت لطائف بلاغت آن نیز
 دستگاہ کلی نصیب او بود۔

از تصانیف او و راجع این کتاب
 تاریخ اندلس ست کہ مشہورست نام
 او جذوة المقتبس فی تاریخ علماء اندلس و
 کتابے دیگرست مسمی بحمل تاریخ الاسلام
 و کتاب الذہب المسبوک فی وعظ الملوک
 و کتاب مخاطبات الاصدقار فی الکتابا
 اللقار و کتاب حفظ البحار و کتاب

ایک روز ابو بکر بن میمون ان کے حجرے کے
 دروازے پر آئے اور کواڑوں کو کھٹ کھٹایا تاکہ
 اندر جانے کی اجازت ملے، حمیدی کسی سبب سے
 غافل تھے، انہیں کوئی جواب نہ دے سکے۔ ابو بکر
 بن میمون یہ سمجھ کر کہ جب مجھے ممانعت نہیں فرمائی
 تو داخل ہونے کی اجازت ہے، اندر تشریف لے
 گئے، حمیدی کی ران کھلی ہوئی تھی۔ حمیدی پر یہ بات
 بہت ہی گراں گزری اور دیر تک یہ کہتے ہوئے
 روتے رہے کہ جب سے مجھے تمیز و شعور حاصل ہوا
 ہے، اب تک کسی نے میری ران برہنہ نہیں دیکھی۔
 امیر ابن ماکولا جو مشہور محدثین میں سے ہیں،
 حمیدی کے یار و دوستوں میں سے تھے، وہ کہتے ہیں کہ
 زہمت و پاکیزگی، عفت و پرہیزگاری اور مشغلہ علمی
 میں میں نے حمیدی کے برابر کسی کو نہیں دیکھا۔ علل
 حدیث کی معرفت اور اصول کے موافق تحقیق معانی
 میں کابل دستگاہ رکھتے ہیں۔ علم عربیت و ادب،
 قرآن مجید کی ترکیب اور لطائف بلاغت بیان کرنے
 میں بھی حق تعالیٰ نے انہیں کابل دستگاہ عطا
 فرمائی تھی۔

اس کتاب کے علاوہ ان کی اور تصنیفات بھی
 ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔
 تاریخ اندلس، یہ مشہور کتاب ہے اور اس کا
 پورا نام جذوة المقتبس فی تاریخ علماء اندلس ہے۔
 حمل تاریخ اسلام۔ کتاب الذہب المسبوک فی
 وعظ الملوک۔ کتاب مخاطبات الاصدقار فی

المکاتبات واللقار۔ کتاب حفظ البحار۔ کتاب
ذم النمیمہ۔

شعرو سخن سے بھی مشغلہ تھا، لیکن سب کچھ
وغظ و نصیحت کے رنگ میں بہت سے لوگوں نے
گھراور مجلس میں ان کا امتحان لیا لیکن ان کی زبان
پر دنیا کا ذکر کبھی نہیں آیا۔

۱۷ ذی الحجہ ۱۱۸۸ھ میں حمیدی کی وفات
ہوئی۔ ابوبکر شامی نے جو مشہور شافعی فقیہ ہیں، ان
کے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ شیخ ابواسحاق شیرازی کی
قبر کے نزدیک انہیں دفن کیا گیا۔ وفات سے قبل
کئی بار منظر کو، جو بغداد کا رئیس الروسار تھا، اور
یہ عہدہ اس وقت اعلیٰ عہدوں میں سمجھا جاتا تھا کیونکہ
یہ عہدہ دار تمام شہر کا افسر ہوتا تھا۔ یہ وصیت کی
تھی کہ مجھے بشرحانی کے پاس دفن کرنا۔ اس نے کسی
وقتی مانع کے سبب سے ان کی وصیت کے خلاف
عمل کیا تو یہ خواب اس نے دیکھا کہ حمیدی مجھ سے آل
امر کا گلہ اور شکایت کرتے ہیں۔ ناچار ماہ صفر ۱۱۹۱ھ
میں اُس جگہ سے منتقل کر کے بشرحانی کے پاس دفن
کیا گیا۔ یہ حمیدی کی کرامت ہے کہ ان کا کفن تازہ اور
بدن بالکل صحیح و سالم تھا۔ (گلاسٹرانہ تھا) اور بہت
دور تک اس کی خوشبو مہک رہی تھی۔

ذم النمیمہ۔
و شعری ہم دارد ولیکن دروغظ
و نصیحت مردم بسیار در مجلس و خانہ
اور امتحان کردند ہرگز ذکر دنیا پر زبان
اور زلفہ بود۔

وفات حمیدی۔ ہفتدہم ذی الحجہ
سال چہار صد و ہشتاد و ہشت وفات
یافت و ابوبکر شامی کہ از مشاہیر فقہائے
شافعیہ است بروے نماز جنازہ خواند و
نزد قبر شیخ ابواسحاق شیرازی مدفون شد و
وے قبل از موت بارہا بمنظر کہ رئیس الروسار
بغداد بود و این خدمت از خدمات عمدہ
آن وقت بود کہ صاحب آن بمنزلہ چودھری
تمام شہری شد این وصیت کردہ بود کہ مرا نزد
بشرحانی دفن خواہی کرد رئیس الروسار در
آن وقت بسبب مانع خلاف وصیت او بہ
عمل آورد و بعد موت اورا بخواب دید کہ نہایت
گلہ و شکایت این امری کند ناچار در ماہ صفر
سنہ نو و یک از انجا نقل کردہ متصل بشرحانی مدفون
ساختند کرامت حمیدی کفن او تازہ و بدن
او ہرگز نکاہیدہ بود و خوشبو از وی تا دوری رفت۔

علامہ حمیدی کے چند اشعار

یہ قطعہ ان کی مشہور نظموں میں سے ہے اور
در حقیقت بہت نافع و مفید ہے۔

این قطعہ از مشاہیر نظم اوست
واقی کہ بسیار نافع و مفید است۔

قطعہ

لِقَاءُ النَّاسِ لَيْسَ يُفِيدُ شَيْئًا
لوگوں کی ملاقات کچھ فائدہ نہیں پہنچاتی
سَوَى الْهَدْيَانِ مِنْ قَبْلِ وَقَالَ
سوائے ہدایت اور نری گفت و شنید کے
فَاقْلِبْ مِنْ لِقَاءِ النَّاسِ إِلَّا
لاخذ العلم أو إصلاح حال
پس لوگوں کی ملاقات کو کم کر، مگر تحصیل علم کے لئے یا اصلاح حال کی خاطر۔
وله أيضا

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں

كِتَابُ اللَّهِ عَزَّوَجَلَّ قَوْلِي
اللہ عزوجل کی کتاب میرا قول ہے۔
وَمَا صَحَّحْتُ بِهِ الْأَثَامُ دِينِي
اور احادیث صحیحہ میرا دین ہیں۔
وَمَا اتَّفَقَ الْجَمِيعُ عَلَيْهِ بَدَاءً
اور جس چیز پر سب نے اتفاق کر لیا خواہ پہلے ہو یا بعد میں پس وہی کھلا ہوا حق ہے۔
وَعَوْدًا فَهُوَ عَنْ حَقِّ مُبِينٍ
فَدَعَ مَا صَدَّ عَنْ هَذَا وَخَذَ هَا
تکن منها على عين اليقين

پس تو ان سے باز رکھنے والی چیز کو خیر باد کہہ دے اور ان احادیث کو اپنالے تو ان کے ذریعہ عین یقین تک پہنچ جائے گا۔

وازين قطعہ او معلوم می شود کہ او
در فروع نیز ظاہری بود چنانچہ جماعت از
احوال نویسان او نیز نوشته اند و گفته اند
ظاہریت خود رانی اجملہ انخامی کرد۔
ان کے اس قطعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
فروعات میں بھی ظاہری تھے۔ چنانچہ ان کے سیرت
نگاروں نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور یہ کہا ہے کہ وہ
اپنی ظاہریت کافی اجملہ انخا کرتے تھے۔

ودفع الطيب شيخ شهاب الدين
مقرئ مذکورست کہ از تصانیف اوست
کتاب من ادعى الامان من اهل الايمان کتاب
تسهيل اسبيل الی علم التریسل و کتاب الامانی
الصادقہ و از نظم او این چند بیت نوشته۔
نفع الطيب مصنفه شيخ شهاب الدين المقرئ
میں مذکور ہے کہ مندرجہ ذیل کتابیں ان کی تصنیف
کردہ ہیں۔ کتاب من ادعى الامان من اهل الايمان.
کتاب تسهیل اسبیل الی علم التریسل۔ کتاب
الامانی الصادقہ۔ یہ چند بیت بھی ان کے نقل کئے ہیں۔

النَّاسُ نَبْتُ وَأَمْرٌ بِأَبِ الْقُلُوبِ لَهُمْ
لوگ مثل گھاس کے ہیں اور اہل دل ان کے لئے باغ اور اہل حدیث پانی اور گھاس،
رَوْضٌ وَأَهْلُ الْحَدِيثِ الْمَاءُ وَالزُّهْرُ

فَمَنْ كَانَ قَوْلُ رَسُولِ اللَّهِ حَاكِمُهُ فَلَا شُكُّ لَكَ إِلَّا الْأَلْيُ ذِكْرُ وَا

پس جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی حکومت ہو، اس کے گواہ یہی لوگ ہیں جن کا ابھی ذکر ہوا۔

وَلَهُ اَيْضًا

إِنَّ الْفَقِيهَةَ حَدِيثٌ يُسْتَضَاءُ بِهِ عِنْدَ الْحِجَابِ وَإِلَّا كَانَ فِي الظُّلْمِ

البتہ فقینہ ایسی حدیث ہے کہ اس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے، جھگڑے اور نزاع کے وقت ورنہ تاریکیوں میں رہے۔

إِنْ تَأَهَّذُوا مَذْهَبِي فِي قَفَرٍ مُشْكِلٍ لَأَخَ الْحَدِيثُ لَكُمْ فِي الْوَقْتِ كَالْعِلْمِ

اگر کوئی اہل مذہب اپنی مشکل کے بیابان میں حیران ہوتا ہے۔ تو حدیث اسی وقت اس کے لئے نشان کی طرح ظاہر ہو جاتی ہے۔

وَلَهُ اَيْضًا

مَنْ لَمْ يَكُنْ لِلْعِلْمِ عِنْدَ فَنَائِهِ أَرْجُ فَإِنَّ بَقَاءَهُ كَفَنَائِهِ

جس شخص کی موت کے وقت اس میں علم کی مہک نہ ہو تو اس کی زندگی اس کی موت کے مرادف ہے۔

لِلْعِلْمِ يُجِيبِي الْمَرْءَ طَوْلَ حَيَاتِهِ فَإِذَا انْقَضَا أَحْيَاةٌ حُسْنُ ثَنَائِهِ

علم ہی انسان کو تمام عمر زندہ رکھتا ہے، جب وہ مر جاتا ہے تو اپنے ذکر خیر کے ذریعہ زندہ رہتا ہے۔

وَلَهُ اَيْضًا

أَلْفَتْ النَّوَى حَتَّىٰ أُنِسْتُ بِوَحْشَتِهَا وَصِرْتُ بِهَذَا فِي الصَّبَابَةِ مُوَلَعًا

میں جدائی کا دلدادہ اور اس کی وحشت سے مانوس ہو گیا اور میں عشق میں وحشت کی وہبہ سے حریص ہو گیا۔

فَلَمْ أَحْصِ كَيْفَ مَرَّ فِقْتُهُ مِنْ مَرَّافِقِ وَلَمْ أَحْصِ كَيْفَ خِيَمْتُ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعًا

اب مجھے نہ یہ احساس شمار کہ کتنے رفیقوں کے ساتھ میں نے رفاقت کی نہ اس کا دھیان کہ کتنے مقامات پر میں نے خیمے لگائے۔

وَمِنْ بَعْدِ جُوبِ الْأَرْضِ شَرْقًا وَمَغْرِبًا فَلَا بَدِيءَ لِي مِنْ أَنْ أُوَافِيَ مَصْرِعًا

لہذا شرقاً و غرباً زمین طے کرنے کے بعد میرے لئے ضروری ہے کہ میں کسی میدان کو پاؤں۔

الشہادت الموعظ والآداب للقضائی

وور خطبہ اش می گوید۔

الحمد لله القادر الفرد الحكيم
الفاطر الصمد الكريم باعث نبیہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم بجوامع
الکلم و بدائع الحکم بشیراً و نذیراً
وداعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً
صلی اللہ علیہ و علی الیہ الذی اذہب
عنہم الرجس و طہرہم تطہیراً۔
اما بعد۔ فان فی الالفاظ النبویة
والآداب الشرعیة جلاء لقلوب
العارفین و شفاء لادواء الخالفین
یصدروها عن المؤید بالعصمة
والمخصوص بالبیان والحکمة
الذی یدعوا الی الہدی و
یبتصر من العی و لا ینطق عن
الہوی صلی اللہ علیہ وسلم
افضل ما صلی علی احد
من عباده الذین اصطفی۔

اس کتاب کا خطبہ یہ ہے۔
سب قسم کی تعریف اس اللہ کے لئے ہے جو قدرت
والایکتا اور حکمت والا ہے جو پیدا کرنے والا بے نیاز اور
کریم ہے، جس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع
کلمات اور نادر حکمتوں کے ساتھ مبعوث فرمایا جو مسلمانوں
کو جنت کی خوشخبری دینے والے اور کافروں کو جہنم
سے ڈرانے والے ہیں جو خدا کی طرف اس کے علم
سے بلانے والے اور چراغ روشن کرنے والے ہیں۔
ان پر اللہ کی رحمت کاملہ نازل ہو اور ان کی اولاد پر
(بھی) جن سے پلیدی کو دور کر کے پاک و صاف کر دیا۔
حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے کہ) الفاظ نبویہ اور
آداب شرعیہ میں خدا شناس لوگوں کے دلوں کی روشنی
اور اس سے ڈرنے والوں کے امراض و بیماریوں کی شفا
ہے کیونکہ ان کا صدور اس ذات گرامی سے ہوا ہے،
جس کی عصمت کے ساتھ تائید کی گئی ہے اور وہ بیان
حکمت کے ساتھ مخصوص ہے جو ہدایت کی طرف
بلا تے ہیں، اندھوں کو بینا کرتے ہیں جو اپنی خواہش
سے اور اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے۔ ان پر
اللہ تعالیٰ کی بہترین رحمت ہو جس کو وہ اپنے برگزیدہ
بندوں پر نازل فرماتا ہے۔

اس کتاب کو باب دعا پر ختم کر کے یہ دعا نقل
کرتے ہیں۔

و ختم آن کتاب بر باب دعا نموده
نقل می کند۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَقَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَدُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ
 أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَوْلَاءِ الْأَمْرِ بَعْدَ . إِلَى آخِرِ الْبَابِ وَهُوَ مُشْتَمِلٌ عَلَى تَعَوُّذَاتٍ كَثِيرَةٍ نَافِعَةٍ .
 اے اللہ مجھے اس علم سے پناہ دے جو نافع نہ ہو، اور ایسے قلب سے جس میں خشوع نہ ہو،
 اور ایسی دعا سے جو قبول نہ کی جائے، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اے اللہ میں تجھ سے ان
 چاروں چیزوں کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں۔ آخر باب تک یہ باب دعا اور بہت سے تعوذات
 نافعہ پر مشتمل ہے۔

ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام و نسب
 یہ ہے۔ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی۔ لقب قاضی
 القضاة ہے۔ شافعی المذہب فقیہ تھے۔ بنی قضاہ
 کی طرف منسوب کر کے انہیں قضاعی بھی کہا جاتا ہے۔
 مصر کے قاضی تھے۔ ابوالحسن بن جہضم، ابومسلم محمد بن
 احمد کاتب اور ابو محمد بن النحاس سے سماع رکھتے ہیں
 حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین ان کے شاگرد ہیں
 محمد بن برکات السعدی اور ابوسعید عبدالجلیل الساوی
 بھی ان کے شاگرد ہیں۔

ان کی تصنیفات میں اس مشہور کتاب الشہاب
 کے سوا ایک مختصر تاریخ بھی ہے جو تراجم القضاعی کے
 نام سے مشہور ہے۔ یہ کتاب اگرچہ پانچ جزو کی ہے۔
 لیکن مبداء الخلق سے اپنے زمانہ تک کا حال اختصار
 کے ساتھ اس میں درج کیا گیا ہے۔ کتاب اخبار
 الشافعی، معجم شیوخ خود اور کتاب دستور حکم بھی
 ان کی ہی تصانیف ہیں۔ ابوبکر خطیب اور ابونصر
 بن ماکولا بھی ان کے شاگرد ہیں۔ ماہ ذی الحجہ ۲۵۴ھ

کنیت او ابو عبد اللہ و نامش محمد
 بن سلامہ بن جعفر بن علی ست قاضی
 القضاة و شافعی و فقیہ بود و در نسبت او
 قضاعی گویند نسبت بہ بنی قضاہ است
 قاضی مصر بود از ابوالحسن بن جہضم و از سلم
 بن محمد بن احمد کاتب و ابو محمد بن النحاس سماع
 دارد حمیدی صاحب الجمع بین الصحیحین شاگرد
 اوست و محمد بن برکات السعدی و ابوسعید
 عبدالجلیل الساوی نیز از تلامذہ اویند۔

و از تصانیف او و راہ شہاب کہ
 نہایت مشہورست تاریخے ست مختصر مشہور
 بتراجم القضاعی قریب بہ پنج جزو خواهد بود
 از مبداء الخلق تا زمان خود بطریق اختصار در
 آن درج نموده و کتاب اخبار الشافعی و
 معجم شیوخ خود و کتاب دستور حکم نیز
 تصنیف کرده و ابوبکر خطیب و ابونصر بن
 ماکولا نیز تلمذ او کرده اند در ماہ ذی حجہ سال

۲۵۴ھ کتاب دستور معالم حکم ۲۵۴ھ ان کی وفات ۱۶ ذیقعدہ ۲۵۴ھ میں ہوئی۔ ابن خلکان

چہار صد و پنجاہ و چہار وفات یافت۔ میں بمقام مصران کا انتقال ہوا۔

کتاب الشہاب کی مدح میں اشعار

خطیب ابو عاتم عمر بن محمد بن فرج در
خطیب ابو عاتم عمر بن محمد فرج نے کتاب الشہاب
مدح کتاب شہاب چند بیت خوب دارد
کی مدح میں بہت اچھے شعر لکھے ہیں جن کو یہاں
نوشتہ می شود ہے
لکھا جاتا ہے

شَهَبُ السَّمَاءِ نَجِيبًا وَهَامَسْتُورٌ
عَنَا إِذَا أَفَلَتِ تُوَارِي السُّورُ

آسمان کے ستاروں کا خیمہ ہم سے پوشیدہ ہے، وہ ڈوب جاتے ہیں تو ان کا نور چھپ جاتا ہے۔

فَأَفْرَغْ هُدَيْتَ إِلَى شَهَابِ نُورَةٍ
مُتَالِقٌ أَبَدًا لَهُ تَبَصُّيرٌ

خدا تجھے ہدایت دے اس شہاب کی طرف پناہ حاصل کر جس کا نور ہمیشہ چمکتا ہے اور جس کے لئے ضیا ہے۔

يَشْفِي جَوَاهِرَةَ الْقُلُوبِ مِنَ الْعَنَى
وَلَطَالَمَا انْشَرَحَتْ لَهَا صُدُورٌ

اس کے جواہر دلوں کو امراضِ دلی سے شفا دیتے ہیں اور بہت سی مرتبہ ان کے لئے شرح صدر ہو گیا۔

فَإِذَا آتَى فِيهِ حَدِيثٌ مُحَمَّدٍ
خُذْ فِي الصَّلَاةِ عَلَيْهِ يَا خَيْرِيزُ

اس کتاب میں جب کوئی حدیثِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو اسے دانشمندان پر درود بھیج کر۔

وَتَرَحَّمَنَّ عَلَى الْقُضَاعِيِّ الَّذِي
جَمَعَ الشَّهَابَ فَسَعِيَهُ مَشْكُورٌ

اور اس قضاعی کے لئے رحمت طلب کر جس نے شہاب کو جمع کیا اور اس کی سعی مشکور ہوئی۔

وَدِيكَرِي نِيَزِدْرِي مَعْنَى كَفْتِي
وَمُرُوَارِي صَدَقَ وَرَاسْتِي سَفْتِي

انہیں معنوں میں ایک دوسرے شاعر نے
بھی چند اشعار نظم کئے ہیں، چنانچہ انہیں بھی
یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ شاعر
نے ان میں صدق و راستی کے موتیوں کو پرو
دیا ہے

كِتَابٌ عَلَى السَّبْعِ الْأَقَالِيمِ نُورَةٌ
هُدَى حِكْمٍ مَا نُورَةٌ وَبَيَانٌ

یہ وہ کتاب ہے جس کا نور ساتوں ولایتوں پر چمکتا ہے جو ہدایتوں نقل شدہ حکمتوں اور بیان پر مشتمل ہے۔

تَطْلُعُ مِنْ أَفُقِ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ
بِأَلْفِ حَدِيثٍ بَعْدَهَا مَائَاتَانِ

جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افق سے طلوع ہوتی ہے، جس میں بارہ سو حدیثیں ہیں۔

إِذَا لَاحَ فِي جَوِّ النَّبُوءَةِ نُسُورُهُ أَشَارَ بِتَصْدِيقٍ لَهُ الثَّقَلَانِ

جب میدان نبوت میں اس کا نور ظاہر ہوا تو جن وانس نے اس کی تصدیق کے لئے اشارہ کیا۔

صحیح ابن خزيمة

ان کی کنیت ابو بکر اور نام و نسب محمد بن اسحاق بن خزیمہ (الشیخ النیشاپوری) ہے۔ اس میں یہ حدیث لاتے ہیں۔

عبدالوارث بن عبدالصمد، عبدالصمد، حسین۔ عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے کہ ان سے عبداللہ المزنی نے یہ حدیث بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب سے پہلے دو رکعت نماز ادا فرمائی پھر آپ نے (اور لوگوں کو) فرمایا کہ تم (بھی) مغرب سے پہلے دو رکعت پڑھو۔ پھر آپ نے تیسری مرتبہ یہ بھی فرمایا کہ جس کا دل چاہے پڑھے۔ اور یہ اس غرض سے فرمایا تھا کہ کہیں لوگ اسے سنت نہ سمجھ لیں۔

کنیت او ابو عبداللہ و نامش محمد بن اسحاق بن خزیمہ است در صحیح خودی گوید۔

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ الْمَعْلَمُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بَرِيدَةَ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ الْمَزْنِيَّ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ صَلُّوا قَبْلَ الْمَغْرِبِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ فِي الثَّلَاثَةِ لِمَنْ شَاءَ أَنْ يَجْسِبَهَا النَّاسُ سُنَّةً۔

کتاب المنتقى لابن اخبارود

یہ کتاب گویا صحیح ابن خزيمة پر مستخرج ہے۔ چونکہ اس میں اصول احادیث پر اکتفا کیا ہے، اس لئے اس کا نام منتقى رکھا۔

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ بن علی بن اخبارود کی

و این کتاب گویا مستخرج است بر صحیح ابن خزيمة لیکن اکتفا کردہ است بر اصول احادیث وی لهذا منتقى نام کرده۔ و تصنیف ابو محمد عبداللہ بن علی بن

۱۔ ولادت ماہ صفر ۲۲۳ھ اور وفات ۲ ذیقعدہ ۳۱۱ھ آپ نے ۳۰۹ھ میں وفات پائی۔

تصنیف ہے۔ منتقی کے آخر میں یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔

محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم، عبداللہ بن نافع، ہشام بن عروہ، زید بن اسلم، اسلم حضرت معاویہؓ جب سفر حج کرتے ہوئے مدینہ تشریف لائے حضرت عبداللہ بن عمرؓ ان کے پاس آئے معاویہؓ نے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمن (یہ کنیت تھی عبداللہ بن عمر کی) کوئی حاجت ہو تو بیان کیجئے، انہوں نے فرمایا میری حاجت یہ ہے کہ آزاد شدہ غلاموں کو عطا میں سے حصہ دیا جائے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ جب آپ کے پاس کوئی چیز آتی تو آپ سب سے پہلے انہیں دیتے تھے۔

اخبار و۔

در آخر منتقی می گوید۔

اخبارنا محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکیم ان عبد اللہ بن نافع حدثنا قال حدثنا هشام بن عروة عن زید بن اسلم عن ابیہ ان معاویۃ لما قدم المدینۃ حاجا جاءه عبد اللہ بن عمر فقال له معاویۃ ما حاجتک یا ابا عبد الرحمن قال حاجتی عطاء المحررین فیاتی ساریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم حین جاءه شیء لم یبدأ باول منہم۔

کتاب الادب المفرد

للبخاری

یہ کتاب نوجز و پر مشتمل ہے، اس کے آخر میں یہ حدیث ہے۔

امام ابو عبداللہ بخاری در باب لا یکن بغضک تلقاً کہتے ہیں۔ سعید بن ابی مریم، محمد بن جعفر۔ زید بن اسلم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطاب فرماتے ہیں، تمہارا کسی کو دوست رکھنا کلف میں داخل ہو۔ اور نہ بغض رکھنا تلف میں۔ میں نے کہا یہ کیونکر؟ فرمایا اس طرح کہ جب کسی سے محبت کرو تو بچہ کی طرح فدا اور قربان ہو اور جب

این کتاب بقدر نہ جزوست در آخر این کتاب واقع ست۔

قال الامام الحجة ابو عبد اللہ البخاری فی باب لا یکن بغضک تلقاً حدثننا سعید بن ابی مریم قال اخبارنا محمد بن جعفر قال حدثنا زید بن اسلم عن ابیہ عن عمر بن الخطاب قال لا یکن حبک کلفاً ولا بغضک تلقاً قلت کیف ذلک قال اذا احببت کلفت کلفا صبی

وإذا ابغضت احببت لصاحبك التلّف۔ بغض ہو تو اس کی تباہی کا خواہش مند ہو۔

کتاب رفع الیدین للبخاری و کتاب الجمع للنسائی

در احوال این ہر دو کتاب تفصیلاً
ان دونوں کتابوں کے تفصیلی حالات کا
اطلاع نیست۔
کچھ پتہ نہیں چلا۔

کتاب عمل الیوم واللیلۃ للنسائی

درین کتاب در باب فضل قرارت
قل ہو اللہ احد می گوید۔
حدّ ثنا قتیبہ بن سعید قال حدّ
ابوعوانة عن مهاجر ابی الحسن عن
رجل من اصحاب المنبی صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم قال کنت اسیر مع النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فسمع رجلاً یقرأ قل یا ایہا الکافرون
حتی ختمها فقال قد برئ هذا
من الشک ثم سرنا فسمع اخر یقرأ
قل هو اللہ احد فقال اما هذا
فقد غفر له۔

اس کتاب میں قل ہو اللہ احد کی فضیلت
میں لکھا ہے۔
قتیبہ بن سعید، ابو عوانہ، مهاجر ابو الحسن —
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی صحابی
نے یہ فرمایا کہ میں ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ آپ نے کسی شخص کو قل یا ایہا
الکافرون پڑھتے ہوئے سنا، جب اس نے اُسے ختم
کر لیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ شخص شرک سے بری ہو گیا
پھر آپ کے ہمراہ ہم آگے چلے اور آپ نے کسی کو قل
ہو اللہ احد پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا کہ اس
شخص کے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

مسند حمیدی

و این حمیدی غیر آن حمیدی ست
کہ صاحب الجمع بین الصحیحین ست و مقدم
یہ وہ حمیدی نہیں ہیں جو الجمع بین الصحیحین
کے مؤلف ہیں۔ بلکہ ان کے زمانہ سے بہت مقدم

ہیں۔ اس لئے کہ یہ امام بخاری کے شیوخ میں سے ہیں۔ اور سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں۔ آپ نے فضیل بن عیاض اور مسلم بن خالد سے بھی علم حاصل کیا ہے۔ اس مُسند کے شروع میں یہ حدیث ہے۔
سفیان، محمد بن علی بن ربیع السلمی، عبد اللہ بن محمد بن عقیل۔ جابر بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ کیا تم کو معلوم بھی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہارے والد کو زندہ کر کے فرمایا کہ اپنی آرزو کو ظاہر کرو تو انہوں نے عرض کیا کہ میں زندہ کیا جاؤں اور دوبارہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں۔ اس پر اللہ جل و علا نے فرمایا کہ میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ مُردے دوبارہ (دنیا میں) نہ لوٹا جائیں گے۔

ان کی کنیت ابو بکر اور نام عبد اللہ بن الزبیر ہے۔ قریشی، اسدی، حمیدی، مکی ہیں اور کبار اصحاب شافعی میں شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے امام شافعی کے حلقہ درس میں بیٹھنا چاہا تھا لیکن ابن عبد الحکم اور دوسرے لوگوں نے ازراہ تعصب انہیں روک دیا تھا۔ بخاری، ذہبی اور ابو زر عہ ان کے شاگرد ہیں۔ ابو حاتم نے ان کے بارے میں یہ کہا ہے۔ اثبَتُ النَّاسَ فِي سَفْيَانَ بْنِ عَيْنَةَ الْحَمِيدِيِّ۔ امام احمد بن حنبل یہ فرمایا کرتے تھے، الْحَمِيدِيُّ عِنْدَنَا إِمَامٌ۔ حمیدی ہمارے نزدیک امام ہیں۔ ۲۱۹ھ میں بمقام مکہ معظمہ وفات پائی۔

ست بزمان بسیار از ان زیر که از شیوخ بخاری ست و شاگرد سفیان بن عیینہ است از فضیل بن عیاض و مسلم بن خالد نیز اخذ علم کرده در اول مسندش می گوید۔
حَدَّثَنَا سَفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ بْنِ الرَّبِيعِ السَّلْمِيُّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيلِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ لِي يَا جَابِرُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَحْيَا أَبَاكَ وَقَالَ لَهُ تَمَنُّ قَالَ أَحْيَىٰ فَمَا قَتَلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ مَرَّةً أُخْرَىٰ فَقَالَ جَلَّ وَعَلَا إِنِّي قَضَيْتُ أَنَّهُمْ لَا يُرْجَعُونَ۔

کنیت او ابو بکر و نام او عبد اللہ بن الزبیر ست و او قرشی اسدی حمیدی مکی ست و او را از کبار اصحاب شافعی شمرده اند و او خواستہ بود کہ در حلقہ امام شافعی بنشیند لیکن ابن عبد الحکم و دیگران بروے تعصب کردہ مانع آمدند و بخاری و ذہبی و ابو زر عہ شاگردان اویند ابو حاتم در حق او گفته است کہ اثبتُ الناس فی سفیان بن عیینہ الحمیدی و امام احمد بن حنبل در حق او فرمودہ ، الحمیدی عندنا امام۔ وفات او در مکہ معظمہ سال دو صد و نوزده واقع شدہ۔

معجم ابن حبیع

نام او محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن جمیع ست واو راصداوی غسانی گویند صاحب رحلت بود در بلاد بسیار گشته و از ابو سعید بن الاعرابی و ابی العباس بن عقده و ابو عبد اللہ محاملی و دیگر علماء آن عصر سماع دارد و در مکہ و بصرہ و کوفہ و بغداد و مصر و دمشق علماء بسیار را دریافتہ چنانچہ معجم او بران دلالت دارد حافظ عبد الغنی بن سعید و تمام رازی صاحب فوائد و محمد بن علی صوری و سپید و حسن بن جمیع و دیگر مردم بسیار از وی گرفتہ اند در سال ۳۲۵ و پنج متولد شدہ و در سال چہار صد و دو در ماہ رجب وفات اوست ہر وہ سال بود کہ صوم دہری شروع نمود و تا آخر عمر بدان قیام کرد و فوت شد ابو بکر خطیب و دیگر علماء این فن او را توثیق و تعدیل نمودہ اند۔
خطیب گفتہ است کہ **هُوَ اسْنَدُ مَنْ بَقِيَ بِالشَّامِ۔**

ان کا نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن جمیع۔ ان کو صدیاد و غسانی بھی کہتے ہیں۔ صاحب سفر تھے، بہت سے شہروں میں گشت کیا۔ ابو سعید بن الاعرابی، ابو العباس بن عقده، ابو عبد اللہ المحاملی اور اس زمانہ کے دیگر علماء سے سماع کیا۔ ان کی کتاب معجم سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مکہ معظمہ، بصرہ، کوفہ، بغداد، مصر اور دمشق کے اکثر علماء کی زیارت کی تھی۔ حافظ عبد الغنی بن سعید، تمام رازی صاحب فوائد، محمد بن علی صوری، ان کے بیٹے حسن بن جمیع اور دوسرے بہت سے علماء ان کے شاگرد ہیں۔
۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ رجب ۳۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ اٹھارہ سال کی عمر سے تا وفات یہی عادت رہی کہ دن کو روزہ رکھتے تھے اور شب کو افطار۔ اور اس مدت میں کوئی روزہ فوت نہیں ہوا۔ ابو بکر خطیب اور اس فن کے دوسرے علماء نے ان کی توثیق و تعدیل فرمائی ہے۔
خطیب نے ان کی تعریف کرتے ہوئے یہ کہا ہے۔ **هُوَ اسْنَدُ مَنْ بَقِيَ بِالشَّامِ** یعنی ملک شام میں جو محدثین باقی ہیں، یہ ان سب میں زیادہ اور

۱۰ ان کی کنیت ابو الحسن ہے۔

در معجم خود می گوید۔

حدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ
بْنِ عَيْسَى بْنِ عَمَّارِ الْعَطَّارِ بِبَغْدَادَ
قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ
حَدَّثَنَا سَفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ سَمْعِيلَ
عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي غَزْوَةَ قَالَ قَالَ أَنَا رَسُولُ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا
مَعْشَرَ التَّجَارِ إِنَّ بَيْعَكُمْ يَحْضِرُهُ الْخَلْفُ
وَالْكَذِبُ فَشُوبُهُ بِالصَّدَقَةِ۔

قوی سند والے ہیں۔ ان کی معجم میں یہ حدیث ہے۔
محمد بن احمد بن محمد بن عیسیٰ، عبد اللہ بن محمد،
سفیان بن عیینہ، اسمعیل، قیس بن ابی غزوة روایت
کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور فرمایا کہ اے تاجروں کی جماعت!
تمہاری تجارت میں بار بار قسم کھانے کی نوبت آتی
ہے اور جھوٹ کا بھی شبہ ہوتا ہے تو اس میں صدقہ
کو ملا لو۔ یعنی اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ نکال کر
اس کی مکافات کر لیا کرو۔

معجم ابن قانع

نام اور کنیت او ابوالحسین عبد الباقی
بن قانع بن مرزوق بن واثق است
واو اموی است بالولاء ساکن
بغداد بود۔

ان کی کنیت ابوالحسین اور نام و نسب —
عبد الباقی بن قانع بن مرزوق بن واثق ہے۔ بغداد
کے رہنے والے ہیں۔ ولای کے اعتبار سے انہیں اموی
بھی کہتے ہیں۔

از حارث بن ابی اسامہ و ابراہیم
صاحب معجم حربی و محمد بن مسلمہ و اسمعیل
بن الفضل بلخی و ابراہیم بن ابراہیم بلدی
و دیگر مردم آن طبقہ روایت دارد و رحلت
بسیار کرده و حدیث بسیار فرماید آورده۔
دارقطنی و علی بن شاذان و ابوالقاسم
بن بشران و دیگر از دوسے روایت می کنند
برقانی گفته است کہ علمائے بغداد اورا
توثیق می کنند و معتبری شمارند و نزد

حارث بن ابی اسامہ، ابراہیم صاحب معجم
حربی، محمد بن مسلمہ، اسمعیل بن الفضل بلخی، ابراہیم
بن ابراہیم بلدی اور اس طبقہ کے دوسرے علماء سے
روایت کرتے ہیں آپ نے بکثرت سفر کئے اور بہت
سی احادیث جمع کیں۔

دارقطنی، ابو علی بن شاذان، ابوالقاسم بن بشران
اور نیز دوسرے اشخاص ان سے روایت کرتے
ہیں۔ برقانی کہتے ہیں کہ میرے نزدیک تو یہ ضعیف
ہیں مگر علماء بغداد ان کی توثیق کرتے اور معتبر سمجھتے

من ضعیف ست و دارقطنی گفته است
کہ حافظہ خوب داشت اما خطامی کرد۔
و خطیب گفته است کہ در آخر عمر
اورا اختلال عقل و سور حفظ رو داد۔
در سال دوسد و شصت و پنج
ولادت او در سال سرصد و پنجاہ و
یک در ماہ شوال وفات اوست در محرم
خوردی گوید۔

حدّ ثنا ابراہیم بن الہیثم البلدی
قال حدّ ثنا ابو صالح قال حدّ ثنا معاویہ
بن صالح عن عبد الرحمن بن جبیر عن ابیہ
عن کعب بن عیاض قال قال رسول اللہ
ﷺ لکلّ امة فتنہ و فتنہ امتی المال۔

ہیں۔ دارقطنی فرماتے ہیں کہ گوان سے کبھی کبھی بھول
چوک ہو جاتی تھی مگر حافظہ خوب تھا۔
خطیب بیان کرتے ہیں کہ آخر زندگی میں ان
کی عقل مختل ہو گئی تھی اور حافظہ میں بھی خرابی پیش
آگئی تھی۔

۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے اور ماہ شوال -
۳۵۰ھ میں وفات پائی۔ اپنی مجسم میں یہ حدیث
بیان کرتے ہیں۔

ابراہیم بن الہیثم البلدی، ابو صالح، معاویہ
بن صالح، عبد الرحمن بن جبیر، کعب بن عیاض
سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ ہر امت کے لئے ایک فتنہ ہے۔ میری امت
کے لئے مال کا فتنہ ہے۔

شرح معانی الآثار للطحاوی

دراول آن کتاب می گوید۔

قال الامام الحافظ ابو جعفر احمد
بن محمد بن سلامة (الازدی) الطحاوی
سألنی بعض اصحابنا من اهل العلم ان
اضع لهم کتابا اذکر فیہ الآثار الماثورۃ
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی
الاحکام التي يتوهم اهل الحاد و
الضعفة من اهل الاسلام ان بعضها
ينقض بعضها لثقله عليهم بنايها من

اس کتاب کے شروع میں یہ بیان کیا گیا ہے
مجھ سے میرے بعض اہل علم دوستوں نے فرمائش
کی کہ میں ان کے لئے ایک ایسی کتاب تصنیف
کروں جس میں وہ احادیث مذکور ہوں جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے احکام کے بارے میں مڑی
ہیں اور جن کی نسبت ملحدین اور بعض ضعیف لاسلام
لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے
سے ٹکراتی ہیں ان کا یہ وہم محض اس وجہ سے ہے کہ
انہیں ناخ و منسوخ اور ان واجب العمل احکام

کے متعلق بہت کم علم ہے۔ جن کی بابت کتاب اللہ ناطق ہے۔ اور متفق علیہ سنت شاہد ہے۔ مجھ سے یہ بھی خواہش ظاہر کی گئی کہ میں کتاب کو چند ابواب پر مرتب کر دوں۔ جن میں ہر باب ان تمام ناسخ و منسوخ روایتوں پر مشتمل ہو جو اس باب سے تعلق رکھتی ہیں اور اس میں علماء کی تاویلات اور ہر ایک کے استدلالات دوسرے کے مقابلے میں بیان کئے جائیں اور ان میں سے جس کسی کا قول میرے نزدیک صحیح ہو اس پر کتاب اللہ، سنت، اجماع امت اور صحابہ و تابعین کے متواتر اقوال سے حجت پیش کروں میں نے اس سلسلہ میں کافی غور کیا اور بہت کچھ چھان بین کی تو ان میں سے کچھ ابواب اسی نہج پر مرتب کئے جس کی مجھ سے خواہش کی گئی تھی۔ پھر میں نے اس کتاب کو چند کتابوں پر تقسیم کیا اور ہر کتاب میں ایک ایک جنس لایا۔ ان میں سے سب سے پہلے میں وہ روایات لایا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طہارت کے بارے میں منقول ہے۔ سب سے پہلا باب پانی کے بیان میں ہے، جس میں کوئی نجاست گر جائے۔ ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیربضاعہ (مدینہ میں ایک کنواں ہے) کے پانی سے وضو فرمایا کرتے تھے۔ آپ سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ اس میں تو مردہ جانور اور نجاست آلود کپڑے ڈالے جاتے ہیں؟ (یعنی کیا ان چیزوں کے گرنے سے کنویں کا پانی ناپاک نہیں ہوتا؟) تو آپ نے فرمایا کہ یہ پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

منسوخها وما يجب به العمل منها لها يشهد له من الكتاب الناطق والسنة المجتمع عليهما واجعل لذلك ابواباً اذكر في كل باب منها ما فيه من الناسخ والمنسوخ وتاويل العلماء واحتجاج بعضهم على بعض واقامة الحججة لمن صح عندي قوله منهم بما يصح به مثله من كتاب اوسنة او اجماع او تواتر من اقوال ائمة الصحابة او تابعيهم واني نظرت في ذلك وبحثت عنها بحثاً شديداً فاستخرجت منها ابواباً على النحو الذي اسئلك و جعلت ذلك كتاباً ذكرت في كل كتاب منها جنساً من تلك الأجناس فاوّل ما ابتدأت بذكره من ذلك ما روي عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في الطهارات فمن ذلك باب الماء يقع فيه النجاسة. حدّ ثنا محمد بن خزيمة بن راشد البصرى قال حدّ ثنا حجاج بن المنهال قال اخبرنا حماد بن سلمة عن محمد بن اسحاق عن عبيد الله بن عبد الرحمن عن ابي سعيد الخدرى ان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يتوضأ من بيربضاعه فقبل يا رسول الله انّه يلقى فيها الجيف والمحاض فقال ان الماء لا ينجس.

ف نجس اشیا کے گرنے کے باوجود بیرضاعہ کے ناپاک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ وہ چشمہ دار تھا۔ ایک طرف سے پانی آکر دوسری طرف نکل جاتا تھا۔ مترجم

تیمہ نسبتش این ست ہوا بن سلمۃ
بن عبد الملک الازدی الجری المصری
الطحاوی نسبت او طحاوی ست از
دیہات مصر۔

ان کا پورا نام و نسب یہ ہے، ابو جعفر احمد بن
محمد بن سلامۃ بن سلمۃ بن عبد الملک الازدی جری
مصری۔ طحاکی طرف نسبت ہے، جو مصر (صعید)
کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے۔

انہارون بن سعید ایلوی و یونس بن
عبدالاعلیٰ و محمد بن الحکم و جبر بن نصر و
جماعت کثیر از شاگردان ابن وہب سماع
حدیث دارند و ازوے احمد بن القاسم
خشب و ابن ابوبکر مقرئ و طبرانی و محمد
بن ابی بکر بن مطروح و دیگر محدثان
روایت کردہ اند۔

ہارون بن سعید ایلوی، یونس بن عبدالاعلیٰ،
محمد بن عبد اللہ بن الحکم اور جبر بن نصر اور ابن وہب
کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت سے حدیث کا
سماع رکھتے ہیں۔ احمد بن القاسم الخشاب، ابن ابوبکر
المقرئ، طبرانی، محمد بن ابی بکر بن مطروح اور دیگر
محدثین خود ان کے شاگرد ہیں، اور ان سے روایت
کرتے ہیں۔

امام طحاوی اور مزنی کا واقعہ

۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت پرہیزگار،
فقہ اور دانشمند تھے۔ مصر میں ریاست حنفیہ کا سپہرا
انہیں کے سر تھا۔ پہلے شافعی المذہب تھے اور مزنی
کے (جو امام شافعی کے شاگرد ہیں) شاگرد تھے۔ ایک
دن اثنائے درس میں مزنی نے انہیں کند ذہن ہونے
کی عار دلائی اور کہا خدا کی قسم تجھ سے کچھ نہ ہو سکے گا۔
یہ کلمہ ان پر بہت گراں گزرا۔ چنانچہ مزنی کی صحبت
ترک کر کے ابو جعفر احمد بن ابی عمران حنفی کے درس
میں شریک ہو گئے اور تا وفات حنفی مذہب پر قائم
رہے۔ حصول علم میں بہت جدوجہد کی یہاں تک

در سال دو صدوسی و نہ پیدا شد
مرد ثقہ و فقیہ و عاقل بود در مصر ریاست
حنفیہ بوی تعلق داشت در اول شافعی
بود و از مزنی شاگرد امام شافعی تلمذی
کرد و در اثنائے درس مزنی نے اور تعبیر
ببلادت کرد و گفت کہ قسم بخدا از تو بیچ
نخواہ شد این کلمہ بروے گران آمد و
صحبت مزنی را ترک کردہ بدرس ابو جعفر
احمد بن ابی عمران حنفی انتقال نمود و سعی
بسیار کرد تا آنکہ در فقہ مہارت پیدا کرد

کہ فقہ میں مہارت پیدا کی۔ اور ایک کتاب مختصر الطحاوی تصنیف کی۔ اسے تصنیف کرنے کے بعد کہا کرتے تھے کہ ”ابو ابراہیم مزنی پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اگر وہ آج زندہ ہوتے تو اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔“

و مختصر تصنیف نمود کہ اور مختصر طحاوی گویند و بعد از تصنیف آن مختصر می گفت کہ **رَحِمَ اللّٰهُ ابا ابراهيم** یعنی **المزنی لو کان حياً کفر عن یمینہ۔ انتہی**

کاتب الحروف کہتا ہے کہ مزنی پر ان کے مذہب کے مطابق یہ کفارہ آتا نہ کہ طحاوی کے مذہب کے موافق، کیونکہ احناف کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، جس میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، بخلاف شوافع کے ان کے نزدیک یہ یمین منعقدہ ہے۔ یمین لغو وہ قسم ہے کہ بے قصد عادت کے طور پر زبان سے نکل جائے۔

کاتب حروف گوید کہ این حکم بر مذہب مزنی ست نہ بر مذہب طحاوی زیرا کہ این قسم نزد حنفیہ از قسم لغو ست کہ کفارت دران واجب نمی شود بخلاف شافعیہ کہ نزد ایشان منعقدہ است و لغو آن ست کہ بے قصد بجهت اعتیاد بر زبان جاری گردد۔

طحاوی مزنی کے ہمیشہ زاد (بھانجے) تھے۔ عام لوگ ان کے مذہب بدلنے کا دوسرا سبب بھی بیان کرتے ہیں۔

و بالجملہ طحاوی ہمیشہ زادہ مزنی بود و عوام الناس سبب دیگر در وجہ انتقال او از مذہب بیان می کند۔

بہر حال مذہب حنفی میں ان کی مفید تصانیف ہیں اور حتی الوسع اپنی مساعی جمیلہ سے مذہب کی نصرت کی۔ ان کی تصانیف سے ان کی وسعت علمی کا پتہ چلتا ہے۔ ان کی بعض تصانیف شروط و اختلاف علماء میں اور بعض احکام القرآن میں موجود ہیں۔ بیاسی سال کی عمر ہوئی اور ۳۲۱ھ ذی قعدہ کی چاند رات

بہر حال تصانیف مفیدہ در مذہب حنفی دارد و بزعم خود در نصرت این مذہب مساعی جمیلہ بتقدیم رسانیدہ و از تصانیف او وسعت علم او معلوم می شود تصنیف دارد از اختلاف علماء و تصنیف دیگر دارد در شرط و مخین در احکام القرآن و فات او غرہ

ابن خلکان نے نقل کیا ہے۔ امام طحاوی سے پوچھا گیا کہ آپ نے اپنے ماموں کے خلاف حنفی مسلک کیوں اختیار کیا؟ امام نے جواب دیا اس لئے کہ میں اپنے ماموں (مزنی) کو اکثر حنفی مسلک کی کتابوں کا مطالعہ کرتے دیکھا کرتا تھا۔ اس لئے میں نے بھی اس مسلک کو اختیار کیا۔

ذی القعدہ سال سے صد و بست و یک ست ہشتاد و چند سالہ بود۔

باید دانست کہ مختصر طحاوی دلالت می کند کہ وی مجتہد منتسب بود و محض مقلد مذہب حنفی نبود زیرا کہ در ان مختصر چیز با اختیار کرده کہ مخالف مذہب ابوحنیفہ است رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و لہذا ان مختصر در فقہائے این مذہب کہ محض مقلد اند چندان شیوع پیدا نکرده و کفوی در طبقات الحنفی نوشته است کہ کتاب احکام القرآن او زیادہ بر بست جزوست۔ و از تصانیف او شرح جامع کبیر و شرح جامع صغیر و کتاب الشروط کبیر و کتاب الشروط صغیر و کتاب الشروط اوسط و کتاب السجلات و الوصایا و الفرائض و تاریخی ست مسمی بتاریخ کبیر و کتاب مناقب ابی حنیفہ و کتاب النوادر الفقیہ و کتاب نوادر الحکایات و کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین نیز ازوست و اللہ اعلم۔

کو انتقال فرمایا۔

مختصر الطحاوی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ حنفی مذہب کے محض مقلد ہی نہ تھے بلکہ مجتہد منتسب تھے۔ کیونکہ اس مختصر میں بہت سے ایسے مسائل لکھے ہیں جو حنفی مذہب کے خلاف ہیں اور یہی وجہ ہے کہ فقہائے حنفیہ میں اس مختصر کا اس قدر چرچا و شہرت نہیں ہے۔ کفوی کے طبقات الحنفیہ میں لکھا ہے کہ ان کی کتاب احکام القرآن بیس اجزا سے زائد پر مشتمل ہے۔

علاوہ ازیں شرح جامع کبیر، شرح جامع صغیر کتاب الشروط کبیر، کتاب الشروط صغیر، کتاب الشروط اوسط، کتاب السجلات، کتاب الوصایا اور کتاب الفرائض بھی ان کی تصانیف ہیں۔ ازان جملہ تاریخ میں، تاریخ کبیر، کتاب مناقب ابی حنیفہ، کتاب النوادر الفقیہ، کتاب نوادر الحکایات اور کتاب اختلاف الروایات علی مذہب الکوفیین بھی انہی کی تصانیف ہیں۔

کتاب الماۃین

للصابونی

این کتاب مشتمل ست بر دو صد حدیث و دو صد حکایات و دو صد قطعہ شعر مناسب مضمون ہر حدیث آورده۔

و نام صابونی و کنیت او ابو عثمان

اس کتاب میں دو سو احادیث اور دو سو حکایات کے علاوہ دو سو قطعہات ایسے اشعار کے ہیں جو ہر حدیث کے مضمون کے مناسب لائے ہیں۔

صابونی کی کنیت ابو عثمان اور نام و نسب یہ

ہے۔ اسمعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن عابد بن عامر الصابونی۔
 نیشاپور کے رہنے والے تھے۔ وعظ و تفسیر میں
 کامل مہارت رکھتے تھے۔ ۲۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔
 زاہر بن احمد سرخسی، ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی،
 ابی بکر (ابن مہران) مقری، ابی طاہر بن خزیمہ، ابی
 الحسین خفاف، عبدالرحمن بن ابی شریح اور اس
 طبقہ کے دوسرے علماء سے علم حاصل کیا۔ عبدالعزیز
 کتانی، علی بن الحسین (بن مصری) صفراہی، ابوبکر
 بیہقی اور ان کے علاوہ بہت سی مخلوق نے ان سے
 روایت حدیث کی ہے۔ ان کے آخری شاگرد ابو عبد
 فراوی ہیں۔

اسمعیل بن عبدالرحمن بن احمد بن اسمعیل
 بن ابراہیم بن عابد بن عامر صابونی ست
 واوساکن نیشاپور بود و در وعظ
 و تفسیر مہارت تمام داشت و رسالہ
 صد و ہفتاد و سہ متولد شدہ از زاہر بن
 احمد سرخسی و ابی سعید عبداللہ بن محمد رازی
 و ابی بکر مقری و ابی طاہر بن خزیمہ و ابی
 الحسین خفاف و عبدالرحمن بن ابی شریح
 و مردم آن طبقہ اقد علم نمودہ و از وسے
 عبدالعزیز کتانی و علی بن الحسین صفراہی و
 ابوبکر بیہقی و دیگر خلایق بسیار روایت حدیث
 نمودہ اند و آخر شاگردان او ابو عبد اللہ فراوی ست۔

علامہ صابونی کی وسعت علمی

بیہقی ان کو امام المسلمین اور شیخ الاسلام
 کہتے تھے۔ چنانچہ وہ اس طرح بیان کرتے ہیں۔
 اخبرنا امام المسلمین حقاً و شیخ
 الاسلام صدقاً ابو عثمان الصابونی
 اس کے بعد ایک لمبی حکایت بیان کی ہے۔
 علم تفسیر میں ان کا کمال اور علم حدیث میں ان
 کا حفظ اس زمانہ کے تمام علماء کو تسلیم تھا۔ ستر سال
 تک برابر وعظ و نصیحت میں مشغول رہے۔ نیشاپور
 کی جامع مسجد میں بیس سال تک امامت و خطابت
 ان ہی کے سپرد رہی۔ ان کی بہت سی تصانیف
 ہیں۔

و بیہقی در حق او چنین گفتہ است
 کہ اخبرنا امام المسلمین حقاً و شیخ الاسلام
 صدقاً ابو عثمان الصابونی۔ بعد از ان
 حکایت دراز آوردہ۔
 و علمائے عصر او ہمہ گواہی بحال
 او در علم تفسیر و حفظ احادیث دادہ اند۔
 ہفتاد سال متصل بو عظ اشتغال داشت
 و خطبہ و امامت نماز نیز در جامع نیشاپور
 تابست سال وسے کردہ و اور تصانیف
 بسیار ست۔

و در آن بسیار گردش کرده خصوصاً در نیشاپور و ہرات و سمرخس و شام و حجاز شریف و کوہستان بسیار تلاش این علم نموده و اورا حق تعالی در دین و دنیا عزت و جاہ بکمال بخشید و اورا زینت شہر نیشاپور می دانستند و نزد موافق و مخالف مقبول بود اورا بے نظیر روزگار خود می انگاشتند و مع ہذا شمشیر برہنہ بود در مقابل بدین و در اعلا رسنت کوشش بسیار می فرمود و در عبادات و طاعات نیز ضرب المثل زمان خود بود و در شہر سلماں مدت دراز و عظ فرمود و چون از ان شہر کوچ کرد با مردم آنجا گفت کہ من از عرصہ چند ماہ نزد شما و عظمی گفتم و ہنوز در تفسیر یک آیت گزرانیدم و از متعلقات آن فارغ نہ شدم و اگر تمام سال نزد شما می بودم غیر از متعلقات بیان آیت دیگر چیزے مذکور نمی کردم۔

راقم الحروف گوید از شیخ تقی الدین ابن تیمیہ خیلے بطریق تواتر و شہرت بہ ثبوت پیوستہ کہ زیادہ بر یک سال در تفسیر سورہ نوح گزرانیدہ۔ سبحان اللہ چه وسعت درین امت محمدیہ بتصدیق قائل رہے زدن علماء علیہ الصلوٰۃ و التبیاتہ کرامت فرمودہ اند کہ عقل خیرہ می شود۔

نیشاپور، ہرات، سمرخس، شام و حجاز اور کوہستان میں مدتوں سرگردانی کی اور تلاش علم میں کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑا حق تعالی نے ان کو دین و دنیا کی عزت و منزلت میں درجہ کمال عطا فرمایا تھا۔ نیشاپور کے تمام اشخاص انہیں اپنے شہر کی زینت سمجھتے تھے۔ موافق و مخالف سب ہی ان کو وقعت کی نظر سے دیکھتے تھے۔ غرض اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار سمجھے جاتے تھے۔ اہل بدعت کے مقابلہ کے لئے شمشیر برہنہ تھے۔ رات دن سنت نبوی کو زندہ کرنے کے لئے سرگرم رہتے تھے۔ عبادات و طاعات میں بھی اپنے زمانہ میں ضرب المثل تھے۔ شہر سلماں میں ایک مدت تک و عظ فرمایا۔ جب اس شہر سے کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں سے کہا کہ میں چند ماہ سے تمہارے سامنے صرف ایک ہی آیت کی تفسیر بیان کرتا رہا اور ہنوز وہ تمام نہیں ہوئی۔ اگر تمام سال رہتا تو صرف اسی ایک آیت کے متعلقات بیان کرتا رہتا اور دوسری کسی آیت کی طرف توجہ نہ کرتا۔ (اگلی آیت کا نمبر ایک سال تک نہ آتا)

راقم الحروف کہتا ہے کہ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے یہ بات بطریق تواتر و شہرت نقل ہے کہ آپ نے صرف سورہ نوح کی تفسیر میں ایک سال سے زیادہ عرصہ لگایا۔ چنانچہ ذہبی نے جو مؤرخین اسلام میں سب سے زیادہ مفسر ہیں اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔

سبحان اللہ۔ امت مرحومہ کو بھی اس آیت
مقدس علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ کے طفیل جن کی دُعا
سَبِّ نَزْدِنِیْ عَلِمًا اے رب میرے علم کو اور زیادہ
کر تھی کیسی وسعتِ علمی نصیب ہوئی کہ عقل دنگ
رہ جاتی ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ صابونی اپنے وقت کے
عظیم ترین علماء ربانیین میں سے تھے۔ خود ان کی
موت کا سبب ان کی بزرگی پر کھلی دلیل ہے۔
چنانچہ منقول ہے کہ ایک روز وعظ بیان فرما رہے
تھے، ایک شخص نے اثنائے وعظ میں ایک کتاب
جس کا نام رُوس الاملا فی کشف البلاء تھا، ان
کے ہاتھ میں دی۔ انہوں نے اسے پڑھا۔ پھر ان
کے قلب پر ایک قسم کی دہشت اور خوف طاری
ہو گیا۔ قاری وعظ سے فرمایا کہ یہ آیت پڑھو۔

اَقَامِنَ الَّذِیْنَ مَكَّرُوا السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ
بِهِمْ الْاَرْضَ (الیٰ اخرہ) اور اسی نوعیت کی دوسری
آیات پڑھوائیں۔ حاضرین کو خدا کے قہر اور غضب
سے ڈرایا۔ یہ حالت ان پر ایسی اثر انداز ہوئی کہ
ان کی کیفیتِ دگرگوں ہو گئی۔ اسی وقت پیٹ
میں درد شروع ہوا۔ سامعین انہیں مکان پر لے
گئے۔ ہر چند علاج کیا مگر درد نے ایسا بے چین بنا دیا
کہ کسی پہلو راحت و تسکین نہ ملتی تھی۔ اطباء کی
رائے پر انہیں حمام میں لے گئے، مغرب تک حمام
میں رہے لیکن درد میں تخفیف نہ ہوئی۔ برابر لوٹتے
رہے۔ غرض سات روز تک اسی تکلیف میں آہ

وقصہ ابن تیمیہ رازہبی کہ مفسر ترین
مورخان اسلام است در تاریخ خود
آوردہ۔

باجملہ صابونی بوقت خود از اعظم
علمائے ربانیین بود و سبب موت او
نیز دلالت بر کمال او می کند نوشته اند
کہ روزے و عظمی گفت شخصے آوردہ
بدست او کتابے داد کہ مسمی ست
برؤس الاملا فی کشف البلاء چون
آن کتاب را خواند ہول و خوف بر
وے مستولی شد قاری وعظ را فرمود
کہ این آیت اَقَامِنَ الَّذِیْنَ مَكَّرُوا
السَّیِّئَاتِ اَنْ یَّخْسِفَ اللّٰهُ بِہِمُ
الْاَرْضَ و مناسب ہمین
مضمون آیات دیگر تلاوت کنانید
و مردم را نیز تخویف و تحذیر شدید
فرمود و این صحبت در وے تاثیر
عظیم کرد و متغیرا بحال گشت و در شکم
او از ہمان وقت در وے شدید پیدا
شد اورا بخانہ بردند و در وہیج علاج
تسکین نمی یافت بگفتہ اطباء در حمام
بردند تا وقت مغرب در حمام ماند اما
درد تسکین نمی یافت و از پشت بشکم
از شکم بہ پشت می گرید و فریادی کرد
تا ہفت روز ہمین بود بوصیت اولاد

ووداع اقارب واجبار، نصیحت ایشان در ہمین شدت درداشتغال می نمود تا آنکہ روز جمعہ چہارم ماہ محرم سال چہا ہصد و چہیل و نہ وفات یافت در وقت عصر نماز بروے گزارده مدفون ساختند۔

امام اکبرین (ابوالمعالی الجونی) کا خواب ان

کے حق میں بہترین بشارت ہے۔ اس خواب سے

پہلے امام مذکور نے مذاہب فلاسفہ و معتزلہ و اہل

سنت میں غور کیا تھا۔ اور ہر طرف کے دلائل کو قوی

پاکر حیران تھے کہ کس کی بات کو تسلیم کیا جائے۔ تو

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب

میں ارشاد فرمایا عَلَیْكَ بِاِعْتِقَادِ الصَّابُونِ —

(صابونی کے عقیدہ کو اختیار کرو)۔

ازبشرات عمدہ درحق اونخواب

امام اکبرین ست کہ برویت جناب

رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام درمنام

مشرف شد و قبل ازین رویا در مذاہب

فلاسفہ و معتزلہ و اہل سنت نظر کردہ دلائل

ہر طرف را باقوت دیدہ سراسیمہ و حیران

گشتہ بود دوران منام جناب رسالتا اورا

فرمودند کہ علیک باعتقاد الصابونی۔

ابوالحسن داؤدی کا علامہ صابونی کی موت پر اظہار غم

ابوالحسن عبدالرحمن داؤدی نے جو عمدہ محدثین

کے زمرہ میں داخل ہیں حضرت صابونی کے مرثیہ

میں یہ قطعہ لکھا ہے۔

قطعہ

و ابوالحسن عبدالرحمن داؤدی کہ از عمدہ

محدثان ست در مرثیہ صابونی قطعہ وارد

نوشتہ می شود۔

اوددی الامام الجبر اسمعیل لہقی علیہ لیس منہ بدیل

اسمعیل، جو امام دانشمند تھے دنیا سے اٹھ گئے، مجھے سخت افسوس ہے (اب) ان کا کوئی بدل

نہیں ہے۔

بکلت السماء والارض یوم وفاتہ و بکلی علیہ الوحی والتنزیل

آسمان وزمین نے ان کی وفات پر آنسو گرائے اور وحی و تنزیل (بھی) روئی کیونکہ اب

ان کا کوئی خادم نہ رہا۔

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ الْمُنِيرُ تَنَاحَا حُزْنَا عَلَيْهِ وَلِلنَّجْمِ عَوِيلُ
 سورج اور روشن چاند نے بھی باہم ان کے غم میں نوحہ کیا اور ستارے بھی ان کے غم میں روتے۔
 وَالْأَرْضُ خَاشِعَةٌ تَبْكِي شَجْوَهَا وَيَلَا تُولُوْا أَيْنَ إِسْمَاعِيلُ
 اور زمین بھی غم سے ساکت تھی اور روتی تھی اور غم و افسوس کرتی ہوئی کہتی تھی کہ اسماعیل
 کہاں گئے؟

أَيْنَ الْإِمَامُ الْفَرْدُ فِي أَقْرَابِهِ مَا إِنَّ لَهُ فِي الْعَالَمِينَ عَدِيلُ
 وہ امام اپنے ہم عصروں میں یکتا تھے، کہاں چلے گئے؟ (آہ آہ اب) عالموں میں ان کی نظیر نہیں
 لَا تَخْذَنَّ عَنْكَ مَنَى الْحَيَاةِ فَإِنَّهَا تَكْلِيهِ وَتُنْسِي وَالْمَنَى تَضْلِيلُ
 (اے مخاطب) تجھ کو زندگی کی آرزوئیں دھوکے میں نہ ڈالیں، کیونکہ وہ لہو و لعب و بھول چوک
 میں ڈالنے والی اور گمراہ کرنے والی ہیں۔

وَتَأْتِيَنَّ لِلْمَوْتِ قَبْلَ نُزُولِهِ فَالْمَوْتُ حَتْمٌ وَالْبَقَاءُ قَلِيلُ
 اور موت آنے سے پہلے ہی تیاری کر لے۔ کیونکہ موت یقینی ہے اور زندگی تھوڑی ہے۔

کتاب المجالس

للدینوری

کتابے ست مشہور و در کتب قدیمہ
 ازان نقل بسیار آمدہ و نام دینوری ابو بکر
 احمد بن مروان ست در آن کتاب
 می گوید۔
 یہ مشہور کتاب ہے۔ تقییم کتابوں میں بہت
 سے حوالے اس کتاب سے نقل کئے گئے ہیں۔ دینوری
 کا نام ابو بکر احمد بن مروان ہے۔ اس کتاب میں یہ
 حدیث لائے ہیں۔

حدیثنا اسمعیل بن اسحاق قال
 حدیثنا حرث بن حفص قال حدیثنا
 حرب بن میمون الانصاری قال حدیثنا
 اسمعیل بن اسحاق، حرث بن حفص، حرب
 بن میمون انصاری، نصر بن انس، انس بن مالک
 نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا

لہ آپ مسلکاً مالکی تھے۔ آپ کا سن وفات باختلاف روایت ۲۹۳ھ یا ۳۱۱ھ یا ۳۲۳ھ ہے۔

النَّضْرُ بْنُ النَّسِ قَالَ حَدَّثَنَا النَّسُّ بْنُ
مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نُحْوِيكَ فَكَتَبَ النَّسُّ إِشْفَعُ
لِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَنَا فَاعِلٌ قَالَ فَايَنْ
أَطْلُبُكَ قَالَ أَطْلُبُنِي أَوَّلًا، مَا تَطْلُبُنِي
عِنْدَ الصَّرَاطِ فَإِنْ وَجَدْتَنِي وَالْآفَانَا
عِنْدَ الْمِيزَانِ فَإِنْ وَجَدْتَنِي وَالْآفَانَا
عِنْدَ حَوْضِي وَإِلَّا أَخْطَى هَذِهِ الثَّلَاثَةَ
الْوَاضِعُ - انْتَهَى

درین حدیث بعضے علماء را اشتباہ
می شود و می گویند کہ مرور بر صراط بعد از
وزن اعمال ست و بچنین سقی از حوض نیز
در محشر و موقف ست پس اول بر صراط
طلب کردن و اگر در اینجا نیابند باز بر حوض
و میزان طلب کردن چه معنی دارد و اگر امر
بالعکس می شود مناسب بود۔

را تم حروف گوید کہ مرور بر صراط
دفعۃً جمیع امت را میسر نخواهد شد بلکہ
فوج فوج از موقف فارغ شدہ بر صراط
خواہند گذشت و ہنوز جمع کثیر در موقف
گرفتار عطش و منتظر وزن اعمال خواہند
بود و آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بجہت کمال شفقت تردد خواہند بود
جماعۃ پیش قدمار را مرور بر صراط خواہند
کنانید و چون ازین مہم فارغ خواہند شد

کہ کیا آپ اپنے اس حقیر غلام انس کی شفاعت
فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا، کروں گا۔ پھر انہوں
نے عرض کیا کہ میں آپ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ
نے فرمایا کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا، اگر تم نے
مجھے وہاں پایا تو فہما، ورنہ میں میزان کے پاس ملوں
گا۔ اگر تم نے وہاں مجھے پایا تو فہما، ورنہ میں حوض پر
ہوں گا۔ بہر حال میں ان تینوں مقامات سے تجاوز
نہ کروں گا۔ (یعنی ان تینوں مقامات میں سے کسی
نہ کسی مقام پر ملوں گا)

اس حدیث میں بعض علماء کو اشتباہ واقع
ہوا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ پل صراط پر گزرنا اعمال کے
تولے جانے کے بعد ہوگا۔ اور حوض کوثر سے سیرابی
بھی قبل از پل صراط ہے کیونکہ وہ موقف اور محشر
میں ہوگا تو اس لحاظ سے اول پل صراط پر دیکھنا پھر
وزن اعمال کی جگہ پھر حوض پر، اس کے کیا معنی؟
اگر بالعکس فرمایا جاتا تو مناسب تھا۔

را تم الحروف کہتا ہے کہ درحقیقت ان میں کوئی
تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ پل صراط پر تمام امت کا
گزر ایک دفعہ ہی نہ ہوگا، بلکہ بدفعات ایک ایک
جماعت گزاری جائے گی۔ جب ایک جماعت (گروہ)
موقف و محشر اور سقی حوض سے فارغ ہو کر پل صراط
پر جائے گی تو ایک جماعت موقف میں گرفتار اور بتلا
ہوگی اور کوئی جماعت حوض کوثر پر موجود ہوگی۔ آپ
کے نابین مثل حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور دوسرے
صحابہ خدمت سقایہ کو انجام دیتے ہوں گے جناب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غایت شفقت اور کمال غنایت سے کبھی اس جماعت کے پاس تشریف لے جائیں گے جو موقف میں گرفتار پیاس ہے اور کبھی اس جماعت کے پاس جسے حوض پر آپ کے نائبین پانی پلاتے ہوں گے اور کبھی پل صراط پر ان متقدمین جماعتوں کا فکر و اضطراب دور کرنے کے لئے تشریف لے جائیں گے جو پل صراط پر گزرنے کے لئے گئی ہیں۔ اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ بعض کا موقف اور سقایت اور مرور بعض پر مقدم ہوگا۔ اب اس حد میں کوئی اشکال باقی نہیں رہا۔

آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ اول مجھ کو پل صراط پر دیکھنا، وہ اس بنا پر کہ پل صراط پر مرور شروع ہونے سے پہلے آپ موقف میں ہوں گے، جہاں اعمال کا وزن ہوگا۔ آپ کی تمام امت وہاں مجتمع ہوگی، اور آپ اعمال کے وزن کرانے میں مشغول ہوں گے، اور آپ کا محل قیام سب کو معلوم ہوگا، طلب و تفتیش کی ضرورت نہ ہوگی۔ پھر جب امت متفرق ہو جائے گی، کوئی جماعت پل صراط پر پہنچے گی، کوئی میزان پر موقوف رہے گی اور کوئی حوض پر کھڑی العطش العطش کہتی ہوگی۔ تو آپ فرماتے ہیں کہ اول پل صراط پر طلب کرنا۔ کیوں کہ یہاں کی غیبت سے وہی موضع مقصود ہے۔ اگر اس جگہ نہ ملوں تو برسرمیدان ڈھونڈنا چاہئے اور اگر اس جگہ پر بھی نہ ملوں تو حوض پر دیکھنا چاہئے۔ واللہ اعلم

باز برسرمیزان برائے سرانجام ہم وزن خواہند شتافت و درہمان موقف پر ہوں برائے تسکین عطش امت گاہ گاہ برسرم حوض نیز خواہند تشریف برود درنو شائید آب بنائبان و کار پردازان خود مثل علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ تقید خواہند فرمود باز بر پل صراط خواہند استاد پس تقدم مرور بعض امت را خواهد بود بر وزن بعض و سقی بعض دیگر نہ کل امت را۔ فلا اشکال۔

و آنچه فرمودہ اند کہ اول مراتب پل صراط طلب کن بنا بر آنست کہ قبل از شروع مرور بر صراط آن حضرت نزد تمام امت خود کہ در موقف مجتمع خواہند بود و بوزن اعمال مشغول خواہند بود و محل آن حضرت کس را معلوم خواہد بود حاجت طلب و تفتیش نخواہد بود چون امت متفرق خواہند شد بعض بر صراط خواہند رسید و بعض برسرمیزان موقوف و بعض دیگر العطش گویان برسرم حوض آن وقت و وقت تلاش و طلب است پس اول بر صراط طلب باید کرد کہ مقصد ازین غیبت ہمان موضع است و اگر در انجا نیابند باز برسرمیزان باید جست و اگر در انجا نباشند باز برسرم حوض باید دید واللہ اعلم بالصواب۔

سلاح المؤمن

ابن الامام عسقلانی

اس کتاب کے مصنف تقی الدین عسقلانی ہیں جو ابن الامام کے لقب سے مشہور ہیں۔ اس کتاب کے مقاصد اس کے دیباچہ سے معلوم ہو سکتے ہیں اور وہ یہ ہے۔

ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جو اپنی مخلوق کو عمدہ عمدہ نعمتیں دینے والا ہے۔ جو اپنی پاکیزہ مہربانیوں اور کثیر بخششوں سے ان پر احسان کرنے والا ہے۔ جو امید رکھنے والوں کی امید و خوش خیالی کو محقق اور ثابت کرنے والا ہے جس نے اپنے بندوں پر یہ احسان فرمایا کہ ان کے لئے اپنا دروازہ (رحمت) کھولا اور ان سے کہا کہ دعا کرو اور ان سے وعدہ فرمایا کہ قبول کروں گا۔ اور ان میں سے جسے چاہا اپنے لطف و کرم کی توفیق عطا فرمائی کہ وہ اس کی رحمت اور فضل کی خوشبوؤں سے مستفید ہو۔ پھر اسے اپنی طرف پہنچنے کا راستہ دکھایا اور ازراہ نوازش اس کے دل میں اس راستہ کی طلب اور جستجو کا مضمون القا فرمایا۔ میں اس کی تعریف بیان کرتا ہوں۔ اور یہ حمد بھی اس کی نعمتوں میں سے ایک بڑی نعمت ہے۔ اور میں اس سے اس کے بیش از بیش فضل و کرم کا طالب ہوں۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے، وہ تنہا ہے،

تصنیف تقی الدین عسقلانی ست
کہ مشہور یا بن الامام ست و مقاصد
آن کتاب از دیباچہ اش معلوم توان کرد
می گوید۔

الحمد لله المنعم على خلقه
بجميل الاية المحسن اليهم بلطف
برفده وجزيل عطائه الموفق لمن
امله حسن ظنه ورجائه الذي
من على عباده بان فتح لهم باب
وامرهم بالدعاء ووعدهم بالاجابة
ووفق منهم شاء بلطفه وحكمته
للتعرض لنفحات فضله ورحمته
فهداه السبيل اليه والهمة الطلب
تكرما منه عليه احمداه والحمد
من نعمه واسأله المزيد من
فضله وكرمه واشهد ان لا اله
الا الله وحده لا شريك له حبيب
الدعاء وكاشف الاسواء واشهد
ان محمدا عبده ورسوله خاتم
الانبياء ومبلغ الانبياء صلى الله
عليه وعلى اله وصحبه الاتقياء

اس کا کوئی شریک نہیں ہے، وہ ہی دعاؤں کو قبول کرنے والا اور برائیوں کو دور فرمانے والا ہے۔ اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور ایسے رسول ہیں، جن پر نبوت ختم ہو گئی جو خدا تعالیٰ کی خبروں کو ہم تک پہنچاتے ہیں۔ ان پر اور ان کی اولاد و اصحاب پر جو مستحق اور پاک بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ رحمتِ کاملہ نازل ہوتی رہے جو ہمارے لئے ذخیرہ آخرت ہو۔ اور اللہ آپ کو بہت بہت سلام و شرف و مجد و عظمت اور کرم سے نوازے۔ حمد و صلوة کے بعد (واضح ہو) بہترین وہ چیز جس کی حفاظت کے لئے ہمت والوں نے اپنی توجہ کی باگ اس کی طرف پھیری۔ اور جو اس کی زیادہ حقدار ہے کہ سخت تاریکیوں میں اس کے انوار سے ہدایت طلب کی جائے اور جو قسم قسم کی نعمتوں کے حصول میں زیادہ نفع بخش ہے اور جو خطرات عذاب کو زیادہ ٹال دینے والی ہے، اور جو اللہ کے فضل سے بھلائی کے دروازوں کے لئے کنجی کا کام دیتی ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے مؤمن کے لئے ہتھیار ہے۔ وہ تمہید و ثنا و تجید اور دعا ہے، جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ عظیم (قرآن) میں حکم فرمایا ہے اور اسی کی طرف رسول کریم نے رغبت دلائی ہے اور اسی کی طرف انبیاء و مرسلین مائل ہوئے ہیں اور اسی پر صاحبین و اولیاء کا اعتماد ہے۔ اور یہ بھی عرض ہے کہ انسان جن دعاؤں کو اپنے مقاصد میں کامیابی کے لئے منتخب

البررة صلوة هي لنا في القيامة
مدخرة وسلم تسليماً وشرف و
مجد وعظم وكرم. اما بعد فان
اولى ما انصرفت الي حفظ عناية
اولى اليه واحق ما اهتدي
بانواره في خياهب الظلم وانفع
ما استدرت به صنوف النعم
وامنع ما استدرت به صروف النقم
ما كان بفضل الله تعالى لابواب
الخير مفتاحا وينصر رسول الله
صلى الله عليه وسلم للمؤمنين
سلاحا وذلك التحميد والثناء
والتمجيد والدعاء به امر الله
تعالى في كتابه العظيم وفيه
رغب رسوله الكريم واليه
جئ المرسلون والانبياء وعليه
عول الصالحون والاولياء
وان احسن ما توخاه
البر لدعاؤه في كل امر
وتحراه لكشف كل خطب
مد لهي ما يحصل به
مقصود الدعاء مع بركة
التأسي والافتداء له
ويكون لفظه وسيله
لقبولها وهو ما جاء في كتاب

اللہ وسُنَّةِ رَسُوْلِهِ وَقَدْ
اَنْكَرَ الْاِثْمَةَ الْاَعْرَاضَ
عَنِ الْاَدْعِيَةِ السُّنِّيَّةِ
وَالْعُدُوْلِ عَنِ الْاِكْتِفَاءِ اَشَارَهَا
السُّنِّيَّةِ . الخ

کرتا ہے۔ اور ہر امرِ عظیم و سخت کے دور کرنے میں ان
کی جستجو کرتا ہے، اور ان سب میں عمدہ ترین وہ ہیں
جن سے دعا کا مقصود بھی حاصل ہو، پیروی و اقتدار
کی برکت بھی نصیب ہو۔ اور ان کے الفاظ قبولیت
کا وسیلہ بنیں اور ایسی دعائیں وہ ہیں جو کتاب اللہ
اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آئی ہیں
مسنون دعاؤں سے اعراض کرنے اور ان کے
روشن آثار پر قناعت نہ کرنے کو ائمہ نے سخت
ناپسند کیا ہے۔

ان کی کنیت ابوالفتح اور نام و نسب یہ ہے
تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی بن ہمام
بن حاجی اللہ بن سرایا بن ناصر بن داؤد۔ اصل
کے اعتبار سے عسقلانی اور مسکن کے لحاظ سے
مصری ہیں۔ ماہ شعبان ۷۷۶ھ میں پیدا ہوئے
اول تحصیل علم اور قرأتِ قرآن سے فارغ ہوئے۔
اس کے بعد حدیث کی کتابوں کا لکھنا اور معتبر نسخوں
اور متفرق اجزا سے اس علم کو حاصل کرنا شروع کیا۔
آپ نے دمیاطی اور ابن الصواف سے زیادہ استفادہ
کیا ہے۔ ان کی یہ کتاب 'سلاح المؤمن' بہت مروج
اور مشہور ہے۔ اس کے علاوہ ان کی اور بھی تصانیف
ہیں۔ ان میں سے چند کتابیں یہ ہیں۔ کتاب الاہتداء
فی الوقف والابتداء، کتاب تشابہ القرآن۔ ماہ
ربیع الاول ۷۸۶ھ میں انتقال فرمایا۔ مصنف کے
زمانہ حیات میں کتاب کی شہرت ہو گئی تھی۔ اور یہ
اس کی حسن قبولیت کی دلیل ہے۔ کامل ترین علماء

نام و کنیت و نسب او ابوالفتح
تقی الدین محمد بن تاج الدین محمد بن علی
بن ہمام بن حاجی اللہ بن سرایا بن ناصر
بن داؤد العسقلانی الاصل المصری المسکن
معروف بابن الامام در شعبان در سال
شش صد و ہفتاد و ہفت متولد شدہ و
طلب علم و قرأت قرآن و نوشتن کتب
حدیث و تحصیل نسخ معتبرہ و اجزا متفرقہ
این علم شروع کرد و اکثر تلمذ او از دمیاطی
ست و از ابن الصواف نیز فوائد بسیار
داشتہ و این کتاب او یعنی سلاح المؤمن
مروج و مشہورست و کتب دیگر نیز دارد
از انجملہ کتاب الاہتداء فی الوقف والابتداء
و کتاب تشابہ القرآن در ربیع الاول سال
ہفت صد و پنج وفات اوست گویند فجارۃ
مرد رحمة اللہ از حسن قبول او این کتاب

آنست کہ در زمان مصنفش اشہار عظیم پیدا کرد و علمائے اجلہ آنرا پسند فرمودند و ذہبی کہ از عمدہ محدثین آن زمان بود اورا اختصاً فرمودہ یاد گرفت و بخط خود چند نسخہ از ان نوشت و شہاب الدین فریبی نیز اورا مختصر فرمودہ و این مختصر بہتر از مختصر ذہبی ست زیرا کہ مقاصد اصل کتاب را مستوفی ست۔

نے اس کتاب کو پسند فرمایا ہے۔ ذہبی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں سے تھے، اسے مختصر کر کے حفظ یاد کیا تھا اور خود اپنے خط سے اس کے چند نسخے لکھے تھے۔ شہاب الدین الغریانی نے بھی اسے مختصر کیا ہے۔ اور یہ مختصر ذہبی کے مختصر سے بہتر ہے، کیونکہ اس میں مقاصد اصلیہ کا استيفار کیا گیا ہے۔

احادیث الحنفاء

للحسین بن عبد اللہ البزازی

یہ کتاب حسن بن عبد اللہ البزازی کی تصنیف ہے۔

فوائد تمام رازی

نام رازی ابوالقاسم تمام بن محمد بن محمد بن حسین بن جعفر بن الجدید المحلی الرازی ثم الدمشقی ست و در ان کتاب می گوید۔

احبرنا حیثمہ بن سلیمان قال حدثننا محمد بن عیسیٰ قال حدثننا سفیان بن عیینة قال حدثننا عبد اللہ بن ابی بکر عن خلاد بن السائب بن خلاد عن ابیہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتانی جبرئیل فامرنی ان امرأ صحابی

رازی کی کنیت ابوالقاسم اور نام و نسب یہ ہے۔ تمام بن محمد بن حسین بن عبد اللہ بن جعفر بن عبد اللہ بن جنید المحلی الرازی ثم الدمشقی۔ اس کتاب میں یہ حدیث لائے ہیں۔

حیثمہ بن سلیمان، محمد بن عیسیٰ، ابن عیینة، عبد اللہ بن ابی بکر، خلاد بن السائب۔ سائب بن خلاد سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام آئے اور کہا کہ میں اپنے اصحاب کو حکم دوں کہ وہ تلبیہ کے وقت اپنی آوازوں کو

آن یرفعوا اصواتہم بالاہلال۔

بلند کریں۔

تو یہ تمام مذکور در سال سہ صدوسی
بودہ است و پدرش ابو الحسن محمد نیز از حفاظ
حدیث بود او از پدر خود روایت حدیث
کرد از خیشمہ بن سلیمان طرابلسی و احمد بن حنبل
قاضی و حسن بن صلت حضارسی و ابو میمون
بن راشد و دیگر علمائے خیار اخذ این علم نمود۔

تمام رازی سن ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے
والد ماجد ابو الحسن محمد بھی حفاظ حدیث میں سے تھے
رازی ان سے روایت بھی کرتے ہیں۔ آپ نے خیشمہ
بن سلیمان طرابلسی، احمد بن حنبل قاضی، حسن بن
صلت حضارسی، ابو میمون بن راشد اور نیز دیگر بزرگزیدہ
عالموں سے علم حدیث حاصل کیا۔

ابو الحسن میدانی و ابو علی اہوازی و
عبد العزیز بن احمد کتانی و احمد بن عبد الرحمن
طریقہ و دیگر محدثان عمدہ ازو سے تلمذ کردہ
اند و ابو بعلل حدیث آشنا بود و در معرفت
رجال مہارت تمام داشت و در حفظ حدیث
و جمع خیرات و محاسن ضرب المثل زمان خود
بود و وفات او در سوم محرم سال چہار صد و چہار
اتفاق افتادہ و در حدیث شامیین احفظ
ازو نگذشتہ۔

ابو الحسن میدانی، ابو علی اہوازی، عبد العزیز بن
احمد کتانی، احمد بن عبد الرحمن طریقی اور دوسرے اعلیٰ
محدثین ان کے شاگرد ہیں۔ رازی معرفت رجال میں
مہارت تام رکھتے تھے۔ حدیث کے صحت و سقم کو بیان
کرنے میں مشہور تھے۔ حفظ حدیث اور تمام خیر حسن
و خوبی کی باتوں میں اپنے زمانہ کے یگانہ اور ضرب المثل
تھے۔ ۳ ماہ محرم ۳۱۶ھ میں انتقال فرمایا۔ شامیوں
میں ان سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہیں گزرا۔

مُند العَدنی

نام عدنی محمد بن یحییٰ عدنی ست۔ ان کا نام محمد بن یحییٰ عدنی ہے لہ

معجم دمیاطی

و دمیاطی بکسر دال جملہ است و دمیاط کو دال کے زیر کے ساتھ پڑھو بعض

لہ پورا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن یحییٰ بن ابی عمر و عدنی۔ سن ۲۴۳ھ میں وفات پائی۔

بعضے مردم بذال معجم خوانند لیکن اعجام خطاست چنانچہ خود دمیاطی بدان تصریح نموده و دمیاط نام شہرست از توابع مصر و دمیاطی صاحب سیرت مشہورست کہ ازان در اکثر کتب سیرت نقل می کنند و این معجم معجم شیوخ اوست چہار جلدست مثل ست بریک ہزار و سہ صد کس۔ من و نام و کنیت و نسب او ابو محمد عبدو بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی ست۔ و مذہب شافعی داشت و تصانیف مفیدہ دارد از انجملہ است سیرت او کہ پیشوائے جمیع علمائے سیرت ست در آخر سال شش صد و سیزدہ تولد اوست و در دمیاط او الابفقہ مشغول شد و ماہر شد بعد ازان طلب علم حدیث نمود و از ابن المقیر و علی بن المختار و ابوالقاسم بن رواحہ و عیسیٰ خیاط و حافظ زکی الدین منذری و دیگر علمائے آن عصر اذین علم نمود و در مصر و اسکندریہ و بغداد و حلب و حماہ و مار دین و حران و دمشق و دیگر بلاد آن ضلع گردش کردہ و در صدق و دیانت و حفظ و اتقان سرآمد اہل زمان خود بود و در لغت و عربیت مہارت تمام داشت و علم نسب را نیز خوب

اشخاص ذال معجم سے پڑھتے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں ہے چنانچہ دمیاطی نے خود اس کی تصریح کی ہے۔ دمیاط ایک شہر کا نام ہے جو ملک مصر میں ہے۔ دمیاطی ایک مشہور سیرت کے مصنف ہیں۔ اکثر کتب سیرت میں اس سے روایات نقل کی جاتی ہیں۔ ان کی یہ معجم معجم شیوخ ہے۔ اس کی چار جلدیں ہیں۔ اس میں ایک ہزار تین سو اشخاص کے نام درج ہیں۔ دمیاطی کی کنیت ابو محمد اور نام و نسب یہ ہے عبد المؤمن بن خلف بن ابی الحسن دمیاطی۔ شافعی مذہب رکھتے تھے۔ بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ ان میں سے ایک وہ سیرت ہے جو تمام علماء سیرت کے لئے پیشوا اور رہبر ہے۔ ۶۱۳ھ کے آخر میں پیدا ہوئے۔ اول دمیاط ہی میں فقہ حاصل کر کے اس میں مہارت پیدا کی اس کے بعد علم حدیث کو طلب کیا۔ ابن المقیر، علی بن مختار، ابوالقاسم بن رواحہ، عیسیٰ خیاط اور حافظ زکی الدین منذری اور اس زمانہ کے دوسرے عالموں سے اس علم کو حاصل کیا۔ مصر، اسکندریہ، بغداد، حلب، حماہ، مار دین، حران، دمشق اور اس نواح کے دوسرے شہروں کی سیروسیاحت کی صدق، دیانت اور حفظ و اتقان میں اپنے زمانہ میں یکتا تھے۔ لغت و عربیت میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے۔ علم النسب میں بھی اچھی واقفیت تھی۔

۱۔ ابو احمد بھی ان کی کنیت ہے۔

حُسن صورت میں ضربُ المثل تھے۔ لوگ انہیں ابن الماجد کہتے تھے۔ ومیاط میں مثل مشہور ہے کہ جب کسی دلہن کے حسن میں مبالغہ کرتے ہیں تو کہا کرتے ہیں کأنہا ابن الماجد۔

کتاب الحیل، کتاب الصلوة الوسطیٰ اور دیگر تالیفات نافعہ وتصنیفات مفیدہ کے مصنف ومؤلف ہیں۔ ابوالفتح ابن سیدالناس مشہور سیرت کے مصنف ابوحیان اور تقی الدین سبکی ان کے شاگرد ہیں۔ ایک روز حدیث کے درس کے بعد ان پر غشی طاری ہوئی، اسی حالت میں شاگرد انہیں مکان پر لے گئے، وہاں پہنچ کر غور سے دیکھا تو روح پرواز کر چکی تھی۔ عربی میں اس موت کو موت فجاءة کہتے ہیں۔ یہ واقعہ ماہ ذی قعدہ ۳۸۷ھ میں پیش آیا۔ ان کے جنازہ پر لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

می شناخت و در حسن صورت ضرب المثل بود و اور ابن الماجدی گفتند و در میاط مثل مشہورست کہ چون عروسی را مبالغہ در حسن کنند گویند کأنہا ابن الماجد۔ و از تصانیف او کتاب الحیل و کتاب الصلوة الوسطیٰ و دیگر توالیف نافعہ است ابوالفتح بن سیدالناس صاحب سیرت مشہورہ و ابوالحیان و تقی الدین سبکی شاگردان اویند۔ فجاءة وفات یافت بعد از درس حدیث اور اغشی عارض شد بخانه برداشته بردند چون نیک تقخص نمودند جان داده بود و کان ذلک فی ذیقعدہ سنۃ خمس و ست مائتہ و بر جنازہ او بغایت ازدحام مردم واقع شد۔

لطیف

ان کی ظرافت آمیز باتوں میں سے ایک لطیف مشہور ہے کہ ایک روز کسی مجلس میں تشریف لے گئے، جہاں حدیث کا مذاکرہ ہو رہا تھا۔ ایک حدیث میں عبد اللہ بن سلام کا نام آیا تو بعض اہل مجلس اس کو لام پر تشدید کے ساتھ (سلام) پڑھنے لگے آپ نے فوراً یہ کہا، سلام علیکم سلام سلام۔ قارئین اپنی غلطی پر متنبہ ہو گئے۔

انہوں نے صنعانی سے بھی ملاقات کی تھی۔ اور ان کی مصنفات میں سے بیس کتابیں ان سے

از لطائف او آنست کہ روزے در مجلس داخل شد کہ در ان مجلس حدیث می خوانند در ان حدیث نام عبد اللہ بن سلام واقع شدہ بود و بعضی اہل مجلس آن را بتشدید لام می خوانند کہ این بزرگ رسید فی الفور گفت سلام علیکم سلام سلام۔

باصنعانی ملاقات کردہ بود و از وی بست کتاب از مصنفات او فراگرفته و

سنن شافعی را بسیار درس می گفت و در مقام انصاف می فرمود که اکثر الفاظ این سنن مخالف روایت صحیحین است و با وصفی که شافعی المذہب بود در مدح امام مالک آنچه حق است بجامی آورده حتی کہ مردم را گمان می شد کہ این عزیز مالکی المذہب باشد

پڑھیں۔ آپ اکثر سنن شافعی کو پڑھاتے تھے۔ انصاف کے وقت یہ بھی صاف فرمایا کرتے تھے کہ اس سنن کے اکثر الفاظ صحیحین کی روایت کے خلاف ہیں آپ اگرچہ شافعی المذہب تھے مگر امام مالک کی تعریف و توصیف اس کثرت سے کرتے تھے کہ لوگ ان کو مالکی المذہب خیال کرتے تھے۔

علامہ دمیاطی کے چند اشعار

واز منظومات او این قطعہ است
عِلْمُ الْحَدِيثِ لَهُ فَضْلٌ وَمَنْقِبَةٌ
آپ کی منظومات میں سے یہ دو قطعہ ہیں۔
نَالَ الْعَلَاءَ بِهِ مَنْ كَانَ مُعْتَبَرًا
جو شخص اس میں لگا اس نے بلندی حاصل کر لی۔
مَا حَازَهُ نَاقِصٌ إِلَّا وَكَمَلَهُ
کوئی ایسا ناقص نہیں جو اس کو حاصل کر کے کمال تک نہ پہنچا ہو، کوئی زیور فضیلت سے خالی نہیں جو اس کے سبب سے زیور کمال سے آراستہ نہ ہوا ہو۔
و این قطعہ است۔

وَمَا الْعِلْمُ إِلَّا فِي كِتَابٍ وَسُنَّةٍ
وَمَا الْجَهْلُ إِلَّا فِي كَلَامٍ وَمَنْطِقٍ
نہیں ہے علم مگر کتاب و سنت میں۔ اور نہیں ہے جہل مگر علم کلام اور منطق میں۔
وَمَا الْخَيْرُ إِلَّا فِي سَكُوتٍ بِحَسْبَةٍ
وَمَا الشَّرُّ إِلَّا فِي كَلَامٍ وَمَنْطِقٍ
اور نہیں ہے بھلائی مگر اس سکوت میں جو طیب ثواب کے لئے ہو۔ اور نہیں ہے بُرائی مگر گفتگو اور بولنے میں۔

راقم الحروف گوید کلام و منطق در بیت اول بمعنی ہر دو علم مشہور است و در بیت ثانی بمعنی لغوی۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ (دوسرے قطعہ کے) شعر اول میں منطق اور کلام سے وہی دونوں علم مراد ہیں جو مشہور ہیں اور شعر دوم میں یہ دونوں لفظ لغوی معنی میں استعمال ہوئے ہیں۔

علامہ دمیاطی کی طرف سے علم منطق کی مذمت

دمیاطی عموماً منطق کی مذمت میں بہت شدت و مد سے کام لیتے تھے مگر خصوصیت کے ساتھ جب مصر میں اس علم کا چرچا بہت ہو گیا تو انہوں نے بھی لوگوں کے مقابلہ میں اس علم کی ہجو سخت تر کر دی۔ چنانچہ ان کے کلام کا کچھ حصہ سامعین کی دلچسپی کے لئے نقل کیا جاتا ہے۔

وہ نازیبا اور ناشائستہ بات جو ان میں شہرت پکڑ چکی ہے یہ ہے کہ وہ فضول علم (منطق و فلسفہ) کے پڑھنے پڑھانے میں لگے رہتے ہیں۔ اور علم منقول کو چھوڑ کر علم معقول (منطق) میں مشغول رہتے ہیں۔ گویا اسی میں گھوٹے رہتے ہیں۔ اور اعتقاد یہ رکھتے ہیں کہ جو اس علم کو اچھی طرح نہیں جانتا وہ خوش اسلوبی سے گفتگو نہیں کر سکتا۔ پس ان کی عقلوں پر تعجب ہے۔

کیا کوئی مجھے بتا سکتا ہے کہ امام شافعی اور امام مالک نے بھی اس کو پڑھا تھا؟ کیا امام ابوحنیفہ کے لئے اسی نے راستے روشن کئے تھے؟ کیا امام احمد بن حنبل نے بھی اس کی تعلیم حاصل کی تھی؟ کیا سفیان ثوری نے اس کے پڑھنے کی طرف توجہ کی تھی؟ کیا ایاس (بن معاویہ) نے اپنی ذکاوت میں اس سے مدد لی تھی؟ یا عمرو بن العاص (کو ذہانت و سیاست سے جو کچھ حصہ ملا تھا کیا وہ بھی اس کی وجہ سے ہی اس مرتبہ کو پہنچے تھے؟ کیا قس اور سبحان (وائل) نے اس کے

و دمیاطی زاور ذم منطق مبالغہ تمام ست خصوصاً چون در مصدر زمان او شوع این علم بسیار شد اور در مقابلہ آن مردم ہجو شدید اختیار می نمود۔

چیزے از کلام او درین باب برائے تفنن طبع سامع نقل می افتد۔

وعن الامر المنکر علیہم والتکر المعروف لدیہم تدرسہم لعالم الفضول وتشاغلہم بالمعقول عن المنقول فی اکیابہم علی علم المنطق واعتقادہم ان من لا یحسنه لا یحسن ان ینطق فلیت شعری قرأه الشافعی و مالک او هو اضواء لابن حنیفۃ المسالک او هل علمہ احمد بن حنبل او کان الثوری علی تعلیمہ قد اقبل و هل استعان بہ ایاس فی ذکائہ او بلغ بہ عمر و ما بلغ من دہاء او تمیرس بہ قس و سبحان و لولاء لہا افصح بہ احدہما و لا ابان اتری عقول القوم کلیلہ اذ لم تشد علی سنیہ افتری فطنہم علیہ

حصول میں کچھ زمانہ لگایا تھا کہ اگر وہ یہ علم حاصل نہ کرتے تو فصاحت و ذہانت ظاہر نہ کر سکتے تھے چونکہ قوم نے اس کی سان پر اپنی عقلوں کو تیز نہیں کیا تو کیا تم ان کو کند (ذہن) پاتے ہو۔ چونکہ انہوں نے اس (منطق) کے باغات کی سیر نہیں کی تو کیا تم ان (کی فطانت) کو علیل پاتے ہو؟ ہرگز نہیں، وہ اس سے بزرگ تر ہیں کہ اس کے قید خانہ میں محبوس ہیں، وہ اس سے بلند تر ہیں کہ دل باڈل ان کو ڈھانپ لے۔ بخدا یہ لوگ محض بیکار باتوں میں مستغرق ہیں۔ اور فضول امور کی طرف اپنی احتیاج ظاہر کرتے ہیں بلکہ مصائب و تکالیف کو جھیلنے ہوئے بھی اس کا اتباع کرتے ہیں۔ شیطان ان سے وعدے کرتا رہتا ہے اور انہیں امیدیں دلاتا ہے البتہ بعض اہل علم اس کا مطالعہ کرتے ہیں مگر نام و نمود کے لئے نہیں، اس میں غور و خوض کرتے ہیں مگر دکھاوے اور گھمنڈ کے طور نہیں کیونکہ اس علم میں کم سے کم یہ آفت ہے کہ انسان بے سود باتوں کی طرف متوجہ رہتا ہے اور ایسی چیز کی طرف دستِ حاجت بڑھاتا ہے جس سے خدائے کریم نے اس کو مستغنی کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ، (جو منطقی ہیں) انہوں نے اس کو اکبر مہمات (اہم ترین امور) میں شمار کر لیا ہے اور ثابت شدہ اور مسلمہ امور کے لئے اسے معیار قرار دیا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اس میں بہت دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک اس کی تحصیل میں عمر ضائع و سرباد کر دیتا ہے۔ افسوس ہے ان پر۔ کیا انہوں نے ہدایت کے داعی (رسول اللہ

اذ لم تکرم فی اجنتہ کلاھی اشرف من ان تقید فی سجنہ واشف من ان یستحوز علیہا طارقُ جنّہ باللہ، لقد اغرق القومُ فیما لا یعنیہم و اظہروا الافتقارَ الی ما لا یغنیہم بل یتبعہم مع السامات و یعنیہم والشیطانُ یعدہم و یمنیہم اٰما انہ احادٌ من اهل العلم ینظرون فیہ غیر مجاہرین و یطالعونہ لامتظاہرین لان اقل افاتہ ان یكون شغلہ بما لا یعنی الانسان و اظہارہم تحوج الی ما اغنی عنہ الربُّ البنان و اما هؤلاء فقد جعلوہ من اکبر المہمات و اتخذوہ عداة للثواب و المسلمات فہم ینفقون فیہ الا یضاع و ینفق کل واحد منہم فی تحصیلہ العمر المضاع و یجہم اٰما سمعوا قول داعی الہدای لمن امّہ حین رأى عبر قد کتب التوراة فی لوح و ضمہ فغضب و قال للمحافظ الراعی لو کان موسیٰ حیًا ما وسعہ الا اتباعی فلم یوسعہ

عُدْرًا فِي كِتَابِ الَّذِي جَاءَ بِهِ
مُوسَى نُورًا فَمَا ظَنُّكَ بِمَا وَضَعَهُ
الْمُتَخَبِّتُونَ فِي ظِلَامِ الشُّكِّ وَافْتِرَا
فِيهِ كِذْبًا وَنُورًا فَيَا بِلَهِّ الْعُقُولِ
الْمُخْرِفَةِ غَرَقَتْ فِي بَحَارِ ضَلَالِ
الْفَلَسَفَةِ . الخ

صلی اللہ علیہ وسلم) کا قول نہیں سنا، جب انہوں نے عمر فاروقؓ کو دیکھا کہ وہ تورات کی تختیوں پر لکھ کر اپنے پاس محفوظ کئے ہوئے ہیں تو آپ ناراض ہوئے اور نصیحت کو محفوظ اور اس کی نگہداشت کرنے والے (حضرت عمرؓ) سے فرمایا (یاد رکھو) اگر موسیٰ (میرے زمانہ میں) زندہ ہوتے

(جن پر تورات نازل کی گئی تھی) تو ان کے لئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ وہ میری اتباع کریں (اب تم خیال کرو کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ کی اس کتاب کے بارے میں جو سراسر نور ہی نور تھی، عمرؓ کو عذر خواہی کی وسعت نہ دی تو پھر تمہاری رائے ایک ایسے فن کی نسبت کیا ہونی چاہئے جسے شک کی تاریکیوں میں ٹھوکریں کھانے والوں نے گھڑ لیا ہو اور جسے جھوٹ اور سراسر بناوٹ کی شکل دے دی ہو، پس حسرت ہے ان نافرمان عقولوں پر جو فلسفہ کے گمراہ کن سمندر میں ڈوب چکی ہے۔

از تصانیف او اربعین تبانیۃ
الاسناد ست و مختصر این اربعین ست
کہ اور اربعین صغری گویند و اربعین
موافقات عوالی ست و اربعین تساعیات
الاسناد الابدال ست و ہر گاہ از تصنیف
این اربعین فارغ شد این چند بیت نظم کرد۔
دیماطی کی تصانیف میں چند اربعین بھی ہیں۔
اربعین تبانیۃ الاسناد، اربعین صغری اور یہ
پہلی اربعین کا مختصر ہے۔ اربعین موافقات عوالی
اربعین تساعیات الاسناد الابدال۔ جب آپ
اس اربعین کی تالیف سے فارغ ہوئے تو یہ چند
بیت نظم کئے۔

خُذْهَا أَحَادِيثَ اِبْدَالًا مُصَحَّحَةً وَافَتْ تَسَاعِيَةَ الْاِسْنَادِ فِي الْعَدَدِ

توان احادیث کو جو ابدال اور صحیح ہیں یاد کر لے، جن کی اسناد شمار میں تساعی ہیں۔

فِي اَوَّلِ رَقْعَةٍ فِيهِ مُرَافَقَةٌ لِاحْمَدَ بْنِ شُعَيْبٍ قَائِلِ السَّدَدِ

اس کی پہلی میں نسائی سے مرافقت ہے، جو درست بات کے کہنے والے تھے۔

لہ اصطلاح محدثین میں ابدال کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ اسناد کو محدث مصنف کے شیخ ایشخ تک پہنچا دے۔ مثلاً بخاری قتیبہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ مالک سے اور کوئی دوسرا راوی اپنے دوسرے سلسلہ اسناد کو قلتِ عدد کے ساتھ مالک تک پہنچا دے۔

وَتِلْوُهُ وَرَدَّتْ فِيهِ مُصَافِحَةٌ لِمُسْلِمٍ حَافِظِ الْأَلْفَاظِ وَالسَّنَدِ
 اور اس کے بعد کی حدیث میں مصافحت وارد ہوئی ہے، امام مسلم سے جو الفاظ و سند کے حافظ ہیں۔
 وَمِثْلُهُ بَعْدَ عِشْرِينَ مُوَافِقَةً لِلتِّرْمِذِيِّ أَبِي عَيْسَى حَمَاهُ رَدِّ
 اور اسی طرح بیسویں حدیث کے بعد موافقت امام ابو عیسیٰ ترمذی سے ہے، جن کی حفاظت میں تو
 بھی آجا۔

ان کی ایک اور تصنیف بھی جو سوا حدیث کا
 ذخیرہ ہے، جو مائتہ تساعیۃ فی الموافقات وابدال
 العلیۃ کے نام سے مشہور ہے۔ تساعیات مطلقہ،
 اربعین جلیہ فی الاحکام النبویۃ اور ایک دوسری
 اربعین بھی جو جہاد کے بارے میں ہے، ان کی تالیف
 کردہ ہیں۔ مجالس بغدادیہ، مجالس دمشقیہ، کشف
 المعطلی فی تبیین الصلوۃ الوسطیٰ، کتاب فضل صوم
 ستہ من شوال، کتاب فضل نخیل، کتاب التسلی و
 الاعتباط بثواب من تقدم من الافراط، کتاب الذکر
 والتسبیح اعقاب الصلوۃ، کتاب ذکر ازواج النبی
 واولادہ و اسلافہ۔ اور ان کے علاوہ بھی آپ کی
 بہت سی تصانیف ہیں۔

واز تصانیف او صد حدیث دیگر
 ست کہ اور مائتہ تساعیۃ فی الموافقات و
 ابدال العلیۃ گویند و نیز از تصانیف او
 تساعیات مطلقہ است و اربعین جلیہ فی احکام
 النبویۃ ست و اربعین دیگر ست در جہاد
 و مجالس بغدادیہ و مجالس دمشقیہ و کشف
 المعطلی فی تبیین الصلوۃ الوسطیٰ ست و
 کتاب فضل صوم ستہ من شوال و کتاب فضل
 نخیل و کتاب التسلی و الاعتباط بثواب
 من تقدم من الافراط و کتاب الذکر و تسبیح
 اعقاب الصلوۃ و کتاب ذکر ازواج النبی
 و اولادہ و اسلافہ و غیر ازین مذکور است
 نیز تصانیف بسیار دارد۔

لے مصافحت یہ ہے کہ راوی کی اسناد محدث مصنف کے شاگرد کے مساوی ہو جائے اس عدد میں
 جو اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا ہے، مثلاً اگر محدث مصنف کے شاگرد کے اسناد سے
 رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پانچ عدد ہیں تو اس کے بھی پانچ ہی عدد ہوں۔
 لے محدث مصنف کی موافقت کے یہ معنی ہیں کہ کوئی راوی اپنے سلسلہ کو مع قلت عدد کے اس
 کے شیخ تک ملا دے مثلاً بخاری کے شیخ قتیبہ ہیں اور قتیبہ کے شیخ مالک ہیں پس اگر کوئی راوی اپنی
 روایت کا سلسلہ قلت عدد کے ساتھ قتیبہ تک پہنچا دے تو اس کو بخاری سے موافقت ہوگئی۔

کرامات الاولیاء للخلال

خلال کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی۔ ۳۵۲ھ میں پیدا ہوئے ابو بکر و راق، ابو بکر بن شاذان اور اسی طبقہ کے دوسرے لوگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ خطیب بغدادی، ابو الحسین ابن الطیوری، جعفر بن احمد سراج، علی بن عبد الواحد دینوری اور دوسرے کمال ترین محدثین خود ان سے روایت کرتے ہیں۔ تمام محدثین کے نزدیک ثقہ، معتبر اور حفظ حدیث میں اپنے زمانہ کے سردار ہیں۔ صحیحین پر ان کی ایک مسند ہے لیکن وہ ناتمام ہے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۹ھ میں وفات پائی۔

حافظ ذہبی نے اپنی تاریخ میں ان کے واسطے سے یہ روایت کی ہے۔

جعفر بن منیر، احمد بن محمد السلفی، ابو سعید محمد بن عبد الملک، ابو محمد الخلال، علی بن احمد السرخسی، الحافظ، عبد اللہ بن عثمان الواسطی، ابو القاسم بن ایوب بن محمد، ابو عثمان المازنی، سیبویہ، خلیل بن احمد، ذر بن عبد اللہ الہمدانی، حارث۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں بھلائی کرنیوالے ہیں، وہی آخرت میں بھلائی کرنے والوں میں شمار ہوں گے۔ اور جو کوئی دنیا میں برائی

نام و نسب او ابو محمد حسن بن محمد بن حسن بن علی بغدادی ست در سال صد و پنجاہ و دو متولد شدہ و از ابو بکر و راق و ابو بکر بن شاذان و طبقہ ایشان علم حدیث فراگرفته خطیب بغدادی و ابو الحسین بن طیوری و جعفر بن احمد سراج و علی بن عبد الواحد دینوری و دیگر محدثان عمدہ ازوے روایت دارند و نزد ہمگنان ثقہ و معتبر بود و در حفظ حدیث سرآمد ابنائے روزگار خود اورا مسند لیست بر صحیحین لیکن با تمام نرسیدہ در جمادی الاولیٰ سنہ چہار صد و سی و نہ وفات اوست۔ حافظ ذہبی در تاریخ خود می گوید۔

اخبرنا جعفر بن منیر قال حدثنا الحافظ احمد بن محمد يعني السلفي قال حدثنا ابو سعيد محمد بن عبد الملك بن اسد قال اخبرنا ابو محمد الخلال قال حدثني علي بن احمد السرخسي الحافظ من حفظه قال حدثنا عبد الله بن عثمان الواسطي قال سمعت ابا القاسم بن ايوب بن محمد خطيبنا بواسطه يقول سمعت ابا عثمان

الہازنی یقول حدیثنا سیبویہ عن الخلیل
بن احمد عن ذریب بن عبد اللہ الہمدانی
عن الحارث عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اهل المعروف فی الدنیا
اهل المعروف فی الآخرة واهل المنکر فی الدنیا هم اهل المنکر فی الآخرة۔

جزء ابن نجید

او یکی از اوتاد زمن و شیخ صوفیہ
در وقت خود بود در زہد و عبادت طاق
و در علو اسناد در خراسان مشہور و مشارفہ
آفاق در اول این جزو می گوید۔
حدیثنا ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ
الکجی قال حدیثنا ابو عاصم الضحاك
بن مخلد النبیل عن الاوزاعی قال
حدثنی قرۃ بن عبد الرحمن عن ابن
شہاب عن ابی سلمۃ عن ابی ہریرۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قال اللہ تعالیٰ احب عبادی الیّ اعجلہم فطرا
نام و نسبش ابو عمرو اسمعیل بن نجید بن
احمد بن یوسف بن خالد سلمی نیشاپوری است
شیخ عصر خود بود در تصوف و عبادت
و معاملہ از آباء و اجداد خود مال بسیار میراث
گرفته بود ہمہ را در راہ خدا بر علماء و مشائخ
خرج فرمودہ صحبت جنید و ابو عثمان حیری
و دیگر بزرگان دریافته و از ابراہیم بن ابی

ابن نجید اپنے زمانہ کے اوتاد، اپنے وقت کے
صوفیاء کرام کے شیخ اور زہد و عبادت میں لیکتا تھے،
خراسان میں بلندی اسناد میں مشارالہ اور مشہور
آفاق تھے۔ اس جزو کے شروع میں اس طرح بیان
کیا ہے۔
ابو مسلم ابراہیم بن عبد اللہ الکجی، ابو عاصم الضحاك
بن مخلد النبیل، اوزاعی، قرۃ بن عبد الرحمن، ابن شہاب۔
ابو سلمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کو وہ شخص زیادہ
محبوب ہے، جو اپنے روزہ کو (وقت پر) افطار کرنے میں
جلدی کرتا ہے۔

ابن نجید کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو عمرو اسمعیل
بن نجید بن احمد بن یوسف خالد سلمی نیشاپوری۔
تصوف، عبادت اور معاملات میں اپنے زمانہ
کے شیخ تھے۔ اپنے باپ دادا سے میراث میں بہت
مال پایا تھا، جو سب کا سب خدا کی راہ میں اور علماء
و مشائخ پر صرف کر دیا۔ انہوں نے (شیخ) جنید اور
ابو عثمان حیری اور دیگر بزرگوں کی صحبت پائی تھی۔ ابراہیم

طالب و عبد اللہ بن احمد بن حنبل و محمد بن ایوب رازی و ابو مسلم کجی حدیث فراگرفتہ نواسہ او ابو عبد الرحمن سلمی کہ شیخ الصوفیہ ست و ابو عبد اللہ حاکم و دیگر بزرگان عمدہ ازو سے اخذ فیض باطن و ظاہر نموده اند و اورا در عصر خود از اوتاد و ابدال می دانستند نو دو سہ سالہ بود کہ در سال سہ صد و شصت و پنج وفات یافت

بن ابی طالب، عبد اللہ بن احمد بن حنبل، محمد بن ایوب رازی اور ابو مسلم کجی سے حدیث کا فیض حاصل کیا ان کے نواسے ابو عبد الرحمن سلمی (جو صوفیاء کے شیخ ہیں) اور ابو عبد اللہ حاکم اور دوسرے چدیدہ بزرگوں نے خود ان سے حدیث پڑھ کر ظاہری و باطنی فیض حاصل کیا۔ ان کے زمانہ کے لوگ ان کو ابدال جانتے تھے۔ ترانوے ۹۳ سال کی عمر پائی اور ۳۶۵ھ میں انتقال ہوا۔

علامہ ابن نجید کی خدمات اور ان کے عدم ظہار پر اصرار

از مناقب جلیلہ او آنست کہ شیخ او ابو عثمان حیری رامصر نے ضروری در بعضی سرحد ثغور جہاد برائے اعانت مجاہدین در پیش آمد ہر چند سعی و تلاش نمود از اسائے وقت بیچ حاصل نہ شد روزی درین مجلس بحسرت آنکہ این عمل خیر از دست اوئی رود تنگدل شد و گریہ آغاز نہاد ابو عمرو بن نجید چون حال برین منوال دید دو کیسہ پر از دو ہزار درم در خلوت شیخ از خانہ خود آورد در پائے شیخ انداخت شیخ خوشحال شد و بر سر مجلس بہ حضور مردم این عمل خیر اورا اظہار فرمود و گفت کہ یاران خوش وقت باشد کہ ابو عمرو از طرف ہمہ شما این بار بر داشت من امید دارم کہ در برابر این عمل او مراتب

ان کے مناقب جلیلہ میں یہ واقعہ عجیب و غریب ہے کہ ایک دفعہ ان کے شیخ ابو عثمان حیری کو بعض سرحدوں کے جہاد میں مجاہدین کی خدمت کے لئے کچھ خرچ کی ضرورت پیش آئی۔ شیخ نے لوگوں سے وصولی کی بہت کچھ کوشش کی مگر جب کچھ نتیجہ نہ نکلا تو ایک روز عین مجلس میں اس غرض سے آئے کہ شاید یہ عمل خیر ان (ابن نجید) کے ہاتھوں انجام کو پہنچے۔ شیخ نے نہایت حسرت سے گریہ وزاری کرتے ہوئے اس ضرورت کو بیان کیا۔ ابن نجید نے اپنے شیخ کا یہ حال دیکھا تو دو ہزار درم کی تھیلیاں اپنے مکان سے لا کر شیخ کے قدموں میں ڈال دیں۔ شیخ بہت خوش ہوئے اور بر سر مجلس تمام لوگوں کے روبرو اس عمل خیر کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ اے دوستو! خوش ہو جاؤ ابو عمرو نے تم سب کی طرف سے اس بار کو برداشت کر لیا۔ مجھے امید ہے کہ اس عمل کے بدلہ میں

قرب الہی میں انہیں مراتب عالیہ نصیب ہوں گے
ابن نجید بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ انہوں نے
یہ خیال کر کے کہ میرا عمل لوگوں پر ظاہر ہو گیا ہے ،
بے تابانہ اٹھ کر یہ عرض کیا کہ اے حضرت! اے میرے
شیخ! میں اپنی والدہ کا یہ مال اٹھالایا تھا اب نہیں
خبر ہوئی تو وہ اس کے دینے میں رضامندی ظاہر
نہیں کرتیں تو یہ مال خدا کی راہ میں کس طرح مقبول
ہوگا۔ مجھے امید ہے کہ آپ یہ مال مجھے واپس کر دینگے
تاکہ میں اپنی والدہ کے سپرد کردوں اور اس گناہ
سے چھٹکارا پاؤں۔ شیخ نے یہ حقیقت سنتے ہی وہ
تمام مال اسی وقت واپس کر دیا اور وہ اسے اٹھا
کر لے گئے جب رات ہوئی اور حاضرین مجلس شیخ
سے جدا ہو گئے تو ابن نجید اس مال کو لائے اور شیخ
کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ اسے پوشیدہ
طور پر مستحقین کو عنایت فرمائیے، میرا نام کسی پرہیز
ظاہر نہ کیجئے۔ شیخ ابو عثمان پر حالت گریہ طاری ہو گئی
اور فرمایا کہ تیری ہمت پر صد آفرین۔

عالیہ قرب الہی باو دہند ابن نجید دران
مجلس حاضر بود و دید کہ عمل من ظاہر شد
بے محابا برخواست و گفت ای حضرت
شیخ من این مال از مادر خود دزدیدہ آورد
بودم حالا او رضائی دید پس این در راہ
خدا چہ قسم مقبول خواهد شد امیدوارم کہ
آن ہمہ مال بر من رد فرمائید کہ مادر
خود را برسانم و ازین گناہ وارہم
شیخ بجز شنیدن این قصہ مال را برو
بازگردانید و او برداشتہ برد چون
ہنگام شب شد و مردم از نزد شیخ
متفرق شدند آن ہمہ مال را باز آورد
نزد شیخ عرض کرد کہ این را پوشیدہ
بمستحقان برساند و ہرگز نام من نہ برد
شیخ ابو عثمان را گریہ مستولی شد و فرمود
کہ آفرین باد بر ہمت تو۔

علامہ ابن نجید کے چند ملفوظات

ابن نجید کے ملفوظات میں سے یہ ہے کہ آپ
نے فرمایا، سالک پر جو حال وارد ہو (گو وہ بُرا نہ ہو)
مگر جب وہ نتیجہ میں علم کو مفید نہ ہو تو اس کا ضرر اس
کے نفع سے زیادہ ہوتا ہے۔

یہ بھی فرمایا کہ مقام عبودیت اس وقت نصیب
ہوتا ہے جب سالک اپنے افعال کو ریاء اور اپنے

واز کلام ابن نجید است کہ گفت
است ہر حالے کہ بر سالک وارد شود اگرچہ
حال بزرگ باشد چون نتیجہ علم نباشد ضرر
او بر صاحب حال بیشتر از نفع اومی باشد
و مرگفتہ است کہ صفائی مقام
عبودیت وقتی دست میدہد کہ افعال خود را

ہمہ ریا و اقوال خود را ہمہ دعوی اتکار دہن
و نیز گفته است کہ چون شخص رازوا
جاہ خود نزد خلق آسان شود اعراض او از
دنیا و اہل آن سہل گردد۔

و شیخ ابو عثمان حیری در حق او
گفتہ کہ مراد محبت این جوان مردم ملامت
می کنند و نمی دانند کہ بر طریقہ من غیر از
نخواہد بود و اوست کہ بعد از من خلیفہ
من خواہد بود۔

تمام اقوال کو محض دعوی سمجھے۔

یہ بھی فرمایا کہ جس شخص کو مخلوق کے سامنے اپنا
زوال جاہ شاق نہ ہو تو اس کے لئے دنیا اور اہل
دنیا کو ترک کر دینا آسان ہو جاتا ہے۔

شیخ ابو عثمان حیری ابن نجید کے بارے میں
کہا کرتے تھے کہ لوگ اس جوان کی محبت میں مجھے
ملامت کرتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ میرے
طریق پر اس کے سوا اور کوئی نہیں چلے گا اور میرے
مرنے کے بعد یہی شخص میرا خلیفہ ہوگا۔

جزء القیل

لابی عمرو بن السماک

حضرت عائشہ رضی کی حدیث میں جو ابو بکر رضی اور
زبیر رضی کی فضیلت میں ہے اور جو اس کتاب کا ابتدا
جزء ہے، یہ حدیث نقل کی گئی ہے۔

احمد بن عبد الجبار الکوفی، ابو معاویہ، ہشام
بن عروہ، عروہ۔ حضرت عائشہ رضی نے فرمایا کہ اسے
بھانجے میرے! تمہارے باپ یعنی ابو بکر اور زبیر
اللہ تعالیٰ عنہما ان لوگوں میں سے ہیں جن کے حق میں
یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین استجابوا للہ والرسول
من بعد ما اصابہم القرع۔ (پھر یہ بھی) فرمایا
(اصل واقعہ یہ ہے کہ) جب مشرکین اُحد سے لوٹے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کے اصحاب کو

در حدیث عائشہ فی فضل ابی
بکر و الزبیر کہ اول آن جزوست
می گوید۔

حدثنا احمد بن عبد الجبار
العطار مدنی الکوفی قال حدثنا ابو معاویہ
عن ہشام بن عروہ عن ابیہ عن
عائشہ قالت یا ابن اختی کان ابواک
یعنی ابابکر والزبیر من الذین
استجابوا للہ والرسول من بعد ما
اصابہم القرع قالت لما انصرف
المشرون من اُحد و اصاب النبی

لے جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا، بعد اس کے کہ ان کو زخم پہنچا

تکلیف پہنچی جو پہنچنی تھی (یعنی ظاہری شکست) اور آپ کو یہ خوف ہوا کہ شاید کفار پھر پلٹ کر آ رہے ہیں یعنی جب آپ کو کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہوا کہ کفار کا باہم مشورہ ہوا ہے کہ مسلمان بھاگ تو گئے ہیں اور ان میں ضعف آ گیا ہے، ایک حملہ اس شدت سے اور کرو کہ ان کا استیصال اور قلع قمع ہو جائے، تو آپ نے فرمایا کہ کون ہے جو میرا حکم بجالائے اور ان کے خمیوں میں گھس پڑے تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ (ہنوز) ہم میں قوت ہے۔ تو ابوبکرؓ اور زبیرؓ نے آپ کا حکم قبول کیا اور

ستر آدمیوں کے ساتھ قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے۔ جب کفار کو یہ معلوم ہوا تو وہ لوٹ گئے پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی۔ **فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضِّل لَّمْ يَمَسَّ سُلُومٌ وَّ اتَّبَعُوا بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَاِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ**۔ اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

نام و نسب او ابو عمرو عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقاق ست معروف بود با بن سماک از محمد بن عبید اللہ مناوی و حنبل بن اسحاق و حسن بن مکرم و یحیی بن ابی طالب و دیگر اجلہ این فن تحصیل علم حدیث نمودہ و ازوے حاکم و ابن مندہ و ابن القطان و ابو علی بن شاذان و دیگر کبرا این قوم اخذ نمودہ اند خطیب گفتہ است کہ من از ابن رزقویہ شنیدم کہ می گفت۔ **فخذ من البازئی الابيض ابو عمرو** ابن السماک کی کنیت ابو عمرو اور نام و نسب یہ ہے۔ عثمان بن احمد بن یزید بغدادی دقاق۔ ابن السماک کے ساتھ معروف ہیں۔ انہوں نے محمد بن عبید اللہ المناوی، حنبل بن اسحاق، حسن بن مکرم، یحییٰ بن ابی طالب اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے علم حدیث حاصل کیا۔ اور خود ان سے حاکم، ابن مندہ، ابن القطان، ابو علی بن شاذان اور دوسرے بزرگ روایت کرتے ہیں۔ خطیب بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن رزقویہ سے یہ سنا ہے۔ **فخذ من البازئی الابيض ابو عمرو بن السماک** سفید باز ابو عمرو بن سماک سے

صلی اللہ علیہ وسلم و اصحابہ ما اصابہم خاف ان یرجعوا من ینتدب للہولاء فی خیابائہم حتی یعلموا ان بناقوۃ قتالت فان تدب ابوبکر و الزبیر فی سبعین فخرجوا فی آثار القوم فسمعوا بہم فانصر فواقالت فانقلبوا بنعمۃ من اللہ و فضل قالت لم یلقوا عدوا۔

ستر آدمیوں کے ساتھ قوم کے پیچھے نکل کھڑے ہوئے۔ جب کفار کو یہ معلوم ہوا تو وہ لوٹ گئے پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی۔ **فَانْقَلَبُوا بِنِعْمَةِ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضِّل لَّمْ يَمَسَّ سُلُومٌ وَّ اتَّبَعُوا بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَاِنَّ اللّٰهَ ذُو فَضْلٍ عَظِيْمٍ**۔ اور یہ بھی کہا کہ ان دونوں نے دشمن کو نہ پایا۔

لہ پھر اللہ کے فضل اور احسان سے چلے آئے اور ان کو کچھ بُرائی نہ پہنچی اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی انہوں نے پیروی کی اور اللہ تعالیٰ بڑا فضل والا ہے۔

بن سماک . در ربيع الاول سن چہل و چہار
وسہ صد وفات یافت و از خانہ تادفن او
ہمراہ جنازہ اش پنجاہ ہزار کس مشالعت نمود
علم حاصل کرو، ماہ ربيع الاول سال ۱۰۰ھ میں آپ کا
انتقال ہوا۔ ان کے مکان سے قبرستان تک ان کے
جنازہ کے ساتھ پچاس ہزار آدمی تھے۔

جزء فضائل اہل البیت

ابوالحسن بزاز

تصنیف ابوالحسن علی بن معروف
البرزاست در آخر کتاب در حدیث البر
والصلۃ می گوید۔
یہ کتاب ابوالحسن علی بن معروف بزاز کی
تصنیف ہے۔ آخر کتاب میں باب حدیث البر والصلۃ
کے ذیل میں یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔

حدّ ثنا ابواسحاق ابراہیم بن
عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن
محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس قال
حدثنی ابی قال حدثنی محمد بن
ابراہیم الامام عن عبد الصمد بن
علی بن عبد اللہ بن عباس قال
حدثنی ابی عن جدی عبد اللہ
قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انہ کان فی بنی اسرائیل مملکان انحوا
علی مدینتین وکان احدہما باراً
برحمہ عادلًا فی رعیتہ وکان الآخر
عاقلاً لرحمہ جابراً علی رعیتہ وکان
فی عصرہما نبی فاحی اللہ الی ذلک
النبی انہ قد بقی من عمرہذا البار
ثلث سنین ومن عمرہذا العاق
ثلثون سنۃ فاخبر ذلک النبی رعیتہ
حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو بھائی دو
شہروں کے بادشاہ تھے۔ ان میں سے ایک تو اپنے
قرابت داروں کے ساتھ صلہ رحمی (بھلائی) اور اپنی
رعایا کے ساتھ انصاف کرتا تھا۔ اور دوسرا قطع رحمی سے
پیش آتا تھا اور اپنی رعیت پر ظلم کرتا تھا۔ ان کے زمانہ
میں ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان (نبی) پر وحی
نازل فرمائی کہ اس نیک بخت بادشاہ کی عمر کے صرف
تین سال باقی رہ گئے اور اس نافرمان کی عمر کے تیس
سال باقی ہیں۔ نبی نے اس امر کی اطلاع دونوں
بادشاہوں کی رعیت کو دے دی۔ تو اس عادل کی رعایا
کو (بھی) اس کا نعم ہوا اور اس ظالم کی رعایا (بھی) غمگین
ہوئی۔ دونوں کی رعیت نے بچوں کو ماؤں سے جدا
کر دیا اور کھانا پینا ترک کر کے صحرا میں جا کر دعا کرنے
لگے کہ خدا اس جابر کے پنجہ سے نجات دے اور عادل
کا زمانہ دیر تک قائم رہے (تاکہ رعایا کو چین نصیب ہو)

اسی طرح تین دن دعائیں گزارے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے نبی پر یہ وحی نازل فرمائی کہ میرے بندوں کو اس کی خبر کر دو کہ میں نے ان پر رحم کیا اور ان کی دعا قبول کی۔ اور میں نے اس عادل کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ تو اس ظالم کو دے دیا اور اس ظالم کی عمر میں سے جو کچھ باقی رہا تھا وہ اس نیک بخت کو عطا کر دیا۔ (یہ سن کر) لوگ خوشی خوشی گھروں کو واپس ہوئے۔ (چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ) وہ ظالم تو تین سال بعد ہی مر گیا اور وہ عادل تیس سال تک زندہ رہا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا ترجمہ یہ ہے) اور نہ عمر پاتا ہے کوئی بڑی عمر والا اور نہ گھٹتی ہے کسی کی عمر، مگر لکھا ہے کتاب میں۔ بے شک یہ اللہ تعالیٰ پر آسان ہے۔ (یعنی جس کی جتنی عمر ہے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے)

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَمَا يُعْتَرُ مِنْ مُعْتَرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ط ر ا نَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

یہ علی بن معروف، علی بن الفراء کے (جو عمدہ محدثین میں سے ہیں) استاد ہیں۔ اور ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی کے شاگرد ہیں، جیسا کہ گزشتہ حدیث کے اسناد میں بیان ہوا۔ خطیب کہتے ہیں کہ محمد بن الباغندی، ابوالقاسم بغوی اور قاضی محالی بھی ان کے شاگرد ہیں، اور میں ایک واسطہ سے ان سے روایتیں لاتا ہوں!

ابوالحسن نے بہت سی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان کی وفات کا سال تو معلوم نہیں، البتہ

هذا ورعية هذا فاحزن ذلك ورعية العادل واحزن ذلك ورعية الجابر قال ففرقوا بين الاطفال والامهات وتركوا الطعام والشراب وخرجوا الى الصحراء يدعون الله عزوجل ان يمتعهم بالعادل ويزيل عنهم امر الجابر فاقاموا ثلثا فوحى الله عزوجل الى ذلك النبي ان اخبر عبادي اني قد رحمتهم فاجبت دعائهم فجعلت ما بقى من عمر هذا البار لذلك الجابر وما بقى من عمر ذلك الجابر لهذا البار قال فرجعوا الى بيوتهم ومات الجابر لعام ثلث سنين وبقى العادل فيهم ثلثين سنة ثم تلا رسول الله صلي الله عليه وسلم وَمَا يُعْتَرُ مِنْ مُعْتَرٍ وَلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهِ إِلَّا فِي كِتَابٍ ط ر ا نَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ

واین علی بن معروف استاد علی بن الفراء ست کہ از عمدہ محدثین ست۔ و شاگرد ابراہیم بن عبد الصمد ہاشمی چنانچہ درین مسند گزشتہ۔ و خطیب گفتہ ست کہ شاگردوے محمد بن الباغندی و ابوالقاسم بغوی و قاضی محالی و من ازوے بیک واسطہ روایات بسیار دارم۔

صاحب تصانیف مفیدہ است سال وفات او معلوم نیست لیکن

ابن التوزی ازوے در سنہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے کیونکہ
وہ بیچ سماع حدیث نمودہ پس تا آن سال
باقی بود وفات او بعد از ان ست۔
اس قدر معلوم ہے کہ ۳۸۵ھ تک زندہ رہے کیونکہ
ابن التوزی نے ان سے اسی سال حدیث کا سماع
کیا ہے۔ گویا اس سن کے بعد کسی سال وفات ہوئی۔

اربعین شحامی

اس کتاب میں چالیس حدیثیں ہیں، جن کے
آخر میں اشعار و حکایات بھی بیان کی گئی ہیں شحامی
کا نام و نسب یہ ہے۔ ابو منصور عبد الخالق بن زاہر بن
طاہر الشحامی۔ اس کتاب کے دیباچہ میں خطبہ ہے۔
ہر قسم کی نعمتوں پر تمام محامد کا مستحق وہی خدا ہے
جو تمام جہان کا پروردگار ہے۔ میں اس کی کمال حمد کرتا
ہوں جو اس بزرگ ذات اور اس کی عزت جلال کے
شایان ہے۔ درود و سلام اس ذات پر نازل ہوتا ہے
جس کو تمام مخلوق پر فضیلت دی گئی ہے، جن کا نام محمد
ہے اور ان کے بعد آپ کی پاک اولاد اور آپ کے
پاک باز صحابہ پر۔

حمد و صلوة کے بعد (یہ عرض ہے کہ) میں
اس سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چالیس
حدیثیں اپنے شیوخ میں سے ان چالیس شیوخ سے
جن کی صحبت میں نے پائی اور جن سے میں نے سماع
حدیث کیا، جمع کر چکا تھا، اس جمع کرنے سے میں نے
یہ امید کی کہ میں ان لوگوں کے زمرہ میں داخل ہو جاؤں

چہل حدیث ست کہ در آخر آن
انشادات و حکایات نیز آورده و نام شحامی
ابو منصور عبد الخالق بن زاہر الشحامی ست
در دیباچہ اش می گوید۔

الحمد لله رب العالمين على
الاته حمد الكما ينبغي لكرم وجهه
وعز جلاله والصلوة والسلام
على المفضل على جميع خلقه محمد
واله الطيبين وصحبه الطاهرين
من بعده۔ وبعد فقد سلف مني
جمع اربعين حديثا عن رسول
الله صلى الله عليه وسلم من اربعين
شيخا من مشائخي الذين ادركتهم
وسمعت منهم ومرجوت بذلك
الدخول في زمرة الذين ورد
فيهم الخبر المشهور عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم من حفظ اربعين

لے نیشاپور میں شوال ۵۵۵ھ میں وفات پائی۔

جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث وارد ہوئی ہے۔ مَنْ حَفِظَ اَرْبَعِينَ حَدِيثًا مِنْ اُمَّتِي لِحُجِّ مِيرے دل میں اس کا پختہ ارادہ پیدا ہو کہ میں اپنی سنی ہوئی حدیثوں میں سے صرف ان چالیس حدیثوں کی تخریج کروں جن کو میرے استادوں میں سے چالیس استادوں نے چالیس صحابہ کرام سے نقل کیا ہو۔ اور ان میں بھی میں تبرکاً عشرہ مبشرہ بالجنتہ (یعنی وہ دس صحابہ جن کو دنیا میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی) سے ابتداء کروں تاکہ شرفِ متن کے ساتھ ساتھ شرفِ سند کا فخر بھی حاصل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ ہماری کوشش کو خاص اپنی ذات کے لئے کرے اور اپنے فضل و کثادہ بخشش کے باعث ہم کو برکتوں کی بخششوں سے بھرے۔ اس کی پہلی حدیث اس طرح بیان کی ہے۔

طاہر بن محمد المستملی، ابوسعید محمد بن موسیٰ بن الفضل الصیرفی، محمد بن یعقوب بن یوسف الاصم، ابوالدرداء ہاشم بن محمد، عتبہ بن السکن، ابوسلیمان الفزاری الحمصی، ضحاک بن ابی حمزہ ابونصر، ابوجار العطاردی، عمران بن حصین۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے تمام گناہ اور خطائیں معاف کر دی جائیں گی۔ پھر اگر وہ نماز جمعہ کے لئے چلے گا تو اللہ تعالیٰ ہر قدم پر بیس سال کا عمل لکھ دے گا۔ اور جب نماز (بھی) پوری ہو جائے تو دو سو سال کے عمل کے برابر اس کو اجر دیا جائے گا۔

حَدِيثًا مِنْ اُمَّتِي لِحُجِّ فَاسْتَحْكَمْتُ
بِي دَاعِيَةً اَنْ اُخْرِجَ مِنْ مَسْمُوعَاتِي
اَرْبَعِينَ حَدِيثًا عَنْ اَرْبَعِينَ شَيْخًا
مِنْ مَشَائِخِي عَنْ اَرْبَعِينَ نَفْسًا مِنْ
الصَّحَابَةِ الْاَكْرَمِينَ وَاتِيَمَنُّ بِالْبَدَايَةِ
بِالْعَشْرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ
فَيَجْتَمِعُ لَهَا مَعَ شَرَفِ الْمَسْتَن
شَرَفِ السَّنَدِ جَعَلَ اللهُ تَعَالَى
سَعْيًا خَالصًا لَوْجْهَهُ وَاَمْلَانَا مِنْ
نَوَالِ بَرَكَاتِهِ بِفَضْلِهِ وَسِعَةِ
جُودِهِ.

الحديث الاول

اخبرنا جدِّي ابو عبد الرحمن
طاہر بن محمد المستملی قال اخبرنا ابو
سعيد محمد بن موسى بن الفضل الصيرفي
قال حدثنا محمد بن يعقوب بن يوسف
الاصم قال حدثنا ابوالدرداء هاشم
بن محمد الانصاري ببیت المقدس
قال حدثنا عتبہ بن السکن يکثي اباسليمان
الفزاري الحمصی قال حدثنا الضحاک
بن ابی حمزہ عن ابی نصر عن ابی رجا
العطاردی عن عمران بن حصین عن
عن ابی بکر الصديق قال قال رسول
الله صلی الله عليه وسلم من اغتسل
يوم الجمعة محبت ذنوبه وخطاياہ

فاذا سراح كتب الله له بكل قدم عمل عشرين سنة فاذا قضيت الصلوة اُجيز بعمل مائتي سنة.

جنید اور ایک لونڈی کا واقعہ

وقال في الانشادات.

اخبرنا ابو الحسن علي بن محمد بن

احمد المؤذن قال اخبرنا ابو عبد الله

محمد بن عبد الله بن باكوية قال اخبرنا

نصر بن ابى نصر قال اخبرنا جعفر بن

نصير قال سمعت الجنيد يقول حججت

على الوحدة فجاوزت بمكة فكدت اذا

جن الليل دخلت المطاف فاذا

بجارية تطوف فتقول

ابى الحب ان يخفى وكم قد كتمته

ہر چند میں نے چھپانا چاہا مگر محبت نے مخفی رہنے سے انکار کر دیا اور اب اس نے اندر جگہ کر لی اور

خیمہ گاڑ دیا۔

اذا اشتد شوقى هام قلبى بين كره

فان رمت قريبا من حبيبي تقربا

جب میرا شوق شدت پکڑتا ہے تو میرا دل اس (محبوب) کے ذکر سے حیران و سر اسیمہ ہو جاتا ہے۔

جب اپنے محبوب سے قرب کی خواہش ہوتی ہے تو اس کا ذکر قریب ہو جاتا ہے۔

ويبدو فانى ثم احيى له يوم

ويسعدني حتى الذا واطربا

اور وہ ظاہر ہوتا ہے تو کبھی اس کے لئے زندہ کی جاتی ہوں اور کبھی مردہ۔ اور وہ میری مدد کرتا ہے

یہاں تک کہ میں لذت پاتی ہوں اور خوش ہوتی ہوں۔

قال قلت لها يا جارية امسا

تقين الله في مثل هذا المكان تتكلمين

(جنید کہتے ہیں) میں نے اس لونڈی سے کہا کہ

اے جاریہ کیا اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتی اس (متبرک)

اے اونٹ بٹھایا اے خیمہ کو تانا، مراد اقامت۔

بہذا الکلام فالتفتت الی وقال
لی۔ یاجنید! مقام میں یہ باتیں کرتی ہے؛ تو اس نے میری طرف
دیکھ کر کہا، اے جنید!

لَوْلَا التُّقَى شَرَّدَنِي أَهْجُرُ طَيْبَ الْوَسْكِ

اگر تقوی مانع نہ آتا، تو میں عمدہ خواب کو چھوڑ دیتی۔

إِنَّ التُّقَى شَرَّدَنِي كَمَا تَرَى عَنْ وَطَنِي

بیشک تقوی ہی نے مجھے میرے وطن سے نکالا، چنانچہ تو دیکھ رہا ہے۔

أَفِرِّمِنْ وَحْدِي يَهْ فَحُبُّهُ سَيَمَنِي

میں بوجہ تقوی اپنے عشق سے کنارہ کش ہوں حالانکہ اسکی محبت نے مجھے دیوانہ کر دیا۔

ثُمَّ قَالَتْ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ ام

بِوَجْهِ الْبَيْتِ فَقُلْتُ أَطُوفُ بِالْبَيْتِ

فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَتْ

سُبْحَانَكَ سُبْحَانَكَ مَا عَظَمَ

مَشِيَّتِكَ فِي خَلْقِكَ خَلْقٌ

كَأَلْحَجَارِ ثُمَّ انْشَأَتْ

تَقُولُ ۛ

يَطُوفُونَ بِالْأَحْيَاءِ يَبْغُونَ قُرْبِي

وہ پتھروں کا طواف کر کے تیری قربت کو طلب کرتے ہیں، حالانکہ ان کے دل پتھر سے زیادہ سخت ہیں۔

وَنَاهُوا فَلَمْ يَدْرُوا مِنَ النَّيْبِ مَنْ هُمْ

وَحَلُّوا مَحَلَّ الْقُرْبِ فِي بَاطِنِ الْفِكْرِ

وہ حیران و سرگشتہ ہوئے اور سرگشتگی کی وجہ سے ان کو یہ پتہ نہ رہا کہ وہ کون ہیں، اور اپنے خیال میں وہ منازل قربت میں اترے۔

فَلَوْ أَحْلَصُوا فِي الْوَدْعَابِ صِفَاهُمْ

وَكَامَتْ صِفَاتُ الْوَدِّ لِلْحَقِّ بِالذِّكْرِ

اگر وہ دوستی میں خالص ہوتے تو ان کی یہ صفات ان سے فائب ہو جاتیں اور ذکر کی وجہ سے خدا کی محبت کے آثار ان پر طاری ہو جاتے۔

قَالَ الْجُنَيْدُ فَعَشِيَ عَلَى مِدْبَ

قَوْلِهَا فَلَمَّا أَفْقَتْ لَمْ أَرَهَا۔ جنید فرماتے ہیں کہ اس کے اس قول سے مجھ پر بیوشی طاری ہو گئی اور جب مجھے ہوش آیا تو میں نے اُسے وہاں نہ پایا۔

الامتناع بالاربعین المتبانیة بشرط السماع

ابن حجر عسقلانی

یہ کتاب شیخ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ)

کی تصنیف ہے۔ یہ ان چالیس احادیث کا مجموعہ ہے جنہیں وہ اپنے چالیس شیوخ سے نقل کرتے ہیں اور ہر شیخ کی سند علیحدہ علیحدہ صحابی تک منتهی ہوتی ہے۔ گویا صحابہ میں سے بھی چالیس شخص ان کے راوی ہوئے۔ ان میں عشرہ مبشرہ بھی ہیں۔ روایت حدیث کے بعد کوئی شعر بھی ضرور لکھتے ہیں۔ چنانچہ ان چالیس حدیثوں میں سے دوسری حدیث یہ ہے۔

یعنی لوگوں کو کلمہ اخلاص کے بعد عافیت اور صحت سے بڑھ کر قابل قدر، کوئی چیز عطا نہیں کی گئی اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے

مِثْلَهُمَا فِي دَارِنَا الْفَانِيَةِ

ان کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی۔

شَهَادَةُ الْإِخْلَاصِ وَالْعَافِيَةِ

جس کو اللہ تعالیٰ شہادتِ اخلاص یعنی کلمہ طیبہ نصیب کرے اور اسے صحت و عافیت بھی نصیب ہو۔

تیسری حدیث یہ ہے۔

یعنی اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔

اور اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے

فِي كُلِّ أَمْرٍ أَمْكَنْتُ فُرْصَتَهُ

ہر اس کام میں جس کے کرنے کا وقت ملے

تصنیف شیخ ابن حجر عسقلانی

کہ از چہل شیخ روایت آئے نامودہ و سند ہر شیخ منتهی بصحابی علیحدہ است پس روایت آئے از صحابہ نیز چہل کس اند و از جملہ آئے عشرہ مبشرہ اند و بعد از روایت حدیث شعرے مناسب آن نیز انشائی نماید چنانچہ بعد روایت این حدیث دوم،

أَنَّ النَّاسَ لَمْ يُؤْتُوا شَيْئًا بَعْدَ
كَلِمَةِ الْإِخْلَاصِ مِثْلَ الْعَافِيَةِ.

و این حدیث دوم ست از ان چہل

حدیث، این قطعہ را انشاء نموده

أَمْرًا لَمْ يُؤْتِ امْرَأٌ عَاقِلٌ

دو چیزیں ایسی ہیں کہ کسی عاقل کو اس دارِ فانی میں ان کے مثل کوئی چیز نہیں دی گئی۔

مَنْ يَسِّرَ اللَّهُ تَعَالَى لَهُ

و بعد از حدیث سوم کہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

ست این قطعہ نوشتہ

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ

اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے

لہ اس کتاب میں 'فتح الباری شرح بخاری' کے بیان میں آپ کے مختصر حالات زندگی درج ہیں۔

فَانُوْخَيْرًا وَاَفْعَلِ الْخَيْرَ وَاِنْ لَمْ تُطِقْهُ اَحْزَتْ نِيَّتُهُ

نیت اچھی کرو اور کام بھی اچھا، اگر اچھے کام کی توفیق نہ مل سکے تو اچھی نیت ہی کافی ہے۔
 وبعد حدیث چہارم کہ۔

مَا مِنْ اَمْرٍ مُّسْلِمٍ تَحْضُرُهُ
 صَلَاةٌ مَّكْتُوبَةٌ وَيُحْسِنُ طَلُوعَهَا
 وَمُرُكُوعَهَا وَخُشُوعَهَا
 سِتْ اِنْ قَطَعَهَا اِنْ شَاكَ رَدَّهُ۔

نہیں ہے کوئی مسلمان آدمی سوائے اس
 کے کہ اس کو فرض نماز کا وقت ملے اور وہ اچھی طرح
 وضو کرے اور رکوع و خشوع بھی اچھی طرح ادا کرے۔
 اس کے بعد یہ قطعہ درج ہے۔

اَحْسِنِ التَّطْهِيرَ وَاخْشَعْ قَانِتًا
 مُّطْمَئِنًّا فِي جَمِيعِ الرَّكْعَاتِ

اچھی طرح وضو کرو اور نماز کی تمام رکعتوں میں خموشی و اطمینان سے خشوع و خضوع کرنا چاہئے۔
 فَهُوَ كَفَّارَةٌ لِّمَا قَدَّمَ مِنْهُ
 مِنْ صَغِيرِ الذَّنْبِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ
 پس یہ (وضو) پچھلے صغیرہ گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا کیونکہ نیکیاں برائیوں کو مٹا دیا کرتی ہیں۔

وبعد از حدیث پنجم کہ
 نَهَى عَنِ الشَّرْبِ قَانِتًا
 ست میگوید

اِذَا رُمْتَ تَشْرَبُ فَاَقْعُدْ تَفْرُ
 تَشْبَهُ صَفْوَةَ اَهْلِ الْحِجَابِ

جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو بیٹھ جا، تاکہ اہل عرب کے برگزیدہ سے مشابہت نصیب ہو۔

وَقَدْ صَحَّحُوا شُرْبَهُ قَانِتًا
 وَلَكِنَّهُ لِبَيَانِ الْحَبْوَانِ

(محدثین نے) نبی کریم کے کھڑے ہو کر پانی پینے کو بھی صحیح ثابت کیا ہے لیکن یہ عمل صرف بیان بوز کیلئے تھا۔
 وبعد از حدیث ششم کہ حدیث ضمام
 چھٹی حدیث کے بعد جس کے راوی ضمام بن

بن ثعلبہ ست این قطعہ است

وَاطْبُ عَلَى السُّنَنِ الصَّحِيحَةِ تَكْتَسِبُ
 اَجْرًا وَيَرْضَى اللهُ عَنْكَ وَتَرْجُحُ

احادیث صحیحہ پر ہمیشہ عمل پیرا رہو تو اس کے عوض اجر حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگا اور
 تو اس سے نفع بھی اٹھائے گا۔

لَهُ اِنَّ الْحَسَنَاتِ اَشَارَةٌ هِيَ اَيُّ شَرِيْفَةٍ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ كِي طَرْفٍ۔
 اللہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

فَإِنْ اقْتَصَرْتِ عَلَى الْفَرَائِضِ فَلْيَكُنْ مِنْ غَيْرِ مُرْهَدٍ فِي النَّوَافِلِ تَفْلِيحٌ
 اگر تو فرائض پر اکتفا کرے تب بھی فلاح کو پہنچے گا، بشرطیکہ نوافل سے اعراض و انکار نہ کرے۔
 وبعدها از حدیث ہفتم کہ حدیث
 ساتویں حدیث کے بعد جس میں دس صحابیوں
 بشارت عشرہ است بجنّت می گوید کہ
 کو دنیا ہی میں جنت کی خوشخبری دی گئی ہے، یہ قطعہ

درج ہے سے
 لَقَدْ بَشَّرَ الْهَادِي مِنَ الصَّحَابِ مُرْمَرًا
 صحابہ میں سے ایک جماعت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جناتِ عدن کی خوشخبری دی ہے ان
 میں سے ہر ایک کا فضل و کمال مشہور ہے۔

سَعِيدٌ زَبِيرٌ سَعْدٌ طَلْحَةُ عَامِرٌ
 وہ یہ ہیں۔ سعید، زبیر، سعد، طلحہ، عامر، ابو بکر، عثمان، ابن عوف، علی اور عمر۔

مُسَلْسَلَاتِ صَغْرِي

تصنيف جلال الدين سيوطي -
 یہ کتاب جلال الدین سیوطی رالمتوفی ۹۱۱ھ
 کی تصنیف ہے۔ ان میں سے ایک حدیث مسلسل
 بیوم العید ہے۔ اور ایک حدیث مسلسل بمصافحہ
 ہے، جو انس بن مالک رضی سے مروی ہے۔ ان میں سے
 اکثر مسلسلات حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ
 کی کتاب المسلسلات میں درج ہیں۔ راقم الحروف
 کو بجز اشدان کا سماع حاصل ہے۔ اسی سبب سے
 اس میں سے کچھ نہیں لکھا گیا۔
 ازان جملہ حدیث مسلسل بیوم العید
 ست و ازان جملہ حدیث مسلسل بمصافحہ
 است و ازان بن مالک رسیدہ و اکثر
 آن مسلسلات در کتاب المسلسلات
 حضرت شیخ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ
 داخل ست و سماع آن راقم الحروف را
 حاصل و الحمد للہ باین جہت چیزی ازان
 مرقوم نشد۔

مختصر حسن حصین

ابن الجزری

اس کتاب کا نام عُدّہ ہے، جو خود صاحب
 کہ مسمی بَعْدَہ است از خود صاحب
 حسن حصین یعنی شیخ شمس الدین ابوالخیر
 حسن حصین شیخ شمس الدین ابوالخیر محمد بن محمد

الجزیری (المتوفی ۸۳۳ھ) کی تصنیف ہے۔ اس کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے اپنے ذکر کو ایک محفوظ قلعہ کا سامان بنایا اور صلوة و سلام ہو مخلوق کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نبی امی اور امین ہیں اور آپ کی پاک و برگزیدہ اولاد پر اور آپ کے تمام اصحاب پر اور ان لوگوں پر جو قیامت تک نیکی کے ساتھ ان کی پیروی کریں۔ اس کے بعد گزارش ہے کہ، چونکہ میری کتاب 'الحصن الحصین' میں کلام سید المرسلین، ایسی کتاب تھی کہ متقدمین نے اس جیسی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور متاخرین کا طریقہ اختیار کرنے والوں میں اس کی نظیر کا تالیف ہونا نادر تھا۔ کیونکہ وہ صاف اختصار، عمدہ جامعیت اور مضبوط صحت پر حاوی اور حمد و معاون رُموز سے مزین ہے۔ میں ان اوراق میں اصل مذکور کا کچھ خلاصہ و اختصار کرنے پر آمادہ ہوا ہوں۔ چونکہ مجھ سے بارہا مہینوں اور برسوں ایسے شخص کی جانب سے اس امر کی خواہش کی گئی جو میری وحشت میں اُنس پیدا کرتا اور میرے کرب کو دور کرتا ہے۔ اور جس کا بدلہ میرے ذمہ واجب ہے۔ درآن حالیکہ میں اس کے حقوق کی تلافی پر قادر نہیں سوائے اس کے کہ اس کے لئے دعا کروں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کی مدد کرے اور اس کو تندرست اور خوش و خرم رکھے۔

محمد بن محمد الجزری ست در خطبہ اش
فی فراید۔

الحمدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَعَلَ ذِكْرَهُ
عُدَّةً مِنَ الْحَصَنِ الْحَصِينِ وَصَلَوْتَهُ
وَسَلَامُهُ عَلَى سَيِّدِ الْخَلْقِ مُحَمَّدِ النَّبِيِّ
الْأَمِيِّ الْأَمِينِ وَعَلَى آلِهِ الطَّيِّبِينَ
(الطاهرين) وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ وَ
التَّابِعِينَ لَهُمْ بِأِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ
وَيَعُدُّ فَلَمَّا كَانَ كِتَابِي 'الْحَصْنُ
الْحَصِينُ' مِنْ كَلَامِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ
مِمَّا لَمْ أُسَبِّقْ إِلَى مِثْلِهِ مِنَ الْمُتَقَدِّمِينَ
وَعَرَّ تَالِيفَ نَظِيرِهِ عَلَى مَنْ سَلَكَ
طَرِيقَهُ مِنَ الْمُتَأَخِّرِينَ لَهَا حَوَى
مِنَ الْإِخْتِصَارِ الْمُبِينِ وَالْجَمْعِ
الرَّمِيْنِ وَالنَّصِيحَةِ الْمَتِينِ وَالرُّمُوزِ
الَّذِي هُوَ عَلَى الْعِزِّ وَمُعِينِ حِدَانِي
عَلَى إِخْتِصَارِهِ فِي هَذِهِ الْأَوْرَاقِ
مِنْ أَصْلِهِ الْمَذْكُورِ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ
سُئِلْتُ عَنْ ذَلِكَ مَرَّاتًا فِي سِنِينَ وَ
شُهُورٍ مِمَّنْ هُوَ أُنْسٌ غَرِيبِي وَكَشْفُ
كُرْبَتِي فَأَوْجَبَ الْحَقُّ عَلَيَّ مَكَافَاتِهِ وَ
لَمْ أَقْدِرْ عَلَيْهَا إِلَّا بِالْإِدْعَاءِ لَهُ فَاسْتَلُّ
اللَّهَ تَعَالَى نَصْرَهُ وَمَعَاوَاتِهِ.

تخریج احادیث الاحیاء عراقی

اس کتاب کا نام 'لمغنی عن حمل الاسفار' (فی
الاسفار فی تخریج ما فی الاحیاء من الاخبار) ہے۔ اور
شیخ حافظ زین الدین عراقی (المتوفی ۸۰۶ھ) کی
تصنیف ہے۔ ان کی کنیت ابو الفضل اور نام ،
عبدالرحیم بن الحسین العراقی ہے۔

مسمیٰ بالمغنی عن حمل الاسفار ۔
تصنیف شیخ زین الدین عراقی ست ۔
وہو الحافظ ابو الفضل عبدالرحیم بن
الحسین العراقی ۔

صحیح بخاری

اس کتاب اور نیز اس کے مصنف کے حالات
اس درجہ مشہور اور شائع ہیں کہ ان کے بیان میں
مشغول ہونا فضول سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن صرف
اس نیت سے کہ صالحین کا ذکر نزول رحمت کا باعث
ہوتا ہے اور نیز یہ کہ اور مشہور کتابوں اور ان کے
مصنفین کے حالات بھی اس مختصر رسالہ میں لکھے
گئے ہیں، اس وجہ سے امام بخاری کے کچھ حالات
جن کا یہ رسالہ متحمل ہو سکتا ہے اس میں لکھے جاتے
ہیں۔

امام بخاری کی کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ اور
نام و نسب یہ ہے۔ محمد بن اسمعیل بن ابراہیم بن
المغیرۃ بن بردزبہ۔ اس لفظ کو بار موقدہ کے فتح
اور رائے مہملہ کے سکون اور وال مہملہ کے کسرہ اور
زائے معجمہ کے سکون اور اس کے بعد کی بار موقدہ

احوال این کتاب و مصنف آن
در شہرت و شیوع بدرجہ رسید کہ اشتغال
به بیان آن فضول می نماید اما به نیت
استنزال رحمت بذکر صالحین درین جا
و در کتب مشہورہ مصنفین آنها بقدر
گنجائش این رسالہ مختصرہ برنخ از حالات
این بزرگان رقم نموده شد۔

نام و نسب او ابو عبد اللہ محمد بن
اسمعیل بن ابراہیم بن المغیرۃ بن بردزبہ
بفتح بار موقدہ و سکون رائے مہملہ و
کسرہ وال مہملہ و سکون زائے معجمہ بعد
از ان بائے مفتوحہ و تائے تانیث موقوفہ
و معنی آن در لغت و ہقان بخارا مزایع
و کارندہ است۔

کو فتح اور تارتانیٹ موقوفہ سے پڑھنا چاہئے بزرگ
دہقان بخارا کی لغت میں کاشت کار یا کارندہ کو
کہتے ہیں۔

بخاری کو ولار کی طرف نسبت کر کے جعفی کہتے
ہیں۔ چونکہ اس زمانہ کا یہ دستور تھا کہ جو شخص کسی
کے ہاتھ پر مسلمان ہوتا تھا اس کو اسی کے قبیلہ کی
طرف منسوب کرتے تھے۔ بخاری کے جدِ ثانی مغیرہ
حاکم بخارا یمن (بخاری) جعفی کے ہاتھ پر اسلام لائے
تھے۔ اس وجہ سے بخاری کو بھی جعفی کہنے لگے۔

امام بخاری ۱۳ شوال ۱۹۲ھ کو جمعہ کے دن
بعد نماز جمعہ پیدا ہوئے۔ آپ کمزور جسم کے تھے۔
نہ دراز قامت نہ کوتاہ قد۔ بلکہ درمیانہ قدر تھے۔

اور بخاری جعفی گویند بالولار
زیرا کہ جدِ ثانی او مغیرہ بردست یمن
جعفی والی بخارا بود دران زمان ہر کہ
بردست کے مسلمان می شد بقبیلہ
آنکس منسوب می شد۔

تولد او یوم الجمعہ بعد از نماز
جمعہ سیزدہم شوال در سنہ ۱۹۲ھ یکصد
و نود و چہار او مرد نحیف الجثہ بود
نہ دراز قامت و نہ پست بلکہ میانہ
قامت۔

امام بخاری کی عودت بصارت

بخاری بچپن میں ہی نابینا ہو گئے تھے۔ اس
وجہ سے ان کی والدہ کو اس کا سخت قلق رہتا تھا۔
اور وہ نہایت گریہ وزاری سے خدا تعالیٰ کی جناب
میں ان کی بصارت کے لئے دعا کیا کرتی تھیں، ایک
شب کو ان کی والدہ نے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو خواب میں دیکھا۔ آپ فرماتے ہیں کہ اللہ
تعالیٰ نے تیری گریہ وزاری اور دعا کے سبب سے
تیرے فرزند کو بصارت عنایت فرمائی۔ جب وہ صبح
کو اٹھیں تو اپنے لختِ جگر کی آنکھوں کو روشن
و بینا پایا۔

در حالت طفولیت ہر دو چشم
اواز نور بصارت عاری گشتہ بود و مادرش
را باین سبب قلق شدید دامن گیر حال
می ماند روزی حضرت ابراہیم خلیل
اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام را بخواب دید
کہ گویا می فرماید خوش باش کہ حق تعالیٰ
بصارت پس ترا عنایت فرمود و این
بسبب بسیاری دعا و گریہ وزاری
تست صبح کہ برخواست چشم پس را
بینا دید۔

و وہ سالہ بود کہ در مکتب ہر جا نام
حدیث شنیدی اور یاد گرفتی در ہمان
سن و سال مشغوف بیاد کردن احادیث
بود و چون از مکتب برآمد شخصے را از علماء
حدیث در انجائے شنید کہ مشہور بداعلی
بود نزد او آمد و رفت شروع کرد روزی
داخلی از نسخہ خود بر مردم احادیث می
خواند در اثنائے خواندن بر زبان جاری
شد کہ سفیان عن ابی الزبیر عن ابراہیم
بخاری مبادرت کردہ گفت کہ حضرت
ابو الزبیر از ابراہیم روایت ندارد داخلی
اور اتہنیت نکرد بخاری باز گفت کہ
مراجعت باصل نسخہ خود باید فرمود پس
داخلی در خانہ رفت و در اصل نسخہ نظر نمود
پس از خانہ برآمد و گفت کہ این طفل را
بطلبید چون بخاری حاضر شد گفت
چیزی کہ من خواندہ بودم البتہ غلط برآمد
باری بگو کہ صحیح چگونہ است بخاری گفت
کہ در اصل سفیان عن الزبیر بن عدی عن
ابراہیم ست داخلی حیران شدہ گفت کہ
فی الواقع پچنین ست پس قلم برداشت
و نسخہ قرارت را تصحیح نمود و این قصہ اورا
در سن یازدہ سالگی اتفاق افتادہ۔

و ہر گاہ شانزدہ سالہ شد تمام کتابہا
ابن مبارک یاد گرفت و نسخ و کعب را از بر کرد

بخاری کو احادیث یاد کرنے کا شغف و شوق
بچپن ہی سے تھا، چنانچہ دس سال کی عمر میں یہ حالت
تھی کہ مکتب میں جس جگہ پر حدیث کا نام سنتے فوراً
اسے یاد کر لیتے، مکتب سے فراغت پائی اور یہ معلوم
ہوا کہ بخارا میں داخلی علماء حدیث میں سے ہیں تو ان
کی خدمت میں آمد و رفت شروع کی۔ ایک روز کا
واقعہ ہے کہ داخلی اپنے نسخہ میں سے لوگوں کو احادیث
سنارہے تھے۔ اثنائے درس میں ان کی زبان سے نکلا
سُفِيَانُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنِ اِبْرَاهِيمَ - بخاری فوراً
بول پڑے کہ حضرت ابو الزبیر تو ابراہیم سے روایت
نہیں کرتے مگر جب داخلی نے ان کی بات کو تسلیم
نہ کیا تو بخاری نے کہا کہ اس کو اصل نسخہ میں تو دیکھنا
چاہئے چنانچہ داخلی اپنے مکان میں تشریف لے گئے
اور اصل نسخہ پر نظر ڈالی۔ باہر تشریف لائے اور فرمایا
کہ لڑکے کو بلاؤ۔ جب بخاری حاضر ہوئے تو داخلی نے
فرمایا کہ میں نے اس وقت جو پڑھا تھا بیشک وہ غلط
نکلا اب آپ بتلائیں کہ صحیح کس طرح ہے؟ اس
پر بخاری نے عرض کیا کہ صحیح سَفِيَانُ عَنْ الزُّبَيْرِ بْنِ
عَدِيِّ عَنِ اِبْرَاهِيمَ ہے۔ داخلی حیران ہو گئے اور
کہا کہ واقعی ایسا ہی ہے۔ پھر قلم اٹھا کر قرارت کے
نسخہ کی تصحیح کی۔ یہ واقعہ ان کی عمر کے گیارہویں
سال کا ہے۔

جب بخاری سولہ سال کے ہوئے تو اپنے
دعبداللہ ابن المبارک کی تمام کتابیں یاد کر لیں اور
و کعب کے نسخے بھی از بر کر لئے۔ پھر اپنی والدہ اور بھائی

احمد کے ہمراہ برائے حج مکہ معظمہ تشریف لے گئے حج سے فراغت پائی تو ان کی والدہ اور بھائی وطن واپس چلے آئے اور وہ خود بلادِ حجاز میں طلبِ حدیث کے لئے رک گئے۔ جب اٹھارہ سال کے ہوئے تو سلسلہ تصنیف شروع کیا اور فضائل صحابہ و تابعین اور ان کے اقوال کا ذخیرہ فراہم کرنے لگے یہاں تک کہ اسے ایک مجموعہ کی شکل دے کر اور مرتب کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر کتاب التاریخ کا مسودہ شروع کر دیا۔ آپ راتوں کو چاند کی روشنی میں لکھا کرتے تھے۔ بخاری یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ اس تاریخ میں کوئی ایسا نام نہیں ہے جس کے بارے میں ایک طویل قصہ مجھے یاد نہ ہو۔ اگر کتاب کی طوالت اور شاگردوں کے ملال اور اکتا جانے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان تمام قصوں کو اس تاریخ میں لکھ دیتا۔

وبانہ ہمراہ مادر و برادرش کہ احمد نام داشت برائے حج مکہ معظمہ روانہ شد چون از حج فارغ شدند مادر و برادرش بوطن رجوع کردند و او در بلاد حجاز برائے طلب حدیث متوقف ماند چون ہترودہ سالہ شد تصنیف آغاز نہاد و در فضائل صحابہ و تابعین و اقوال ایشان تصنیفات پرداخت و آخر آئینہ را مجموع و مرتب ساخته کتاب التاریخ پرداخت و کتاب التاریخ نزد قبر منور رسول مطہر بتبویض نموده در شہای ماہتاب می نوشت بخاری گفت کہ بیچ اسی در تاریخ من مذکور نیست مگر کہ قصہ درازی از قصص او یاد دارم لیکن ترسیدم کہ اگر آن ہمہ قصہ را درین کتاب درج کنم موجب طویل و ملال شاگردان خواهد شد۔

امام بخاری کی بے مثال قوت حافظہ

حاشد بن اسمعیل، جو بخاری کے زمانہ کے محدث ہیں، کہتے ہیں کہ بخاری طلبِ حدیث کے لئے میرے ہمراہ شیوخ وقت کی خدمت میں آمد و رفت رکھتے تھے لیکن ان کے پاس قلم و دوات یعنی لکھنے کا سامان کچھ نہ ہوتا تھا اور نہ وہاں کچھ لکھتے تھے میں نے ان سے کہا کہ جب تم حدیث کو سن کر لکھتے نہیں تو تمہارے آنے جانے سے کیا فائدہ؟ اس طرح کا سنا تو ہوا کی طرح ہے، ایک کان سے گھس کر دوسرے

حاشد بن اسمعیل کہ یکے از محدثان عصر اوست می گوید کہ بخاری ہمراہ من در طلب حدیث پیش شیوخ وقت آمد و رفت می کرد و ہرگز دوات و قلم ہمراہ نمی برداشت و بیچ نمی نوشت ما اور اتم کہ ترا ازین آمد و رفت چہ فائدہ است چون بیچ نمی نویسی آنچه می شنوی از یاد میرود و چون باد در یک گوش می دآید و از

گوش دیگر می برآمد بعد از شانزده روز گفت
کہ شما بسیار مرا تنگ کردید حال بسیار بد آنچه
شما نوشته اید و محفوظ مرا با و مقابلہ کنید
درین مدت تا پانزده ہزار حدیث نوشتہ
بودیم این ہمہ را یاد خواندن گرفت و آن
قدر بصحت می خواند کہ نوشتہ ہائے خود را از
خواندہ او صحیح می کردیم بعد از آن گفت کہ
شما می پسندارید کہ من عبت سرگردانی
می کنم۔

از ہمان روز یقین کردیم کہ این
شخص شدنی ست و کسی با کسی برابری
نخواہد کرد۔

و سبب تصنیف این جامع صحیح او
را چنین شد کہ روزی در مجلس اسحاق بن
راہویہ حاضر بود و یاران اسحاق بن راہویہ
گفتند کہ اگر کسی توفیق یابد و مختصرے در
سنن جمع نماید و بر احادیث صحیحہ کہ بدرجہ
اعلائے صحت رسیدہ اند اکتفا کند چہ
نوب باشد کہ عمل کنندگان بے دغدغہ و
بے مراجعت بجز بہترین بدان عمل نمایند
این سخن در دل بخاری جا کرد و از ہمان
وقت تصنیف این جامع بخاطرش افتاد
و از جملہ شنش لکہہ حدیث کہ نزد او موجود
بود انتخاب شروع کرد و آنچه بسیار صحیح
بود بر ہمان اکتفا نمود و بعضے احادیث صحیحہ

کان سے نکل جاتی ہے۔ سولہ دن کے بعد بخاری نے
مجھ سے کہا کہ تم لوگوں نے مجھ کو بہت تنگ کر دیا
آؤ اب میری یاد کا اپنی اپنے نوشتوں سے مقابلہ
کرو۔ اس مدت میں ہم نے پندرہ ہزار حدیثیں لکھیں
تھیں۔ بخاری نے از بر صحت کے ساتھ سب کو اس
طرح سنایا کہ میں خود اپنی لکھی ہوئی کو ان سے صحیح
کرتا تھا۔ اس کے بعد بخاری نے کہا کہ تم یہ خیال
کرتے ہو کہ میں عبت اور بے فائدہ سرگردانی
کرتا ہوں۔

حاشدین اسمعیل کہتے ہیں کہ میں اسی روز
سمجھ گیا کہ یہ ہونہار ہیں اور (آگے چل کر) کوئی ان
سے مقابلہ نہ کر سکے گا۔

اس جامع صحیح بخاری کی تصنیف کا سبب
یہ ہوا کہ وہ ایک روز اسحاق بن راہویہ کی مجلس
میں حاضر تھے۔ اسحاق بن راہویہ کے احباب نے
کہا کہ کیا اچھا ہو اگر اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی
توفیق دے کہ سنن میں کوئی ایسا مختصر تیار کرے،
جس میں صرف وہ صحیح حدیثیں ہوں جو صحت میں علی
مرتبہ رکھتی ہیں، تاکہ عمل کرنے والے بلا خوف و تردد
مجتہدین کی طرف مراجعت کئے بغیر اس پر عمل پیرا
ہوں۔ بخاری کے دل میں یہ بات جاگزیں ہو گئی اور
اسی وقت سے جامع کی تصنیف کا خیال پیدا ہوا۔
چنانچہ چھ لاکھ حدیثوں کے اس ذخیرہ میں سے جو ان
کے پاس موجود تھا انتخاب شروع کیا، جو ان میں
صحیح ترین تھیں ان پر اکتفا کیا۔ اور بعض وہ احادیث

جو اسی درجہ پر صحیح تھیں ان کو طوالت کے خوف یا کسی دوسرے سبب سے چھوڑ بھی گئے۔

کہ ہم باہر درجہ رسیدہ اندر تک ہم کردہ بخوف تطویل یا بوجہ دیگر۔

امام بخاری کا تالیف صحیح میں اہتمام

بخاری جب کسی حدیث کے لکھنے کا ارادہ کرتے تھے تو اول غسل کر کے دو رکعت نفل ادا کرتے اور پھر اسے لکھتے۔ چنانچہ سولہ سال کے عرصہ میں اس انتخاب سے فراغت پائی۔ جب اس کا قصد کیا کہ ان حدیثوں کی ان کے مضمون کے مطابق ترتیب دی جائے۔

(اس کو اصطلاح محدثین میں ترجمہ الباب کہتے ہیں) تو مدینہ منورہ میں قبر مبارک اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیانی مقام میں اس اہم کام کو انجام دیا۔ ہر ترجمہ پر دو رکعت نفل ادا کرتے تھے۔ الغرض بخاری کی حسن نیت کا نتیجہ تھا کہ یہ جامع

اس قدر مقبول ہوئی کہ ان کی زندگی میں ہی اُسے نوے ہزار آدمیوں نے آپ سے بلا واسطہ سنا۔ جن میں سب سے آخری فربری ہیں۔ اور آج کل ان کی روایت ہی علو اسناد کی وجہ سے شائع و مشہور ہے۔

بخاری کی نادر باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے مجھے امید ہے کہ قیامت کے دن مجھ سے کسی شخص کی غیبت کا سوال نہ کیا جائے گا کیونکہ میں نے بفضل اللہ کسی کی غیبت نہیں کی۔ سبحان اللہ کس قدر تعفف اور توڑ غ تھا۔ (خدا تعالیٰ ہر مسلمان کو اس کی توفیق عنایت فرمائے آمین)

وہ رائے نوشتن ہر حدیث غسل بجا می آورد و دو رکعت می گزارد و در عرصہ شانزده سال از انتخاب این اقاہ قانع گردید و چون خواست کہ آن اقاہ را بر مضامین آن تطبیق دهد و این را در عرف محدثین ترجمہ گویند در مدینہ منورہ فیما بین قبر مبارک و منبر اطہر آن سرور علیہ صلوٰۃ العلی الاکبر این مہم را سر انجام داد و در وقت نوشتن ہر ترجمہ شفعی ادا می نمود بالجملہ بحسن نیت او این جامع بعد آن مقبول افتاد کہ در حیات او این کتاب را بلا واسطہ از اوے نو ہزار کس شنیدند کہ آخر ہمہ فربری ست و بالفعل بچہت علو اسناد روایت او شائع گشتہ۔

و از نوادر بخاری آنست کہ می گفت کہ من امید دارم کہ ہر روز حساب از غیبت کسے نہ پسند کہ ہیچ کس را غیبت نہ کردم و این تو روع و تعفف بسیار عجیب ست۔

امام بخاری پر مصائب و ابتلاء

طریقہ صالحین کے مطابق بخاری کو بھی محنت و ابتلاء یہ پیش آیا کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا نے انہیں اس امر کی تکلیف دینی چاہی کہ اس کے مکان پر آکر اس کے بیٹوں کو جامع و تاریخ اور دوسری انہیں کتابوں کا درس دیں۔ بخاری نے جواب دیا کہ یہ حدیث کا علم ہے، میں اس کو ذلیل کرنا نہیں چاہتا۔ اگر تمہیں کوئی غرض ہے تو اپنے بیٹوں کو میری مجلس میں بھیج دیا کرو۔ تاکہ دوسرے طلبہ کی طرح وہ بھی علم حاصل کریں۔ امیر نے کہا کہ اگر ایسا ہے تو جس وقت میرے بیٹے آپ کے پاس آئیں، آپ دوسرے طلبہ کو اپنی خدمت میں نہ آنے دیں۔ میرے دربان اور چوب دار دروازہ پر تعینات رہیں گے۔ میری نخوت اس کی اجازت نہیں دیتی کہ جس مجلس میں میرے بیٹے موجود ہوں وہاں جو لائے، دھنیے بھی ان کے ہمنشین ہوں۔ بخاری نے اسے بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ یہ علم پیغمبر کی میراث ہے، اس میں تمام امت شریک ہے، کسی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ اس گفت و شنید سے امیر مذکور بخاری سے رنجیدہ ہو گئے۔ طرفین میں کدورت بڑھتی رہی نوبت بایں جا رسید کہ امیر مذکور نے ابن ابی الوراق اور اس وقت کے دوسرے علماء ظاہری کو اپنے ساتھ ملا لیا اور بخاری کے مسلک پر طعن کرنے لگے اور ان کے اجتہاد میں غلطیاں نکال کر ایک محضر تیار کرایا اور

اور ابر سنت صالحین ابتلائی و محنت در پیش آمد کہ خالد بن احمد ذہلی امیر بخارا اور تکلیف داد کہ بخانہ آمدہ پسران مراجع و تاریخ و دیگر کتب خود درس می گفتہ باشد بخاری گفت کہ این علم علم حدیث است این را ذلیل نمی کنم اگر ترا غرض باشد پسران خود را در مجلس من بفرس تا بدستور طلبہ دیگر تحصیل نمایند امیر گفت اگر چنین است پس باید کہ در وقت حضور پسران من کسی را از دیگر طلبہ بار ندہی و حجاب و چوبداران من بردار استادہ باشند نخوت من قبول نمی کند کہ در مجلسی کہ پسران من باشند ہر اسکاف و حائک پہلو نشین ایشان باشد بخاری این را ہم قبول نہ داشت و گفت کہ این علم میراث پیغمبر است تمام امت در ان شریک است خاص نہ کسی نمی شود باین گفت و شنید امیر مذکور از بخاری دل گران کرد و کدورت در خاطر طرفین روز بروز تراند داشت تا آنکہ امیر مذکور ابن ابی الوراق و دیگر علماء ظاہر آن وقت را بان خود رفیق ساخته در مذہب بخاری و در اجتہاد او طعن و تخطیہ آغاز کردہ محضری درست ساخته بخاری را از بخارا اخراج

اس حیلہ و بہانہ سے بخارا سے انہیں نکال دیا۔ بخاری وہاں سے روانہ ہوئے تو انہوں نے جناب الہی میں دعا کی کہ اے اللہ! ان لوگوں کو اس بلار میں مبتلا کر جس میں وہ مجھے کرنا چاہتے ہیں۔ انہیں ابھی ایک ماہ بھی پورا گزرنے نہ پایا تھا کہ خالد بن احمد معزول ہوئے، خلیفہ کا حکم پہنچا کہ انہیں گدھے پر سوار کر کے شہر میں گھمائیں۔ انجام کار انہیں کارل تباہی کا سامنا ہوا جیسا کہ کتب تاریخ میں لکھا ہوا ہے اور مشہور ہے۔ حریش بن ابی الوراق کو بھی بید رسوائی اور فضیحت کا منہ دیکھنا پڑا، ان کا وقار خاک میں مل گیا۔ نیز اس وقت کے ان علماء کو بھی جو بخاری کے درپے تدریل اور خالد بن احمد ذہلی کے مشورہ میں شریک تھے، پوری آفت پہنچی۔

بخاری اس بیکسی کی حالت میں پہلے نیشاپور گئے، جب وہاں کے امیر سے بھی نہ بنی تو وہاں سے مراجعت کر کے خرتنگ تشریف لائے، جو سمرقند سے تین فرسخ یعنی نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے، ۲۵۶ھ میں شب شنبہ کو جو لیلۃ الفطر تھی ہجرت کی نماز کے وقت اسی جگہ بخاری کا انتقال ہوا۔ عید کے دن نماز ظہر کے بعد دفن کر دیئے گئے۔ بخاری کی عمر ۶۲ سال کی ہوئی۔ چنانچہ کہا گیا ہے۔

وُلِدَ فِي صِدْقٍ وَعَاشَ حَمِيدًا وَمَاتَ فِي نُورٍ

اس جملہ میں صدق کے اعداد ۱۹۴ ان کی پیدائش، حمید کے اعداد ۶۲ ان کی عمر اور نور کے اعداد ۲۵۶ ان کی وفات کا سال ظاہر کرتے ہیں۔

کردند چون بخاری از بخارا برآمد در جناب الہی دعا فرمود کہ بار خدا یا این مردم را مبتلا کن بچیزی کہ مرامی خواہند کہ برسانند کم از یک ماہ نگذشتہ بود کہ خالد بن احمد معزول شد حکم خلیفہ رسید اور ابر فرسوار کردہ تشہیر نمایند و آخر حال او بجمال تباہی انجامید چنانچہ در تواریخ معروف و مسطورست و حریش بن ابی ورقار رسوائے و فضیحت عظیم در ناموس رسید و یکی دیگر را از علماء آن وقت کہ درین امر شریک شدہ بود آفت و بلا در رسید۔

بخاری رحمہ اللہ درین غربت اولاد در نیشاپور رفت و از انجا ہم بہت ناموافقیت امیر آبخار گشت و آخر بخرتنگ کہ دیہے ست برد و فرسنگ از سمرقند وفات یافت شب شنبہ کہ لیلۃ الفطر بود وقت نماز عشاء روز عید غرہ شوال بعد از نماز ظہر در سال دو صد و پنجاہ و شش مدفونش ساختند و شصت و دو سال عمر او بود چنانچہ گفتہ اند۔

عبدالواحد طوسی کہ یکے از اکابر و
صلیٰ را آن عہد بود جناب رسالہ کتاب را
علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ در خواب دید کہ آن
جناب با جماعت صحابہ بر سر راہ منتظر
استادہ اند عبدالواحد سنت سلام بجا
آوردہ معروض می دارد کہ یا رسول اللہ
سبب انتظار چیست فرمودند انتظار
آمدن محمد بن اسمعیل بخاری می کشم عبدالواحد
گفت چند روز نہ گذشتہ بود کہ خبر وفات
بخاری شنیدم چون وقت وفات او
تفتیش کردم ہمان ساعت بود کہ من
آن جناب را در آن خواب دیدم۔

عبدالواحد طوسی نے جو اس زمانہ کے صلحیٰ اور
اکابر اولیاء میں سے تھے، خواب میں دیکھا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحابؓ کے
بر سر راہ منتظر کھڑے ہیں۔ انہوں نے سلام کر کے
عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کس کا انتظار
ہے؟ آپ نے فرمایا محمد بن اسمعیل بخاری کا انتظار
کر رہا ہوں۔

وہ فرماتے ہیں کہ اس خواب کے چند روز بعد
ہی میں نے بخاری کی وفات کی خبر سنی۔ جب میں
نے لوگوں سے وقت وفات کی تحقیق کی تو وہی ساعت
معلوم ہوئی، جس میں میں نے حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں منتظر دیکھا تھا۔

صحیح بخاری کی فضیلت

وخواندن این جامع مع در اوقات
شدت و خوف دشمن و بحاج مرض و غلو
قحط و دیگر بلا یا تریاق مجرب است و این
کتاب را در منامات بسیار آن جناب نسبت
بخود فرمودہ از ان جملہ آنکہ محمد بن مروزی
در میان رکن و مقام خوابیدہ بود آن جناب
را بخواب دید کہ می فرماید ای ابو زید تا کجا
کتاب شافعی را درس خواہی گفت
چرا کتاب مرا درس نمی گوئی محمد بن احمد
سراسیمہ شدہ عرض کرد کہ یا رسول اللہ
قربانت شوم کتاب شما کدام است

وقت شدت خوف دشمن، سختی مرض، قحط
سالی اور دیگر بلاؤں میں اس جامع صحیح کا پڑھنا تریاق
کا کام دیتا ہے۔ چنانچہ اکثر اس کا تجربہ ہو چکا ہے۔
بہت سے خوابوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس کتاب کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے۔ ان
میں سے ایک یہ ہے کہ ایک دفعہ محمد بن مروزی
کہ معظّمہ میں مقام ابراہیم اور حجر اسود کے مابین سوئے
ہوئے تھے تو یہ خواب دیکھا کہ حضور سرور کائنات
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے ابو زید! کتاب
شافعی کا درس کب تک دو گے، ہماری کتاب کا
درس کیوں نہیں دیتے؟ محمد بن احمد نے سراسیمہ ہو

فرمودند جامع محمد بن اسمعیل۔
 واز امام الحرمین نیز مثل ابن منام
 منقول ست۔

عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میری
 جان آپ پر قربان ہو، آپ کی کتاب کو نسی ہے؟
 فرمایا جامع محمد بن اسمعیل۔ امام الحرمین سے بھی
 اسی طرح کا خواب منقول ہے۔

شخصے تواریخ ولادت و
 وفات و سنین عمر اور اچنین
 نظم آورده سے

ایک شخص نے بخاری کی ولادت، وفات اور
 سنین عمر کو اس طرح نظم کیا ہے

كَانَ الْبُخَارِيُّ حَافِظًا وَمُحَدِّثًا
 جَمَعَ الصَّحِيحَ مُكْمَلًا التَّخْرِيرِ
 بخاری حافظ حدیث اور محدث تھے، انہوں نے ایسی صحیح کو جمع کیا جو کامل اور منقح ہے۔
 مِيلَادُهُ صِدْقٌ وَمُدَّةُ عُمُرِهِ
 فِيهَا حَمِيدٌ وَالْقَضَى فِي سُورِ
 ان کا سال ولادت صدق ہے۔ مدت عمر حمید ہے۔ اور سال وفات نور ہے۔
 ۵۱۹۳ ۶۲ ۵۲۵۶

امام بخاری کے چند اشعار

و بخاری را گاہ گاہ میل بنظم بود این
 بخاری کبھی کبھی نظم کا شوق فرماتے تھے چنانچہ
 قطعہ را سبکی در طبقات کبری نسبت
 طبقات (شافعیہ) کبری میں سبکی نے یہ قطعہ ان کی
 بوی کردہ سے
 طرف منسوب کیا ہے

إِغْتَنِمَ فِي الْفَرَاحِ فَضْلَ مَرْكُوعٍ
 فَحَسَىٰ أَنْ يَكُونَ مَوْتُكَ بَعْتَةً
 فرصت کے وقت ایک رکعت نماز کی فضیلت کو غنیمت جان کیونکہ شائد تیری موت اچانک آجائے۔
 كَمْ صَحِيحٍ سَرَّ آيَتٌ مِنْ غَيْرِ سَقِيمٍ
 ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِيحَةُ فَلْتَهُ
 میں نے بہت سے تندرستوں کو دیکھا ہے کہ بلا کسی مرض کے ان کا تندرست نفس اچانک چل بسا۔

ایشیرالدین ابو حبان در مدح بخاری
 ایشیرالدین ابو حبان نے بخاری اور ان کی جامع
 و جامع اومی گوید سے
 کی مدح میں یہ کہا ہے

أَسَامِعَ أَحْبَابِ الرَّسُولِ لَكَ الْبُشْرَى
 لَقَدْ سِدَّتْ فِي الدُّنْيَا وَقَدَّرَتْ فِي الْآخِرَى
 اے احادیث رسول سننے والے تجھ کو بشارت ہو بیشک تو دنیا میں سردار اور آخرت میں فاتر المرام ہوا۔

لہ یعنی صحیح بخاری جس کا پورا نام "الجامع المسند الصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم و سننہ وایامہ" ہے۔

تَشَفَّ إِذَا نَا بَعْقِدِ جَوَاهِرِ
تَوَدُّ الْغَوَانِي لَوْ تَقَلَّدَتْهُ النَّخْرَا

تو نے ایسے جواہر سے کانوں کی بالیاں تیار کیں کہ نازک بدن عورتیں بھی نہیں اپنے گلے کا ہار بنانا چاہتی ہیں۔

جَوَاهِرُكُمْ حَلَّتْ نَفُوسًا نَفِيسَةً
فَحَلَّتْ بِهَا صَدْرًا وَحَلَّتْ بِهَا قَدْرًا

وہ جواہر کہ بسا اوقات پاک نفوس نے ان سے زیور تیار کیا اور ان سے اپنے سینوں کو آراستہ اور اپنے مرتبہ کو بڑھایا۔

أَبَى الدِّينُ إِلَّا مَا رَوَتْهُ أَكَابِرُ
لَنَا نَقَلُوا الْأَخْبَارَ عَنْ طَيْبِ خَبْرَا

انہوں نے صرف اکابر ہی سے دین کی روایت کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ہم تک نقل کی

وَأَدُّوا أَحَادِيثَ الرَّسُولِ مَصُونَةً
عَنِ الزَّيْفِ وَالنَّضِيفِ فَاسْتَوْجِبُوا الشُّكْرَا

اور رسول کی ان حدیثوں کو بیان کر دیا جو محفوظ ہیں تحریف اور تغیر سے۔ پس وہ شکر یہ کے مستحق بنے۔

وَإِنَّ الْبُخَّارِيَّ الْإِمَامَ لِحَسَابِ
بِجَامِعِهِ مِنْهَا الْيَوَاقِيتُ وَالْدُّمَارَا

اور یقیناً امام بخاری ان حدیثوں میں سے اپنی جامع میں موتیوں اور یاقوت کو جمع کرنے والے ہیں

عَلَى مَفْرَقِ الْإِسْلَامِ تَاجٌ مُرْصَعٌ
أَضَاءَ بِهِ شَمْسًا وَنَارَ بِهِ بَدْرًا

وہ جامع جو اسلام کے سر پر مرصع تاج ہے ایسا روشن کہ اس کے سبب سے سورج نے روشنی حاصل کی اور چاند نے

وَجَرُّ عُلُومٍ تَلْفِظُ الدُّرُّ لَا الْحِطَى
فَأَنْفَسَ بِهِ دُمًّا وَأَعْظَمَ بِهِ بَحْرًا

بخاری علوم کے ایسے سمندر ہیں جو بجائے کنکریوں کے موتی پھینکتے ہیں پس کیا ہی خوب ہیں یہ موتی اور کیا ہی بڑے سمندر

تَصَانِيفُهُ نُورٌ وَنُورٌ لَنَا طِبْرُ
فَقَدْ أَشْرَقَتْ نَرَهْرًا وَقَدْ أَنْبَعَتْ زَهْرًا

ان کی تصانیف کلیاں ہیں اور آنکھ کے لئے نور جو روشنی سے چمکدار ہوئیں اور کلیوں سے شہ در ہوئیں

بِجَامِعِهِ الْمُخْتَارِ يَنْظِمُ بَيْنَهَا
يُلْخِصُهَا جَمْعًا وَيُلْخِصُهَا تَبْرًا

وہ اپنی جامع مختار میں موتی پروتے ہیں ان کا خلاصہ جمع کرتے ہیں اور خالص سونا ان سے نکالتے ہیں

وَكَمْ بَدَلِ النَّفْسِ الْمَصُونَةَ جَاهِدًا
فَحَازَلَهَا بَحْرًا وَجَانَرَ لَهَا بَدْرًا

اپنے برگزیدہ نفس کو اس سلسلہ میں مشقت میں ڈالا، دریا کو ناپا اور کبھی خشکی کو طے کیا۔

وَطَوَّرَ عِرَاقِيًّا وَطَوَّرَ أَيْمَانِيًّا
وَطَوَّرَ أَحْجَازِيًّا وَطَوَّرَ آتِي مِصْرًا

کبھی عراق میں آئے اور کبھی یمن میں، کبھی حجاز میں اور کبھی مصر میں۔

إِلَى أَنْ حَوَى مِنْهَا الصَّحِيحَ صَحِيحَةً
فَوَافِي كِتَابًا قَدْ غَدَا الْآيَةَ الْكُبْرَى

حتیٰ کہ احادیث میں سے صحیح صحیح حدیثوں کو جمع کیا اور اس کو ایک پوری کتاب کی شکل دی جو

ان کے بعد ان کی بڑی یادگار ثابت ہوئی۔

کِتَابٌ لَهُ مِنْ شَرْحِ أَحْمَدَ شِرْعَةً مُطَهَّرَةً تَعْلُو السَّمَاكِينَ وَالنَّسْرَا
 یہ وہ کتاب ہے جس سے شرع احمدی کا راستہ ملتا ہے، پاک ہے اور سماکین اور سرستاروں سے بھی بلند ہے
 واین قصیدہ بس درازست خوف یہ قصیدہ بہت لمبا ہے، طوالت کے خوف
 تطویل برین، قدز اکتفارت سے اسی قدر پر اکتفا کیا گیا ہے۔

امام بخاری کی مدح میں شیخ تاج الدین سبکی کا قصیدہ

و شیخ تاج الدین سبکی نیز در حق او مدح و ستائش میں ایک طویل قصیدہ نظم کیا ہے،
 جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

عَلَا عَيْنِ الْمَدْحِ حَتَّى مَا يَزَانُ بِهِ كَأَنَّمَا الْمَدْحُ مِنْ مَقْدَارِهِ يَضَعُ
 بخاری چونکہ مدح سے بالاتر ہیں اس لئے اس سے ان کو زینت نہیں ہوتی گو یا مدح ان کے مرتبہ سے کمتر ہے۔
 لَهُ الْكِتَابُ الَّذِي يَتْلُو الْكِتَابَ هُدًى نَدَى السِّيَادَةِ طَوْدًا أَلَيْسَ يَنْصَدِعُ
 ان کی کتاب قرآن کے بعد پہلا درجہ رکھتی ہے جو سرداری کی بارش سے اور نہ پھٹنے والا پہاڑ ہے
 الْجَامِعُ الْمَانِعُ الدِّينِ الْقَوِيمُ وَسُنَّةٌ لَهُ الشَّرِيعَةُ أَنْ تَعْتَالَهَا الْبِدْعُ
 وہ جامع دین استوار کو محفوظ رکھتی ہے اور سنت شریعت کو بدعتوں کے حملہ سے بچاتی ہے۔
 قَاضِي الْمَرَاتِبِ دَائِي الْمَرَاتِبِ حَسْبُهُ كَالشَّمْسِ تَبْدُو سَنَاهَا حِينَ تَرْتَفِعُ
 بلند مرتبہ والی ہے اور برگزیدہ فضیلتوں والی گو یا اس کو مثل آفتاب سمجھا جاتا ہے جو بلند ہو کر روشنی فگن ہوتا ہے
 ذَلَّتْ رِقَابُ جَمَاهِيرِ الْأَنَامِ لَهُ فَكُلُّهُمْ وَهُوَ عَالٍ فِيهِمْ خَضَعُوا
 سب لوگوں کی گردنیں اس کے سامنے جھک گئیں اور ان سب نے اپنے عجز کا اقرار کیا اور وہ سب میں اول اور برتر ہیں
 لَا تَسْمَعَنَّ حَدِيثَ الْحَاسِدِينَ لَهُ فَإِنَّ ذَلِكَ مَوْضُوعٌ وَمُقْتَطَعٌ
 ان کے حاسدوں کی بات پر کان نہ رکھو۔ کیونکہ یہ باتیں من گھڑت اور بے اصل ہیں۔
 وَقُلْ لِمَنْ لَأَمْ يُحْكِيهِ أَصْطَبَارُكَ لَا تَعْجَلْ فَإِنَّ الَّذِي تَبَغَّيْتَهُ مُمْتَنَعٌ
 جو ان کی نقل کر کے ان کی ملامت کرتا ہے اس سے کہہ دو کہ صبر کر جلدی نہ کر جس بات کو تو طلب کرتا ہے وہ ممتنع اور منع ہے
 وَهَبِكَ تَأْتِي كَمَا يُحْكِي شِكَايَتُهُ أَلَيْسَ يُحْكِي قَحِيًا الْجَامِعِ الْبَسِيحُ
 فرض کرو اس کی شکایات ایسی ہی ہیں جیسا کہ بیان کی جاتی ہیں تو کیا معبد نصاریٰ جامع مسجد کے چہرہ کی نقل نہیں کرتا۔

صحیح مسلم

امام مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کی کنیت ابو الحسین اور لقب عساکر الدین ہے۔ ان کے دادا کا نام مسلم بن ورد بن کرشاد ہے۔ بنی قشیر عرب کے مشہور قبیلہ کی طرف منسوب تھے۔ نیشاپور خراسان کا ایک بہت خوبصورت اور بڑا شہر ہے، اس لحاظ سے نیشاپوری بھی کہے جاتے تھے۔

امام مسلم فن حدیث کے اکابرین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ ابو زرہ رازی اور ابو حاتم نے ان کی امامیت حدیث کی گواہی دی ہے اور انہیں محدثین کا پیشوا تسلیم کیا ہے۔ ابو حاتم رازی اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں مثلاً ترمذی اور ابو بکر بن خزیمہ نے ان سے روایت کی ہے۔ مسلم کی بہت سی تالیفات ہیں، جن میں تحقیق و امعان کامل طور سے کیا گیا ہے۔ اور اس صحیح میں تو خصوصیت کے ساتھ فن حدیث کے عجائبات بیان کئے گئے ہیں اور ان میں بھی انھیں خصوصاً سرداسانید اور متون کا حسن سیاق ہے اور روایت میں تو آپ کا ورع تام اور احتیاط اس قدر ہے جس میں کلام کی گنجائش نہیں ہے۔ اختصار کے ساتھ طرق اسانید کی تلخیص اور ضبط انتشار میں یہ کتاب بے نظیر واقع ہوئی ہے۔

صحیح مسلم بن الحجاج القشیری نیشاپوری کنیت ابو ابو الحسین لقبش عساکر الدین و نام جد او مسلم بن ورد بن کرشاد است و قشیر نسبت بہ بنی قشیر است کہ قبیلہ ایست معروف در عرب و نیشاپور شہرے است در خراسان بکھن و عظمت موصوفیکے از کبر این فن است و ابو زرہ رازی و ابو حاتم بامامت و جلالت او گواہی دادہ و او را پیشوائے این گروہ نہادہ اند ابو حاتم رازی و دیگر اجداد آن عصر مثل ترمذی و ابو بکر بن خزیمہ از وے روایات دارند و او را مولفات بسیار است کہ در ہمہ آنہا داد تحقیق و امعان دادہ و خصوصاً درین صحیح عجائب این فن را روایت نہادہ ہم بالخصوص در سرداسانید و حسن سیاق متون و ورع تام و تحدی مالاکلام و روایت و تلخیص طرق مع الاختصار و ضبط انتشار بے نظیر افتادہ۔

صحیح مسلم اور صحیح بخاری کا موازنہ

حافظ ابو علی نیشاپوری ان کی اس صحیح کو تمام

ولہذا حافظ ابو علی نیشاپوری صحیح اور

بر تصانیف ابن علم تزجج می دادومی گفت
تصانیف علم حدیث پر تزجج دیا کرتے اور کہا کرتے تھے
مَا سَحَّتْ أَدْيَمِ السَّمَاءِ أَصْحَحُّ مِنْ كِتَابِ مُسْلِمٍ (رفی علم الحدیث)
یعنی علم حدیث میں روئے زمین پر مسلم سے بڑھ کر صحیح ترین اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

وجامعہ از مغار بہ نیز بہین رفتہ است و
دلیل ایشان آنست کہ شرط مسلم آنست
کہ صحیح خود نمی نویسند مگر حدیثی را کہ لا اقل
دو تابعی آنرا از وہ اصحابی روایت کردہ
باشند و ہکذا فی جمیع الطبقات من تبع
التابعین فمن دونہم تا آنکہ بوی منتہی شود
واوصاف روایت اکتفا بمحض عدالت
ندارد بلکہ شرائط شہادت را رعایت
می فرماید و این قدر ضیق نزد بخاری
نیست۔

راقم حروف گوید کہ علمای دیگر درین
شرط بحث کردہ اند زیرا کہ حدیث انما
الاعمال بالنیات بخلاف این شرطست
و در صحیح مسلم موجودست از حضرت عمر رضی
بجمع وجوہ و روایات و از حضرت عمر رضی روایت
آن نکرده مگر علقمہ آری از علقمہ تفرق و الشفا
بسیار رودادہ۔ مغار بہ جواب دادہ اند
کہ این حدیث را بقصد تبرک و تیمن
آوردہ است و ہم بجهت شہرت طرق
آن وثبوت صحت آن شرط خود را در آن
مراعات نمودہ علاوہ آن کہ این شرط
دران حدیث موجودست کہ در صحیح او

راقم الحروف کہتا ہے کہ دوسرے علماء نے اس
شرط پر بحث کی ہے کیونکہ حدیث انما الاعمال
بالنیات اس شرط کے خلاف ہے پھر بھی مسلم میں موجود
ہے۔ کل طرق و روایات میں حضرت عمر رضی اس کے راوی
ہیں اور ان سے روایت کرنے میں علقمہ تنہا ہیں۔ البتہ
علقمہ سے سلسلوں کی بہت شاخیں بھوٹ پڑی ہیں۔
مغار بہ (اہل مغرب) نے اس کا جواب یہ دیا
ہے کہ اس حدیث کو مسلم بغرض تبرک اپنی صحیح میں
لائے ہیں۔ چونکہ اس کے سارے طرق مشہور اور
اس کی صحت ثابت ہے، اس لئے اس میں اپنی شرط
کا لحاظ نہیں فرمایا۔ علاوہ ازیں یہ شرط اس حدیث
میں موجود ہے اگرچہ ان کی صحیح ذکر نہیں کیونکہ صحابہ

میں سے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ نے اسے روایت کیا ہے اور ان دونوں حضرات سے بہت سے تابعین روایت کرتے ہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ مسلم نے نہایت تورع اور احتیاط کے ساتھ اپنی سنی ہونی تین لاکھ حدیثوں میں سے اس صحیح کا انتخاب کیا ہے۔

مسلم کے عجائبات میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عمر بھر میں کسی کی غیبت نہیں کی، نہ کسی کو مارا اور نہ کسی کو گالی دی۔

صحیح و سقیم حدیث کی پہچان میں اپنے تمام اہل عصر میں ممتاز تھے۔ بلکہ بعض امور میں انہیں امام بخاری پر بھی ترجیح و فضیلت حاصل ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ بخاری کی اکثر روایات اہل شام سے بطریق مناوہ ہیں (یعنی ان کی کتابوں سے لی گئی ہیں خود ان کے مؤلفین سے نہیں سنی گئیں) اس لئے ان کے راویوں میں کبھی کبھی امام بخاری سے غلطی واقع ہو جاتی ہے۔ ایک ہی راوی کہیں اپنی کنیت اور کہیں اپنے نام سے مذکور ہوتا ہے، امام بخاری اسے دو شخص سمجھ لیتے ہیں۔ یہ مغالطہ امام مسلم کو پیش نہیں آتا۔ نیز حدیث میں امام بخاری کے تصرفات مثلاً تقدیم و تاخیر، حذف و اختصار کی وجہ سے بعض اوقات تعقید پیدا ہو جاتی ہے ہر چند کہ خود بخاری ہی کے دوسرے طرق دیکھ کر وہ صاف بھی ہو جاتی ہے لیکن امام مسلم نے یہ طریقہ ہی اختیار نہیں کیا بلکہ متون حدیث کو موتیوں کی لڑی کی طرح اس طرح

مذکور نہ باشد زیرا کہ از صحابہ حضرت عائشہ و ابو ہریرہ آنرا روایت کرده اند ازین ہر دو تابعین بسیار روایت کرده۔

بالجملہ این صحیح را از سہ لکھ حدیث مسموع خود انتخاب نموده نہایت تورع و احتیاط در آن بکار برده۔

از عجائب مسلم آنست کہ گاہے در عمر خود کسی را غیبت نکرده و نہ کسی را زدہ و نہ کسی را شتم کرده۔

و در معرفت صحیح از سقیم حدیث او مقدم بود بزجیع اہل عصر خود بلکہ بر بخاری ہم در بعض امور مرجح و مفصل است تفصیل این اجماع آنکہ بخاری را در اہل شام غلطی افتد مثلاً کس را گاہے بکنیت مذکور می کند و گاہے بنام و سے پس دارد کہ دو کس باشند زیرا کہ روایت او از اکثر اہل شام بطریق مناوہ کتب است نہ بطریق تحقیق شفا ہے بخلاف مسلم کہ او را در این صبح جا غلطی افتد و نیز بخاری را در بعض احادیث بسبب تقدیم و تاخیر و حذف و اسقاط بعضی الفاظ تعقید متون رو داده اگر چه مراجعت بروایات دیگر کہ ہم درین صحیح آورده آن تعقید منحل می شود بخلاف مسلم کہ و سے الفاظ بنوعی سوق نموده از رجالی آورده

مرتب روایت کیا ہے کہ تعقید کی بجائے اس کے معانی اور حکمت چلے جاتے ہیں۔

اس صحیح کے علاوہ امام مسلم کی دوسری مفید تالیفات بھی ہیں۔

مثلاً کتاب المسند الکبیر علی الرجال، کتاب الاسماء والکنی، کتاب العلل، کتاب الوجدان، کتاب حدیث عمرو بن شعیب، کتاب مشائخ مالک، کتاب مشائخ الثوری، کتاب ذکر اوہام المحدثین اور کتاب طبقات التابعین۔

ابو حاتم رازی نے جو اکابر محدثین میں سے ہیں، امام مسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی جنت کو میرے لئے مباح گردیا ہے۔ جہاں چاہتا ہوں رہتا ہوں۔

ابو علی زاغوانی کو ان کی وفات کے بعد کسی شخص نے خواب میں دیکھا اور ان سے پوچھا کہ کس عمل سے تمہاری نجات ہوئی؟ تو انہوں نے صحیح مسلم کے چند اجزا کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان اجزا کی بدولت۔ امام مسلم ۲۰۲ ھ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ ۲۰۴ ھ اور بعض ۲۰۶ ھ میں بیان کرتے ہیں۔ ابن الاثیر نے جامع الاصول کے مقدمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے و اللہ اعلم۔ لیکن ان کی وفات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا انتقال یک شنبہ کی شام کو ہوا اور ۲۵ رجب ۲۶۱ ھ میں دو شنبہ کے روز دفن کئے گئے۔

کہ اصلاً در نسخ آن تخریفی واقع نیست۔

و مسلم را و راہ این صحیح مؤلفات دیگر ہم ہست بسیار مفید۔ از ان جملہ کتاب المسند الکبیر علی الرجال و کتاب الاسماء والکنی و کتاب العلل و کتاب الوجدان و کتاب حدیث عمرو بن شعیب و کتاب مشائخ مالک و کتاب مشائخ الثوری و کتاب اوہام المحدثین و کتاب الطبقات۔ ابو حاتم رازی کہ از اجلہ محدثین ست مسلم را بخواب دید و از حال او پرسید مسلم گفت کہ بر من حق تعالیٰ جنت را مباح گردانیدہ است ہر جا کہ می خواہم می باشم۔

و ابو علی زاغوانی را بعد از وفاتش شخصے ثقہ بخواب دید و پرسید کہ بکدام چیز نجات یافتی گفت بہ سبب این جزئی کہ در دست من ست و آن جزئی بود از صحیح مسلم۔ تولد مسلم در سال دو صد و دو بود و بعضے گفتہ اند کہ سنہ دو صد و چہار و بعضے گفتہ اند کہ در دو صد و شش و ابن الاثیر در مقدمہ جامع الاصول ہمین راہ اختیار نمودہ و اللہ اعلم۔ وفات او بالا جماع شام یک شنبہ و دفن او در روز دو شنبہ است و پنجم رجب سال دو صد و شصت و یک۔

امام مسلم کی موت کا سبب

امام مسلم کی وفات کا سبب بھی عجیب و غریب ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک روز مجلس مذاکرہ حدیث میں آپ سے کوئی حدیث پوچھی گئی آپ اس وقت اسے نہ پہچان سکے۔ اپنے مکان پر تشریف لائے اور اپنی کتابوں میں اسے تلاش کرنے لگے۔ کھجوروں کا ایک ٹوکرا ان کے قریب رکھا تھا۔ آپ اسی حالت میں ایک ایک کھجور اس میں سے کھاتے رہے۔ اماں مسلم حدیث کی فنکرو جستجو میں کچھ ایسے مستغرق ہے کہ حدیث کے ملنے تک تمام کھجوروں کو تناول فرما گئے اور کچھ خیر نہ ہوئی۔ بس یہی زیادہ کھجور کھا لینا ان کی موت کا سبب بنا۔

وسبب وفات اونیز غرابتی دارد گویند در مجلس مذاکرہ حدیث اور از حدیثی پرسیدند و آن حدیث را شناخت بمنزل خود آمد و یک سبد خرمائز و اوگزاشتند در کتابہائی خود آن حدیث را تجسس می کرد و بیکان بیکان خرما بطریق نقل از سبد بر می داشت و می خورد تا آنکہ حدیث یافت شد و خرما تمام گشت در غمرہ فکر علمیہ اور اشعوری نماید و این کثرت اکل سبب موت او شد۔

حافظ عبد الرحمن بن علی الرزق یمنی

شافعی گفتہ است

حافظ عبد الرحمن بن علی الرزق یمنی شافعی کہتے

ہیں

تَنَارَعَ قَوْمٌ فِي الْبُخَارِيِّ وَمُسْلِمٍ لَدَائِي وَقَالُوا أَيُّ ذَيْنِ يُقَدَّمُ

میرے سامنے بخاری اور مسلم کے بارے میں کچھ لوگوں نے تنازع کیا اور کہا کہ ان دونوں میں سے (مرتبہ میں) کون مقدم ہے؟

فَقُلْتُ لَقَدْ فَاقَ الْبُخَارِيُّ صِحَّةً كَمَا فَاقَ فِي حُسْنِ الصَّنَاعَةِ مُسْلِمٌ

میں نے کہا بخاری صحت کے اعتبار سے فوقیت رکھتے ہیں، جیسے مسلم ترتیب ابواب میں ان سے بڑھے ہوئے ہیں۔

سنن ابی داؤد

اس کتاب کے تین نسخے مشہور ہیں۔ نسخہ لؤلؤی

نسخہ ابن داسہ، نسخہ ابن الاعرابی۔ بلاد مشرق میں

این کتاب را سه نسخه مشہور است

نسخہ لؤلؤی و نسخہ ابن داسہ و نسخہ ابن الاعرابی

وچشت کہ مکان بزرگانِ چشتیہ است
نیز در ہین ملک واقع ست و
بُست در قدیم الزمان پایہ تخت
آن ملک بود و عربان گاہے در نسبت
این ملک سجزی نیز گویند۔

تولد وے نیز در سنہ ۲۲ و و صد و
دو واقع شدہ و در اکثر بلادِ اسلام خصوصاً
مصر و شام و حجاز و عراق و خراسان و جزیرہ
و غیر ذلک گردش کردہ و علمِ حدیث را
فرگرفتہ در حفظ حدیث و اتقان روایت و
عبادت و تقوی و صلاح و احتیاط
درجہ داشت۔

گویند کہ یک آستین خود کشادہ
می داشت و یک آستین را تنگ مردم
ازین معنی پرسیدند گفت کہ آستین را
کشادہ داشتن برائے اجزائے کتاب
ست و آستین دیگر را کشادہ داشتن چہ
ضرورت محض اسراف ست۔

و وے شاگرد امام احمد بن حنبل
و قعنبنی و ابو الولید طیلیسی ست و از علماء
بسیار سماع و روایت دارد و ترمذی و
نسائی از وے روایات دارند و چہا کہ
از جملہ شاگردان او خلی سرآمد محدثین شدند
اول پسر ابو بکر بن ابی داؤد و دوم لؤلوی
سوم ابن الاعرابی چہارم ابن داسہ و استاد

پہلو میں واقع ہے یعنی یہ سیستان کی طرف نسبت
ہے جو سندھ و ہرات کے مابین مشہور ملک ہے۔ اور
قذہار کے متصل واقع ہے۔ اور چشت جو بزرگان
چشتیہ کا وطن ہے وہ بھی اسی ملک میں واقع ہے پہلے
زمانہ میں بُست اس ملک کا پایہ تخت تھا۔ عرب لوگ
اس ملک کی نسبت میں کبھی سجزی بھی کہتے ہیں۔
ابو داؤد کی ولادت سنہ ۲۲ میں ہوئی۔ آپ نے
بلادِ اسلامیہ میں عموماً اور مصر، شام، حجاز، عراق، خراسان
اور جزیرہ وغیرہا میں خصوصیت کے ساتھ کثرت سے
گشت کر کے علم حدیث حاصل کیا۔ حفظ حدیث، اتقان
روایت، عبادت و تقوی اور صلاح و احتیاط میں بلند
درجہ رکھتے تھے۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنی ایک آستین فراخ اور
دوسری تنگ رکھا کرتے تھے۔ جب آپ سے سبب
دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ ایک آستین تو اس لئے
کشادہ رکھتا ہوں کہ اس میں اپنی کتاب کے کچھ اجزا
رکھ لوں۔ دوسری آستین کشادہ رکھنا اسراف میں داخل
سمجھتا ہوں۔

آپ امام احمد بن حنبل، قعنبنی اور ابو الولید طیلیسی
کے شاگرد ہیں۔ ان کے علاوہ اور بہت سے علماء سے
بھی روایت و سماع رکھتے ہیں۔ ان سے ترمذی و نسائی
روایت کرتے ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سے چار شخص
جماعتِ محدثین کے سردار و پیشوا ہوئے، ابو بکر بن ابی
داؤد، (ان کے صاحبزادے) لؤلوی، ابن الاعرابی
ابن داسہ۔ ان کے استاد امام احمد بن حنبل نے

اور امام احمد بن حنبل ازو سے روایت کردہ
است حدیثِ عمیرہ را۔

وموسیٰ بن ہارون کہ یکے از بزرگان
آن عصر بود در حق او گفته است کہ ابو داؤد
در دنیا برائے حدیث و در عقبی برائے بہشت
آفریدہ شد و ابو داؤد در سنن خود گفته است
کہ من در مصر بخیار درازی دیدم و آنرا پیمائش
نمودم سینزدہ بالشت برآمد و یک ترنج را
دیدم کہ بالای شتری بریہ بار کردہ بودند
مثل دو نقارہ کلان ہر دو نصف او بران
شتر نمودار می شدند۔

و چون از تصنیف این سنن فارغ شد
پیش امام احمد بن حنبل برد و عرض نمود
امام دیدند و بسیار پسند کردند و ابو داؤد در
وقت تصنیف این سنن پنج لکھ حدیث حاضر
داشت از جملہ آنہما انتخاب نمودہ است کہ این
سنن را مرتب ساختہ کہ چہار ہزار و ہشت صد
حدیث است و دروے التزام نمودہ است
کہ حدیث صحیح باشد یا حسن۔

حدیثِ عمیرہ ان سے روایت کی ہے۔
موسیٰ بن ہارون نے جو ان کے معاصر تھے،
ان کے حق میں کہا ہے کہ ابو داؤد دنیا میں حدیث
کے لئے اور آخرت میں جنت کے لئے پیدا کئے گئے
ہیں۔ ابو داؤد نے اپنی سنن میں بیان کیا ہے کہ میں
نے مصر میں ایک لمبی ککڑی دیکھی اس کو ناپا تو تیرہ
بالشت کی تھی۔ اور میں نے ایک ترنج دیکھا، جب
اسے کاٹ کر اونٹ پر لادا تو اس کے دونوں حصے
بڑے نقاروں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔

جب وہ اس سنن کی تصنیف سے فارغ ہوئے
اور امام احمد بن حنبل کی خدمت لے گئے تو امام احمد نے
اسے دیکھ کر بہت پسند فرمایا۔ اس سنن کی تالیف
کے وقت ابو داؤد کے پاس پانچ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تھا
ان سب سے انتخاب کر کے اس کتاب کو مرتب کیا جو
اب چار ہزار آٹھ سو احادیث پر مشتمل ہے۔
ابو داؤد نے اس کا بھی التزام کیا ہے کہ اپنی اس
کتاب میں صرف وہ حدیث بیان کریں گے جو صحیح ہوگی
یا حسن۔

سنن ابی داؤد کی وہ چار حدیثیں جو دین میں کفایت کے درجے میں ہیں۔

یہ بھی کہا ہے کہ ان احادیث میں سے عقلمند کے
لئے دین میں صرف چار حدیثیں کافی ہیں۔

اول

اعمال کا دار و مدار نیوٹوں پر ہے۔

وگفته است کہ از جملہ این احادیث
مرد عاقل را در دین چہار حدیث کفایت می کند
حدیث اول

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

حدیث دوم

مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ
مَا لَا يَعْنِيهِ

حدیث سوم

لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يُحِبَّ
لِأَخِيهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهِ

حدیث چہارم

الْحَلَالُ بَيْنَ وَالْحَرَامِ بَيْنَ وَبَيْنَهُمَا
مُشْتَبِهَاتٌ فَمَنْ اتَّقَى الشُّبُهَاتِ
اسْتَبْرَأَ لِدِينِهِ

راقم حروف می گوید معنی کفایت
آنتست کہ بعد از معرفت قواعد کلیہ شریعت
و مشہورات آن در جزئیات و قائل حاجت
بجہتہدی و مرشدی باقی نمی ماند زیرا کہ توضیح
عبادات حدیث اول کفایت می کند و در
حفاظت اوقات عمر عزیز حدیث دوم و در
مراعات حقوق ہمسایہ و اقارب و دیگر اہل
تعارف و معاملہ حدیث سوم و در دفع شک
و تردد کہ بسبب اختلاف علماء یا اختلاف ادلہ
رومی دہد حدیث چہارم پس این ہر چہار
حدیث نزد مرد عاقل حکم پیرو استاد ہر
دو دارند و اللہ اعلم۔

ابراہیم حربی کہ از عمدہ محدثین آن
عصر بود چون سنن ابوداؤد را دید گفت کہ

دوم

اسلام کی عمدگی سے یہ بات ہے کہ انسان
بے فائدہ امور کو ترک کر دے۔

سوم

اس وقت تک مؤمن کا اہل نہیں ہوتا جب
تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے وہی چیز پسند نہ کرے
جسے وہ خود اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

چہارم

حلال اور حرام دونوں ظاہر ہیں اور ان کے
درمیان مشتبہات ہیں پس جس شخص نے شبہات
سے پرہیز کیا اس نے اپنے دین کو محفوظ کر لیا۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ ان کے کافی ہونے کے
معنی یہ ہیں کہ شریعت کے قواعد کلیہ مشہورہ معلوم
کر لینے کے بعد جزئیات مسائل میں کسی مجتہد یا مرشد
کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ مثلاً عبادات کی درستی
کے لئے پہلی حدیث اور اس عمر عزیز کے اوقات کی
حفاظت کے لئے دوسری حدیث اور حقوق ہمسایہ و
سلوک خویش و اقارب اور دوسرے اہل تعارف
و معاملہ کی رعایت کے لئے تیسری حدیث اور ان شکوک
و ترددات کے ازالہ کے لئے جو اختلاف علماء یا بولائل
کے مختلف ہونے سے پیدا ہوتے ہیں چوتھی حدیث کافی
ہے۔ گویا مرد عاقل کے لئے یہ چاروں حدیثیں استاد
و پیر کے درجہ میں ہیں۔

ابراہیم حربی نے جو اس زمانہ کے عمدہ محدثین میں
سے ہیں جب سنن ابوداؤد کو دیکھا تو فرمایا کہ ابوداؤد

کے لئے علم حدیث خدا تعالیٰ نے ایسا نرم کر دیا ہے
جیسا حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہا نرم ہوا
تھا۔ حافظ ابوطاہر سلفی نے اس مضمون کو پسند
کر کے اس قطعہ میں نظم کیا ہے۔

لَا نَ الْحَدِيثُ وَعِلْمُهُ بِكَمَالِهِ
لِإِقَامِ أَهْلِيهِ آيَاتِ دَاوُدَ

حدیث اور علم حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہو گئی! ابو داؤد کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں۔

مِثْلُ الَّذِي لَانَ الْحَدِيدُ وَسَبْكُهُ
لِذِي أَهْلِ تَرْمَانِيَةِ دَاوُدَ

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام کے لئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

حافظ ابوطاہر نے بسند خود حسن بن محمد بن ابراہیم
ازدی سے روایت کیا ہے کہ حسن بن محمد نے مجھ سے
فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب
میں دیکھا، آپ فرماتے ہیں۔

جو شخص سنت پر عمل کرنا چاہے اسے سنن ابو داؤد
پڑھنا چاہئے۔

اور یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی سے روایت کر کے کہتے
ہیں کہ

اسلام کی بنیاد کتاب اللہ ہے اور اس کا ستون
سنن ابی داؤد ہے۔

ابن الاعرابی نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص کو کتاب
اللہ اور سنن ابی داؤد کا علم حاصل ہو جائے، تو یہ
معاملات دین میں اس کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے
کتب اصول میں سرمایہ اجتہاد کے لئے مثال کے طور
پر اسی سنن ابی داؤد کو پیش کرتے ہیں۔

ابو داؤد کے مذہب کے بارے میں لوگ مختلف
الرأے ہیں بعض کہتے ہیں کہ شافعی تھے اور بعض حنبلی

الین لابی داؤد الحدیث کا الین لابی داؤد
الحدید و حافظ ابوطاہر سلفی این
مضمون رائیک پسند نموده درین قطعہ
نظم کرده اش سے

لَا نَ الْحَدِيثُ وَعِلْمُهُ بِكَمَالِهِ
لِإِقَامِ أَهْلِيهِ آيَاتِ دَاوُدَ

حدیث اور علم حدیث اپنے کمال کے ساتھ نرم ہو گئی! ابو داؤد کے لئے جو اہل حدیث کے امام ہیں۔

مِثْلُ الَّذِي لَانَ الْحَدِيدُ وَسَبْكُهُ
لِذِي أَهْلِ تَرْمَانِيَةِ دَاوُدَ

جیسے لوہا اور اس کا گلانا سہل ہو گیا تھا داؤد علیہ السلام کے لئے جو اپنے زمانہ کے نبی تھے۔

و نیز حافظ ابوطاہر بسند خود از حسن
بن محمد بن ابراہیم ازدی روایت کردہ کہ
وی گفت بخواب دیدم پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم می فرماید۔

مَنْ أَرَادَ أَنْ يَتَمَسَّكَ بِالسُّنَنِ
فَلْيَقْرَأْ سُنْنَ أَبِي دَاوُدَ.

ان یحییٰ بن زکریا بن یحییٰ ساجی
روایت کردہ کہ می گفت کہ اصل اسلام
کتاب اللہ است و ستون اسلام
سنن ابی داؤد۔

و ابن الاعرابی گفته است کہ اگر
شخصی را علم کتاب اللہ و سنن ابی داؤد
حاصل شود اور در مقدمات دین کافی و
بسندہ باشد و لہذا در کتب اصول مایہ اجتہاد
را از علم حدیث تمثیل بسنن ابی داؤد نموده اند
و مردم را در مذہب او اختلاف
ست بعضی گویند شافعی بود و بعضی گویند

صنبلی۔ واللہ اعلم
 در تاریخ ابن خلکان مذکورست کہ
 اور شیخ ابواسحاق شیرازی در طبقات الفقہاء
 از جملہ اصحاب امام احمد بن حنبل شمرہ است
 واز حافظ ابوطاہر در ملح جنین ابی داؤد
 نظمی ست مناسب کہ مرقوم می گردد -
 می گوید ہ

بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم
 تاریخ ابن خلکان میں مذکور ہے کہ شیخ ابواسحاق
 شیرازی نے ان کو طبقات الفقہاء میں امام احمد بن حنبل
 کے اصحاب میں شمار کیا ہے۔
 حافظ ابوطاہر نے سنن ابی داؤد کی مدح میں ایک
 عمدہ نظم لکھی ہے جس کا یہاں لکھنا مناسب معلوم ہوتا
 ہے وہ فرماتے ہیں ہ

سنن ابی داؤد کی مدح میں حافظ ابوطاہر سلفی کی نظم

أُولَى كِتَابٍ لِيَذِي فَقْهٍ وَذِي نَظَرٍ وَمَنْ يَكُونُ مِنَ الْأَوْزَارِ فِي وَشْرٍ
 تمام کتابوں میں سے فقیہ اور صاحب نظر اور اس شخص کے لئے جو گناہوں سے بچنا چاہے۔
 مَا قَدْ تَوَلَّى أَبُو دَاوُدَ مُحْسِبًا تَالِيْفُهُ فَاقَ فِي الْأَضْوَاءِ كَالْقَمَرِ
 وہ کتاب ہے جس کو ابو داؤد نے طلب ثواب کے لئے تالیف کیا جو روشنی میں چاند کی طرح فوقیت لے گئی ہے۔
 لَا يَسْتَطِيعُ عَلَيْهِ الطَّعْنَ مُبْتَدِعٌ وَلَوْ تَقَطَّعَ مِنْ ضَخْنٍ وَمِنْ ضَجْبٍ
 کوئی بدعتی اس پر طعن کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا اگرچہ کینہ اور تنگدلی احسا سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔
 فَلَيْسَ يُوجَدُ فِي الدُّنْيَا أَصْحٌ وَلَا أَقْوَى مِنَ السُّنَّةِ الْغُرَاءِ وَالْآثَرِ
 روشن سنت اور آثار حدیث میں دنیا میں اس سے صحیح تر و قوی تر کوئی کتاب نہیں ہے۔
 وَكُلُّ مَا فِيهِ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ وَمِنْ قَوْلِ الصَّحَابَةِ أَهْلِ الْعِلْمِ وَالْبَصَرِ
 اور جو کچھ اس میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا اہل دانش و بینش صحابہ رضی اللہ عنہم کا کلام ہے۔
 يَرْوِيهِ عَنْ ثِقَةٍ عَنْ مِثْلِهِ ثِقَةٌ عَنِ مِثْلِهِ ثِقَةٌ كَالْأَنْجِيمِ الزَّهَرِ
 یہ اس کو ثقہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ بھی اپنے ہی جیسے ثقہ سے اور وہ بھی اپنے مثل ثقہ سے جو چمکدار ستاروں کی طرح ہیں۔
 وَكَانَ فِي نَفْسِهِ فِيمَا أَحَقُّ بِهِ لَا شَكَّ فِيهِ إِمَامًا عَالِي الْخَطَرِ
 اور وہ خود بھی جیسا کہ میری تحقیق ہے۔
 يَذَرِي الصَّيْحَ مِنَ الْأَثَارِ يَحْفَظُهُ وَمَنْ رَاوَى ذَلِكَ مِنْ أُنْثَى وَمِنْ ذَكَرِ
 وہ آثار صحیحہ کو جانتے تھے اور ان کے حافظ تھے اور ان راویوں کے بھی حافظ تھے جو روایت کرتے ہیں خواہ مرد
 ہوں یا عورت۔

مُحَقَّقًا صَادِقًا فِيمَا يَحْيَىٰ بِهِ قَدْ شَاعَ فِي الْبَدْوِ عَنْهُ ذَاوِي الْحَضَرِ

اپنی روایت میں وہ سچے سچے ہیں اور محقق بھی اور ان کی یہ بات دیہات میں بھی مشہور ہے اور شہر میں بھی۔

وَالصِّدْقُ لِلْمَرْءِ فِي الدَّارَيْنِ مَنْقِبَةٌ مَا فَوْقَهَا أَبَدًا فَخَرَّ لِمُفْتَخِرِ

اور دونوں جہانوں میں انسان کے لئے سچائی بڑی خوبی ہے کسی فخر کر نیوالے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی فخر نہیں ہے۔

ابوداؤد کا ۱۶ شوال ۲۷۷ھ میں انتقال ہوا اور

وفات ابوداؤد در شانزدہم شوال

بصرہ میں دفن کئے گئے۔ تہتر سال کی عمر پائی۔

سال دو صد و ہفتاد و پنج ست و در بصرہ

مدفون گشت و عمر او ہفتاد و سہ سال بود۔

جامع کبیر ترمذی

مؤلف ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ

بن الضحاک سلمی البوغی۔ یہ لفظ (بوغ) بار، موحده

کے ضمہ اور واؤ کے سکون سے ہے اور واؤ کے بعد

غین مجرہ ہے، یہ ایک گاؤں کا نام ہے جو ترمذ کے

دیہات میں سے ہے اور اس سے چھ فرسخ کے فاصلہ

پر واقع ہیں۔ ترمذ اس پرانے شہر کا نام ہے جو اموداریا

(جس کو جیون اور نہرن بلخ بھی کہتے ہیں) کے کنارے پر

واقع ہے۔ لفظ ماوراء النہر میں بھی نہر سے بیشتر یہی

نہر مراد لی گئی ہے۔ اس (ترمذ) کے تلفظ میں بہت

اختلاف ہے۔ بعض تار اور میم کو مفتوح کہتے ہیں اور

بعض دونوں کو مضموم۔ خود وہاں کے لوگوں اور نیز

دوسرے اشخاص کی زبان زردان دونوں کا کسرہ

ہے، اور یہی مشہور ہے۔ اور ایک جماعت تار کو فتح

اور میم کو کسرہ دیتی ہے۔

ترمذی امام بخاری کے سب سے مشہور تلامذہ

جامع کبیر ترمذی یعنی ابو عیسیٰ محمد

بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ بن الضحاک

سلمی بوغی لضم بار موحده و سکون واو بعد

ازان غین مجرہ نسبت بوغ کہ دیہی ست

از دیہات ترمذ بمسافت شش فرسنگ

ازان و ترمذ نام شہری قدیم بر کنارہ آب

اموداریہ کہ آن را جیون و نہرن بلخ نیز گویند و

در لفظ ماوراء النہر مراد یہی نہر می باشد

و در لفظ ترمذ اختلاف بسیارست بعضی

تار و میم را مفتوح سازند و بعضی ہر دو

را مضموم و مستداول بر زبان مردم آنجا

و دیگر خلاق کسر ہر دو ہست و جماعہ

بفتح تار و کسر میم تکلم کنند۔

و ترمذی شاگرد رشید بخاری ست

و درش اورا آموختہ و از مسلم و ابی داؤد

میں شمار ہوتے ہیں اور مسلم و ابو داؤد اور ان کے شیوخ سے بھی روایت رکھتے ہیں۔ علم حدیث کی طلب میں بصرہ، کوفہ، واسط، رے، خراسان اور حجاز میں بہت سال گزارے اور اس فن میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ جامع ترمذی ان کی بہت مشہور اور مقبول تصنیف ہے۔

وشیوخ ایشان نیز روایت دارد و در بصرہ و کوفہ و واسط و رے و خراسان و حجاز سالہا در طلب علم حدیث بسر بردہ و تصانیف بسیار درین فن شریف از وی یادگارست۔

جامع ترمذی کی بعض خصوصیات

مجموعی حدیثی فوائد کے لحاظ سے اس کتاب کو تمام حدیثوں پر فوقیت دی گئی ہے۔ اول اس وجہ سے کہ اس کی ترتیب عمدہ ہے اور تکرار نہیں ہے۔ دوم اس باعث کہ اس میں فقہاء کا مذہب اور اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک کا استدلال بیان کیا گیا ہے۔ سوم اس وجہ سے کہ اس میں حدیث کے انواع مثلاً صحیح، حسن، ضعیف، غریب اور معطل بہ علل وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ چہارم اس وجہ سے کہ اس میں اولوں کے نام، ان کے القاب اور کنیت کے علاوہ ان فوائد کو بھی بیان کیا گیا ہے، جن کا علم الرجال سے تعلق ہے۔

ترمذی حفظ حدیث میں بے مثل اور امام بخاری کے صحیح جانشین مشہور ہیں، تورع، زہد اور خوف خدا اس درجہ رکھتے تھے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں چنانچہ خوفِ الہی میں روتے روتے آخر کار ان کی بنیانی جاتی رہی تھی۔

ان کے حفظ کی حکایات صحیحہ میں سے ایک

واین جامع بہترین آن کتب ست بلکہ بعضے وجوہ و حیثیات از جمیع کتاب حدیث خوب تر واقع شدہ اول از جهت ترتیب و عدم تکرار دوم ذکر مذاہب فقہاء و وجوہ استدلال ہر یک از اہل مذاہب سوم بیان انواع حدیث از صحیح و حسن و ضعیف غریب معطل بہ علل چہارم بیان اسماء رواۃ و القاب و کنیت آہنہا و دیگر فوائد متعلقہ بعلم رجال و ترمذی را در حفظ مثل دانند و او را خلیفہ بخاری گفتہ اند و تورع و زہد و خوف بحدے داشت کہ فوق آن متصور نیست بخوف الہی بسیار گریہ و زاری کرد و نابینا شد۔

و از حکایات صحیحہ او در حفظ آن ست کہ در راہ مکہ باشیخے از شیوخ ملاقات کرد و سابق ازان شیخ و وجہ و حدیث

ہے کہ ایک شیخ کی روایات کے دو جزر انہوں نے نقل کئے تھے مگر اب تک انہیں پڑھ کر سنانے کا موقع نہ ملا تھا۔ مکہ مکرمہ کے راستہ میں اتفاقاً ان سے ملاقات ہو گئی، ترمذی نے نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر ان سے ان اجزا کی قرارت کی درخواست پیش کی، شیخ نے قبول فرمایا اور کہا کہ ان اجزا کو نکال لو اور اپنے ہاتھ میں لے لو۔ میں پڑھتا ہوں تم مقابلہ کرتے جاؤ۔ امام ترمذی نے تلاش کیا تو اتفاقاً وہ اجزا ان کے ساتھ نہ تھے (کہیں گم ہو گئے تھے) ترمذی بہت گھبرائے (لیکن اس وقت ان کی سمجھ میں سوائے اس کے اور کچھ نہ آیا کہ، دو اجزا سادے کاغذ کے ہاتھ میں لے کر فرضی طور پر سننے میں مشغول ہو گئے۔ شیخ نے قرارت شروع کی، اتفاقاً ان کی نظر کاغذات پر پڑ گئی تو سادے نظر آئے، شیخ کو طیش آیا اور فرمایا کہ میرا مذاق بناتے ہو۔ ترمذی نے بالآخر جو واقعہ تھا صاف عرض کر دیا اور کہا کہ اگرچہ وہ اجزا میرے ساتھ نہیں ہیں لیکن مجھے لکھے ہوئے سے زیادہ محفوظ ہیں۔ شیخ نے فرمایا اچھا ذرا پڑھ کر تو سناؤ۔ ترمذی نے وہ تمام حدیثیں سنادیں۔ شیخ بہت متعجب ہوئے اور فرمایا یقین نہیں آتا کہ صرف میرے ایک بار پڑھنے سے یہ سب حدیثیں تم کو محفوظ ہو گئی ہوں گی ترمذی نے عرض کیا اچھا اب امتحان کر لیجئے۔ شیخ نے فاض اپنی چالیس حدیثیں اور پڑھیں۔ ترمذی نے فوراً انہیں بھی اس صحت کے ساتھ سنادیا کہ کہیں ایک جگہ بھی غلطی نہ ہوئی۔ اس ایک واقعہ کے علاوہ

نوشتہ گرفتہ و فرصت عرض و قراءتہ نیافتہ درین وقت از شیخ استعمار سماع نمود شیخ قبول کردہ گفت کہ اجزا مرقومہ بسیار و در دست بدار تا من بخوانم و آن را مقابلہ کن اتفاقاً آن دو جزو گم کردہ بود و ترمذی بسبب کمال شوق سماع آن احادیث دو جزو دیگر سفید آورد بحضور شیخ بدستور تلامذہ نشست و شیخ آغاز قرارت نمود ناگاہ شیخ نظر کرد دید کہ در دست او اجزاء سفید اند بسیار غضبناک شدہ فرمود کہ گویا با من استہزای کنی ترمذی گفت یا شیخ من اجزاء مکتوبہ را گم کردم لیکن احادیث را محفوظ دارم بہتر از نوشتہ شیخ گفت بخوان ترمذی ہمہ آن احادیث را یاد بخواند تعجب شیخ زائد شد و از راہ استبعاد گفت کہ مرا باور نمی آید کہ بجز دشنیدن یک بار یاد گرفتہ باشی از سابق یاد داشتہ باشی ترمذی گفت امتحان باید فرمود شیخ چہل حدیث دیگر از غرائب خود کہ نزد دیگرے نبود خواندہ رفت و ترمذی آن حدیث را مع اسانید ہانی القواعدہ نمود سپس باخطا نیقاد و این قسم امتحانات در باب حفظ او بارہا

واقع شدہ۔ ان کے حفظ کے اور بہت سے واقعات مشہور ہیں۔

ترمذی رحمۃ اللہ علیہ گفتہ است کہ من ہرگاہ از تصنیف این جامع فسارغ شدم اول آنرا بعلماء حجاز شریف نمودم ایشان ہمہ پسند فرمودند بعد از آن پیش علماء عراق بروم ایشان نیز متفق الکلمہ آنرا مدح کردند بعد ازان بر علماء خراسان عرض کردم ایشان نیز رضامند شدند بعد ازان ترویج و تشہیر نمودم و نیز گفتہ در خانہ ہر کہ این کتاب باشد پس گوید در خانہ او پیغمبر ست کہ تکلم می کند۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ جب میں اس جامع کی تالیف سے فارغ ہوا تو پہلے میں نے یہ نسخہ علماء حجاز کو دکھایا انہوں نے بہت پسند فرمایا۔ پھر علماء عراق کی خدمت میں لے گیا انہوں نے بھی ایک زبان ہو کر اس کی مدح فرمائی۔ پھر علماء خراسان کے روبرو پیش کیا تو انہوں نے بھی اپنی رضامندی ظاہر فرمائی۔ بعد ازان میں نے اس کی ترویج و تشہیر کی کوشش کی۔

امام ترمذی یہ بھی فرماتے تھے کہ جس گھر میں یہ کتاب ہو گویا اس گھر میں پیغمبر علیہ السلام ہیں جو تکلم فرماتے ہیں۔

بعضے از علمائے اندلس در مدح این کتاب نظمیں وارد کہ مرقوم می شود۔

بعض علماء اندلس نے اس کتاب کی تعریف میں نظم لکھی ہے جو یہاں لکھی جاتی ہے یہ

جامع ترمذی کی مدح میں علمائے اندلس کی نظم

کتاب الترمذی بر باض عظیم حکت آثار ہامہ زہر النجوم
کتاب ترمذی (گویا) علم کے ایسے باغات ہیں جن کے پھول روشن ستاروں کے مشابہ ہیں۔
یہ الآثار واضعہ اہستہ بالفاظ اقیمت کالرسوم
اس میں واضح آثار ایسے الفاظ کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں جو مثل نشانات قائم ہیں۔
و اعلاھا الصماح وقد انارت نجومًا للخصوص وللعموم
ان کی اعلیٰ تصانیف میں سے یہ صحیح ہے جس نے خاص و عام کے لئے ستاروں کو روشن کر دیا۔
ومن حسن یلیھا أو غریب وقد بان الصبیح من السقیم
اس میں بعض احادیث حسن ہیں اور بعض غریب، گویا صحیح سقیم سے ممتاز ہو گئی ہیں۔
فعللہ ابو عیسیٰ مبیشنا معالمتہ لآرباب العلوم
پھر ابو عیسیٰ نے سقیم کو معلول کر کے اس کی علامتوں کو اہل علم کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔

وَطَّرَزَهُ بِأَشَارٍ صَحَاحٍ ، تَخَيَّرَهَا أُولُو النَّظَرِ السَّلِيمِ

اور اسکو ایسے آثارِ صحیحہ کے ساتھ منقش کیا ہے ، جس کو اہل نظر حضرات نے پسند فرمایا۔

مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْفُقَهَاءِ قِدْمًا وَأَهْلِ الْفَضْلِ وَالنَّهْجِ الْقَوِيمِ

یعنی اگلے علماء ، و فقہاء اور اہل فضل اور اصحابِ طریقہ مستقیم نے۔

فَجَاءَ كِتَابُهُ عِلْقًا نَفِيسًا تَنْفَسَ فِيهِ أَرْبَابُ الْعُلُومِ

ان کی کتاب ایسی علقِ نفیس (بیش بہا) بن کر آئی ہے ، جس کی طرف اہل علم راغب ہیں۔

وَيَقْتَبِسُونَ مِنْهُ نَفِيسَ عِلْمٍ يُفِيدُ نَفُوسَهُمْ أَسْنَى الرَّسُومِ

وہ اسی سے عمدہ علم حاصل کرتے ہیں جو ان کے نفوس کو قیمتی علامات کا فائدہ دیتا ہے۔

كَتَبْنَا هَذَا رَوِيْنَا هَذَا لِيَزُوِيَ ، مِثْلُ السُّنَنِ فِي دَارِ النَّعِيمِ

ہم نے اس کو لکھ کر اس کی روایت کی ہے تاکہ ہم جنت میں آپ تسنیم سے سیرابی حاصل کریں۔

وَعَاطَى الْفِكْرُ فِي بَحْرِ الْمَعَانِي فَادْرَكَ كُلَّ مَعْنَى مُسْتَفِيمٍ

جب فکر نے معانی کے سمندر میں غوطہ لگایا تو وہ ہر درست معنی تلاش کر کے لایا۔

جَزَى الرَّحْمَنُ خَيْرًا بَعْدَ خَيْرٍ أَبَا عَيْسَى عَلَى الْفِعْلِ الْكَرِيمِ

خدا تعالیٰ ابو عیسیٰ کو ان کے نیک کام کے بدلے میں پے درپے جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابو عیسیٰ کنیت رکھنے پر بحث

۱۷ رجب ۲۶۹ھ میں شبِ دو شنبہ کو خاص ترمذ

میں امام ترمذی کی وفات ہوئی۔ (سنِ ولادت ۲۹۹ھ ہے)

ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں ایک باب

باندھا ہے جس کا عنوان ہے ، مَا يَكْرَهُ لِرَجُلٍ اِكْتَنَى

یہ اور اس کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

موسیٰ بن علی اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ایک

شخص نے اپنی کنیت ابو عیسیٰ رکھی تو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ عیسیٰ کے تو باپ نہیں

تھے۔

وفات اور ترمذ شبِ دو شنبہ ہفدم

رجب سالِ دو صد و ہفتاد و نہ ہورہ است۔

ابن ابی شیبہ در مصنف خود بابے

آوردہ باین مضمون مایکرہ لر جل اکتنی بہ

بعدازان گفته۔

حدثنا الفضل بن دکین عن موسیٰ

بن علی عن ابیہ ان رجلا اکتنی بابی

عیسیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم ان عیسیٰ لا اب له۔

کے ساتھ پکار لیا تو تمہارے لئے یہ مناسب نہیں کہ آپ اپنی کنیت قرار دو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی صرف بیان جواز کے لئے ایک امر اولیٰ کو ترک فرما دیا کرتے تھے اور آپ کے لئے ترک اولیٰ کراہیت سے پاک تھا، آپ کو یہ ضرورت بھی محض تبلیغ حکم کی وجہ سے پیش آتی تھی اور ما تقدم من ذنبہ وما تأخر کے معنی بھی یہی ہیں۔

کہ این کنیت برائے خود قرار دہی زیرا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چہ برائے بیان جواز گاہے ترک اولیٰ می فرمود و در حق او این ترک اولیٰ مسلوب الکرہتہ می گردید برائے ضرورت تبلیغ حکم و ہین ست معنی غفرلہ ما تقدم من ذنبہ و ما تأخر۔

سنن صخری

نسائی

یہ کتاب مجتبیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن السنی جو مشہور محدث ہیں، اس کے راوی ہیں، ان کا نام و کنیت یہ ہے۔

کہ سنن مجتبیٰ ست روایت ابن السنی محدث مشہور ست نام او ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی ست۔

ابو بکر احمد بن محمد بن اسحاق ابن السنی الدینوری
(المتوفی ۳۶۴ھ)

سنن کبریٰ

نسائی

یہ نسخہ ابن الاحرر کی روایت سے مروی ہے ان کا نام و کنیت ابو بکر محمد بن معاویہ ہے اور ابن الاحرر کے نام سے مشہور ہیں۔

کہ روایت ابن الاحرر ست و نام او ابو بکر محمد بن معاویہ است و مشہور بابن الاحرر گشتہ۔

یہ دونوں تالیفات (سنن صغریٰ و سنن کبریٰ) ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی کی ہیں۔ اس لفظ (نسائی) میں سین کے بعد ہمزہ مکسور اور بغیر مد کے ہے۔ یہ نسبت نسا کی

ہر دو تصنیف ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر بن سنان بن دینار نسائی و بعد از سین ہمزہ مکسورہ است بے نسبت بہ نسا کہ شہرے ست در

خراسان و گاہے عربان درین نسبت نسوی نیز گویند ہمزہ را با و بدل کنند چنانچہ موافق قیاس ہمین ست و اول اشہرست یکے از ارکان حدیث ست تولد او در سال دو صد و چہ سار دہ واقع شدہ در بلاد بسیار شیوخ کبار را دریافتہ خراسان و حجاز و عراق و جزیرہ و شام و مصر و غیر ذلک اول رحلت او بسوی قتیبہ بن سعید بخلافی بلخی ست و او در ان وقت پانزدہ سالہ بود و نزد قتیبہ یک سال و دو ماہ کسب علم حدیث کرد و او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بر ان دلالت میکند و بر صوم داؤدی مواظبت داشت و با وصف این نہایت کثیر الجملع بود چہار دن داشت کہ نزد ہر یک یک شب می گزرانید و سراری نیز بسیار داشت۔

طرف ہے جو خراسان کا ایک مشہور شہر ہے کبھی عرب لوگ اس ہمزہ کو واؤ سے بدل کر نسبت کرنے میں نسوی بھی کہا کرتے ہیں اور قیاس کے مطابق بھی یہی ہونا چاہئے۔ لیکن مشہور نسائی ہی ہے۔ یہ علم حدیث کے ایک رکن ہیں۔ ان کی ولادت ۲۱۴ھ میں ہوئی ہے۔ خراسان، حجاز، عراق، جزیرہ، شام، مصر اور ان کے علاوہ شہروں میں گشت کر کے بہت سے اکابر شیوخ سے ملاقات کی۔ سب سے پہلے قتیبہ بن سعید بخلافی بلخی کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت پندرہ برس کے تھے۔ ان کی خدمت میں ایک سال دو ماہ رہ کر علم حدیث حاصل کیا۔ ان کے مناسک سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شافعی المذہب تھے۔ صوم داؤدی پر ہمیشہ عمل پیرا رہتے تھے۔ بایں ہمہ کثیر الجملع تھے، چنانچہ چار عورتیں آپ کے نکاح میں تھیں اور ہر ایک کے پاس ایک ایک شب رہتے تھے۔ ان کے علاوہ لونڈیاں بھی موجود تھیں۔

مجتبیٰ کی تالیف کا سبب

جب سنن کبریٰ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو امیر وقت نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کی یہ کتاب تمام صحیح ہے تو آپ نے فرمایا کہ نہیں، اس میں حسن اور صحیح دونوں موجود ہیں۔ اس امیر نے عرض کیا کہ ان تمام احادیث میں سے جو صحت کے اعلیٰ درجہ پر پہنچی ہوں میرے لئے ان سب کا مجموعہ مرتب فرمادیتے،

چون از تصنیف سنن کبریٰ فارغ شد امیرے از امرائے آن وقت از شے پرسیدند کہ این کتاب تو ہمہ صحیح ست ؟ گفت نے صحیح و حسن ہمہ دارد آن امیر التہاں نمود کہ از جملہ احادیث آنچه در درجہ اعلیٰ صحت باشد برائے من جدا باید نوشت

۱۰ بعض کے نزدیک ۲۱۵ھ سن ولادت ہے۔

پس مجتبیٰ را تصنیف کردہ۔

تو انہوں نے مجتبیٰ تصنیف فرمائی۔

لفظ مجتبیٰ تار فوقانیہ کے بعد بار موحده کے ساتھ زیادہ مشہور ہے۔ بعض نے بجائے بار کے نون سے پڑھنا جائز رکھا ہے۔ بہر حال دونوں لفظوں کے معنی قریب قریب ہیں۔ اجتناب جو بار موحده سے ہے اس کے معنی انتخاب اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ اور اجتناب جو نون سے ہے اس کے معنی درخت سے پختہ میوہ چننے کے ہیں۔

ولفظ مجتبیٰ اشہر اینست کہ بار موحده است بعد از تار فوقیہ و بعضی نون نیز جائز داشته اند و معنی قریب یک دیگر است الاجتناب بالبار الموحده برگزیدن الاجتناب بالنون چیدن میوہ پختہ از درخت۔

امام نسائی کی موت کا واقعہ

ان کی موت کا واقعہ یہ ہے کہ جب آپ مناقب مرتضوی (کتاب الخصال) کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو انہوں نے چاہا کہ اس کتاب کو دمشق کی جامع مسجد میں پڑھ کر سنائیں تاکہ بنی امیہ کی سلطنت کے اثر سے عوام میں ناصبیت کی طرف جو رجحان پیدا ہو گیا تھا اس کی اصلاح ہو جائے، ابھی اس کا تھوڑا سا حصہ ہی پڑھنے پائے تھے کہ ایک شخص نے پوچھا امیر المؤمنین معاویہؓ کے مناقب کے متعلق بھی آپ نے کچھ لکھا ہے؟ تو نسائی نے جواب دیا کہ معاویہؓ کے لئے یہی کافی ہے کہ برابر سر ابر چھوٹ جائیں، ان کے مناقب کہاں ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کلمہ بھی کہا تھا کہ مجھے ان کے مناقب میں سوائے اس حدیث لا اشیع اللہ بطنہ کے اور کوئی صحیح حدیث نہیں ملی۔ پھر کیا تھا لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور شیعہ شیعہ کہہ کر مارنا پھینا شروع کیا۔ ان کے خصیتین میں چند شدید ضربیں ایسی پہنچیں کہ نیم جان ہو گئے۔

و سبب موت آنست کہ چون از تصنیف مناقب مرتضوی رضی اللہ عنہ فارغ شد خواست کہ آن کتاب را در جامع دمشق بر ملا بیان کند تا مردم آنجا کہ بسبب طول سلطنت بنی امیہ میلہ بندہ ب نواصب پیدا کردہ بودند ہمتی شوند قدرے ازان کتاب مذکور کردہ بود کہ سائلے گفت کہ در مناقب امیر المؤمنین معاویہؓ نیز چیزے نوشتہ نسائی گفت کہ معاویہؓ را ہمیں بس ست کہ سر سیر نجات یابد اور مناقب کجاست و بعضے گویند کہ این کلمہ ہم گفت کہ نزد من از مناقب او هیچ صحیح نشدہ مگر حدیث لا اشیع اللہ بطنہ عوام مردم اورا بتشیع تہمت کردہ لگد کردند و چند ضربہ شدید خصیتین اور سپد کہ بسبب

فادم انہیں اٹھا کر گھر لے آئے۔ پھر فرمایا کہ مجھے ابھی مکہ معظمہ پہنچا دو تاکہ میرا انتقال مکہ یا اس کے راستے میں ہو۔ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات مکہ معظمہ پہنچنے پر ہوئی اور وہاں صفا و مروہ کے درمیان دفن کئے گئے۔ ۱۳ صفر ۳۳ھ پر کے دن آپ کا انتقال ہوا۔ بعض کا قول یہ بھی ہے کہ مکہ جاتے ہوئے راستہ میں رملہ (فلسطین) میں انتقال ہوا۔ پھر وہاں سے آپ کی نعش مکہ معظمہ پہنچائی گئی۔ واللہ اعلم۔

آن نیم جان شد خادمانش برداشته بخانه آوردند او گفت مرا همین وقت روانه مکہ معظمه کنید کہ در مکہ بمیرم یا در راه مکہ گویند کہ بعد از رسیدن ب مکہ وفات یافت و در میان صفا و مروہ مدفون شد وفات او روز دوشنبه سیزدهم صفر سال ۳۳ صد و سہ بودہ است و بعضی گویند کہ در راه مدینہ در شہر رملہ و از انجا نعش او را ب مکہ رسانیدند واللہ اعلم۔

سنن ابن ماجہ

یہ کتاب ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی ربیع کی تصنیف ہے۔ ربیع راء اور پار دونوں کے فتح کے ساتھ، ولار کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد قبیلوں کا نام ہے۔ معلوم نہیں کہ ان بزرگ کی نسبت ان میں سے کس کی طرف ہے۔ قزوین عراقی عجم کا مشہور شہر ہے۔ ابن ماجہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔ وہ جب اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے ابو زرہ رازی کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تو حدیث کی موجودہ تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار

سنن ابن ماجہ تصنیف ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن عبد اللہ ابن ماجہ قزوینی ربیع کی تصنیف ہے۔ ربیع راء اور پار دونوں کے فتح کے ساتھ، ولار کی طرف نسبت ہے۔ ابن خلکان بیان کرتے ہیں کہ ربیعہ عرب کے متعدد قبیلوں کا نام ہے۔ معلوم نہیں کہ ان بزرگ کی نسبت ان میں سے کس کی طرف ہے۔ قزوین عراقی عجم کا مشہور شہر ہے۔ ابن ماجہ نے بہت سی مفید اور نافع کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ سنن ہے جس کا صحاح ستہ میں شمار ہے۔ وہ جب اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تو اسے ابو زرہ رازی کے سامنے پیش کیا۔ انہوں نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کتاب لوگوں کے ہاتھ میں آگئی تو حدیث کی موجودہ تصنیفات یا ان میں سے اکثر معطل ہو کر رہ جائیں گی۔ فی الحقیقت احادیث کو بلا تکرار بیان کرنے اور حسن ترتیب و اختصار

کے لحاظ سے کوئی کتاب اس کی ہمسر نہیں ہے۔ حافظ ابو زرعہ نے بھی اس کی صحت پر گواہی دی ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ میرا ظن غالب یہ ہے کہ اس کتاب میں ایسی حدیثیں جن کی سندوں میں کچھ خلل ہے، یا وہ متہم بالوضع یا شدید النکارہ ہیں، تیس سے زیادہ نہ ہوں گی۔ اس سنن میں بتیس کتابیں ہیں۔ ایک ہزار پانچ سو باب اور کل چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔

صحیح یہ ہے کہ ماجہ جیم کی تحفیف سے (جس میں جیم پر تشدید نہیں ہے) آپ کی والدہ تھیں۔ ابن میں الف لکھنا چاہئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ ابن ماجہ محمد کی صفت ہے نہ کہ عبداللہ کی۔ جس طرح سے کہ عبداللہ بن مالک ابن بھینہ ازدی میں کہ جو مشہور صحابی ہیں۔ اور ابراہیم بن ابراہیم ابن علیہ میں جو امام شافعی کے معاصر تھے، لفظ ابن میں الف لکھنے کا دستور ہے۔ ان کی دیگر تصانیف میں سے کتاب اللہ کی تفسیر اور ایک کتاب التاریخ ہے۔

ابن ماجہ ^{۲۹۹} میں پیدا ہوئے، انہیں عراق، بصرہ، کوفہ، بغداد، مکہ، ہرات، مصر، واسط، رے اور دیگر اسلامی شہروں میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ حدیث کے تمام علوم سے واقفیت اور شناسائی رکھتے تھے۔ جبارہ بن المغلس، ابراہیم بن المنذر، ابن نمیر، ہشام بن عمار اور اسی طبقہ کے دوسرے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا۔ ابو بکر بن ابی شیبہ سے زیادہ تر استفادہ کیا۔ ابوالحسن کی سنن کے راوی ہیں، ان کے شاگرد رشید ہیں۔ مگر ابو عیسیٰ ابہری اور دوسرے بڑے لوگوں نے

آپ نے کہ این کتاب وارد بیچ یک از کتب ندارد و نیز حافظ زرعه شہادت بر صحت این کتاب ارد فرمود کہ ظن غالب آن ست کہ درین کتاب حدیثی کہ در سند آنہا خلل ست یا متہم بوضع و شدید النکارہ اند تا سی زسیده باشند درین سنن سی و دو کتاب آورده و در ضمن آن یک ہزار و پانچ سو بابست و مجموع احادیث سے چہار ہزار حدیث ست و صحیح آنست کہ ماجہ تحفیف جیم دارد او بود پس بالار ابن الف باید نوشت تا معلوم شود کہ ابن ماجہ صفت محمد است نہ صفت عبداللہ بدستور عبداللہ بن مالک ابن بھینہ ازدی کہ صحابی مشہور ست و بدستور اسماعیل بن ابراہیم ابن علیہ است کہ معاصر امام شافعی ست و از جملہ تصانیف او تفسیر قرآن مجید است و کتاب التاریخ ست۔

تولد او در سال دو صد و نہ بودہ است و رحلت او بسوی عراق و بصرہ و کوفہ و بغداد و مکہ و مدینہ و شام و مصر و واسط و رے و دیگر بلاد اسلام اتفاق افتادہ و جمیع علوم حدیث عارف و آشنا بود از جبارہ بن المغلس و ابراہیم بن المنذر و ابن نمیر و ہشام بن عمار و دیگر اجلہ آن طبقہ اخذ علم حدیث نمودہ و از ابو بکر بن ابی شیبہ بیشتر استفادہ کردہ و ابوالحسن قطان کہ صاحب روایت سنن اوست از جملہ شاگردان رشید اوست و ابو عیسیٰ

ابہری و دیگر مردم خوب از کبار اور اندید و فانی
اور روز دوشنبہ و ہفتم رمضان سال ہفتاد و
بعد از ماہیتن بودہ و دفن اور در شنبہ واقع شدہ۔
ان (ابوالحسن) کو پڑوں میں شمار نہیں کیا۔ ۲۲ رمضان
المبارک ۳۷۳ھ میں دوشنبہ کے روز ابن ماجہ کا انتقال
ہوا اور سہ شنبہ کے دن دفن ہوئے۔

مِشَارِقِ قَاضِي عِيَاض

مِشَارِقِ قَاضِي عِيَاض كِه كُويَا شَرَح
مُوطَا وَصِيحِينَ سِتْ وَ قَاضِي عِيَاضِ ابُو لَفْضَل
عِيَاضِ بِنِ مَوْسَى بَحْصِي سَبْتِي سِتْ دَرِ حَقِّ
اَيْنِ كِتَابِ اُورَا عَاقِظِ ابُو عَمْرٍ وَ بِنِ الصَّلَاحِ
نَظْمِ كَرْدِه
يَه كِتَابُ كُويَا مَوْطَا وَ صِيحِينَ كِي شَرَحِ هِي۔ قَاضِي
عِيَاضِ (اِس كِه مَوْلَفِ) ابُو لَفْضَلِ عِيَاضِ بِنِ مَوْسَى
بِنِ عِيَاضِ بَحْصِي سَبْتِي هِي (اَلْمَوْفِي ۳۷۳ھ)۔ عَاقِظِ
ابُو عَمْرٍ وَ بِنِ الصَّلَاحِ نِي اِس كِتَابِ كِي تَعْرِيفِ مِي يَه شَعْرِ
كِهَاهِي هِي

مِشَارِقُ اَنْوَارِ سُنَّةٍ بِسَبْتَةٍ وَ ذَا عَجَبٍ كَوْنُ الْمِشَارِقِ بِالْغَرْبِ
اَنْوَارِ سُنَّتِ كِه مِشَارِقِ مَقَامِ سَبْتَةٍ مِي (طُلُوعِ كَرِيهِي) هِي۔ مِشْرِقِ كَا مَغْرِبِ مِي هُونَا عَجَبِ هِي۔
وَ ابُو عَمْرٍ وَ بِنِ الصَّلَاحِ نِي اِس كِتَابِ كِي تَعْرِيفِ مِي يَه شَعْرِ
كِهَاهِي هِي
وَ مَرْعَى خُصَّيْبِ فِي جَدَّيْبِ خِلَالِهَا
اَلْاَفَاقُ جَبُّو اَللَّخْصِيْبِ فِي مَنَزِلِ الْجَدَّيْبِ
اِيه خَشَكِ وَ قَطْ زَدِه زَمِيْنِ مِي سِرْبِزِ حِرَا گَاهِ هِي۔ آگَاهِ هُوَا اَوْرِ عَجَبِ كَرُوَا سِرْبِزِي شَادَابِي سِي هُو مَقَامِ قَطْ مِي هُو۔

شَرَحِ كِرْمَانِي بَرِجْنَارِي

شَرَحِ كِرْمَانِي بَرِجْنَارِي كِه مَسْمِي سِتْ
بِكُوَا كِبِ دَرَارِي وَ لِيْنِ نَامِ اُورَا لِهَامِ شَدِه
دَرِ مَطَافِ شَرِيْفِ بَعْدِ فَرَاغِ اَزْ طَوَافِ نَامِ
اَوْ مَحْمَدِ بِنِ يُوْسُفِ بِنِ عَلِيِّ بِنِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ كِرْمَانِي
سِتْ مَلَقِبِ بِشَيْخِ شَمْسِ الدِّيْنِ وَ اُوَاخِرُ دَرِ
يَه كِتَابِ 'اَلْكُوَا كِبِ لِدَرَارِي' كِه نَامِ سِي مَشْهُورِ
هِي۔ اِيْنِي طَوَافِ سِي فَا رَاغِ هُونِي كِه بَعْدِ مَطَافِ
شَرِيْفِ مِي اِس نَامِ كَا لِهَامِ هُوَا تَعْمَالِ اِنِ كَا نَامِ مَحْمَدِ بِنِ
يُوْسُفِ بِنِ عَلِيِّ بِنِ عَبْدِ الْكَرِيْمِ كِرْمَانِي هِي۔ اُوُرِ لَقِبِ بِشَيْخِ
شَمْسِ الدِّيْنِ هِي۔ اَخِرِ عَمْرِيْنِ بَعْدَادِ كُوَا پِنَا مَسْكِنِ بِنَايَا

لِه اِس كَا پُورَا نَامِ 'مِشَارِقِ اَلْاَنْوَارِ عَلِيِّ صَحَاحِ الْاَنْوَارِ' هِي۔ لِه 'سَبْتَةٍ' بِلَادِ مَغْرِبِ مِي اِيكِ شَهْرِ هِي۔

تھا۔ ۱۶ ہجری الآخراۃ میں پیدا ہوئے۔ اول اپنے والد بزرگوار (بہاؤ الدین) کے پاس رہ کر علم حاصل کرتے رہے پھر قاضی عضد الدین یحییٰ سے استفادہ کیا۔ مدت دراز تک انہی کی صحبت میں رہے، بارہ سال تک ان سے جدا نہ ہوئے۔ اس کے بعد شہروں کی سیاحت شروع کی۔ علماء مصر، شام، حجاز اور عراق سے مستفیج ہو کر آخر بغداد میں مقیم ہوئے اور تیس سال تک وہیں درس و تدریس میں مشغول رہے۔ آپ کی حالت یہ تھی کہ دنیا داروں سے بہت گریز کرتے تھے۔ علمی مشغلہ پر کسی چیز کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔ حسن خلق و تواضع میں یکتائے روزگار تھے۔ چونکہ ایک دفعہ کوٹھے (چھت) پر سے گر گئے تھے اور آپ کا ایک پاؤں بیکار ہو گیا اس لئے عصا کے سہارے بغیر نہیں چل سکتے تھے۔ آخر عمر میں حج کا قصد کیا حج سے فارغ ہو کر بغداد کی طرف جسے آپ نے اپنا مسکن بنالیا تھا، مراجعت فرمائی، اثنائے راہ میں ۱۶ ماہ محرم ۷۸۶ھ کو بمقام 'روض مہنا' آپ کا انتقال ہو گیا۔ وہاں سے ان کی نعش بغداد پہنچائی گئی۔ آپ نے اپنے زمانہ حیات میں ہی اپنے لئے قبر اور عاقبت خانہ حضرت شیخ ابواسحاق شیرازی کے مزار کے جوار میں بنالیا تھا اور اس کے اوپر ایک قبہ بھی تعمیر کرایا تھا، چنانچہ اسی جگہ دفن کئے گئے۔

بغداد سکونت نمودہ بود تولد او شانزدہم
 ہجری الآخرا سال ہفت صد ہفدہ بود است
 اولانزد پدر خود تحصیل علوم نمود و باز از قاضی
 عضد الدین یحییٰ استفادہ کردہ و مدتے دراز
 ملازمت آن بزرگ اختیار نمودہ تا دروازہ
 سال ازو سے جدا نہ شد بعد از ان در بلاد
 گردش کرد و از علماء مصر و شام و حجاز و عراق
 فوائد برداشتہ در بغداد عصلتے سفر انداخت
 و تاسی سال در انجا مشغول بنشر علم و تعلم آن
 ماند از دنیا داران نہایت اعراض داشت و بر شغل
 علم هیچ چیز ترجیح نمی داد و در تواضع و حسن خلق
 یگانہ روزگار بود از بام افتادہ بود یک پائے او
 از کار رفتہ بے استعانت عصا راہ نمی توانست
 رفت در آخر عمر خود باز قصد حج نمودہ و بعد فراغ
 از حج بسمت بغداد کہ مسکن او بود مراجعت کرد
 در اثنائے راہ شانزدہم ماہ محرم در منزلی کہ معروف
 ست بروض مہنا سال ہفتصد ہشتاد و شش
 وقات یافت نعش اور بغداد نقل کردند در ایام حیات
 خود برائے خود قبری و عاقبت خانہ در جوار قبر حضرت
 شیخ ابواسحاق شیرازی درست ساختہ بود و بالای او
 آن قبہ عالی ترتیب کردہ در ہمان مقام مدفون شد۔

فتح الباری شرح بخاری

ابن حجر عسقلانی

فتح الباری شرح بخاری و مقدمہ فتح الباری

یہ کتاب اور مقدمہ فتح الباری، قاضی القضاة فاک

ہر دو تصنیف قاضی القضاة خاتم الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی کی تصانیف ہیں۔ ابو الفضل ۲۳ شعبان ۳۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں سے طلب علم کے لئے اسکندریہ تشریف لے گئے۔ فرس، شام، حلب، حجاز اور یمن میں سیاحت کر کے چشمہ علم سے سیرابی حاصل کی، نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی میں دور و نزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے لگے۔ اساتذہ و مشائخ علم حدیث میں ان کی جلالت و عظمت کے قائل تھے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ ابو الفضل کی وفات ۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں شنبہ کی رات بمقام قاہرہ مصر ہوئی اور قرافہ صغریٰ میں مزار بنوا الخزومی کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کے جنازہ پر آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا۔ بادشاہ وقت نے نفیس نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کاڈھا دیا۔ پھر امرار و روسار شہر دست بدست مزار تک جنازہ کو لے گئے۔

ہر دو تصنیف قاضی القضاة خاتم الحفاظ ابو الفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن محمود بن احمد بن حجر الکنانی العسقلانی المصری الشافعی کی تصانیف ہیں۔ ابو الفضل ۲۳ شعبان ۳۷۳ھ میں مصر میں پیدا ہوئے اور وہاں سے طلب علم کے لئے اسکندریہ تشریف لے گئے۔ فرس، شام، حلب، حجاز اور یمن میں سیاحت کر کے چشمہ علم سے سیرابی حاصل کی، نظم و نثر میں کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ ان کی تمام تصانیف ایسی مقبول ہوئیں کہ ان کی زندگی ہی میں دور و نزدیک کے لوگ ان کی تصانیف کو طلب کرنے لگے۔ اساتذہ و مشائخ علم حدیث میں ان کی جلالت و عظمت کے قائل تھے اور انہیں اپنے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ ابو الفضل کی وفات ۲۸ ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں شنبہ کی رات بمقام قاہرہ مصر ہوئی اور قرافہ صغریٰ میں مزار بنوا الخزومی کے متصل مدفون ہوئے۔ ان کے جنازہ پر آدمیوں کا ہجوم کثرت سے تھا۔ بادشاہ وقت نے نفیس نفیس برکت حاصل کرنے کی غرض سے جنازہ کو کاڈھا دیا۔ پھر امرار و روسار شہر دست بدست مزار تک جنازہ کو لے گئے۔

علامہ ابن حجر کے قرأت حدیث میں عجائبات

و در قرأت حدیث اعاجیب بسیار از وی بظہور رسیدہ سنن ابن ماجہ را در چہار مجلس خواندہ و صحیح مسلم را در چہار مجلس سوئی مجلس ختم در عرصہ دو روز و چند ساعت تمام فرمود و شیخ ابن حجر کہ مجد الدین لغوی صاحب قیاس

قرأت حدیث میں عجیب عجیب کیفیات ان سے ظہور میں آئیں۔ سنن ابن ماجہ کو چار مجلسوں میں ختم کر دیتے تھے۔ صحیح مسلم کو سو مجلس ختم کے چار مجلسوں میں یعنی دو روز اور چند ساعت میں تمام کر ڈالا۔ مجد الدین لغوی صاحب قیاس بھی جو ابن حجر کے شیخ تھے۔ صحیح مسلم کو

بہت تیزی کے ساتھ پڑھتے تھے، دمشق میں ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن جہیل کو سنانے کے لئے باب النصر اور باب الفرع کے درمیان جو مزار نعل شریف نبویؐ کے مقابل ہے، تین روز میں ختم کیا، چنانچہ اس پر خسر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بِجَوْفِ دِمَشْقَ الشَّامِ كَرَّشِ الْإِسْلَامِ

خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے، دمشق شام میں جو اسلام کا دل ہے۔

عَلَى نَاصِرِ الدِّينِ الْإِمَامِ بْنِ جَهْلِيلٍ

امام ناصر الدین بن جہیل کے روبرو، ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہے۔

وَلَسْتُمْ بِتَوْفِيقِ الْإِلَهِ وَفَضْلِهِ

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی۔

سُنَنُ كَبِيرِ نَسَائِي كُو بَهِي شَيْخِ ابْنِ حَجْرٍ نَعْنَعِ

میں شرف الدین بن کوبک کے روبرو پڑھا ہے۔ ہر مجلس

چار ساعت نجومی کے قریب ہوتی تھی، جو عرف ہندوستان

میں دس دقیقہ کے برابر ہوتی ہے۔ معجم صغیر طبرانی کو بھی

جس میں ایک ہزار پانچ سو حدیثیں مع اسناد مروی ہیں،

ظہر و عصر کے مابین ایک ہی مجلس میں ختم کر ڈالا صحیح

بخاری کو دس مجلسوں میں پورا کیا اور ہر مجلس قریب

چار ساعت کی (ظہر سے عصر تک) ہوتی تھی۔ غرض ان

کے اوقات معمور تھے۔ کسی وقت خالی نہ بیٹھتے تھے تین

مشغلوں میں سے ایک مشغل میں ضرور مشغول رہتے

تھے، مطالعہ کتب یا تصنیف و تالیف یا عبادت۔ دمشق

میں دو ماہ دس دن تک قیام فرمایا اور اس مدت میں

افادہ عام کی غرض سے کتب حدیث کی سو جلدیں

پڑھیں اور تصنیف و تالیف و عبادت و دیگر ضروریات

ست نیز صحیح مسلم را برعت تمام خواندہ و در دمشق برائے شنوائیدن ناصر الدین ابو عبد اللہ محمد بن جہیل و در سہ روز در میان باب النصر و باب الفرع مقابل مزار نعل شریف نبویؐ کو در سہ روز ختم نمودہ و بان افتخار فرمودہ می گوید:

قَرَأْتُ بِحَمْدِ اللَّهِ جَامِعَ مُسْلِمٍ

خدا کا شکر ہے میں نے جامع مسلم کو پڑھا ہے،

عَلَى نَاصِرِ الدِّينِ الْإِمَامِ بْنِ جَهْلِيلٍ

امام ناصر الدین بن جہیل کے روبرو، ایسے حفاظ کے حضور میں جو علماء کی حاجتوں کا مرکز ہے۔

وَلَسْتُمْ بِتَوْفِيقِ الْإِلَهِ وَفَضْلِهِ

اور اللہ کے فضل اور اس کی توفیق سے پورے ضبط کے ساتھ تین دن میں اس کی قرأت تمام ہوئی۔

و سنن کبیر نسائی را نیز شیخ ابن حجر در وہ

مجلس خواندہ بر شرف الدین بن کوبک مجلس

قریب چہار ساعت نجومی شد کہ عرف ہندوستان

وہ دقیقہ می شود و در رعت ثانیہ معجم صغیر طبرانی

را در یک مجلس تمام کردہ بین الظہر و العصر و این

کتاب یک ہزار و پانصد حدیث دارد مع

الاسناد و صحیح بخاری را در وہ مجلس تمام کردہ ہر

مجلس قریب چہار ساعت می بود بالجملہ اوقات

او معمور بود ہرگز خالی نمی نشست از مشغل

یک چیزی کرد مطالعہ یا تصنیف یا عبادت

و در مدت اقامت خود بدمشق کہ قریب دو

ماہ و وہ روز بود برائے افادہ مردم قریب

صد جلد از کتب حدیث خواندہ بود و مشغل

تصنیف و عبادت و دیگر ضروریات

سوائے این اوقات می شد و این برکت در علم و اوقات و قبول تصانیف اور از دعای شیخ صناقبری کہ ولی صاحب کرامتہائے مشہورہ بودہ است حاصل بود نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر از فرزند می زیست کشید خاطر بہ حضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پرخواہد کرد۔

کو ان اوقات کے علاوہ انجام دیتے تھے۔ ان کے علم و اوقات میں یہ برکت اور ان کی تصانیف کی اس قدر مقبولیت حضرت صناقبری کی جو مشہور صاحب کرامات ولی تھے، دعا کی برکت سے تھی، بیان کیا جاتا ہے کہ شیخ ابن حجر کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی۔ وہ ایک دن شکستہ خاطر اور رنجیدہ دل ہو کر شیخ کی خدمت میں پہنچے تو شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایک فرزند پیدا ہوگا جو اپنے علم سے دنیا کو مال مال کر دے گا۔

علامہ ابن حجر کے لطائف و ظرافت

از لطائف و ظرافت شیخ آنست کہ چون ایشان از قضا معزول شدند و شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی قایانی بجائے ایشان منصوب شد با یکدیگر در خوردند و حافظ ابن حجر این قطعہ خواند۔

شیخ ابن حجر کے لطائف و ظرافت میں سے ایک یہ ہے کہ جب وہ عہدہ قضا سے معزول ہوئے اور شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن علی قایانی ان کی جگہ قاضی مقرر ہوئے اور دونوں نے ایک جگہ جمع ہو کر کھانا کھایا تو حافظ ابن حجر نے یہ قطعہ پڑھا ہے

عِنْدِي حَيْثُ ظَرِيفٌ بِمِثْلِهِ تَلْتَقِي مِنْ قَاضِيَيْنِ يُعْزَى هَذَا وَ هَذَا اِيْهِنَا

میرے پاس ایک عجیب ظرافت آمیز بات ہے کہ دو قاضیوں سے ملاقات کی جا رہی ہے، ایک کے سامنے اظہار افسوس کیا جا رہا ہے اور دوسرے کو مبارکباد دی جا رہی ہے۔

يَقُولُ ذَاكَ رُهُونِي وَ ذَا يَقُولُ اسْتَرْجِنَا وَ يَكْذِبَانِ جَمِيْعًا فَمَنْ يَصْدُقُ مِنَّا

یہ کہتا ہے کہ مجھ کو قاضی بننے پر مجبور کیا گیا اور وہ کہتا ہے کہ میں نے معزول ہو کر راحت پائی، حالانکہ دونوں جھوٹے ہیں پس ہم میں سے کون سچا ہے ؟

ان کے لطائف میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب سلطان نے مدرسہ مؤیدیہ کی بناء کو تمام کیا اور اس کے مناروں میں سے ایک منارہ جو برج شمالی پر بنا ہوا تھا گرنے کے قریب ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے گرا کر پھر

و نیز از لطائف او آنست کہ چون سلطان مدرسہ مؤیدیہ را بنا کردہ تمام نمود منارہ از منارہائے آن مدرسہ بر برج شمالی بنا شدہ بود میلان کردہ قریب بسقوط شد پادشاہ حکم فرمود کہ

آزاد ہم کردہ باز تیار نمایند اتفاقاً عینی شارح
بخاری در زیر آن منارہ نشستہ دریں می گفت
حافظ ابن حجر این قطعہ را نظم نمودہ بحضور
بادشاہ خواندہ۔

میں پڑھاے

لِجَامِعِ مَوْلَانَا الْمُؤَيَّدِ سَرَوْنِقُ مَنَارَتُهُ بِالْحُسْنِ تَبَدُّوْ وَ بِالزَّيْنِ

ہمارے مولانا مؤید کی جامع مسجد کا منارہ رونق دار اور حسن و زینت کے جامہ میں ظاہر ہوتا ہے۔

تَقُولُ وَقَدْ مَالَتْ عَيْنُ الْقَصْدِ اِهْلُوْا فَلَيْسَ عَلَيَّ جِسْمِيْ اَضْرَمِنَ الْعَيْنِيْ

استقامت چھوڑ کر جھکتے وقت کہتا تھا کہ مجھے مہلت دو کیونکہ میرے جسم پر عینی سے زائد مضر کوئی چیز نہیں ہے

مردم در انداز این قصہ را بعینی مسانید

و گفتند کہ حافظ ابن حجر بتو تعریض نمودہ۔

بدرالدین عینی ازین معنی خشناک شد و نواجی

شاعر مشہور را طلبیدہ یک قطعہ در تعریض

ابن حجر نظم کنانید و شائع ساخت و بدرالدین عینی

خود چندان قدرت شعر نداشت و آن قطعہ

اینست و خالی از لطائف نیست۔

مَنَارَةٌ كَعُرْوَسِ الْحُسْنِ قَدْ جَلِيَتْ وَ هَدَى مَهَا بِقَضَاءِ اللَّهِ وَالْقَدْرِ

منارہ عروس حسن کی طرح زینت دیا گیا ہے۔ اور اس کا گرنا اللہ کے حکم اور اس کی تقدیر سے ہے۔

قَالُوا اَصَابَتْ بَعِيْنَ قُلْتُ ذَا غَلَطُ مَا اَوْجَبَ الْهَدَمَ اِلَّا حِطَّةُ الْحَجَرِ

لوگوں نے کہا کہ عینی کی وجہ سے ضرر پایا ہے۔ میں نے کہا یہ غلط ہے، اس کا گرنا تو صرف حجر (پتھر) کے علیحدہ

ہو جانے سے ہے۔

تصانیف ابن حجر زیادہ بریک صد و

پنجاہ کتاب ست و بہتر و محکم تر از تصانیف

جلال الدین سیوطی ست زیرا کہ تصانیف جلال الدین

سیوطی ہر چند در عدد بیشتر است اما تصانیف ابن حجر

اکثر کلان و کبیر الخیم وقع اند و مضامین جدیدہ و

اور کبیر الخیم (ضمیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور

ابن حجر کی تصانیف ڈیڑھ سو سے زائد ہیں۔ سب

کی سب جلال الدین سیوطی کی تصانیف سے بہتر اور

محکم تر ہیں۔ کیونکہ جلال الدین سیوطی کی تصانیف اگرچہ

تعداد میں زیادہ ہیں لیکن ابن حجر کی تصانیف اکثر کلان

اور کبیر الخیم (ضمیم) ہیں اور ان میں نئے نئے مضامین اور

فوائد مفیدہ دارند بخلاف تصانیف جلال الدین سیوطی چنانچہ بر عالم متبحر پوشیدہ نمی ماند واقفان وضبط در علم حافظ ابن حجر بیشتر از علم جلال الدین سیوطی ست هر چند در عبور و اطلاع فی الجمله جلال الدین سیوطی را زیادہ باشد از عمدہ تصانیف ایشان این کتاب یعنی فتح الباری فی شرح صحیح البخاری ست کہ بعد از اتمام آن شادی کرد و قریب بہ پانصد دینار در ولیمہ آن صرف نمود و شرح دیگریم بر بخاری دارد کلان تر از فتح الباری مسمی بہدی الساری و مختصر آن شرح نسیر دارد دوین این ہر دو با تمام زسیادہ اند و از تصانیف او تعلیق التعلیق ست و لباب فی شرح قول الترمذی و فی الباب و اتحاف المہرۃ باطراف العشرۃ و اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی و تہذیب التہذیب و تقریب و احتفال ببیان احوال الرجال و طبقات الحفاظ و الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف و نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ و ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوۃ و تخریج احادیث الاذکار و اصابہ فی تمییز الصحابۃ و الاحکام لبیان ما فی القرآن من الالبہام و نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر و شرح النخبۃ و الايضاح بنکت ابن الصلاح و لسان المیزان و تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ و نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابہ عن التابعین و المجموع

مفید فوائد موجود ہیں۔ چنانچہ عالم متبحر پر یہ امر بخوبی روشن ہے۔ نیز حافظ ابن حجر کا اتقان و انضباط علوم بھی جلال الدین سیوطی سے بڑھا ہوا ہے گو جلال الدین عبور و اطلاع میں ان سے فی الجملہ زیادہ ہیں۔ ابن حجر کی بہترین تصنیف یہی کتاب فتح الباری فی شرح صحیح البخاری شمار ہوتی ہے جس سے فراغت پر انہوں نے بہت خوشی منائی اور تقریباً پانچ سو دینار اس کے ولیمہ میں صرف کئے۔ بخاری پر ان کی ایک دوسری شرح ہدی الساری کے نام سے ہے، جو فتح الباری سے بڑی ہے۔ اور اس کا ایک مختصر بھی ہے، لیکن یہ دونوں تکمیل تک نہیں پہنچیں۔ ان کی تصانیف بھی ہیں۔

تعلیق التعلیق۔ اللباب فی شرح قول الترمذی فی الباب۔ اتحاف المہرۃ باطراف الاسانید العشرۃ۔ اطراف المسند المعتلی باطراف المسند الحنبلی۔ تہذیب التہذیب۔ تقریب۔ احتفال ببیان احوال الرجال۔ طبقات الحفاظ۔ الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف۔ الدرایۃ فی منتخب تخریج احادیث الہدایۃ۔ ہدایۃ الرواۃ فی تخریج احادیث المصابیح و المشکوۃ۔ تخریج احادیث الاذکار۔ الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ۔ الاحکام لبیان ما فی القرآن من الالبہام۔ نخبۃ الفکر فی مصطلح اہل الاثر۔ شرح النخبۃ۔ الايضاح بتکمیل النکت علی ابن الصلاح۔ لسان المیزان۔ تبصیر المنتبہ فی تحریر المشتبہ۔ نزہۃ السامعین فی روایۃ الصحابہ عن التابعین۔ المجموع

العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام۔
 الحمام والحصال المكفرة للذنوب المتقدمة و
 المتأخرة وتوالی التانیس بمناقب ابن ادریس و
 فہرس المرویات ونعم السنوح والانوار بخصائص
 الخمار وانباء الغمر بابنا بئنا بئنا والدرہ الکامنة فی
 اعیان المائة الثامنة وبلوغ المرام فی احادیث
 الاحکام وقوة الحجاج فی عموم المغفرة للحجاج والحصال
 الموصل للطلال وبذل الماعون فی فضل من صبر فی
 الطاعون والامتناع بالاربعین المتبانیة بشرط السماع
 ومناسک الحج والاحادیث العشاریة والاربعون
 العالیہ لمسلم علی البخاری و دیوان شعرو دیوان
 خطب ازہریہ وامالی حدیث کہ عدد آئہا زیادہ
 برہنہ مجلس ست و قبل از موت خود در حق
 آن کتاب این ابیات نظم نموده بود۔

العام فی آداب الشراب والطعام ودخول الحمام۔
 الحمام والحصال المكفرة للذنوب المتقدمة و
 المتأخرة وتوالی التانیس بمناقب ابن ادریس۔
 فہرس المرویات ونعم السنوح والانوار بخصائص
 الخمار وانباء الغمر۔ الدرد الکامنة فی اعیان المائة الثامنة
 بلوغ المرام فی احادیث الاحکام۔ قوة الحجاج فی
 عموم المغفرة للحجاج۔ الحصال الموصل للطلال۔
 بذل الماعون فی فضل من صبر فی الطاعون۔
 الامتناع بالاربعین المتبانیة بشرط السماع۔ مناسک
 الحج۔ الاحادیث العشاریة۔ الاربعون العالیہ
 لمسلم علی البخاری۔ دیوان الشعر۔ دیوان الخطب
 الازہریة اور امالی حدیثیہ، جو عدد میں ہزار مجلس
 سے زائد ہے۔ اپنے انتقال سے قبل اس کتاب کے بارے
 میں یہ اشعار نظم کئے تھے

يَقُولُ سَرَّاجِيْ اِلٰهَ الْخَلْقِ اَحْمَدِيْنَ اَهْلِي الْحَدِيْثِ نَبِيِّ الْخَلْقِ مُنْتَقِلًا
 احمد جو اللہ تعالیٰ سے امید رکھنے والا ہے عامہ مخلوق کے نبی کی حدیثیں نقل کرنے والوں سے نقل ہے۔

يَدُّ نُوْمِيْنَ الْاَلْفِ اِنْ عُدْتُ جَعَالِسُهُ تَخْرِجُ حَجَّ اَذْكَارِ رَبِّ نَاقِدٍ وَعَلَا
 اگر مجالس شمار کی جائیں تو ہزار کے قریب ہیں جن میں اس نے رب ناقد و برتر کے اذکار کئے ہیں۔

ذَنِي بِرَحْمَتِهِ لِلْخَلْقِ يَرْزُقُهُمْ كَمَا عَلَا عَيْنَ سَمَاتِ الْمُحَدَّثَاتِ عَلَا
 (وہ رب) جو اپنی رحمت کے ساتھ مخلوق کے قریب ہے جو ان کو رزق دیتا ہے جیسا کہ حوادث کی علامات
 سے برتر اور عالی ہے۔

فِي مَدَّةِ حُجَّ كَمْ قَدَّمْتِ هَسَلًا وَلِي مِنَ الْعُمْرِ فِي ذَا الْيَوْمِ قَدَّ كَمَلًا
 میں نے (اس کتاب کو تصنیف کیا) اتنی مدت میں کہ تیس برس بجا رضانع ہو چکے تھے اور اب آج میری عمر تکمیل کو پہنچی۔

لے توالی التانیس بمعالی ابن ادریس سے بلوغ المرام من ادلة الاحکام سے الحصال الموجبة للفضال۔

سِتُّ وَسَبْعُونَ عَامًا رَحِمْتُ أَحْسِبُهَا مِنْ سُرْعَةِ السَّيْرِ سَاعَاتٍ وَيَا حِجْلًا
 چھتر سال گزر چکے جن کو میں تیزی سے گزر جانے کے سبب گھڑیاں سمجھتا ہوں۔ ہائے شرمندگی !!
 إِذَا سَرَّأَيْتَ الْخَطَايَا أَوْ بَقَّتْ عَمَلِي فِي مَوْقِفِ الْحَشْرِ لَوْلَا أَنَّ لِي أَمَلًا
 جب میں نے اپنی خطاؤں کو دیکھا تو انہوں نے موقفِ حشر میں میرے عمل کو ہلاک کر دیا ہوتا اگر مجھے امید نہ ہوتی
 تَوْحِيدُ رَبِّي يَصْنَعُهُ وَالرَّجَاءُ لَهُ وَخِدْمَتِي وَإِكْتَارُ الصَّلَاةِ عَلَيَّ
 کہ میرے رب کی توحید اس کو بچالے گی اور امید اسی سے ہے اور (نیز) میری خدمت اور کثرت سے جناب محمد پر
 مُحَمَّدٌ صَبَاحِي وَالْمَسَاءُ وَفِي خَطْبِي وَنُطْقِي عَسَاهَا تَحَقُّقُ الزَّلَالَا
 صبح و شام اپنی تقریر اور قول میں درود بھیجنا نہ ہوتا۔ قریب ہے کہ وہ (امور) میری لغزشوں کو محو کر دیں۔
 فَأَقْرَبُ النَّاسِ مِنْهُ فِي قِيَامَتِهِ مَنْ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ كَانَ مُسْتَعِينًا
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے دن قریب تر وہ شخص ہوگا جو آپ پر درود بھیجنے میں مشغول رہتا ہے۔
 يَا رَبِّ حَقِّقْ رَجَائِي وَالْأُولَى سَمِعُوا مِثِّي جَبِينًا بَعْفُو مِنْكَ قَدْ شَمَلَا
 اے رب! میری اور ان تمام لوگوں کی جنہوں نے مجھ سے سنا ہے، امیدوں کو محقق کر اپنی اس صفتِ عفو
 سے جو یقیناً سب کو شامل ہے۔

و شیخ شمس الدین مصری بجانب
 حافظ ابن حجر سوال منظومی نوشت کہ صورتش
 شیخ شمس الدین مصری نے حافظ ابن حجر کی خدمت
 میں ایک منظوم سوال لکھ کر بھیجا جو درج ذیل ہے۔
 این ست۔

يَا حَافِظَ الْعَصْرِ وَيَا مَنْ لَهُ تُشَدُّ مِنْ أَقْصَى الْبِلَادِ الرِّجَالُ

اے حافظِ وقت اور اے وہ شخص جس کے لئے دور دراز مقامات سے لوگ آتے ہیں۔

وَيَا إِمَامًا لِلرُّوَايِ بَابُهُ مَحَطُّ أَمَالِ الثِّقَاتِ الرِّجَالِ

اور اے مخلوق کے امام جس کا دروازہ ثقت لوگوں کی امیدوں کا ٹھکانا ہے۔

إِبْنُ الْعِمَادِ الشَّافِعِيُّ إِذْ عَنَى وَرُودُ مَا فَاءَ بِهِ فِي الْمَقَالِ

ابن عماد شافعی نے دعویٰ کیا کہ حدیث زبانِ زدِ خلق صحیح منقول ہے۔

شَرَّارِكُمْ عَزَابُكُمْ أَنَّهُ مِنْ الْخَبْرِ الْمَرْوِيِّ حَقًّا يُقَالُ

یعنی حدیث "تم میں غیر شادی شدہ مرد بدتر ہیں" صحیح السند احادیث میں سے ہے

جیسا کہ کہا جاتا ہے؟

فَهَلْ مِنْ مُسْنَدٍ مَا رَدَّ عَنِّي أَوْ أَشْرِي رَدِّيهِ أَهْلُ الْكِمَالِ

پس کیا کسی مسند میں یہ دعویٰ کی ہوئی حدیث موجود ہے یا یہ کوئی اثر ہے جس کو اہل کمال وایت کرتے ہیں

بَيْنَ سَرَاعِكَ اللَّهُ يَا سَيِّدِي جَوَابَ مَا ضَمَّنْتَهُ فِي السُّؤَالِ

اسے میرے سردار! خدا آپ کی حفاظت کرے میرے سوال کا جواب بیان فرمائیے

لَا زِلْتَ يَا مَوْلَى لَنَا ذَايِمًا فِي الْحَالِ وَالْمَاضِي كَذَا فِي الْمَالِ

آپ ہمیشہ سلامت رہیں، زمانہ حال اور ماضی میں اور ایسے ہی آخرت میں بھی۔

و حافظ ابن حجر در جواب آن بدیہیہ حافظ ابن حجر نے اس کے جواب میں فوراً یہ اشعار

لکھ کر روانہ کئے ہیں

این چند بیت نوشتہ فرستاد۔

أَهْلًا بِهَا بَيْضَاءَ ذَاتِ الْكِمَالِ بِالنَّقْشِ يَزْهَوُ ثَوْبُهَا بِالِصِّقَالِ

میں نے اس مسئلہ کو خوش آمدید کہا جو خوبصورت رنگیں آنکھوں والی اور منقش اور صقل شدہ کپڑوں والی عورت کی طرح رونما ہوا۔

مَنْتَ يَوْصِلُ بَعْدَ فَصْلِ شَفِي مِنْ أَلَمِ الْفُرْقَةِ بَعْدَ اعْتِدَالِ

جدائی کے بعد وصل کے احسان سے ممنون کیا جس نے جدائی کے رنج و غم سے شفا بخشی۔

تَسْأَلُ هَلْ جَاءَ لَنَا مُسْنَدًا عَمَّنْ لَهُ الْمَجْدُ سَمَاءُ الْكِمَالِ

تمہارا سوال ہے کہ کیا کوئی مسند حدیث اس ذات سے مروی ہے جس کے لئے سمار کمال پر مجد ہے۔

ذُمَّ لِي إِلَى الْعُرْبَةِ قُلْنَا نَعَمْ مِنْ بَابِ الْفِ وَفِي الْكَيْفِ مَالٌ

جس میں بے نکاح رہنے کی مذمت ہو تو ہم کہتے ہیں کہ بیشک اس کے لئے ایسا ہے جو الفت والا دل اور ہاتھ میں مال رکھتا ہو۔

أَسْرَازِلُ الْأَمْوَاتِ عُرَابُكُمْ شَرَارُكُمْ عُرَابُكُمْ يَا رِجَالُ

(وہ حدیث یہ ہے) رذیل ترین وہ مرنے والے ہیں جو تم میں بے شادی شدہ ہوں۔ اے لوگو! تم میں بدترین بے شادی شدہ لوگ ہیں۔

أَخْرَجَهُ الْأَحْمَدُ وَالْمَوْصِلِيُّ وَالطَّبْرَانِيُّ الثِّقَاتُ الرَّجَالُ

اس کی تخریج احمد و موصلی اور طبرانی نے کی ہے ثقہ رجال سے۔

مِنْ طَرُقٍ فِيهَا اضْطِرَابٌ وَلَا تَخْلُو مِنَ الضُّعْفِ عَلَى كُلِّ حَالٍ

ایسے طریقوں سے جن میں اضطراب ہے۔ جو کمزوری سے بہر حال خالی نہیں۔

تصحیح الالفاظ الجامع الصحیح زمرہ کشتی

از تصانیف بدرالدین محمد بن بہادر
بن عبداللہ زکشی ست کہ در سال ہفتصد
وچہل و پنج متولد شدہ و از شاگردان حافظ
علاؤالدین مغلطائی ست در فن حدیث از
جمال الدین اسنوی نیز اخذ علوم کردہ خصوصاً
فقہ و سماع حدیث از ابن کثیر و از اوزاعی نیز دارد
صاحب تصانیف بسیار ست خصوصاً خدمت
فقہ شافعی و علوم قرآن بسیار نمودہ از انجملہ است
تخریج احادیث الرافعی در پنج جلد و از انجملہ
مقدم الرافعی در بست جلد و شرحی دیگر دارد
بر بخاری بسیار دراز و مطول کہ آنرا از شرح
ابن ملقن تلخیص نمودہ و چیز یاداران افزودہ
جمع الجوامع را نیز شرح نمود در دو جلد و منہاج
را در دو جلد و مختصر آن شرح کردہ دو جلد و تخرید
در اصول الفقہ در سہ جلد و شرحی ہم دارد متوسط
الدرجہ و واقعہ و فوات او در سوم رجب
سال نو و چہار بعد از ہفت صد۔

یہ کتاب بدرالدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زکشی
کی تصنیف ہے۔ آپ ۷۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ حافظ
علاؤالدین مغلطائی کے شاگردوں میں سے ہیں۔
جمال الدین اسنوی سے بھی فن حدیث میں استفادہ
کیا۔ فقہ اور سماع حدیث ابن کثیر اور اوزاعی سے خصوصیت
کے ساتھ رکھتے ہیں۔ بہت صاحب تصانیف تھے،
بالخصوص آپ نے فقہ شافعی اور علوم قرآن کی بڑی
خدمت انجام دی ہے۔ آپ کی تصانیف میں سے تخریج
احادیث الرافعی ہے جو پانچ جلدوں میں ہے۔ الخادم
الرافعی بنی جلدوں میں ہے۔ اور بخاری کی ایک دوسری
شرح بھی ہے جو بہت طویل ہے جسے شرح ابن ملقن
سے ملخص کیا ہے۔ اور بہت سے دیگر مسائل کا اس میں
اضافہ کیا ہے۔ دو جلدوں میں جمع الجوامع کی شرح بھی
لکھی ہے۔ منہاج کی شرح دس جلدوں میں اور اس
کی مختصر کی شرح کو دو جلدوں میں تالیف کیا۔ اصول فقہ
میں تخرید بھی ان کی تالیف ہے جو تین جلدوں میں ہے۔
اور متوسط درجہ کی ایک شرح بھی لکھی ہے۔ آپ نے
(قاہرہ میں) ۳ رجب ۷۹۳ھ میں وفات پائی۔

تعلیق المصانیح ابواب الجامع الصحیح

بدرالدین دماینی

یہ کتاب ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر بن ابی بکر

تصنیف ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر بن عمر

بن ابی بکر القرشی المخزومی الاسکندری ست
 کہ مشہور بدامینی ست ملقب بہ بدرالدین
 در شرح حدیث حضرت صفیہ کہ نزو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در حالت
 اعتکاف آنجناب برائے زیارت در مسجد
 آمدہ بود چون بخانہ برگشتند شب بسیار
 رفتہ بود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے
 مشایعت ایشان از مسجد برآمدند در راہ
 شخصے از انصار آنجناب را با صفیہ تنہا
 دیدہ یک گوشہ شد آنحضرت او را
 فرمودند تعال ہی صفیہ . می گوید
 اللام من تعال مفتوۃ دائماً سوار غا طبت
 مفرداً او غیرہ مذکراً او غیرہ وقد
 وقع لابی فراس بن حمدان کسر اللام فی
 خطاب المونث فی ابیات حسنۃ اثرت
 ذکرہا للطائفہا قال حین سمع حمامۃ تنوح
 بقریبہ

قرشی مخزومی اسکندری کی تصنیف ہے۔ ان کا لقب
 بدرالدین ہے اور دامینی (یا ابن الدامینی) کے نام
 سے مشہور ہیں۔

آپ اس حدیث کی شرح میں (جس میں حضرت
 صفیہ کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک دفعہ جناب رسول
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں معتکف تھے اور وہ آپ
 کی زیارت کے لئے مسجد میں تشریف لائی تھیں۔ جب
 مکان کو واپس جانے لگیں تو چونکہ رات زیادہ ہو گئی
 تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں پہنچانے کے لئے
 مسجد سے باہر تشریف لائے۔ راستہ میں ایک انصاری
 ملے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صفیہ رضی اللہ
 تعالیٰ عنہا کے ہمراہ دیکھ کر ایک طرف ایک گوشہ میں
 ہو گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ
 تعال ہی صفیۃ (یعنی کچھ کھٹکامت کرو چلے آؤ یہ تو
 صفیہ ہیں) یہ کہتے ہیں کہ تعال کالام ہمیشہ مفتوح
 پڑھا جاتا ہے خواہ مفرد سے خطاب کیا جائے یا غیر مفرد
 سے خواہ مذکر سے یا مؤنث سے۔ ابی فراس بن حمدان
 کے بہت سے عمدہ اشعار میں مؤنث کو خطاب کرنے کے
 وقت لام کا کسرہ بھی واقع ہوا ہے۔ ان اشعار کی لطافت
 کے باعث میں چاہتا ہوں کہ ان کو نقل کروں۔ جب اس
 نے اپنے قریب ایک کبوتری کو نوہ زن دیکھا تو یہ ابیات
 نظم کئے۔

ابی فراس بن حمدان کے چند اشعار

أَوَّلُ وَقَدْ نَلَحْتُ بِقُرْبِي حَمَامَةً أَيَا جَارَةً هَلْ تَشْعُرِينَ بِحَسَابِي

جب میرے قریب میں ایک کبوتری نوہ زن ہوئی تو میں اس سے کہتا ہوں اے میری پڑوسن کیا تجھ کو میرے حال کی کچھ خبر ہے؟

مَعَاذَ النَّوَى مَا ذُقْتُ طَارِقَةَ النَّوَى وَلَا خَطَرَتْ مِنْكَ اللَّهُمَّ بِسَالِ
 غمِ فرقت سے پناہ۔ خدا کرے تو کبھی کھٹکنا دینے والی جدائی کا مزہ نہ چکھے۔ اور نہ کبھی غم تیرے دل میں واقع ہو۔

أَيَّ جَارَةٍ مَا أَنْصَفَ الدَّهْرَ بَيْنَنَا تَعَالَى أَقَاتِمَكَ اللَّهُمَّ تَعَالَى
 اے پڑوسن! میرے تیرے درمیان زمانہ نے انصاف نہیں برتا۔ چلی آ، تاکہ ہم غم کو باہم تقسیم کریں چلی آ

تَعَالَى تَرَى رُوحًا لَدَى ضَعِيفَةٍ تَرُدُّ فِي جَسْمٍ يُعَذِّبُ بِأَلِ
 آجاتا کہ تو میرے پاس ایک ایسی کمزور روح کو دیکھے ایسے جسم میں جو بوسیدہ ہو گیا ہے اور عذاب دیا جاتا ہے۔

أَيُّضَحُّكَ فَاسُورٌ وَتَبْكِي طَلِيقَةً وَيَسْكُتُ مَحْزُونٌ وَيَنْدُبُ سَائِلٌ
 کیا قیدی ہنستا ہے اور آزاد روتا ہے۔ (کیا) غمزدہ خاموش رہتا ہے اور بے غم نوحہ گر ہوتا ہے۔

لَقَدْ كُنْتُ أُولَى مِنْكَ بِالدَّمْعِ مُقَلَّةٌ وَلَكِنَّ دَمْعِي فِي الْحَوَادِثِ عَسَائِي
 بیشک میری آنکھ آنسو کے لئے تجھ سے زیادہ مستحق تھی، لیکن میرے آنسو حوادث میں بہنے سے بالاتر ہیں۔

تول اور در سال، مقصد و شصت و سہ
 واقع شدہ و از ابتدائے نشوونما مشغولی تحصیل
 علم ماند و در سرعت ادراک و قوت حافظہ سرآمد
 اقران خود بود خصوصاً در علوم ادبیہ و نحو و نظم و نثر
 تقدم صریح دارد و در فقیہیات و علم شریعہ و
 سجلات نیز مشارکت تمام با اصحاب این فن
 نصیب او شدہ مدت دوازده جامع از ہر ہذا
 علم نحو مشغول بود باز با اسکندریہ عود نمود و میل
 تحصیل کرد کار گاہے کلانی ترتیب داد و
 جولاہرگان بسیار با علوفہ و اجورہ مشخص کردہ
 مشغول بکار کرد ناگاہ بتقدیر الہی آن خانہ را
 آتش گرفت و پنہ و ریشماں و دیگر ادوات این
 صنعت بسوخت و دیون بسیار بر ذمہ او ماند
 قرضداران دتباں او گرفتند ناچار از اسکندریہ بصریہ
 فرار نمود قرضداران نیز عقب او تاختہ باز

بدرالدين کی ولادت ۶۳۳ھ میں ہوئی۔ ابتدا
 ہی سے تحصیل علم میں مشغول رہے اور اسی میں نشوونما
 پائی۔ سرعت ادراک اور قوت حافظہ میں اپنے ہم عصر
 میں یکتا تھے۔ خصوصاً علوم ادبیہ، نحو اور نظم و نثر میں تو
 سب پر صاف برتری حاصل تھی۔ فقیہیات، علم شریعہ
 اور سجلات میں بھی اصحاب فن کے ساتھ مشارکت تامہ
 رکھتے تھے۔ جامع ازہر میں ایک عرصہ تک علم نحو کے درس
 میں مشغول رہے پھر اسکندریہ لوٹ آئے۔ تحصیل مال
 کی طرف راغب ہوئے تو ایک بڑا کارخانہ کھولا، اس میں
 بہت سے جولاہوں کو اہرت پر رکھ کر کام پر لگایا۔ تقدیر
 الہی سے عمارت کارخانہ میں آگ لگ گئی اور سوت و
 روئی نیز اس صنعت کا بہت سا سامان نذر آتش ہو گیا۔
 بہت سا قرضہ ان کے ذمہ باقی رہ گیا۔ جب قرضداروں
 نے تنگ کرنا شروع کیا تو مجبوراً اسکندریہ سے بصریہ
 (بالائی مصر) کی طرف چل دیئے۔ قرضداروں نے بھی ان

کاتعاقب کیا۔ آخر قاہرہ میں گرفتار ہو کر آئے۔ تقی الدین بن حجّہ اور ناصر الدین الباززی (کاتب لیسٹران کی پڑش و حمایت کے لئے کمر بستہ ہوئے اور ان کا حال ایک حد تک اصلاح پذیر ہو گیا۔ پھر وہاں سے یمن کی طرف ہجرت کی اور وہاں سے بلاد ہند پہنچے اور شہر احمد آباد و گجرات میں جو اس وقت حسن آباد کے نام سے مشہور تھا آئے یہاں انہیں اقبال نصیب ہوا اور انہوں نے سلطان وقت سے بہت فائدہ اٹھایا اب ان کی زندگی نہایت خوشحالی سے گزرنے لگی۔ یہاں تک کہ ماہ شعبان ۸۲۸ھ میں انتقال ہو گیا۔ چونکہ ان کی موت ناگہانی واقع ہوئی تھی، اس وجہ سے لوگوں کو یہ گمان ہوا کہ کسی نے ان کو زہر دے دیا ہے۔ واللہ اعلم (آپ شہر گلبرگہ، دکن میں مدفون ہیں) علم حدیث میں ان کی صرف یہی شرح ہے، مگر علم ادب میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں، جن میں سے شرح تسہیل اور شرح خزرجیہ ہے۔ عروض میں ان کی تالیف جواہر البجور ہے۔ الفواکہ البدریہ بھی ان ہی کی منظومات میں سے ہے۔ مقاطع الشرب اور نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی لجم فی شرح لامیۃ العجم والغیث الذی لجم بھی ان کی تالیف کردہ ہے، یہ شرح لامیۃ العجم علامہ صفدی کی تالیف ہے جو صلاح الدین کے لقب سے ملقب اور علم ادب میں یکتا و مشہور ہیں۔ جواہر البجور کی ایک شرح بھی لکھی ہے اور تحفۃ الغریب فی شرح مغنی اللیب بھی ان (بدر الدین) کی ہی تالیف ہے ان کی منظومات میں سے چند اشعار سپرد قلم ہیں۔

بقاہرہ گرفتہ آوردند تقی الدین بن حجّہ و ناصر الدین باززی در پرورش و حمایت او شدند و حال او فی الجملہ باصلاح آمد بعد ازان بسوی یمن رحلت نمود و از انجا بلاد ہند رسید و در شہر احمد آباد و گجرات کہ در ان زمان با حسن آباد معروف بود اور اقبال تمام روداد و از سلطان آن وقت انتفاع عظیم یافت و بحال رفاهیت گزرا و تا آنکہ در شعبان سال ہشت صد و بست و ہشت وفات یافت و چون موت او فجاءة وقع شدہ مردم را گمان شد کہ کسے او را زہر داد و اللہ اعلم

از تصانیف حدیثیہ او ہمین شرح ست و تصانیف او در علم ادب بسیار است ازان جملہ است شرح تسہیل و شرح خزرجیہ و جواہر البجور در عروض و فواکہ بدریہ نیز از منظومات اوست و مقاطع الشرب و نزول الغیث فی الاعتراض علی الغیب الذی لجم فی شرح لامیۃ العجم و الغیث الذی لجم از تصانیف علامہ صفدی ست ملقب بصلاح الدین کہ در علم ادب یکتا و مشہور ست و جواہر البجور را شرحی نیز نوشتہ است و تحفۃ الغریب فی حواشی مغنی اللیب نیز از وی ست و از منظومات او این شعر مرقوم می شود

لہ نزول الغیث الذی لجم فی شرح لامیۃ العجم للصفدی۔

علامہ بدرالدین دہلوی کے چند اشعار

آيَا عُلَمَاءَ الْإِنْدِ إِيَّيَّ سَأِلُ فَمُنُوا بِتَحْقِيقِ بِهِ يَطْلُرُ السِّرُّ

اے علمائے ہند میں ایک سوال پیش کرتا ہوں پس راز کو حل کرنے والی تحقیق سے واقف فرما کر مجھ کو ممنون فرمائیں۔

أَسْرَى فَاعِلًا لِلْفِعْلِ أُعْرِبَ لَفْظُهُ بِحَرْفٍ وَلَا حَرْفٌ بِهِ يُمَكِّنُ الْحَرْفُ

ایک فعل کا فاعل ہے جسے جر کا اعراب دیا گیا ہے حالانکہ کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس سے جر دیا جاسکے۔

وَلَيْسَ بِمُحْكِيٍّ وَلَا بِمُحَبِّبٍ لِذِي الْخَفِضِ وَالْإِنْسَانُ بِالْبَحْثِ يَضْطَرُّ

اور نہ وہ محکی ہے اور نہ وہ کسی محبور کے متصل ہے اور انسان تحقیق و تفتیش کرنے پر مجبور ہے۔

فَهَلْ مِنْ جَوَابٍ عِنْدَكُمْ أَسْتَفِيدُ فَمِنْ بَحْرِكُمْ مَا زَالَ يُسْتَخْرَجُ الدُّرُّ

تو کیا تمہارے پاس کوئی جواب ہے جس سے میں استفادہ کر سکوں کیونکہ تمہارے سمندر سے ہمیشہ موتی ہی نکلتے ہیں۔

متوجہم کہتا ہے کہ اس سے مراد لفظ صنبر ہے جو ذیل کے شعر میں ہاج کا فاعل واقع ہوا ہے۔

شعر طرفہ بن العبد کا ہے ۷

بِحِفَانٍ تَعْتَرِي نَادِيَنَا وَسَيِّدِي فِي حَيْثُ هَاجَ الصَّنْبَرُ

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں ۷

رَمَانِي تَرْمَانِي بِمَا سَاءَتِي فَجَاءَتْ نُحُوسٌ وَغَابَتْ سُعُودٌ

میرے زمانہ نے مجھ کو رنجیدہ چیزوں سے رنجیدہ کر دیا گویا نحوست کے ستارے نکل آئے اور نیکی بختی کے ستارے غائب ہو گئے۔

وَأَصْبَحْتُ بَيْنَ الْوَمْرِ بِالْمَشِيبِ عَلِيلاً فَلَيْتَ السَّبَابَ يَعُودُ

اب میں بڑھاپے کی وجہ سے مخلوق میں بیمار ہوں، کاش جوانی پھر لوٹ آتی

یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں ۷

أَلَا يَا عَدَا أَمْرِيكَ هُمَا أَوْقَعَا قَلْبَ الْمُعْتَى الصُّبِّ فِي الْحَيْنِ

اے معشوق! اپنے خساروں کی خبر لے اس لئے کہ انہوں نے میرے مصیبت زدہ حیران دل کو موت کی ہلاکت میں ڈال دیا۔

فَجَدَّ لَهُ بِالْوَصْلِ وَاسْمَعُ بِهِ فَكَيْفَ تَذْهَامُ بِلَا قَيْنِ

پس اس کو وصل دیکھنے کے ساتھ شش و شش سے پیش آ اور ایسا تو کیوں کرے جبکہ وہ بغیر جھوٹ کے (یعنی سچ) سرگشتہ اور حیران

۷ بعض نے یہ شعر اس طرح لکھا ہے ۷

فَمَا فَاعِلٌ قَدْ جُرَّ بِالْخَفِضِ لَفْظُهُ صَرِيحًا وَلَا حَرْفٌ يَكُونُ بِهِ حَبْرٌ

یہ اپنے استاد سے ایک عجیب لطیفہ نقل کرتے ہیں کہ میں ایک روز اسکندریہ میں ان کے درس میں حاضر تھا ان کے تلامذہ میں سے ایک شخص ان کی کتاب مختصر جو فقہ میں ہے پڑھتا تھا، کتاب الحج چل رہی تھی۔ اسی مجلس میں بعض ایسے طلبہ بھی حاضر تھے جو بحث و اعتراض کے زیادہ دلدادہ تھے۔ اتفاقاً اس میں ایک ایسی عبارت واقع ہوئی جس میں مضاف الیہ کی طرف ضمیر راجع ہوتی تھی۔ طالب علم مذکور نے جرات کر کے استاد سے پوچھا، نحوی کہتے ہیں کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کو نہیں پھیرنا چاہئے تو پھر یہ عبارت کیسے درست ہوئی؟ شیخ نے فوراً جواب میں یہ آیت پڑھی۔ قال اللہ تعالیٰ کَمَثَلِ الْجِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا یعنی جمل کی ضمیر جمار کی طرف جو مضاف الیہ ہے راجع ہے۔ اس جواب میں جو لطافت ہے وہ پوشیدہ نہیں۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ مضاف الیہ کی طرف ضمیر کا لوٹنا منع نہیں ہے۔ البتہ اگر مضاف اور مضاف الیہ دونوں کی طرف ضمیر کا راجع کرنا ممکن ہو تو اولیٰ اور بہتر یہ ہے کہ مضاف کی طرف ضمیر کو راجع کریں کیونکہ کلام سے مقصوداً مضاف ہی ہوتا ہے۔

و از استاد خود این طرفہ لطیفہ عجیبہ نقل کردہ کہ روزے در درس او در اسکندریہ حاضر بودم شخصی از تلامذہ او مختصر او در فقہ می خواند و مقام کتاب الحج بود و در آن مجلس بعضی طلبہ علم کہ شوق بہ بحث و اعتراض داشتند نیز حاضر بودند ناگاہ عبارتے وارد شد کہ ضمیر بمضاف الیہ عائد می شد طالب مذکور جرات کردہ پرسید کہ نحویاں می گویند کہ ضمیر را بمضاف الیہ عاید نباید کرد پس این عبارت چه قسم درست شود شیخ بدیہہ جواب گفت کہ قال اللہ تعالیٰ کَمَثَلِ الْجِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا و درین جواب لطافتی ست کہ پوشیدہ نمی ماند۔

راقم الحروف می گوید عود ضمیر بمضاف الیہ ممنوع نیست آری اگر ممکن باشد عود ضمیر بہر یک از مضاف و مضاف الیہ اولیٰ آنت کہ بمضاف عائد سازند زیرا کہ مقصود از کلام اوست۔

اللامع المصحح فی شرح جامع الصحیح

شمس الدین برماوی

یہ کتاب علامہ محقق شمس الدین محمد بن عبدالدائم

برماوی کی تصنیف ہے۔ ان کا پورا نام و نسب یہ ہے۔

تصنیف علامہ محقق شمس الدین محمد

بن عبدالدائم برماوی ست و عبدالدائم ہو

طہ کشف الظنون میں اس کا نام اللامع المصحح درج ہے۔

ابن موسیٰ بن عبدالداؤد بن عبداللہ نعیمی
ست بصیغہ تصغیر منسوب بہ نعیم ابن
عبداللہ محمد دراصل عسقلانی ست و باعتبار
سکونت بر ماوی مصری ست مذہب شافعی داشت.
تولد او در پانزدہم ذیقعدہ سال مفسد
و ثنیت و سہ بود از ابتدائے عمر نشوونامائی او
در مشغلہ علم شد و علم حدیث را از برہان بن جماعہ
و تاج الدین بن اسیح و برہان الدین شامی و
ابن الشیخہ و سراج الدین بلقینی و زین الدین عراقی
و دیگر اجلہ این فن تحصیل نمودہ و در فقہ و اصول فقہ
و علوم عربیہ نیز مہارت تمام داشت و در آخر
ملازمت بدلا الدین زرکشی اختیار نمود و از تلامذہ
رشید او شد از عجائب روزگار بود بدست خود
کتب بسیار نوشت و اکثر نسخ را تحشیہ نمود و تعلیقات
نمود و در فتویٰ و حسن خط ممتاز بود و مع ہذا خوش
مخاورہ و نیک دیدار و باوقار و کم گفتار و بے
تکلف زیست می کرد و پرتوی از محبوبیت و
مقبولیت داشت از تصانیف او این شرح
بخاری ست کہ گویا منتخب کرمانی و زرکشی
ست و فوائد چند از مقدمہ شرح ابن حجر نیز
دران درج نمودہ الفیہ وارد در اصول الفقہ
کہ در نہایت جودت و خوبی واقع شدہ و
مثل او در متقدمین بہم نہ رسیدہ۔

و آن الفیہ را شرحی نوشتہ مستوعب
تمام این فن و بیشتر دران شرح بہ تحریر

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالداؤد بن موسیٰ بن
عبدالداؤد بن عبداللہ نعیمی۔ نعیم کی طرف بصیغہ تصغیر
منسوب ہیں۔ اصل کے اعتبار سے عسقلانی اور سکونت
کے لحاظ سے بر ماوی مصری ہیں۔ شافعی المسک تھے۔
۱۵ از ذی قعدہ ۳۶۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائے

زندگی ہی سے علمی مشاغل میں نشوونما پائی۔ علم حدیث
کو برہان بن جماعہ، تاج الدین بن اسیح، برہان الدین
شامی، ابن الشیخہ، سراج الدین بلقینی، زین الدین عراقی
اور اس فن کے دوسرے بزرگوں سے حاصل کیا۔ فقہ،
اصول فقہ اور علوم عربیہ میں بھی پوری مہارت رکھتے تھے
آخر میں بدرا الدین زرکشی کی صحبت اختیار کی اور ان کے
شاگردان رشید کی جماعت میں داخل ہوئے۔ یہ اپنے زمانہ
کے عجیب لوگوں میں سے تھے۔ بہت لکھنے والے تھے۔ اکثر
نسخوں کے حاشیے اور تعلیقات بھی لکھے۔ فتویٰ نویسی اور
نوٹنکلی میں بھی ممتاز تھے۔ ان کمالات کے ساتھ ساتھ
خوش کلام، نیک صورت، باوقار اور کم گفتار تھے۔ زندگی
سادہ بسر کرتے تھے۔ محبوبیت اور مقبولیت کا حصہ بھی حق
تعالیٰ نے انہیں عنایت فرمایا تھا۔ ان کی تصانیف میں
سے ایک یہ بخاری کی شرح ہے جو کرمانی اور زرکشی منتخب
ہے۔ چند فوائد مقدمہ شرح ابن حجر سے لے کر بھی اس میں
درج کئے ہیں۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب الفیہ ہے
جو نہایت عمدہ اور خوبی میں اعلیٰ واقع ہوئی ہے اور کتب
متقدمین میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

اسی الفیہ کی ایک شرح لکھی ہے، جس میں تمام
فن کا استیعاب کر لیا گیا ہے۔ اس شرح کے اکثر حصہ

میں اصولیوں کے مذہب کو نہایت خوش اسلوبی سے بیان فرمایا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ کتاب البحر المحیط زکشی سے ماخوذ ہے۔ اور اسی وجہ سے یہ کتاب نرالی وضع کی واقع ہوئی ہے۔ عمدۃ الاحکام کی بھی ایک شرح لکھی ہے اور اس کے رجال کو نظم میں بیان کیا، پھر اس نظم کی بھی ایک شرح لکھی۔ شرح لامیۃ الافعال ابن مالک کو بھی نہایت خوبی اور تحقیق کے ساتھ لکھا ہے۔ فن سیرت میں ان کا ایک مختصر رسالہ ہے۔ اور فرائض میں ایک نظم ہے۔ لیکن افسوس ان کے انتقال کے بعد ان کی کتابیں متفرق اور منتشر ہو گئیں۔

۲۔ ماہ جمادی الثانی ۸۳۱ھ کو جمعرات کے دن وفات ہوئی جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) میں حضرت شیخ ابو عبد اللہ قبرسی قدس سرہ کی قبر کے قریب دفن کئے گئے۔

مذہب اصولیاں بوجہ احسن پرداختہ و اکثر اش ماخوذ از کتاب البحر زکشی ست باین جہت نہایت عجیب الوضع او فنادہ و عمدۃ الاحکام را نیز شرحی نوشته و در جالے آن را نظم نموده و شرح آن نظم نیز بجزل آورده و لامیۃ الافعال ابن مالک را نیز تمام رغایت بودت و تحقیق نوشته اورا مختصرے است در فن سیرت و منظومۃ ایست در فرائض اما بعد از مردن او کتب او متفرق منتشر شد۔

روز پنجشنبه دوم جمادی الثانی سال شش صدوسی و یک وفات اوست و در روز جمعہ بعد از نماز در مسجد اقصیٰ در جوار تربت حضرت شیخ ابو عبد اللہ قبرسی قدس سرہ مدفون گشت۔

ارشاد الیاری

قسطانی

یہ قسطانی کے نام سے یہ مشہور ہے۔ اور صحیح بخاری کی شرح ہے۔ یہ شیخ شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن الحسن بن قسطانی مصری شافعی کی تصنیف ہے۔ ۵۹۰ھ ۱۲ ذی قعدہ ۸۵۱ھ کو مصر میں پیدا ہوئے اور ابتدائی عمر میں ہی علم قرأت کی تحصیل میں مشغول ہو کر سب سے کو یاد کیا۔ پھر دوسرے فنون کی جانب توجہ کی۔ صحیح بخاری پانچ مجلسوں میں احمد بن عبد القادر ساوی کو سنائی۔ اور جامع عمری میں درس اور وعظ میں

مشہور بقسطانی شرح صحیح بخاری ست تصنیف شہاب الدین احمد ابو بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن الحسن بن قسطانی مصری شافعی تولد او دو اذدہم ذیقعدہ سال ہشت صدو پنجاہ و یک در مصر ست و در ابتدا بکے نشوونما مشغول بعلم قرأت شد و بجمع رایا و گرفت و بعد ازان بفنون دیگر پرداخت و صحیح بخاری را در پنج مجلس براحمد بن عبد القادر ساوی گزرا نید و در

جامع عمری بدرس و عظمیٰ اشتغال آغاز نہادو
عالمی برائے شنیدن و عظمیٰ جمع می شدو
درین باب بے نظیر وقت خود بود سخن پذیرا
داشت بعد مدت دراز شوق تصنیف در سر
اقاد و تصانیف مقبولہ ازوے یادگار ماند از
اجلہ آنها این شرح است کہ فتح الباری و کرنی
رادران اختصار تمام جمع نموده و بین الایجاز
والاطناب واقع گردید و نیز مواہب لدنیہ است
کہ در باب خود بے عدیل است و عقود سنیہ فی
شرح المقدمۃ الجزریہ و لطائف اشارات فی
العشر القراءت و کتاب الکنز فی وقف حمزہ
و ہشام علی الہمزہ و شرح دارد بر شاطبیہ
کہ زیادات ابن الجزری رادران آمیختہ و فوائد
غریبہ دران آوردہ کہ در کتاب دیگر یافتہ نمی
شود و شرحی دارد بر قصیدہ بردہ مسمی بانوار
مضیئہ و کتابی دارد در آداب صحبۃ الناس
مسمی بقادیس الانفاس و کتابی دارد در
مناقب سیدنا شیخ عبدالقادر مسمی بالروض
الزواہر و کتابی دارد بتحفة السامع والقاری
بختتم صحیح البخاری۔

مشغول ہو گئے۔ ان کا وعظ سننے کے لئے دنیا سمٹتی تھی اور
اس میں وہ اپنے وقت کے بے نظیر تھے۔ ان کی بات دل
کو لگتی تھی۔ ایک ماہت دراز کے بعد تصنیف و تالیف کا
شوق ہوا چنانچہ بہت سی مقبول تصانیف اپنی یادگار
چھوڑیں، ان سب میں بڑی شرح یہ ہے جس میں فتح
الباری اور کرمانی کا پورا پورا اختصار موجود ہے۔ نہ آئی مختصر
ہی ہے اور نہ اتنی طویل۔ المواہب اللدنیہ بھی ان کی
ہی تصنیف ہے جو اپنے باب میں لاثانی ہے۔ العقود السنیہ
فی شرح المقدمۃ الجزریہ، لطائف الاشارات فی عشرات
القرات اور کتاب الکنز فی حمزہ و ہشام علی الہمزہ،
بھی ان کی تصانیف ہیں۔ شاطبیہ کی بھی ایک شرح لکھی
ہے جس میں ابن الجزری کی زیادات کو ملا کر وہ فوائد عجیبہ
بیان کئے گئے ہیں جو کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔
قصیدہ بردہ کی بھی ایک شرح لکھی ہے جس کا نام،
مشارق الانوار المضیئہ ہے۔ آداب صحبۃ الناس میں ایک
کتاب لکھی ہے جو تقادیس الانفاس کے نام سے مشہور
ہے۔ ایک کتاب سیدنا شیخ عبدالقادر کے مناقب میں
لکھی ہے جو الروض الزاہر کے نام سے موسوم ہے۔ ان
کی ایک کتاب اور ہے جس کا نام تحفة السامع والقاری
بختتم صحیح البخاری ہے۔

علامہ قسطلانی اور علامہ سیوطی کے مابین واقعہ

شیخ جلال الدین سیوطی کو ان سے بڑی شکایت

و شیخ جلال الدین سیوطی را ازوے

تھی اور گلہ تھا۔ کہا کرتے تھے کہ انہوں نے مواہب لدنیہ

شکایت و گلہ بود می گفت کہ از کتب من در

میں میری کتابوں سے مدد لی ہے۔ اور اس میں یہ ظاہر نہیں کیا کہ وہ میری کتابوں سے نقل کر رہے ہیں۔ یہ بات ایک قسم کی خیانت جو نقل میں معیوب ہے اور حق پوشی ہے۔ جب اس شکایت کا چرچا ہوا، اور یہ شکایت شیخ الاسلام زین الدین زکریا الانصاری کے حضور میں محاکمہ کی شکل میں پیش ہوئی تو شیخ جلال الدین سیوطی نے قسطلانی کو بہت سے مواضع میں الزام دیا۔ ان میں سے ایک یہ کہ مواہب کے وہ کتنے مواقع ہیں، جو بیہقی سے نقل کئے گئے ہیں اور بیہقی کی مؤلفات اور تصنیفات میں سے کس قدر تصانیف ان کے پاس موجود ہیں اور ذرا یہ بتائیں کہ ان میں سے کن تصنیفات سے انہوں نے نقل کی ہے۔ جب قسطلانی مواضع نقل کی نشان دہی سے عاجز رہے تو سیوطی بولے کہ آپ نے میری کتابوں سے نقل کیا ہے اور میں نے بیہقی سے۔ پس آپ کے لئے مناسب اور ضروری تھا کہ آپ اس طرح کہتے،

نَقَلَ السِّيُوطِيُّ عَنِ الْبَيْهَقِيِّ كَذَا۔ تاکہ مجھ سے استفادہ کا حق بھی ادا ہوتا اور تصحیح نقل کی ذمہ داری سے بھی بری ہو جاتے۔ قسطلانی ملزم ہو کر مجلس سے اٹھے اور یہ بات ہمیشہ دل میں رکھی کہ شیخ جلال الدین سیوطی کے دل سے اس کدورت کو دھویا جائے مگر ناکام رہے۔ ایک روز اسی ارادہ سے شہر مصر (قاہرہ) سے روضہ تک پیادہ پا روانہ ہوئے جو دراز مسافت پر واقع تھا، شیخ جلال الدین سیوطی کے دروازہ پہنچ کر دستک دی۔ شیخ نے اندسے دریافت کیا کون شخص ہے؟ قسطلانی نے عرض کیا کہ میں احمد ہوں، برہنہ پا اور برہنہ سر آپ کے دروازہ پر

مواہب لدنیہ استمداد نمودہ بے اعلام آنکہ از کتب من نقل می کند و این معنی توسعی از خیانت ست در نقل و شمه از کتمان حق نیز دارد و چون این شکایت شائع شد بحضور شیخ الاسلام زین الدین زکریا محاکمہ افتاد شیخ جلال الدین سیوطی قسطلانی را الزام داد در مواضع بسیار از ان جمله آنکہ چند مواضع از مواہب از بیہقی نقل نمودہ و از مؤلفات بیہقی نزد او چند مؤلف موجود است نشان بدید کہ در کدام یک از مؤلفات دیدہ نقل کردہ است قسطلانی در تعیین مواضع نقل علجز گشت و سیوطی گفت کہ این نقلہا از کتب من کردہ است و من از بیہقی کردہ ام پس واجب بود کہ می گفت نقل السیوطی عن البیہقی کذا۔ تا حق استفادہ من ہم بجای آوردہ بود از عہدہ تصحیح نقل ہم فالغ الذمہ می گشت قسطلانی ملزم شدہ از مجلس برخواست و ہمیشہ بخاطر داشت کہ از آلہ این کدورت از خاطر شیخ جلال الدین سیوطی ناید میسرش نمی شد روزی بہمن قصد از شہر مصر تا روضہ کہ مسافت دراز دارد پیادہ روانہ شد و بر در شیخ جلال الدین سیوطی استاد و دستک زد شیخ پرسید کہ کیستی قسطلانی گفت منم احمد کہ برہنہ پا و برہنہ سر بر دروازہ شما ایستادہ ام تا از من کدورت خاطر دور کنید و رضی شوید

کھڑا ہوں تاکہ آپ کے دل سے کدورت دور ہو جائے
آپ راضی ہو جائیں۔ یہ سن کر شیخ جلال الدین نے اندر
ہی سے کہا کہ میں نے دل سے کدورت کا ازالہ کر دیا لیکن
نہ دروازہ کھولا اور نہ ان سے ملاقات کی۔

قسطلانی کی وفات قاہرہ مصر میں ۷ محرم ۹۲۳ھ
کو شب جمعہ میں ہوئی۔ جمعہ کی نماز کے بعد جامع ازہر
میں نماز جنازہ ادا کی گئی اور مدرسۃ العینی میں جو ان
کے مکان کے قریب ہے دفن کئے گئے۔

شیخ جلال الدین از اندرون خانہ جواب
داد کہ کدورت خاطر دور کر دم اما دروازہ
نکشاد و ملاقات نہ نمود۔

وفات قسطلانی شب جمعہ ہفتم محرم
سال نہصد و بست و سدہ در قاہرہ مصر اتفاق
افتادہ و بعد از نماز جمعہ در جامع ازہر بروے
نماز گزارہ در مدرسہ عینیہ کہ در جوار خانہ او
بود دفنش کردند۔

حاشیہ شیخ سیدی زروق فارسی علی البخاری

یہ (شہاب الدین) ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد
بن عیسیٰ برتسی فارسی ہیں جو زروق کے نام سے مشہور
ہیں۔ بروز پنجشنبہ بوقت طلوع آفتاب ۲۸ محرم
۸۳۶ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۰ بھی سات برس کے نہ ہوئے
تھے کہ ان کے ماں باپ نے انتقال کیا۔ دیار مغرب کے
بڑے بڑے علماء مثلاً فوری، محاجی، استاد ابو عبد اللہ صغیر
امام صعابی، ابراہیم ناری، سیوسی، سخاوی مصری،
رصاع دوئی اور اس مقام کے دیگر بزرگوں سے علوم
حاصل کئے۔ ان کے شیخ سیدی زیتون رحمہ اللہ علیہ نے
ان کے حق میں بشارت دی تھی کہ وہ ابدال سبعہ میں
سے ہیں۔ حال باطنی میں یہ بلند مرتبہ رکھتے ہوئے، علوم
ظاہرہ میں بھی ان کی تصانیف نفع بخش اور بہت مفید
واقع ہوئی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ حاشیہ ہے جو نہایت
برجستہ واقع ہوا ہے۔ شرح رسالہ ابن ابی زید بھی ہے،

وے ابوالعباس احمد بن احمد بن محمد
بن عیسیٰ برتسی فارسی ست معروف بہ زروق
روز پنجشنبہ وقت طلوع آفتاب بست و ہفتم
محرم سال ہشت صد و چہل و شش تولد اوست
و مادر و پدرش قبل از سال ہفتم قضا کردند از
علمائے کبار دیار مغرب مثل فوری و محاجی و
استاد ابو عبد اللہ صغیر و امام صعابی و ابراہیم
ناری و سیوسی و سخاوی مصری و رصاع دوئی
و دیگر بزرگان آنجا فہ علوم کردہ شیخ او سیدی
زیتون رحمۃ اللہ علیہ در حق او بشارت دادہ کہ
او از ابدال سبعہ است و با وصف علو
حال باطن تصانیف او در علوم ظاہرہ نیز
نافع شدہ مفید و کثیر افتادہ از انجملہ است
این حاشیہ کہ نہایت برجستہ واقع شدہ و شرح رسالہ

ابن زید در فقہ مالکی و شرح ارشاد ابن عسکر
در شرح چند باب متفرق از مختصر خلیل کہ در
فقہ مالکی مشہورترین کتب است و شرح قرطبی و
شرح راغبیہ و شرح عافیہ و شرح عقیدہ قدسیہ
و بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج بن عطاء اللہ
اسکندرانی و شرح حزب البحر و شرح مشکلات
الحزب الکبیر و شرح حقائق المقری و شرح آمار
حسنی و شرح مراد کہ از تصانیف شیخ ابو
العباس احمد بن عقبہ الحضری نصیحتہ کافیہ و مختصر
آن و اعانتہ المتوجہ المسکین علی طریق لقیم و التملکین
و قواعد التصوف کہ در غایت خوبی و حسن واقع
شد و حوادث الوقت کہ کتاب است نہایت
نفیس در ردیف برائے رد بدعات فقراء وقت
نور تصنیف نموده در سالہ فقصرہ در علم حدیث
و مراسلات بسیاری کہ برای یاران خود در آداب
و حکم و مواعظ و لطائف سلوک نوشته بالجملہ مرد
جلیل القدریت کہ مرتبہ کمال او فوق الذکر
ست و او آخر محققان صوفیہ است کہ بن الحقیقہ
و الشریعہ جامع بودہ اند و بشاگردی او اجد علماء
مفتخر و مباہسی بودہ اند مثل شہاب الدین قسطلانی
کہ سابق حال او مذکور شد و شمس الدین لقانی و
خطاب الکبیر و طاہر بن زبان روادی۔

و اورا قصیدہ است بر طور قصیدہ جیلانیہ
کہ بعض ابیات او اینست۔

جو فقہ مالکی میں ہے۔ کتاب ارشاد ابن عسکر جو فقہ مالکی کی
مشہور کتاب مختصر شیخ خلیل کے چند ابواب کی شرح ہے،
اس کی شرح لکھی۔ شرح قرطبیہ، شرح راغبیہ، شرح عافیہ
شرح عقیدہ قدسیہ، بست و چند شرح بر حکم شیخ تاج ابن
عطاء اللہ اسکندرانی، شرح حزب البحر، شرح مشکوٰۃ
الحزب الکبیر، شرح حقائق المقری، شرح آمار حسنی، شرح
مراد، جو ان کے شیخ ابو العباس احمد بن عقبہ الحضری کی
کی تصنیف ہے۔ نصیحت کافیہ اور اس کا مختصر، اعانتہ
المتوجہ المسکین علی الطرق القیم و التملکین، قواعد التصوف،
جو حسن و خوبی میں اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے، حوادث الوقت
جو نہایت نفیس کتاب ہے اور نوافصلوں میں اس زمانہ
کے فیقروں کی بدعات کے رد میں تالیف کی ہے۔ علم حدیث
میں بھی ایک مختصر رسالہ لکھا ہے۔ نیز اپنے احباب کے لئے
بہت سے ایسے مراسلات تحریر فرمائے جن میں ان کو آداب
و حکم مواعظ و لطائف سلوک لکھے تھے۔

الغرض وہ جلیل القدر شخص تھے۔ ان کے مرتبہ
کمال کو ظاہر کرنا تحریر و بیان سے باہر ہے۔ وہ متاخرین
صوفیہ کرام کے ان محققین میں سے ہیں، جنہوں نے حقیقت
و شریعت کو جمع کیا ہے۔ شیخ شہاب الدین قسطلانی جن
کا حال پہلے گزر چکا، شمس الدین لقانی، خطاب الکبیر،
طاہر بن زبان روادی اور ان جیسے بڑے بڑے علمائے
ان کی شاگردی پر فخر و ناز کیا ہے۔

قصیدہ جیلانیہ کی طرز پر ان کا ایک قصیدہ ہے،
جس کے بعض ابیات یہ ہیں۔

أَنَا لِمُرِيدِي جَامِعٌ لِشَتَاتِهِ إِذَا مَا سَطَا جَوْرُ الزَّمَانِ يَسْكُبْتِهِ

میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں، جب زمانہ تنگت و ادبار سے اس پر حملہ آور ہو۔

وَإِنْ كُنْتُ فِي ضَيْقٍ وَكَرْبٍ وَوَحْشَةٍ فَنَادِ بِيَا زُذُوقُ ابْتِ بَسْرَعَتِهِ

اگر تو کسی تنگی بے چینی اور وحشت میں ہو تو یا زذوق! کہہ کر پکار۔ میں فوراً آمو جو دو ہوں گا۔

وفات او در بلاد طرابلس المغرب در

ماہ صفر سال ہشت صد و نو و نہ اتفاق افتاد ہوا۔ رحمۃ اللہ علیہ۔

رحمۃ اللہ علیہ۔

بہجۃ النفوس

ابن ابی حمزہ

یہ کتاب ابو محمد عبداللہ (بن سعد) بن ابی حمزہ کی تصنیف ہے۔ اس میں تقریباً تین سو حدیثوں کو بخاری سے انتخاب کر کے ان کی شرح و وجہوں میں کی ہے اور بہت سے گہرے علوم اور حقائق خفیہ اس میں دلچ کئے ہیں۔ وہ اس وقت کے عارفین اور اکابر اولیاء میں سے تھے ان سے کرامتیں بھی بہت سی ظاہر ہوئی ہیں۔ ان کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے جو خود انہوں نے ایک روز فرمایا تھا، اِنِّی بِعَمْدِ اللّٰهِ لَمَّ اَعْصِ اللّٰهُ رِیْعَی اللّٰهُ تَعَالٰی کا شکر ہے کہ میں نے اللہ پاک کی کبھی نافرمانی نہیں کی، ان کے شاگرد رشید ابو عبداللہ ابن الحجاج ہیں جو مذہب مالکی کی کتاب المدخل کے مصنف ہیں۔ ابن الحجاج نے اپنے شیخ کی کرامات اور ان کے حالات کا مجموعہ بھی تالیف کیا ہے۔ ابن مرزوق خفید نے شرح مختصر خلیل میں کسی سلسلہ میں لکھا ہے کہ ابن ابی حمزہ اور ان کے شاگرد

تصنیف ابو محمد عبداللہ بن ابی حمزہ ست درومی قریب سے صد حدیث را از بخاری انتخاب نموده در دو جلد شرح آن احاد کرده و بس علوم غامضہ و حقائق خفیہ در ان منہج ساختہ یکے از کبار اولیاء اللہ و عرفاء وقت بود کرامات او بسیارست و اعظم کراماتش آنست کہ وے خود روزی گفتہ است اِنِّی بِعَمْدِ اللّٰهِ لَمَّ اَعْصِ اللّٰهُ تَعَالٰی کا شکر در رشید ابو عبداللہ بن الحجاج صاحب المدخل در مذہب مالکی کہ مجموعہ کرامات و احوال شیخ خود نیز نوشتہ ابن مرزوق خفید در شرح مختصر خلیل بتقریب آورده کہ ان ابن ابی حمزہ و تلمیذہ ابن الحجاج لایعتمد علیہا فی نقل المذاهب و غرض او ازین کلام اعتراض ست بر

لہ المتوفی ۶۹۵ھ۔

ابن الحجاج پر نقل مذاہب میں اعتماد نہ کرنا چاہئے۔ اس کلام سے دراصل مختصر خلیل کے مولف پر اعتراض مقصود ہے، جن کا زیادہ تر اعتماد نقل مذاہب میں مدخل

صاحب مختصر خلیل زیرا کہ اعتماد اور در نقل مذاہب بیشتر بر مدخل ابن الحجاج ست۔ واللہ اعلم

ابن الحجاج ہے۔ واللہ اعلم

توضیح علی الجامع الصحیح للشیوطی

یہ کتاب حافظ العصر ابو الفضل (عبدالرحمن) بن ابی بکر شیوطی کی تصنیف ہے۔ اس کے اول دیباچہ میں اس طرح لکھا ہے۔

تمام تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے ہم پر احسان کیا کہ ہم کو حدیث کا حامل بنایا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ اس کا کوئی شریک ہے۔ ایسی شہادت جس سے میں قیامت کی ہولناکی کے لئے سپرد ڈھال، کا کام لینا چاہتا ہوں۔ میں اس کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ ہمارے سربراہ اور ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھٹکائیں گے اور جو تمام انسانوں اور جنوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ ہو ان پر اور ان کی اولاد پر اور ان کے اصحاب پر جن کی محبت کو ایمان کی نشانی اور کامیابی کی علامت بنایا۔ (اس کے بعد عرض ہے کہ) یہ کتاب شیخ الاسلام امیر المؤمنین ابو عبد اللہ البخاری کی صحیح الاسناد جامع پر ایک حاشیہ

تصنیف حافظ العصر ابو الفضل بن ابی بکر شیوطی ست در اول دیباچہ اش می گوید۔

الحمد لله الذي اجزل لنا المنة بان جعلنا من حملة السنة واشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له شهادة اعدّها لهول يوم القيامة جنة واشهد ان سيدنا ونبينا محمدا عبده ورسوله اول من يقرع باب الجنة المبعوث الى كافة الانس والجنه صلى الله تعالى عليه وعلى اله واصحابه الذين جعل حبهم اية الايمان ومظنة الفوز هذا تعليق على صحيح الاسناد شيخ الاسلام امير المؤمنين ابى عبد الله البخارى مسمى بالتوضيح بجزى مجرى تعليق الامام بدر الدين الزركشى المسمى بالتنقيح ويفوقه

له سن ولادت ۸۲۹ھ، سن وفات ۹۱۱ھ۔

بما حواه من الزوائد يشتمل على ما يحتاج
اليه القارئ والمستمع من ضبط الفاظ
وتفسير غريبه وبيان اختلاف
رواياته وزيادة في جزء لم ترد في
طريقه وترجمته وورد بلفظها حديث
مرفوع ووصل تعليق لم يقع في
الصحيحين وصله وتسمية مبهم
واعراب مشكل وجمع بين مختلف
بحيث لم يفته من الشرح الا الاستنباط
وقد عزمت على ان اضع على كل من
الكتب الستة كتاباً على هذا النمط
ليحصل به النفع بلا تعب وبلوغ الإرتقاء
بلا نصب حقق الله بمتنه وجمنه *
فصل في بيان شرط البخاري الخ

ہے جو توشیح کے نام سے موسوم ہے اور جو اسی طرز پر ہے
جسے بدرالدین زکریا نے اپنے حاشیہ تفتح میں اختیار کیا ہے
(بلکہ اس حاشیہ سے میرا یہ حاشیہ چند ایسے زائد فوائد کی
وجہ سے فائق ہے اور ان تمام چیزوں کو اپنے اندر لئے
ہوئے ہے جن کی طرف پڑھنے والے اور سننے والے کو
احتیاج ہوتی ہے (مثلاً) الفاظ کا ضبط، غریب باتوں
کی تفسیر، اختلاف روایات کا بیان، ان اخبار میں زیادتی
جو بخاری کے طریق میں واقع نہیں ہوئیں، نیز اس ترجمہ
کا بیان کرنا جس کے الفاظ میں کوئی حدیث مرفوع وارد
ہوتی ہے، ان تعلقات کا وصل جن کو صحیحین موصولاً
بیان نہ کیا گیا ہو، مبہم کے نام کا اظہار اور مشکل کا اوضح
اور مختلف احادیث کا جمع کرنا، گویا استنباط کے علاوہ
شرح میں سے کوئی چیز نہ رہے میں نے اس کا بھی ارادہ
کیا کہ تمام صحاح ستہ پر اسی نوعیت کے حواشی لکھوں تاکہ
ان سے نفع اندوزی آسان ہو جائے اور بغیر وقت کے مطلب برآری ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل
وکریم سے اس کو تکمیل تک پہنچائے۔ فصل۔ اس میں بخاری کی شرط کا ذکر ہے۔ الی آخرہ

معالم السنن شرح سنن ابی داؤد

خطابی

یہ کتاب خطابی کی تصنیف ہے۔ جن کا نام ابو سلیمان
محمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب خطابی ہستی ہے۔ ان کی
بہت سی مفید و نافع تصنیفات ہیں۔ مکہ معظمہ میں ابن
الاعرابی سے اور بغداد میں اسمعیل بن محمد صفار اور اسی طبقہ
کے دوسرے علماء سے اس علم کو حاصل کیا۔ بصرہ میں ابو بکر

تصنیف خطابی ست و نام او ابو سلیمان
احمد بن محمد بن ابراہیم بن خطاب ہستی خطابی
ست صاحب تصانیف مفیدہ نافعہ و در مکہ معظمہ
از ابن الاعرابی و در بغداد از اسمعیل بن محمد صفار
و دیگر علماء آن طبقہ افضل علوم کردہ و در بصرہ از

بن داسہ سے اور نیشاپور میں ابو العباس اصم سے کتب حدیث کی سند حاصل کی۔ حاکم ابو حامد اسفرائینی، ابو مسعود حسین بن محمد کراچیسی و ابو نصر محمد بن احمد بلخی ازو سے روایت کی ہے اور ان سے اخذ علم کیا ہے۔ ابو منصور ثعالبی نے یتیمۃ الدہر میں ان کا ذکر کیا ہے مگر ان کے نام میں غلطی کی ہے کہ ھُوَ أَبُو سُلَيْمَانَ أَحْمَدُ، ان کی یہی غلطی شہرت پکڑ گئی، تحقیق یہ ہے کہ ان کا نام حمد ہے۔ ان کی زیادہ تر اقامت نیشاپور میں ہی اور اسی شہر میں تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔

غریب الحدیث، معالم السنن، شرح اسماء الحسنی، کتاب العزله اور کتاب الغنیۃ عن الکلام و اہلہ، وغیرہ تالیف فرمائیں۔ لغت ابو عمر زاہد سے اور فقہ شافعی ابو علی ابن ابی ہریرہ اور قتال اکبر سے حاصل کیا ہے۔ ان کی وفات ماہ ربیع الثانی ۳۸۵ھ میں بمقام بستی واقع ہوئی، نظم کی طرف بھی میدان تھا۔ چنانچہ یہ چند اشعار ان کی تصنیف ہیں۔

ابو بکر بن داسہ و در نیشاپور از ابو العباس اصم سند کتب حدیث حاصل نمودہ حاکم ابو حامد اسفرائینی و ابو مسعود حسین بن محمد کراچیسی و ابو نصر محمد بن احمد بلخی ازو سے روایت و اخذ علم نمودہ اند ابو منصور ثعالبی در یتیمۃ الدہر ذکر او آورده و در نام او خطا کردہ گفتہ است کہ ہو ابو سلیمان احمد و ہمین غلط او مشہور شدہ تحقیق آن ست کہ نام او حمد ست و اقامت او بیشتر در نیشاپور بود و در ہمان شہر مشغول تصنیف شد غریب الحدیث و معالم السنن و شرح الاسماء الحسنی و کتاب العزله و کتاب الغنیۃ عن الکلام و اہلہ و غیر ذلک تصنیف کردہ لغت را از ابو عمر زاہد و فقہ شافعی را از ابو علی ابن ابی ہریرہ و قتال اخذ کردہ و وفات او در بستی ربیع الثانی از سال سہ صد و ہشتاد و ہشت بود وقوع آمدہ و میل نظم ہم داشت این اشعار ازوست۔

علامہ خطابی کے چند اشعار

مِثْلَ مَا تَرْضَى لِنَفْسِكَ
جو تو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔
كَلِّمُ آبَاءَ جَنَسِكَ
سب کے سب تیری ہی، بجنس ہیں۔
وَلَهُمْ حِسٌّ كَحِسِّكَ
اور ان کی جس تیری جس کی مثل ہے۔

مَرْضَى لِبَنَاتٍ جَمِيعًا
سب کے لئے اس چیز کو پسند کر،
إِنَّمَا النَّاسُ جَمِيعًا
کیونکہ یہ سب لوگ تو،
فَلَهُمْ نَفْسٌ كَنَفْسِكَ
ان کا نفس تیرے نفس کی طرح ہے،

وله ایضاً

وَمَا غُرْبَةُ الْإِنْسَانِ فِي سِعَةِ النَّوَى وَلَكِنَّهَا وَاللَّهِ فِي عَدَمِ الشَّكْلِ
انسان کی مسافت مسافت کی دُوری سے نہیں بلکہ قسم بخدا! ہم مشرب نہ ہونے کے باعث ہوتی ہے۔
وَإِنِّي غَرِيبٌ بَيْنَ بُسْتٍ وَأَهْلِهَا وَإِنْ كَانَ فِيهَا أُسْرَتِي وَبِهَا أَهْلِي
اور میں بُست اور اس کے باشندوں کے درمیان مسافر ہوں اگرچہ میرا کنبہ اور میرے اہل عیال یہاں موجود ہیں۔

وله ایضاً

فَسَاحِحٌ وَلَا تَسْتَوِفِ حَقَّكَ كَلَّةً وَابْقِ فَلَمْ يَسْتَوِفِ قَطُّ كَرِيمٌ
درگزر کر اور اپنے پورے حق کو حاصل نہ کر (بلکہ اس کو) باقی چھوڑ کیونکہ کسی کریم نے اپنا پورا حق کبھی حاصل نہیں کیا۔
وَلَا تَغْلُ فِي شَيْءٍ مِّنَ الْأَمْرِ وَأَقْصِدْ كِلَا طَرَفِي قَصْدِ الْأُمُورِ ذَمِيمٌ
کسی امر میں حد سے لگے قدم نہ رکھ اور میانہ روی اختیار کر۔ کیونکہ درمیانی حالت کی ہر دو طرف (افراط و تفریط) مذموم تہیں۔

وله ایضاً

فَادُمْتَ حَيًّا فَدَارِ النَّاسِ كُلَّهُمْ فَإِنَّمَا أَنْتَ فِي دَارِ الْمُدَارَاتِ
جب تک تو زندہ ہے تمام لوگوں کے ساتھ مدارات سے پیش آ۔ کیونکہ تو اس وقت دار مدارات میں مقیم ہے۔
وَلَا تَعْلُقْ لِغَيْرِ اللَّهِ فِي تَعَبٍ إِنَّ الْمُهَيِّمِينَ كَأَفِيكَ الْمُهَيَّمَاتِ
کسی رنج و غم میں غیر اللہ سے اپنا رشتہ نہ جوڑ کیونکہ مشکلات میں اللہ ہی تجھ کو کافی ہے۔

عارضة الاحوذی فی شرح الترمذی

ابن العربی

تصنیف حافظ قاضی ابی بکر بن العربی یہ کتاب حافظ قاضی ابوبکر بن العربی مغربی اندلیسی
مغربی اندلیسی کہ نامش ابوبکر محمد بن عبداللہ کی تصنیف ہے ان کی کنیت ابوبکر اور نام و نسب یہ

لہ بعض نے بجائے اس کے یہ شعر نقل کیا ہے

عَمَّا قَلِيلٍ نَدِيمًا لِلنَّدَا مَنَاءً

مَنْ يَدْرِ دَارِي وَمَنْ لَمْ يَدْرِ سَوِيْرِي

ہے۔ محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد۔ ابن العربی المعافری الاشبیلی سے مشہور ہیں۔

یہ اندلس کے آخری عالم اور آخری حافظ حدیث تھے۔ انہوں نے مشرقی بلاد کا سفر کیا اور ہر ملک کے بڑے بڑے علماء سے علم حاصل کر کے روایت میں وسعت تامہ حاصل کی۔ نیز علم اصول و خلاف و کلام اور دوسرے فنون میں بھی پوری مہارت حاصل کی۔ تمام کمالات کے باوجود حسن خلق، تحمل ایذا، دوستی میں ثابت قدمی اور حسن عہد میں بلند مرتبہ کے مالک تھے۔ ۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے، اپنے والد کے ہمراہ شام گئے۔ طراد بن محمد الزینبی، ابوالفضل بن الفرات، قاضی ابوالحسن خلعی، ابن مشرف، حافظ (ابوالقاسم) مکی بن عبدالسلام الرمیلی، ابو عبداللہ حسین بن علی الطبری، اور اس زمانہ کے دوسرے بزرگوں سے بغداد، دمشق، مصر، بیت المقدس اور اندلس میں رہ کر علم حاصل کیا۔ امام ابو حامد غزالی سے بھی بہت کچھ حاصل کیا۔ اسی طرح فقیہ ابوبکر الشاشی اور ابوزکریا التبریزی سے بھی علم کی خوشہ چینی کی۔ پھر تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا۔ علم ادب و بلاغت میں بھی پورا پورا دخل رکھتے تھے۔ محدثین میں سے محمد بن یوسف بن سعاده، حافظ ابوالقاسم السہیلی اور شحمنہ بن یحییٰ رعنینی ان کے شاگرد ہیں۔ انہیں ہر قسم کی فراغت اور جاہ و ثروت حاصل تھی۔ اشبیلیہ کی قضا بھی ان کے سپرد تھی۔ اسی خدمت کے دوران میں خاص و عام کی تعریف کامرکز بنے۔ پھر جب اس تعلق سے دستکش ہو گئے تو تصنیف و تالیف کے شغل

بن محمد بن عبداللہ بن احمد معروف بابن العربی معافری اشبیلی است۔
واو فاتمہ علمائے اندلس و آخر حفاظ
انجاست بہ مشرق روی آن دیار رحلت
نمود و از علمائے اجلہ ہر ملک اخذ علم نمود
در روایت وسعت تامہ حاصل ساخت و
علم اصول و خلاف و کلام و دیگر فنون را
اتقان کلی نمود با وصف این ہمہ کمالات حسن
خلق و تحمل ایذا و ثبات دوستی و حسن عہد
بمرتبہ داشت تولد او در سال چہار صد و چہل
و ہشت ست ہمراہ پدر خود بشام رفت و از
طراز بن محمد زہبی و ابوالفضل بن الفرات و
قاضی ابوالحسن خلعی و ابن مشرف و حافظ مکی
بن عبدالسلام زہلی و حسین بن عبداللہ طبری
و دیگر بزرگان آن عصر در مکہ و بغداد و دمشق و
مصر و بیت المقدس و اندلس استفادہ نمود
و از امام ابو حامد غزالی بشیراقتباس طریق نمود
و ہمچنین از فقیہ ابوبکر شاشی و زکریا تبریزی باز
در جمع و تصنیف شروع کرد و در علم ادب و
بلاغت نیز دستے دراز داشت و از محدثین محمد
بن یوسف بن سعاده و حافظ ابوالقاسم سہیلی
و شحمنہ بن یحییٰ رعنینی شاگردان اویند و اورا
فراغت مال و ثروت و جاہ و انتشار صیت
بسیار بود و قضائے اشبیلیہ نیز بویے متعلق شد
و درین خدمت نمود و خواص و عوام گشت بعد

از ان ازین خدمت دست کشید و در شغل تصنیف و درس و افادہ اوقات عزیز خود را مصروف کرد گویند کہ بمرتبہ اجتہاد رسیدہ بود و در حدیث و فقہ و اصول و علم قرآن و علوم ادبیہ نحو و تاریخ تصانیف گزیدہ از ویادگار ست و بسبب ثروت مال و سخا ممدوح شعراء گشت و شہر پناہ اشبیلیہ را پر از مال خود ساختہ از تصانیف عمدہ او تفسیر سبت مسمی بانوار الفخر در سبت سال اورا مرتب کردہ و ہشتاد ہزار ورق حجم اوست و آن تفسیر در قرآنش در خزانہ الکتب ابو عیان فارس بن علی بن یوسف در ہشتاد جلد موجود بود و کتاب قانون التاویل و کتاب النسخ و المنسوخ و کتاب احکام القرآن نیز از تصانیف اوست و ترتیب المسالک فی شرح موطا مالک و القبس علی موطا مالک بن انس و عارضة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، کتاب المشکلین، کتاب المشکلین فی شرح الصحیحین، شرح حدیث ام زرع، شرح حدیث الافک، شرح حدیث جابر فی الشفاعة، کتاب الکلام علی مشکل حدیث السبعات و الحجاب یعنی حجاب النور لو کشفہ لا حرقت سبعات و جہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلفہ، تبیین اصحیح فی تعیین الذبح، تفصیل التفضیل بین التعمید و التہلیل، کتاب السباعیات، کتاب المسلسلات، سراج المریدین، کتاب التوسط فی معرفۃ صحیح الاعتقاد و الرد علی من خالف اہل السنۃ من ذوی البدع و الالحاد، شرح غریب الریالیۃ، الانصاف فی مسائل الخلاف (بین جلدوں میں) تخلص، کتاب المصول فی علم الاصول، عوامم و قوامم، نوہی

اور افادہ درس میں اپنے اوقات عزیز کو مصروف رکھتے تھے۔ کہتے ہیں کہ ان کو درجہ اجتہاد حاصل تھا۔ حدیث، فقہ، اصول، علم قرآن، علوم ادبیہ، نحو اور تاریخ میں بہت سی تصانیف ان کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ کثرت مال اور سخاوت کی وجہ سے آپ ممدوح شعراء تھے۔ آپ نے اشبیلیہ کی شہر پناہ کو اپنے مال سے بھر دیا تھا۔ تفسیر انوار الفخر ان کی بہترین تصانیف میں سے ہے، جسے انہوں نے بیس سال میں مرتب کیا اور اسی ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔ یہ تفسیر اسی زمانہ میں ابو عیان فارس بن علی بن یوسف کے کتب خانہ میں اسی جلدوں میں موجود تھی کتاب قانون التاویل، کتاب النسخ و المنسوخ (فی القرآن)، کتاب احکام القرآن، ترتیب المسالک فی شرح موطا مالک، کتاب القبس علی موطا مالک بن انس، عارضة الاحوذی فی شرح جامع الترمذی، کتاب المشکلین، کتاب المشکلین فی شرح الصحیحین، شرح حدیث ام زرع، شرح حدیث الافک، شرح حدیث جابر فی الشفاعة، کتاب الکلام علی مشکل حدیث السبعات و الحجاب یعنی حجاب النور لو کشفہ لا حرقت سبعات و جہہ ما انتہی الیہ بصرہ من خلفہ، تبیین اصحیح فی تعیین الذبح، تفصیل التفضیل بین التعمید و التہلیل، کتاب السباعیات، کتاب المسلسلات، سراج المریدین، کتاب التوسط فی معرفۃ صحیح الاعتقاد و الرد علی من خالف اہل السنۃ من ذوی البدع و الالحاد، شرح غریب الریالیۃ، الانصاف فی مسائل الخلاف (بین جلدوں میں) تخلص، کتاب المصول فی علم الاصول، عوامم و قوامم، نوہی

الدواہی، کتاب ترتیب الرحلہ، کتاب طباطبقات المتفقین
الی معرفۃ غوامض النجیین - یہ سب کتابیں اور ان
کے علاوہ بھی ان کی اور بہت سی تصانیف ہیں۔ ان
کی کتاب الرحلہ قواعد عربیہ پر مشتمل ہے۔

وہ کہتے تھے کہ مدینۃ السلام میں ابو الوفار بن
عقیل سے جو صنہلیوں کے امام ہیں، میں نے سنا کہ
وہ یہ فرماتے تھے کہ مال ہونے اور غلام و آزاد ہونے
میں لڑکا اپنی والدہ کے تابع ہوتا ہے۔ کیونکہ نطفہ جب
باپ سے جدا ہوا تو بے قیمت تھا کوئی مالیت نہیں
رکھتا تھا، جو کچھ مالیت یا قدر و قیمت اسے نصیب ہوتی
وہ شکم مادر میں ہوتی پس اسی کا تابع ہوگا۔ جیسا کہ اگر
کوئی کھجور کھا کر گٹھلی کسی کی زمین میں ڈال کر چل دیا،
اور اس سے کوئی درخت پیدا ہوا تو وہ درخت صاحب
زمین کی بلکہ ہوگا نہ کہ کھجور کھانے والے کا۔ کیونکہ گٹھلی
پھینکے جانے کے وقت بے قیمت بنتی تھی۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں نے ساحروں سے جو زمین
بابل میں رہتے تھے، یہ سنا ہے کہ جو کوئی ہر سورت کی
آخری آیت لکھ کر اپنے گلے میں ڈالے گا اس پر کوئی جادو
اثر نہ کرے گا۔

یہ بھی کہتے تھے کہ میں جب تک مکہ معظمہ میں مقیم ہا
اس کی پابندی کی کہ جب آپ زمزم کا گھونٹ لیتا تو
ثبات علم و ایمان کی خواہش دل میں رکھتا۔ چنانچہ خدا
تعالیٰ نے مجھ پر علم وافر کا دروازہ کھول دیا لیکن مجھے اس
امر کا افسوس ہے کہ میں نے عمل کی نیت سے ایک دو
گھونٹ کیوں نہ پی لئے، کیونکہ میں اپنے اندر عمل کا

قال اہل السنۃ من ذوی البدع والالحاد و
شرح غریب الرسالۃ والانصاف فی مسائل
الخلاف درست جلد و تخلص و حصول در علم
اصول و عوام و قوام و نوای و دواہی کتاب
ترتیب الرحلہ و کتاب طباطبقات المتفقین الی معرفۃ
غوامض النجیین وغیر ازیں تصانیف اوست
و کتاب الرحلہ او مشتمل بر قواعد عربیہ است۔
از انجملہ آنست کہ می گوید کہ در مدینۃ اسلام
از ابو الوفار بن عقیل کہ امام حنابلہ بود شنیدم کہ
می گفت ولد تابع ام است در مالیت و در حکم
اوست در بقیت و حریت از انجہت چون از
پدر جدا شد نطفہ بقیمت بود بیچ مالیت نداشت
آنچہ از قدر و منزلت پیدا کردہ در شکم مادر کردہ
پس تابع او گشتہ چنانچہ اگر کسی در زمین کسی خرما
خوردہ و استخوان اورا انداختہ رفت پس درخت
باردار گشت آن درخت ملک صاحب زمین
ست خوردہ خرما زیرا کہ در وقت خوردن و
انداختن استخوانش بیچ قیمت نداشت۔

و نیز می گویند کہ از ماہران صحرا در زمین
بابل شنیدم کہ ہر کہ آخر آیت از ہر سورہ نوشتہ
و گوی خود اندازد صحرا بروے کار گر نشود۔

نیز می گویند کہ ہنگامے کہ در مکہ معظمہ اقامت
داشتہم التزام کردہ بودم کہ ہر گاہ از آب زمزم بخور
نوشتہم ثبت علم و ایمان در خاطر بگیرم خدا تعالیٰ
بر من علم را بوفور تمام کشادہ ساخت دیدن افسوسم

کہ چرا بہ نیت عمل یک دوہرہ نو شیدم کہ توفیق
عمل در من کمتر از میل علم ست۔

ونیزی گوید کہ روزے در مجلس ابوالوفاء
بن عقیل در بغداد حاضر بود مذکور تفسیر قرآن بود
قاری بر خواند کہ تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ سَلَامٌ
شخصے بر جانب چپ من نشستہ بود و من بر
پشت ابوالوفاء نشستہ بودم بان شخص آہستہ
گفت کہ این آیت دلیل صریح بر رویت بابی
تعالی ست در آخرت زیرا کہ عرب نمی گوید لَقِيْتُهُ
فَلَانَا الا در صورت رویت ابوالوفاء این شخص
را شنید و در مقام نصرت مذہب اعتراف برود
این آیت بر خواند و گفت کہ فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا
فِي قُلُوبِهِمْ اِلٰى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ اَلَا لَانْكَ مَنَافِقِيْنَ رَا
باجماع مرکب رویت نخواہد بود من در آن وقت
بپاس مجلس عالی بیچ شگفتہم لیکن در کتاب المشکلین
در تفسیر این آیت نوشته ام کہ ضمیر يَلْقَوْنَهُ
راجع بنفاق ست بتقدیر جزاء نفاق بدلیل آنکہ
اگر راجع بجناب باری تعالی می بودیمَا اَخْلَفُوْا
مَا وَعَدُوْا می فرمود و اظهار لفظ اللہ را چہی
تلاش بالیستی کرد۔

ونیزی گوید کہ روزے شاعرے مشہور
ابن صارہ در مجلس من در آمد و در حضور من
بمحررتش بود خاکسترش بالائے آتش گشتہ
بود گفتم درین باب شعرے نظم کن فی
البدیہ گفت س

شوق علم کے میلان سے کمتر پاتا ہوں۔

یہ بھی کہتے تھے کہ بغداد میں ایک روز میں ابوالوفاء
بن عقیل کی مجلس میں حاضر تھا، تفسیر قرآن مجید کا ذکر جاری
تھا۔ ایک قاری نے یہ آیت پڑھی تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهُ
سَلَامٌ۔ میں ابوالوفاء کے پیچھے بیٹھا تھا، ایک شخص نے
جو میرے بائیں جانب بیٹھا ہوا تھا آہستہ سے کہا کہ یہ
آیت اس امر کی صریح دلیل ہے کہ قیامت کے دن
باری تعالیٰ کی رویت ہوگی، کیونکہ اہل عرب لَقِيْتُهُ
فَلَانَا صرف رویت کے وقت ہی کہتے ہیں۔ ابوالوفاء
نے اس شخص کی بات سن کر مذہب اعتراف کی تائید میں
جلدی سے یہ آیت پڑھی: فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ
اِلٰى يَوْمٍ يَلْقَوْنَهُ اور کہا کہ اس آیت کا کیا جواب ہوگا
حالانکہ منافقین کو بالاجماع رویت نصیب نہ ہوگی فرماتے
ہیں کہ اس وقت تو ادب مجلس کے باعث میں کچھ نہ بولا
لیکن کتاب المشکلین میں اسی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے
میں نے لکھا ہے کہ يَلْقَوْنَهُ کی ضمیر جزاء کی تقدیر کے ساتھ
نفاق کی طرف راجع ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر یہ ضمیر
جناب باری تعالیٰ کی طرف راجع ہوتی تو یَمَا اَخْلَفُوْا
مَا وَعَدُوْا فرماتے۔ اور لفظ اللہ کے اظہار کی کوئی وجہ
تلاش کرنی چاہئے۔

یہ بھی کہتے تھے کہ ایک دن ابن صارہ مشہور شاعر
میری مجلس میں آیا، میرے سامنے مجھ را بیٹھی، میں بھی
ہوئی آگ پر راکھ پڑی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا
کہ اس بارے میں کوئی شعر نظم کرو، اس نے فی البدیہہ
شعر کہا س

شَابَتْ نَوَاصِي النَّارِ بَعْدَ سَوَادِهَا وَتَسْتَرَّتْ عَنَّا بِثَوْبٍ رَمَادٍ

اگ کی پیشانیوں (گیسو) سیاہی کے بعد سفید یعنی بوڑھی ہو گئیں اور راکھ کے آثار نے اس کو ہم سے چھپا لیا۔
وازمین درخواست کہ تمہیں اس بیت

شما بفرمایید من ہم فی البدیہہ گفتم سے میں نے بھی فوراً یہ کہا ہے

شَابَتْ كَمَا شَبْنَا وَنَرَا لَ شَبَابَنَا فَكَانَتْ كُنَّا عَلٰی مِيعَادٍ

جیسے وہ بوڑھی ہو گئی ایسے ہی ہم بھی بوڑھے ہو گئے، اور ہماری جوانی جاتی رہی گویا کہ ہمارا ایک وقت معین تھا۔
راقم الحروف گوید ہر چند ابن بیت چندان

لطف ندارد لیکن بر قوت طبع او دلالت می کند
ہمیں ہے تا ہم ان کی جو مدت طبع پر ضرور دلالت کرتا ہے۔
وازا شعرا لطیفہ او آنست کہ روزی ہمراہ

امیرزادہ خوش رو سوار شدہ برائے شکاری
رفت در راہ آن امیرزادہ نیزہ در دست
گرفته بسوئے ابن العربی جنبانیدن آغاز

یہ تھا کہ ایک روز وہ امیرزادہ کے ہمراہ سوار ہو کر شکار
کے لئے جا رہے تھے، راستہ میں امیرزادہ نے نیزہ ہاتھ
میں لیا اور اس کو ابن العربی کی طرف بار بار ہلانا شروع
کیا۔ یہ اس نے محض خوش طبعی کے طور پر کیا تھا اور لہو و

لعب کے سوا اور اس کا مقصد کچھ نہ تھا۔ ابن العربی نے
فوراً یہ اشعار نظم کئے اور پڑھے
فے الفور این قطعه را انشا نمود و
بر خواندہ

علامہ ابن العربی کے چند اشعار

يَهْرُ عَلَى الزَّمْحِ ظَبْيٌ مُهْفَلَفٌ لُعُوبٌ بِالْبَابِ الشَّرِيَّةِ عَابَثُ

مجھ پر ایک تیلی کمر والی ہرنی نیزہ ہلاتی ہے۔ گویا لشکر کی عقلوں سے کھیل کرتی ہے

فَلَوْ كَانَ رُمْحًا وَاحِدًا لَا تَقِيَّتُهُ وَلَكِنَّهُ رُمْحٌ وَثَانٍ وَثَالِثُ

اگر وہ ایک ہی نیزہ ہوتا تو میں بچ سکتا تھا۔ لیکن وہ تو ایک اور دو اور تین ہیں۔

وشرح اشعار را در تعیین ثانی و ثالث

اختلاف ست بعضے گفتہ اند در دو نگاہ است و

بعضے چیزے دیگر گفتہ اند واضح نزدیک ہون

آنست کہ مراد از رمح واحد یک بار جنبانیدن کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ ایک نیزہ سے مراد ایک مرتبہ

است واز ثانی وثالث تکریر آن . والله
نیزہ ہلانا ہے اور دو اور تین سے مراد دو اور تین دفعہ
اعلم .

و نیز از اشعار اوست ہے

آتَتْنِي تُوْتِيْبِي بِالْبُكَاءِ فَاهْلًا لَهَا وَتَابِيْهَا

یہ اشعار بھی انہی کے ہیں ہے

فَقُلْتُ إِذَا اسْتَحْسَنْتُ غَيْرَكُمْ

وہ مجھ کو رونے پر سزائش کرتی ہوئی میرے پاس آئی اس کا آنا اور اس کی سزائش مبارک ہو۔

أَمَرْتُ جُفُوْنِي بِتَعْدِيْهَا

پس میں نے کہا کہ جب ان آنکھوں نے دوسروں کو اچھا سمجھا تو میں نے اپنی بلکوں کو انکے عذاب کیلئے مامور کر دیا۔

و نیز در تشوق بدیار شام

دیار شام کے اشتیاق میں اس طرح فرماتے

آتَتْكَ سُرَى وَاللَّيْلُ يَصْدَعُ بِالْفَجْرِ

میں گویا ہے

خَيَالُ حَبِيْبٍ قَدْ جَوَى قَصَبَ الْفَجْرِ

رات کو اس وقت جب کہ صبح ہونے والی تھی اس حبیب کا خیال آیا کہ جو میدانِ فخر میں بازی لے گیا۔

جَلَا ظُلْمُ الظُّلْمَاءِ مَشْرِقَ نُورِهِ

وہ جس کے نور سے اندھیری رات کی ظلمت دور ہوئی حالانکہ روشن ستاروں سے وہ ظلمت زائل نہ ہوئی تھی۔

وَلَمْ يَرْضَ بِالْأَرْضِ الْأَرِيْضَةِ مُسْجِبًا

اس نے ترو تازہ باغ کو جو لان گاہ بنانا پسند نہ کیا تو فلک کی طرف رُخ کر کے جوڑا پر جب گلی۔

فَصَارَ عَلَى الْجُوْزَاءِ إِلَى فَلَكَ يَجْرِي

وَحَثَّ مَطَايَا قَدْ مَطَاهَا الْغَيْرَةُ

اس نے سواریوں کو چلنے کے لئے ابھارا جن پر غیرت سے سوار ہوا اور ان کو جبراً قبۃ نسر پر لے گیا۔

فَصَادَتْ ثِقَالًا بِالْجَلَالَةِ فَوْقَهَا

تو وہ سواریاں اس بزرگی و محبوب کے باعث جو ان پر سایہ فلک تھی بوجھل ہو گئیں اور ڈانٹ کی تکلیف سے پتی بچاتی تیز تیز چلیں

وَجَزَّتْ عَلَى ذَيْلِ الْحَبْرَةِ ذَيْلُهَا

فِيْنَ ثُمَّ يَبْدُو مَا هُنَاكَ لِيْمَنَ تَسْرِي

اور کہکشاں کے دامن پر اپنا دامن کھینچا اسی لئے وہاں کی ہر چیز چلنے والے کے لئے ظاہر ہوتی ہے۔

وَمَرَّتْ عَلَى الْجُوْزَاءِ بِوَضِيْعٍ فَوْقَهَا

وہ سوار ہو کر جوڑا پر گزری ، چاند میں جو داغ ہیں ، وہ اس کے چلنے کے نشانات ہیں۔

لے اس کے بعد یہ شعر ہے

تَقُوْنُ وَفِيْ نَفْسِيْهَا حَسْرَةٌ

أَسْبِكِيْ بِعَيْنِيْ سَرَاتِيْ بِهَا

وَسَأَلْتُ أَرْبِيعَ الْخُلْدِ مِنَ الْجَنَّةِ الْعُلَى فَدَعَاكَ رَمَلًا بِالْأَيْتَعِمِ يَسْتَدْرِئِي

و نیز در وقت اقامت مدینہ
جب مدینہ منورہ میں اقامت پذیر تھے تو یہ
می گوید کہ

لَمْ يَبْقَ لِي سُؤْلٌ وَلَا مَطْلَبٌ مَذْهَبْتُ جَارَ الْجَنْبِ الْحَبِيبِ
میرا کوئی سوال اور مطلب باقی نہ رہا، جب سے میں اپنے حبیب (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو کا ہمسایہ ہو گیا
لَا أَبْتَغِي شَيْئًا سِوَى قُرْبِهِ وَهَا أَنَا مِنْهُ قَرِيبٌ قَرِيبٌ

اب میں سوائے اس کے قرب کے کچھ نہیں چاہتا۔ باخبر رہو، میں اس سے بہت ہی قریب ہوں
مَنْ غَابَ عَنِّ حَضْرَةَ مَحْبُوبِهِ فَلَسْتُ عَنْ طَيْبَةٍ مِمَّنْ يَغِيبُ

جو محبوب کی درگاہ سے غائب ہو گیا تو ہونے دو۔ میں تو مدینہ طیبہ سے غائب ہونے والا نہیں ہوں
لَا تَسْأَلِ الْمَغْبُوطَ عَنْ حَالِهِ جَارُ كَرِيمٍ وَحَمَلُ خَصِيبِ

تو اس کا حال مت پوچھ جس پر سب رشک کرتے ہوں، جو سرسبز جگہ پر شریف کا پڑوسی ہو۔
الْعَيْشُ وَالْمَوْتُ هُنَا طَيْبٌ بِطَيْبَةٍ لِي كُلُّ شَيْءٍ يَطِيبُ

یہاں کی زندگی بھی اچھی ہے اور موت بھی اچھی۔ مدینہ طیبہ میں میرے لئے ہر چیز اچھی ہے۔
وفات اور سال پانصد و پنجاہ
انہوں نے ۵۴۳ھ میں بحالت سفر انتقال فرمایا۔

وسہ بودہ است و در سفر مردہ است در
یعنی جب مراکش سے اپنے وطن کی طرف واپس لوٹ
وقتیکہ از مراکش برگشتہ متوجہ بوطن خود
رہے تھے تو فاس کے دیہات میں سے کسی گاؤں میں

بود در دیہی از دیہات فاس اجل اور سید
ان کی وفات ہو گئی۔ وہاں سے ان کی نعش فاس میں
وازا بخاننش او برداشتہ بفاس آوردند و

سیرون باب محروق دفنش کردند۔
لائی گئی اور باب محروق کے باہر دفن کئے گئے۔
رحمہ اللہ

یہ اشعار ابو بکر محمد بن ابی عامر بن حجاج الغافقی الاشبیلی کے ہیں جن کا اندراج غالباً سہواً ابن العربی کے
س تذکرہ میں کر دیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو نفع الطیب جلد اول ۳۳۳ طبع مصر ۱۳۰۲ھ
بعض مورخین نے سن وفات ۵۴۳ھ نقل کیا ہے۔

الامام في احاديث الاحكام

ابن دقيق العيد

الممام في احاديث الاحكام ومختصر الممام
المجتهد باحاديث الاحكام هر دو تصنيف تقى
الدين ابن دقيق العيدست در اولش مي گويد

كتاب الطهارة - باب المياة - ذكر بيان معنى الطهور وانه المطهر لغيره

عن يزيد الفقير قال حدثنا جابر
بن عبد الله رضي الله عنه ان النبي صلى
الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا
لم يعطهن احد قبلي، نصرت بالرعب
مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا
وطهورا فايها رجل من امتي ادركت
الصلوة فليصل واحلت لي الغنائم
ولم يحل لاحد قبلي واعطيت
الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه
خاصة ويبعث الى الناس عامة -
متفق عليه من حديث هشيم عن
يزيد الفقير واللفظ للبخاري - انتهى -

يا بر بن عبد الله رضي الله عنه روايت ہے کہ نبی صلی اللہ
عليه وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی پانچ
چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں
دی گئیں (۱) ایک ماہ کی مسافت تک میرا رعب دلوں
میں ڈال کر میری مدد کی جاتی ہے (۲) میرے لئے
پوری زمین مسجد و طہور بنا دی گئی لہذا میری امت میں سے
جس کو جہاں نماز کا وقت ہو جائے وہ وہیں نماز ادا کرے
(۳) میرے لئے مال غنیمت حلال کر دیا گیا ہے۔ مجھ سے پہلے
وہ کسی کے لئے حلال نہیں کیا گیا تھا (۴) مجھ کو شفاعت
کا حق عطا ہوا ہے (۵) دیگر انبیاء خاص خاص اقوام کی
طرف مبعوث ہوتے تھے اور میں تمام مخلوق کی طرف
بھیجا گیا ہوں۔

كتاب الممام في احاديث الاحكام ومختصر الممام

المجتهد باحاديث الاحكام هر دو تصنيف تقى

الدين ابن دقيق العيدست در اولش مي گويد
كتاب الطهارة - باب المياة - ذكر بيان معنى الطهور وانه المطهر لغيره
عن يزيد الفقير قال حدثنا جابر بن عبد الله رضي الله عنه ان النبي صلى الله عليه وسلم قال اعطيت خمسا لم يعطهن احد قبلي، نصرت بالرعب مسيرة شهر وجعلت لي الارض مسجدا وطهورا فايها رجل من امتي ادركت الصلوة فليصل واحلت لي الغنائم ولم يحل لاحد قبلي واعطيت الشفاعة وكان النبي يبعث الى قومه خاصة ويبعث الى الناس عامة - متفق عليه من حديث هشيم عن يزيد الفقير واللفظ للبخاري - انتهى -
ور الممام بعد از حمد و صلوة
مي گويد -
وبعد فهدا مختصر في علم
الحديث تاقلت مقصوده تا املوا
لم ادع الحديث اليه الجفلا ولا الوت
في وضعه محذرا ولا ابرزته كيف

کو تاہی نہیں کی۔ نہ میں نے جسارت و دلیری کر کے کیف
ما اتفق حدیثوں کو بے ربطی سے جمع کیا۔ اب جو شخص
اس کے ماخذ اور جائے نسبت کو سمجھ لے گا تو حفاظت
کے ہاتھ سے مضبوط پکڑ لے گا اور اس کو اپنے دل میں جگہ
دے کر ان لوگوں کی طرح اس کی تعظیم بجالائے گا،
جن کا مقام و مرتبہ بلند و روشن ہے۔ میں نے اس
کتاب کا نام الامام باعادیث الاحکام رکھا ہے۔
میری شرط اس کتاب میں یہ ہے کہ اس میں صرف وہی
حدیثیں لاؤں جن کے راوی امام ہیں اور راویان احادیث
کے تذکرہ کرنے والے ہیں اور وہ بعض اہل حدیث حفاظ
اور ائمہ فقہ کے طریق پر صحیح مانی گئی ہوں۔ اب اگر کوئی
شخص اس کے ماخذ اور جائے نسبت کا انکار کرے تو
وہ اس کا قصد کرے اور اس کو اختیار کر کے بتلائے یا اگر
کسی طریقہ سے انحراف کرے تو اس سے اعراض کرے
اور اس کو چھوڑ دے۔ ان دونوں باتوں کے اندر ہر ایک
میں اس کے لئے خیر اور بھلائی ہے۔ (میں دُعا کرتا ہوں)
کہ اللہ تعالیٰ اس سے (لوگوں کو) دین اور دنیا کا نفع عطا
کرے اور اس کتاب کو ایسا نور بنا دے کہ جو (قیامت کے دن) ہمارے آگے آگے چلتا ہو اور اس کے
پڑھنے والوں پر حفظ اور فہم کے دروازہ) کو کھول دے اور اس کتاب کی برکت سے ان کو اور ہم کو شرافت
و بزرگی کا بلند مرتبہ نصیب فرمائے۔ وہی فاتح، عظیم، غنی اور کریم ہے۔

ان کی کنیت ابو الفتح اور سلسلہ نسب یہ ہے،
تقی الدین محمد بن علی بن وہب بن مطیع قشیری منقلوطی
دونوں مذاہب یعنی مالکی و شافعی کے امام اور صاحب
تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کی ولادت بحرین (حجاز) میں
ماہ شعبان ۶۲۵ھ میں ہوئی۔ حافظ زکی الدین المنذری

ما اتفق تلوزنا فمن فہم معزاة
شد علیہ ید الصیانة وانزلہ
من قلبہ وتعظیمہ الاغریں مکانا
ومکانة وسمیتہ بکتاب الالمام
باحادیث الاحکام وشرطی فیہ ان
لا اورد فیہ الاحدیث من وقعہ
امامہ من منزلی رواة الاخبار و
کان صحیبا علی طریقة بعض اهل
الحدیث الحفظا وائمة الفقه
النظار فان نکل منهم معری
قصد و سلکہ وطریقا عرض عنہ
وترکہ وفی کل خیر واللہ تعالیٰ ینفع
بہ دنیا و دنیا و یجعله نورا یسعی
بین ایدینا و یفتح لہ راستہ فیہ
حفظا و فہما و یبلغہم وایتانا
ببرکتہ منزلة من کرامة عظمیٰ انہ
هو الفتح العلیم الغنی الکریم۔

نام ابو الفتح تقی الدین محمد بن علی بن
وہب بن مطیع قشیری منقلوطی ست امام ہر دو
مذہب بود مالکی و شافعی و کثیر التصانیف ست
تولد او دہ سال ششصد و بیست و پنج در شعبان
شدہ در بحرین از حجاز از حافظ زکی الدین المنذری

وابن الجبزی و ابن عبدالداکم در مشق سماع حدیث نموده و چہل حدیث تساعی بسند خود تا جناب رسالت جمع نموده و شرح عمدہ و این ہر دو کتاب از تصانیف گزیدہ اوست و کتابے در علوم حدیث نیز نوشتہ و از انکیار زمان خود علم واسع داشت اکثر در شغل علم شب بیداری می کرد و بسیار می نوشت و در اصول و علوم معقولہ نیز مہارت تمام حاصل کردہ بود و در دیار مصر چند سال قاضی بود تا آنکہ وفات یافت اما در امر طہارت و آبہائیلی و سواس داشت و در اصول فقہ مقدمہ مطرزی را شرح نموده و چہل حدیث دیگر دارد کہ در و نش احادیث قدسیہ را جمع نموده و آنرا ربیعین فی الروایۃ عن رب العالمین نام نہادہ و وفات او در صفر سال ہفت صد و دو واقع شد و در بہن سال محدث بلاد مغرب ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نیز وفات یافتہ مردم زمان او را تیقن بود کہ عالمی کہ بر سر ہفت صد سال موعود است اوست۔

و از طریق تصوف نیز بہرہ وافر داشت و صاحب کرامات و خوارق بود تحقیق مذہب مالکی از پدر خود نموده مذہب شافعی را از شیخ عزالدین بن عبدالسلام اخذ کردہ در فقہ ہر دو مذہب استاذ کامل گشتہ۔

ابن الجبزی اور (احمد بن عبدالداکم سے دمشق میں حدیث کا سماع کیا۔ چہل حدیث تساعی کو اس طرح پر جمع کیا کہ اپنی سند کا سلسلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک ملا دیا اور ایک کتاب عمدہ کی شرح کی۔ چنانچہ یہ دونوں کتابیں ان کی منتخب اور چیدہ تصانیف میں سے ہیں۔ علو حدیث میں بھی ایک کتاب (الاقصرح) لکھی ہے۔ انکیار زمانہ سے وسعت علم میں بالاتر تھے۔ علم کے شغل میں اکثر شب بیداری کرتے اور بہت لکھا کرتے تھے۔ اصول و علوم معقولہ میں بھی مہارت تامہ رکھتے تھے۔ دیار مصر میں چند سال قاضی رہ کر وفات پائی۔ لیکن طہارت اور پانی کے معاملہ میں کسی قدر وسواس تھا۔ اصول فقہ میں مقدمہ مطرزی کی شرح لکھی۔ چہل حدیث کا ایک دوسرا مجموعہ بھی تالیف کیا جس میں احادیث قدسیہ جمع کی ہیں اور اس کو ربیعین فی روایۃ عن رب العالمین کے نام سے موسوم کیا۔ آپ نے ماہ صفر ۳۰۰ھ میں وفات پائی۔ اسی سال ابو محمد عبداللہ بن محمد بن ہارون قرطبی نے بھی جو بلاد مغرب کے محدث تھے رحلت فرمائی۔ لوگوں کو یقین تھا کہ ہر سات سو سال پر جس عالم کے ظہور کا وعدہ ہے وہ یہی ہیں۔

طریق تصوف میں بھی کمال حاصل تھا، اور صاحب کرامات و خوارق عادات تھے۔ مالکی مذہب کی تحقیق اپنے والد ماجد سے کی تھی اور مذہب شافعی کو شیخ عزالدین ابن عبدالسلام سے حاصل کیا تھا چنانچہ فقہ میں ہر دو مذاہب کے استاد کامل ہوئے۔

علامہ ابن دقیق العید کی کرامات

جب تاتاریوں کا ہنگامہ رونما ہوا اور ان اشقیاء کی افواج ستم امواج دیار شام کی طرف متوجہ ہوئیں تو سلطانی حکم نافذ ہوا کہ علماء جمع ہو کر صحیح بخاری کا ختم کریں۔ اس کی ایک میعاد باقی رہ گئی تھی، جسے جمعہ کے دن کے لئے چھوڑ رکھا تھا۔ ابھی جمعہ نہیں آیا تھا کہ شیخ تقی الدین (ابن دقیق العید) جامع مسجد میں تشریف لائے اور علمائے حاضرین سے استفسار فرمایا کہ بخاری کے ختم سے فارغ ہو گئے؟ سب نے عرض کیا کہ ایک دن کا وظیفہ باقی ہے، ہم چاہتے ہیں کہ اسے جمعہ کے روز ختم کریں۔ آپ نے فرمایا کہ مقدمہ فیصل ہو چکا ہے کل عصر کے وقت تاتاری فوج شکست فاش کھا کر لوٹ گئی اور مسلمانوں نے فلان صحرا میں فلاں گاؤں کے متصل انتہائی خوشی و خرمی سے قیام کیا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس خبر کو شائع کر دیں؟ آپ نے فرمایا، ہاں چند روز کے بعد سلطانی ڈاک سے اس خبر کی تصدیق ہو گئی اور سب موفقتاً نکلے۔

ایک دن آپ کی مجلس میں کسی شخص نے بے ادبی کی۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے اپنے آپ کو موت کے حوالہ کر دیا۔ اس کلمہ کو تین بار فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ شخص تین دن کے بعد مر گیا۔

ایک بار ان کے بھائی کو کسی ظالم امیر نے تکلیف پہنچائی تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا کہ "ہلاکت ہو جائے" چنانچہ اسی طرح واقع ہوا۔ غرض اس قسم

چون ہنگامہ تاتار روداد و افواج ستم امواج آن اشقیاء بدیار شام توجہ نمود حکم سلطانی نفاذ یافت کہ علماء جمع شدہ ختم صحیح بخاری بخواند یک میعاد باقی بود کہ آنرا برائے روز جمعہ گزارا شدہ بود نتوانستند کہ روز جمعہ ختم نمایند شیخ تقی الدین در جامع تشریف آورد و از علماء حاضرین استفسار نمود کہ ختم بخاری نمودند گفتند کہ وظیفہ یک روز باقی ست می خواہیم کہ روز جمعہ ختم کنیم فرمود کہ مقدمہ فیصل شد دسے روز وقت عصر فوج تاتار شکست فاش خوردہ برگشت و مسلمانان در فلان صحرا متصل فلان دیہہ بحال خوشی و خرمی مقام کردند مردم گفتند کہ این خبر را شائع بکنیم گفت آری بعد چند روز مطابق در بریدہ سلطانی خبر رسید۔

وروزے در مجلس او شخصے بے ادبی کردہ فرمود کہ خود را بدست مرگ پرے این کلمہ سه بار فرمود و آن شخص بعد سه روز مرد۔

ویک بار برادر اورا امیرے ظالم رنجانید در حق او فرمود کہ ہلاک شود۔ ہاں قسم واقع شد و این جنس قصص و حکایات

اولسیارست۔ کے قصص و حکایات ان کے بارے میں بہت مشہور ہیں۔

واوقات شب را منقسم کرده بود۔
 پارہ در مطالعہ کتب حدیث می گزرایند و
 پارہ در ذکر و تہجد و سچکاه در شب خواب
 نکرده بعضی اوقات بر تلاوت یک آیت
 الکفاری فرمود و تا طلوع فجر آنرا تلاوت می کرد
 شبی از شبہادر تہجد باین آیت رسید فاذا
 نَفَخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا
 يَتَسَاءَلُونَ و تا دم صبح ہمین آیت را تلاوت فرمود۔
 و اوقات شب کی تقسیم اس طرح کر رکھی تھی کہ کچھ
 حصہ کتب حدیث کے مطالعہ میں گزارتے تھے اور کچھ حصہ
 ذکر و تہجد میں۔ بہر حال رات کو بالکل نہ سوتے تھے بعض
 اوقات صرف ایک ہی آیت کی تلاوت پر اکتفا فرماتے تھے
 اور طلوع فجر تک اسی کو پڑھتے رہتے۔ چنانچہ ایک رات
 تہجد میں جب اس آیت پڑھنے پہنچے فَإِذَا نَفَخَ فِي الصُّورِ
 فَلَا أَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ تو
 صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے۔

امام نووی بسوئے او خطی نوشتہ بود
 کہ در آن این بیت مندرج بود
 یہ شعر بھی تھا

لِكُلِّ نَرَقَانٍ وَاحِدٌ يُقْتَدَى بِهِ وَهَذَا زَمَانٌ أَنْتَ لَأَشَقُّ وَاحِدَةً

ہر زمانہ میں ایک مقتدی اور پیشوا ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں، بیشک آپ یکتا ہیں۔
 اور انیسز میل نظم بود از افاقت
 آپ کو نظم گوئی کا بھی شوق تھا۔ چنانچہ یہ اشعار
 طبع اوست ہے
 آپ ہی کے فیضانِ طبع کا نتیجہ ہیں

علامہ ابن دقیق العید کے چند اشعار و اقوال

تَسَمَّيْتُ أَنَّ الشَّيْبَ عَاجِلُ لِمَتِي وَ قَرَّبَ مِنِّي فِي صَبَابِي مِسْرَامًا

میں نے آرزو کی کہ بڑھا پا جلد آجائے اور میرے بچپن میں ہی اپنی تلخی کو قریب کرے،
 لِأَخَذَ مِنْ عَصْرِ الشَّبَابِ نَشَاطَةً وَ أَخَذَ مِنْ عَصْرِ الْمَشَيْبِ وَقَارَةً
 تاکہ میں زمانہ شباب کا مزالوٹوں اور زمانہ پیری سے وقتار حاصل کروں۔

ولہذا ایضاً ہے یہ اشعار بھی ان ہی کے ہیں

أَلَا إِنَّ بِنْتَ الْكَرَمِ أَهْلِي مَهْرَهَا فَأَخْبِرْ بِمَنْ أَضْعَى لِذَلِكَ بَازِلًا

خبردار! بنت کرم (شراب) کا مہر بہت بھاری ہے جو اس پر فریج کرتا ہے اس کو خبر کر دو،

لہذا ترجمہ۔ پھر جب سوچو نکابائے گا تو ان میں آپس کے رشتے اس روز نہ رہیں گے اور نہ کوئی کسی کو پوچھے گا۔

تَزَوُّجٌ بِالْعَقْلِ الْمَكْرَمِ عَاجِلًا وَبِالنَّارِ وَالْفِغْلَيْنِ وَالْمُهْلِ اِجْلًا
اس کا مہر معجل یہ ہے کہ عقل دیکر نکاح کیا جاتا ہے اور آگ اور زنجیوں کا دھوون اور گلا ہوا تانا، اس
کا مہر مؤجل ہے۔

وله ایضاً

یہ بھی ان ہی کے نظم کئے ہوئے اشعار ہیں سے

يَقُولُونَ لِي هَلَّا نَهَضْتَ إِلَى الْعُلَى بِمَا هُوَ عَيْشُ الصَّابِرِ الْمُتَّقِعِ
لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ تو نے ان بلند مرتبہ کی طرف کیوں پیش قدمی نہ کی جن سے صابر قناعت پذیر آدمی عیش اٹھاتا ہے
وَهَلَّا شَدَّ دَتَّ الْعَيْسِ حَتَّى تَحُلَّهَا بِمِصْرٍ إِلَى ظِلِّ الْجَنَابِ الْمُرْفَعِ
اور تو نے اوٹوں کو بلند مرتبہ بزرگ کے سایہ کی طرف سفر کرنے کیلئے کیوں نہ تیار کیا تاکہ ان کو مصر میں پہنچ کر کھول ڈالتا،
فَفِيهَا مِنَ الْأَعْيَانِ مِنْ فَيْضِ كَفِّهِ إِذَا شَاءَ رَوَى سَيْلُهُ كُلَّ بَلْقَعِ
کیونکہ مصر میں ایسے بلند درجہ لوگ موجود ہیں جن کے فیض کا سیلاب جب چاہے ہر خشک زمین کو سیراب کر دیتا ہے
وَفِيهَا مُلُوكٌ لَيْسَ يَخْفَى عَلَيْهِمْ تَعَيْنَ كَوْنِ الْعِلْمِ غَيْرَ مُضْبَعِ
اور وہاں ایسے بادشاہ ہیں جن پر یہ بات پوشیدہ نہیں کہ علم ہی ایسی شے ہے جو ضائع کرنے کے قابل نہیں،
وَفِيهَا شُيُوخٌ الدِّينِ وَالْفَضِيلِ وَالْعُلَى يُشِيرُ إِلَيْهِمُ بِالْعُلَى كُلُّ إِصْبَعِ
اور وہاں دین بزرگی اور معالی کے وہ بزرگ آباد ہیں جن کی طرف بلندی کے معاملہ میں انگلیاں اٹھتی ہیں
وَفِيهَا غِنَاءٌ وَالْمَهَانَةُ ذِلَّةٌ فَقْمُوا بَعْدَ وَابِعٍ وَاقْصِدُوا بَابَ رِزْقِكَ وَاقْرَعِ
اس میں غنا ہے۔ اور اس کی طلب میں سستی کرنا ذلت ہے پس کھڑا ہو تلاش کر اور دروازہ نذوق پر پہنچ کر دستک دے
فَقُلْتُ نَعَمْ أَبْتغِي إِذَا شِئْتُ أَنْ أُرَى ذَلِيلًا مُهَانًا مُسْتَحِقًّا بِمَوْضِعِي
میں نے جواب دیا کہ ہاں جب چاہوں گا تلاش کروں گا جب دیکھوں گا ذلیل حقیر شخص میرے مرتبہ کی توہین کرتا ہے
وَأَسْعَى إِذَا مَا لِي ذَاتِي طَوْلٌ مَوْفِيهِ عَلَى بَابِ مَحْجُوبِ اللَّقَاءِ مُمْنَعِ
ورکوش کروں گا جب کہ میرا زیادہ ٹھہرنا ذلت ہو جائے اس دروازہ پر جو نقابوں میں چھپا ہوا ہے اور اس کی ملاقات پر پابندیاں ہیں
وَأَسْعَى إِذَا كَانَ الْيَفَاقُ طَرِيقَتِي أَرْوَحُ وَأَعْدُدُ فِي ثِيَابِ التَّصْنَعِ
اور رکوش کروں گا جب کہ نفاق میرا طریقہ بن جائے اور بناوٹ کے لباس میں چلوں پھروں،
وَأَسْعَى إِذَا لَمْ يَبْقَ فِي تَقِيَّةٍ لِدَاعِي بِهَا حَقُّ التَّقَى وَالتَّوَارِعِ
اور رکوش کروں گا جب داعی تقویٰ کے خوف رکھنے میں میں تقویٰ اور پرہیزگاری کا حق ادا نہ کر سکوں

فَكَمْ بَيْنَ آرْبَابِ الصُّدُورِ عَجَالِيسُ تَشَبُّ بِهَا نَارَ الْغَضَابِ بَيْنَ أَضْلَعِ
 پس ارباب صدور (سرداروں) میں کتنی مجلسیں ایسی ہیں جن کی وجہ سے غصہ و رخت کی آگ سپلیوں میں بھڑک اٹھی
 فَكَمْ بَيْنَ آرْبَابِ الْعُلُومِ وَأَهْلِهَا إِذَا بَحَثُوا فِي الْمَشْكَلاتِ بِمَجْمَعِ
 ارباب علم اور اہل علم کے درمیان جمعوں میں علمی گفتھیوں پر کتنے مناظرے چھڑ جاتے ہیں،
 مَنَاطِرَةٌ تَحْيِي النَّفُوسَ فَتَنْتَهِي وَقَدْ شَرَعُوا فِيهَا إِلَى شَرِّ مَشْرِعِ
 جو نفوس کو گمراہ دیتے ہیں اور جس راستہ کو وہ چلتے ہیں اس کو قطع کرنے تک پہنچا دیتے ہیں،
 مِنَ السَّقِيمِ الْمُزْدِي بِمَنْصِبِ أَهْلِهِ أَوِ الصُّمَّتِ عَنِ حَقِّ هُنَاكَ مُضْبِعِ
 اس بیماری کے باعث جو ان کے مرتبہ کو عیب لگاتی ہے۔ یا ناموشی کرنا اظہار حق سے جو ضلع کیا گیا ہے۔
 فَأَمَّا تَرِقُّ مَسَلَّتِ الدِّينِ وَالتَّقَى وَأَمَّا تَلْقَى عُصَّةَ الْمُتَجَرِّعِ
 پس یا وہ دین اور تقویٰ کے راستہ پر ترقی کرے گا اور یا رنج و غم کے گھونٹوں سے اس کو پالا پڑے گا۔
 بالجملہ اکثر علمائے محقق این فن شریف
 اجماع دارند بر آنکہ، سچ کس از زمان
 صحابہ تا زمان شیخ مذکور در معانی موتون
 حدیث آن قدر تدقیق و امعان نہ نموده
 کہ این عزیز بہ عمل آورده و ہر کرا شاہد این
 مقام مطلوب باشد شرح اور اکہ بر قطعہ
 از امام نوشته است بامعان نظر مطالعہ
 نمایند کہ چه غور و دقت می نماید و در حدیث
 برابر بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ امرنا
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بسبع و نہانا
 عن سبع است چہار صدف اندہ استنباط
 نموده و آن را بتقریب شائستہ ادا فرمودہ
 جزاہ اللہ خیر الجزاہ
 و شیخ مذکور در تعظیم علم حدیث و اہل
 آن مبالغہ تمام نمود و اہل دنیا را در نظر او
 پیرایہ میں تحریر فرمایا ہے۔ جزاہ اللہ خیر الجزاہ
 شیخ موصوف علم حدیث اور اہل حدیث کی تعظیم
 میں بے حد مبالغہ فرمایا کرتے تھے۔ ان کی نظر میں دنیا و اولاد

کی کچھ قدر و وقعت نہ تھی۔ آپ کو اس فن شریف، (حدیث) کی کتابیں جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ چنانچہ اس فن کی کتابوں کے خریدنے کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو کشف خواطر و قلوب اور کشف وقائع و حوادث دونوں مساوی عطا فرمائے تھے چنانچہ ان کے اہل مجلس نے اس قسم کی حکایات و فقر کی دفتر نقل کی ہیں۔

آپ نہایت منصف مزاج تھے۔ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں ایک جاہل (ان پڑھ) فقیر کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھ کو نماز میں خطرات اور وسوساں بہت آتے ہیں اس کی وجہ سے مجھے بہت رنج ہے۔ اس فقیر (درویش) نے یہ جواب دیا کہ افسوس اس دل پر جس میں خدا کے سوا کسی غیر کا خیال آئے۔ پس ان ہی کلمات سے میرے دل سے وسوساں کی بیماری بالکل جاتی رہی۔

شیخ ابن دقیق العید نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ جاہل فقیر ہزار فقہ سے بہتر ہے۔

راقم الحروف کہتا ہے کہ بعض متکشف علماء ان کی اس بات پر الجھ پڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اس حدیث کے خلاف ہے کہ فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد (ایک فقہ، شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے) لیکن ان علماء نے غور نہیں کیا اور شیخ مذکور کے کلام کو نہیں سمجھا وہ فقیر اگرچہ فقہار کی اصطلاحات اور نظائر مسائل سے واقفیت نہیں رکھتا تھا لیکن دین میں تقویٰ کو نصیب تھا۔ حدیث

قدری و وقتی ندادہ بودند و حرص فراوان بر جمع کتب این فن شریف داشت و اکثر دیون و مقروض می بود بہ سبب خریدن کتابهای این فن و اورا حق تعالیٰ کشف خواطر و قلوب و کشف وقائع و حوادث ہر دو برابر عطا فرمودہ بود چنانچہ ملازمین مجلس اورادین ہر دو باب دفتر و دفتر اذان بزرگوار حکایت کردہ اند۔

و مرد منصف بود روزی شخصی پیش او آمد و گفت کہ من نزد درویشی جاہل رستم و گفتم کہ مراد نماز و سوسہ و خطرات بسیار می آید و رنجیدہ می شوم آن درویش در جواب فرمود کہ افسوس بران دل کہ دروسے غیر خدا بگذرد و بسبب این حروف او علت وسوساں از من بالکل زائل گشت شیخ ابن دقیق العید گفت کہ این درویش جاہل نزد من بہتر از ہزار فقہ است۔

راقم حروف گوید کہ بعضے از متکشف علمای دین سخن او در آویختہ اند و گفتمہ اند کہ این خلاف حدیث صحیح است کہ فقہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد لیکن نفہمید کہ ہر چند آن درویش با اصطلاحات فقہار و نظائر جاہل بود اما در حقیقت فقہ در دین نصیب او بود و مراد از حدیث شریفین

فقہ است نہ کسیکہ تکلم باصطلاحات نماید
 مذکور میں فقہ سے ایسا ہی فقہ مراد ہے، وہ نہیں جو
 اصطلاحات فقہاء سے تو خوب واقف ہو اور ان معانی
 سے جو شارع علیہ السلام کا مقصود ہیں، غافل اور

بے بہرہ ہو۔

کتاب الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ

قاضی عیاض

تصنیفِ قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
 یہ کتاب قاضی عیاض رحمہ اللہ کی تصنیف ہے
 ودرحق آن کتاب علمای و شعرا اطالط مدح و
 اس کی تعریف میں علماء و شعرا نے بہت کچھ کہا ہے
 ثامنودہ اندچیا نچ لسان الدین الخطیب تلمسانی می گوید
 لسان الدین الخطیب تلمسانی فرماتے ہیں یہ

کتاب الشفا کی مدح میں لسان الدین الخطیب کے اشعار

شَفَاءُ عِيَاضٍ لِلصُّدُورِ شِفَاءٌ وَ لَيْسَ لِلْفَضْلِ قَدَّ حَوَاةُ خَفَاءُ
 قاضی عیاض کی شفا (دراصل) قلوب کے لئے شفا ہے اور جس فضیلت کو اس نے جمع کیا ہے وہ کوئی پوشیدہ شے نہیں
 هَدِيَّةٌ بَرِّ لَمْ يَكُنْ لِحَبْرِيهَا سَوَى الْآجِرِ وَالذِّكْرِ الْجَمِيلِ كَفَاءُ
 یہ ایک نیک نعت کا ہدیہ ہے جس کے بڑے حصہ کا سوائے اجر اور ذکر جمیل کے، کوئی بدلہ نہیں۔
 وَفِي لِنَبِيِّ اللَّهِ حَقٌّ وَفَاتِهِ وَأَكْرَمَ أَوْصَافِ الْكِرَامِ وَفَاءُ
 انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کو پورا ادا کر دیا اور نیک لوگوں کے تمام اوصاف میں وفا ہی زیادہ معظوم ہے
 وَجَاءَ بِهِ بَحْرًا يَفُوقُ لِفَضْلِهِ عَلَى الْبَحْرِ طَعْمٌ طَيِّبٌ وَصَفَاءُ
 (گویا) وہ ایسے دریا کو لائے ہیں جو اپنی فضیلت کے سبب سے شیرینی اور صفائی میں پانی کے دریا سے بڑھ گیا۔
 وَحَقٌّ رَسُولِ اللَّهِ بَعْدَ وَفَاتِهِ رَعَاةٌ وَإِعْقَابُ الْحَقُوقِ جَفَاءُ
 اور قاضی عیاض نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کے حق کی رعایت کی اور حقوق سے غفلت اور منہ غفلت ہو
 هُوَ الدُّخْرُ يُعْنِي فِي الْحَيَاةِ غِنَاءُ وَيَنْزِلُ مِنْهُ لِلْبَنِينَ رِفَاءُ
 وہ ایسا خزانہ ہے جس کی غنا زندگی میں بے نیاز کرتی ہے اور اس کی برکت سے اہل زمانہ پرسکون و اطمینان
 نازل ہوتا ہے۔

هُوَ الْأَثَرُ الْمَحْمُودُ لَيْسَ يَنَالُهُ دُثُورٌ وَلَا يُخْشَى عَلَيْهِ عَفَاءٌ

وہ ایسا عمدہ اثر ہے جس پر پرناپن نہیں آسکتا اور نہ اس کے ہٹ جانے کا خوف کیا جاسکتا ہے۔

حَرَصْتُ عَلَى الْأَطْنَابِ فِي نَشْرِ فَضْلِهِ وَتَجِيدِهِ لَوْ سَاعَدَتْنِي وَفَاءٌ

میں اس کے فضل اور بزرگی ظاہر کرنے میں حریص ہوں، اگر وفا میری موافقت کرے۔

وإبوالحسن عبد اللہ بن احمد بن عبد المجید ازدی

عبد المجید ازدی ربذی کہ در بجایہ سکونت ربذی نے جو بجایہ میں سکونت پذیر تھے۔ اس طرح

کہا ہے

داشت گفتہ است

کتاب الشفا کی ملح میں ابوالحسن ربذی کے اشعار

كِتَابُ الشِّفَاءِ شِفَاءُ الْقُلُوبِ قَدِ اسْتَلَقَتْ شَمْسُ بُرْهَانِهِ

کتاب الشفا دلوں کی شفا ہے اور بیشک اس کی دلیل کا آفتاب چمک اٹھا ہے۔

فَأَكْبَرُ بِهِ ثُمَّ أَكْبَرُ بِهِ وَأَعْظَمُ مَدَى الدَّهْرِ مِنْ شَانِهِ

پس اس کی تعظیم و اکرام کرتا رہ اور تازیت اس کی شان بڑھاتا رہ

إِذَا طَالَعَ السَّمْرُ مَضْمُونَهُ رَأَى فِي الْهُدَى أَصْلَ إِيْمَانِهِ

جب انسان اس کے مضمون کا مطالعہ کرتا ہے تو اس کے ایمان کی جڑ ہدایت میں راسخ ہو جاتی ہے

وَجَاءَ بِرَوْضِ الثَّقِيِّ نَاشِقًا أَرَايْحُ أَزْهَارِ أَفْنَانِهِ

گویا انہوں نے تقویٰ کا ایک ایسا باغ لگایا، جس کی شانوں کے پھول خوشبو سے مہکنے والے ہیں،

وَنَالَ عُلُومًا تَرْقِيهِ فِي ثَرِيًّا السَّمَاءِ وَكَيَوَانِهِ

اور انہوں نے ایسے علوم کو حاصل کیا جس کی ترقی آسمان کے ثریا اور اس کی کیوان میں ہے۔

فَبِاللَّهِ دَرُّ أَبِي الْفَضْلِ إِذْ جَرَى فِي الْوَدَى نَيْلُ إِحْسَانِهِ

اللہ تعالیٰ ابو الفضل کا بھلا کرے کیونکہ مخلوق میں ان کے احسان کی بخشش پھیل گئی۔

يُقَرِّدُ قَدْرَ نَبِيِّ الْهُدَى وَخَيْرِ الْأَنْامِ بِتَبْيَانِهِ

وہ اپنے بیان سے نبی ہدی اور برگزیدہ انسان کی قدر کو پایہ ثبوت تک پہنچاتے ہیں۔

فَجَانَاهُ رَبِّي خَيْرَ الْجَزَاءِ وَجَادَ عَلَيْهِ بِغُفْرَانِهِ

پس میرا رب ان کو بہتر جزا دے اور گناہوں کی بخشش کے ساتھ ان پر احسان کرے

وَمِنْهُ الصَّلَاةُ عَلَى الْحَبِيبِ وَأَصْحَابِهِ ثُمَّ أَعْوَابِهِ
 اور اسی (اللہ تعالیٰ) کی طرف سے اس برگزیدہ نبی پر اور اسکے اصحاب و اعوان پر ایسی رحمت کاملہ نازل ہوئی ہے
 مَدَى الدَّهْرِ لَا يَنْقُضِي دَائِمًا وَلَا يَنْتَهِي طَوْلَ أَرْمَائِهِ
 جو تا بقائے زمانہ ختم نہ ہو۔ بلکہ ہمیشہ رہے اور نہ وہ طویل زمانہ تک منتهی ہو۔

قاضی عیاض کی تالیفات کی فضیلت

قاضی عیاض کے برادرزادہ نے ایک روز
 اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے
 ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک
 دہشت سی طاری ہوئی اور توہم لاحق ہوا تو ان
 کے چچا (قاضی عیاض) جو ان کی اس حالت کو تاڑ
 گئے تھے، کہنے لگے "اے میرے بھتیجے! میری کتاب
 شفاء کو مضبوط پکڑے رہو اور اسے اپنے لئے حجت
 بناؤ۔"

گویا اس کلام سے آپ نے اشارہ فرمایا کہ مجھ کو
 یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔

غرض اس باب میں جس قدر کتابیں تصنیف
 ہوئی ہیں ان سب میں یہ کتاب عجیب اور بہت مقبول
 واقع ہوئی ہے۔ ان کی اور تصنیفات بھی بہت مقبول
 اور پسند ہوئیں۔ ان میں سے ایک مشارق الانوار علی
 صحاح الآثار ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کتاب اس درجہ کی ہے
 کہ اگر اسے آب زر سے لکھا جائے اور جو اہر کے برابر اس
 کا وزن کیا جائے تو بھی اس کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔
 ان کی مقبول تصانیف میں سے اُکمال المعلم فی

و برادرزادہ قاضی عیاض روزے
 عم خود را بخواب دید کہ ہمراہ آنجناب صلی
 اللہ علیہ وسلم بر تختی از زر نشسته است بہ
 سبب دیدن این حالت دہشتی و توہمی
 لاحق حال او گشت عم او فہمید و گفت ای
 برادرزادہ من کتاب شفاء را محکم گیر و
 بآن تمسک کن۔ گویا اشارہ کرد بان کہ
 این مرتبہ مرا از کرامت این کتاب
 حاصل شدہ۔

بالجملہ این کتاب از عجائب کتب
 مصنفہ این باب ست و خیلی مقبول
 افتادہ و اورا مصنفات دیگر نیز مطبوع و
 مقبول بسیار ست۔ ازان جملہ مشارق
 الانوار علی صحاح الآثار و آن کتابے ست
 کہ در حق او گفتہ اند کہ اگر آب زر
 نویسند و جو اہر وزن کنند حق او
 ادا نشود۔

وازان جملہ است اُکمال المعلم
 فی شرح صحیح مسلم و در حق او مالک بن

مرجل گفتہ است سے

شرح صحیح مسلم بھی ہے، جس کی مدح میں مالک بن مر
نے کہا ہے سے

مَنْ قَرَأَ الْإِكْمَانَ كَانَ كَامِلًا فِي عَلَيْهِ وَتَرَينَ الْمَحَافِلَا

جس نے اکمال کو پڑھا وہ علم میں کامل ہو گیا اور محفلوں کی زینت بنا۔

وَكُتِبَ الْعِلْمُ كُنُونًا أَتَهَا تَفِيدُ نَفْعًا عَاجِلًا أَوْ آجِلًا

اور کتب علم کے خزانے ضرور نفع بخش ہیں، جلدی یا بہ دیر۔

وَلَيْسَ مِنْ كُتُبِ الْعِيَاضِ عَوْضٌ فَإِنَّهُ كَانَ إِمَامًا فَاصِلًا

اور کتب عیاض کا کوئی بدل نہیں کیونکہ وہ امام فاضل تھے۔

ان کی تصانیف میں سے ایک کتاب المستنبط

فی شرح کلمات مشککہ والفاظ مغلقہ مما اشتملت علیہ الکتب

المدونہ والمختلط ہے۔ اس فن میں اس سے بہتر کتاب

تصنیف نہیں ہوئی۔ یہ کتاب 'تنبیہات' کے نام سے

مشہور ہے اور اب یہی نام اس پر غالب ہو گیا۔ اس کی

شان میں ابو عبد اللہ نور زری نے جو کتاب 'سقراطیہ'

کے شارح ہیں۔ کہا ہے سے

كَأَنِّي قَدَّمَانِي كِتَابُ عِيَاضٍ أَتَرَّهَ طَرَفِي فِي مَرِيْعٍ رِيَاضٍ

گو یا جب سے میرے پاس کتاب عیاض آئی میں اپنی نگاہ کو تروتازہ باغات میں سیر کرتا ہوں

فَأَجْنِي بِهِ الْأَزْهَارَ يَا نِعْمَةَ الْجَنَى وَأَكْرَعُ مِنْهَا فِي لَذِيذِ حِيَاضٍ

اس کے پکے ہوئے تازہ پھولوں کو چنتا ہوں اور اس کے شیرین حوضوں سے سیراب ہوتا ہوں

ونیز از تصانیف اوست ترتیب المدارک

وتقریب المسالک لمعروفہ اعلام مذہب مالک

و کتاب الاعلام بحدود قواعد الاسلام و کتاب

الاماع فی ضبط الروایة و تقييد السماع و بغية الرايد لما تضمنته حديث ام زرع من الفوائد ،

شہ کشف الظنون میں اس کا نام الاعلام فی حدود الاحکام' درج ہے۔

کتاب الغنیہ، جس میں انہوں نے اپنے مشائخ کا تذکرہ کیا ہے۔ معجم شیوخ ابی علی الصدقی (المتوفی ۳۸۵ھ) نظم البرہان علی صحتہ بزم الاذان، مقاصد الحسان فیما یلزم الانسان، یہ نا تمام ہے۔ جامع التاریخ جو بہت محیط اور جامع واقع ہوئی ہے۔ غنیۃ الکاتب و بغیۃ الطالب، ان کے علاوہ اور بہت سی تصانیف ہیں۔ ان کی کنیت ابو الفضل اور نام عیاض ہے۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے۔

عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی۔ لفظ یحصبی یاہ تختانیہ اور حاء مہملہ ساکنہ سے ہے۔ اس کے بعد صاد ہے جس پر تینوں حرکتیں جائز ہیں۔ صاد کے بعد باء موحّد ہے۔ یحصب بن مالک کی طرف نسبت ہے جو حمیر کا قبیلہ ہے۔ دراصل یمن کے باشندے ہیں مگر چونکہ مقام سبتہ میں جو مغرب کے شہروں میں مشہور شہر ہے ۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما پائی۔ اس لئے انہیں سبتی بھی کہا جاتا ہے۔ آپ نے اول اپنے شہر کے علماء و مشائخ سے استفادہ کیا۔ پھر اندلس کی طرف سفر کیا اور وہاں ابن رشد، ابن حمدین، ابن عتاب، ابن الحاج، ابو علی صدقی سے علم حدیث اور دیگر فنون حاصل کئے۔ علوم حدیث، نحو، فقہ، کلام عرب اور معرفت ایام و انساب میں مہارت کلیہ رکھتے تھے۔ اس لئے آپ دارا شعار نظم فرماتے تھے۔

الرائد لما تضمنہ حدیث ام زرع من الفوائد، و کتاب الغنیہ در بیان شیوخ خود و معجم شیوخ ابی علی الصدقی و نظم البرہان علی صحتہ بزم الاذان و از تصانیف نا تمام او مقاصد الحسان فیما یلزم الانسان و جامع التاریخ کہ بسیار محیط و مستوعب واقع شدہ و غنیۃ الطالب و بغیۃ الطالب و غیر تک کنیت او ابو الفضل و نام او عیاض بن عمرو و قبیل امرون بن موسیٰ بن عیاض بن محمد بن موسیٰ بن عیاض یحصبی ست بیار تختیہ و حاء مہملہ ساکنہ و صاد محرکہ بالحرکات الثلاث و باء موحّدہ نسبت بہ یحصب کہ قبیلہ ایست از حمیر و دراصل در یمن سکونت داشتند قاضی مذکور در سبتہ کہ از شہر مغرب ست متولد شدہ در سال چارہ صد و چہل و شش نشوونمای او در ہمان شہر اتفاق افتادہ و لہذا او را سبتی نیز گویند اول از علماء و مشائخ شہر خود استفادہ نمود بعد از ان بطرف اندلس رحلت فرمود و از ابن رشد و ابن حمدین و ابن عتاب و ابن الحاج و ابو علی صدقی اخذ احادیث و فنون دیگر کرد در معرفت علوم حدیث و نحو و فقہ و کلام عرب و ایام و انساب آنہا مہارت کلی داشت و بہین سبب اشعار آبدار دارد۔

۵۳۳ھ میں مراکش میں وفات پائی۔

وازن جملہ این قطعہ کہ در وقت ارتحال از
قرطبہ نظم نموده سے
جب قرطبہ سے کوچ کا ارادہ کیا اس وقت آپ نے
یہ اشعار نظم فرمائے سے

قاضی عیاض کے چند اشعار

أَقُولُ وَقَدْ جَدَّ ارْتِحَالِي وَعَوْدِي
جَدَاتِي وَزِمْتُ لِلْفِرَاقِ مَرَايِي

یہ میں اس وقت کہہ رہا ہوں کہ کوچ ٹھیک ہو گیا ہے اور میرے مدی خواں گانے لگے اور فراق کے لئے
میری سواریوں کے لگام ڈال دیئے گئے ہیں۔

وَقَدْ عَمِشْتُ مِنْ كَثْرَةِ الدَّمْعِ مُقَلَّتِي
وَصَارَتْ هَوَاءٌ مِنْ نُوَادِي تَرَايِي

آنسوؤں کی کثرت سے بیشک میری آنکھیں چند ہییا گئیں اور ہم عمروں کا خیال میرے دل سے مٹ گیا
وگم یبقی الا وقفہ يستجثها
وَدَاعَى لِلْأَحْبَابِ لَا لِلْعَبَائِبِ

اب صرف اتنا ہی وقفہ باقی رہ گیا کہ میرا احباب کو الوداع کہنا اس کو ابھارے نہ کہ معشوقہ عورتوں کو
مرحی اللہ جیرانا بقرطبة العلی
وَسَقَى رَبَّاهَا بِالْعَهَادِ السَّوَابِ

اللہ تعالیٰ بلند مرتبہ قرطبہ کے پڑوسیوں کو اپنے دامن حفاظت میں لے لے اور موسلا دھار بارش سے سیراب کرے
وَحَيَّا نَرْمَانًا بَيْنَهُمْ قَدَّ الْفِتْنَةَ
طَلِيقَ الْحَيَاءِ مُسْتَلَانَ الْجَوَانِبِ

اور اللہ تعالیٰ ایسے زمانہ کو جسے میں نے الفت سے بسر کیا باقی رکھے جو کشادہ پیشانی اور ہر طرح سے موافق تھا
إِخْوَانَنَا يَا لَللَّهِ فِيهَا تَدَاكُرُوا
مُعَاهِدًا جَارٍ أَوْ مُؤَدَّاتٍ صَاحِبِ

اے میرے بھائیو! خدا کے لئے اس میں یاد کر و کسی ہمسایہ کے عہدوں کو اور کسی صاحب کی محبتوں کو
عَدَوْتُ بِهِمْ مِنْ بَرِّهِمْ وَأَحْتِفَاكِهِمْ
كَأَنِّي فِي أَهْلِ وَبَيْنَ أَقَارِبِ

ان کی نیکیوں اور ہمدردیوں کے باعث مجھ کو یہ محسوس ہونے لگا گویا میں اپنے کنبہ اور رشتہ داروں میں رہتا ہوں۔
و در زراعتی قدری از لاله کاشغر

بودند نظر قاضی افتاد و باد تند می وزید
تیز ہوا کے باعث جنبش و حرکت میں تھے، قاضی
و شاخہائے لاله در میان آن زراعت می

جنبید این قطعہ نظم کرد و تشبیه غریبے
صاحب کی نظر ان پر پڑی تو آپ نے اسی وقت یہ
قطعہ نظم فرمایا اس میں عجیب و غریب تشبیہ ان کے دل
بغا طرش افتاد سے
میں آئی سے

شعری

أَنْظُرَ إِلَى التَّرَجِّعِ وَخَافَاتِهِ يَحْكِي وَقَدْ قَاسَتْ أَمَامَ الرِّيَاحِ
 ذر ا کھیت اور اس کے تنوں کو تو دیکھو جو ہوا کے سامنے جھوم جھوم کر کھایت بیان کرتے ہیں،
 کَتِيبَةٌ خَضْرَاءٌ مَهْرُومَةٌ،
 ایک ایسے دستہ فوج کی جو سبز وردی میں بلوں کے اور شکست خوردہ
 شَقَائِقُ النُّعْمَانِ فِيهَا جِرَاحُ
 اور گل لالہ اس میں داغ بھائے زخم کے مانند ہیں۔

کتاب المصانح

للبغوی

اس کتاب میں کل ۴۴۸۴ حدیثیں ہیں۔
 صحاح میں بخاری اور مسلم سے ۲۴۳۴ اور حسان
 میں سنن ابی داؤد (اور ترمذی) وغیرہ سے ۲۰۵۰۔
 یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کتاب کی ابتداء
 حدیث نیت رَأَيْنَا الْأَعْمَالَ بِالْيَتَامَى سے واقع
 ہوئی ہے اور اتمام لفظِ آخِرَةٍ پر ہوا ہے، جو
 کتاب کے ختم ہونے کی خبر دیتا ہے۔ اور کتاب
 اسی حدیث پر ختم ہوتی ہے۔

اس کتاب کے آخری باب 'باب ثواب ہذہ'
 الامۃ کی فصل احسان میں یہ حدیثیں بیان کی ہیں۔

آنچہ از احادیث درین کتابست
 ہنگی چار ہزار و ہفتصد و نو دوسہ حدیث
 ست و دو صحاح از بخاری و مسلم دو ہزار
 و پانصد و بست و چارست و در حسان
 از سنن ابی داؤد وغیرہ دو ہزار دو صد و نو۔
 از عجائبات اتفاقات آنکہ ابتداء
 این کتاب بحدیث نیت واقع شدہ و
 سر بہ کارست و ختم این کتاب بر لفظ
 آخِرہ است کہ آخر شدن کتاب خبر
 می دہد زیرا کہ برین حدیث ختم کردہ است
 در فصل احسان در باب ثواب ہذہ
 الامۃ کہ آخرین ابواب اوست می گوید۔

۱۷ اس کے مؤلف امام ابو محمد حسین بن مسعود الفراء البغوی والمتوفی ۳۵۷ھ کا حال کتاب شرح السنۃ
 کے بیان میں گزرتا ہے۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری خواہش و آرزو ہے کہ میں اپنے ان بھائیوں کو دیکھوں جو میرے بعد آئیں گے، اور میں حوض پر ان کا مسیہ سامان ہوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس کا اول بہتر ہے، یا اس کا آخر۔

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَدِدْتُ أَنِّي بَرَأَيْتُ إِخْوَانَنَا الَّذِينَ يَأْتُونَ بَعْدِي وَأَنَا فَوْطَلُهُمْ عَلَى الْحَوْضِ.

وَعَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ مَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرِي أَوْلَاهُ خَيْرٌ أَمْ آخِرُهُ.

تمت بالخیر

مُصَنَّفِ كِتَابِ بَسْتَانِ الْمَحْدَثِينَ شاه عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے مختصر حالات

فاتم المحدثین حضرت شاہ عبد العزیزؒ ۲۵ رمضان المبارک ۱۱۵۹ھ کو پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد محبتہ الاسلام شاہ ولی اللہ دہلویؒ نے آپ کا نام عبد العزیز رکھا اور تاریخی نام غلام حلیم تھا۔ شاہ صاحب جب پانچ برس کے ہوئے تو قرآن مجید شروع کیا، تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن مجید اور اسلام کے ابتدائی مسائل و احکام کی تعلیم سے فراغت حاصل کر لی۔

آپ نہایت ذہین اور سلیم الطبع اور قوی الحفظ تھے۔ تیرہ برس کی عمر میں کتب درسیات صرف، نحو، فقہ، اصول فقہ، منطق، کلام، تھاند، ہندسہ، ہیئت اور ریاضی وغیرہ میں خاصی مہارت حاصل کر لی تھی۔

علوم تفسیر، حدیث اور فقہ میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ منقولات کے ساتھ آپ نے معقولات کی بھی مشہور اور متداول کتابیں باقاعدہ پڑھی تھیں۔ آپ دوسرے طلباء میں امتیازی حیثیت کے مالک تھے۔ چنانچہ اپنے تینوں بھائیوں کو حضرت شاہ صاحب نے یہ کتابیں خود ہی پڑھائی تھیں۔

حضرت شاہ صاحب کو فارسی زبان میں جس طرح مکمل عبور تھا اس کا اندازہ ان کی تصنیفات شریفہ سے ہو سکتا ہے۔ زبان کی شیرینی علمیت کے ساتھ بے حد اثر انداز ہوتی ہے۔ اپنے والد بزرگوار کے حکم کے بموجب اردو زبان سیکھنے کے لئے خواجہ میر درد کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، اور پوری توجہ کے ساتھ خواجہ صاحب کی تقریر سنتے تھے۔ محاورات پر پوری توجہ دیتے تھے۔ شاہ ولی اللہ اپنے بچوں سے فرمایا کرتے، جس طرح اصول حدیث اور اصول فقہ فن ہیں، اسی طرح اصول زبان بھی ایک فن ہے اور اردو زبان کے موجد اور مجتہد خواجہ میر درد ہیں، آپ کی صحبت کو غنیمت سمجھو۔ شاہ صاحب کے بھائی شاہ عبد القادر بھی خواجہ میر درد کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے۔

آپ کی شہرت و فضیلت محض تفسیر، حدیث اور فقہ ہی میں نہ تھی بلکہ اردو ادب میں بھی آپ کو امتیازی حیثیت اور قدرت حاصل تھی۔ شاہ نصیر اپنے شاگرد ابراہیم ذوق سے کچھ کبیدہ خاطر ہو گئے اور ان کے کلام کی اصلاح بند کر دی تو ذوق ہر جمعہ کو شاہ عبد العزیز کی خدمت

میں حاضر ہونے لگے۔ کسی دوست نے اس حاضری کا سبب پوچھا تو ذوق نے کہا کہ استاذ تو مجھ سے ناراض ہیں، شاہ صاحب کی اردو زبان دانی بھی شاہ نصیر سے کچھ کم نہیں۔ میں اس وعظ کی بدولت بہت سے محاورات سیکھ لیتا ہوں۔

حضرت شاہ صاحب نے عہد طالب علمی میں جو کچھ پڑھا لکھا تھا سب محفوظ تھا۔ اپنی تصنیف تحفہ اثنا عشریہ میں کتب اہل تشیع کے حوالجات عموماً حافظہ کی مدد سے لکھے ہیں اور ایسے صحیح ہیں گویا کتابیں سامنے ہیں اور انہیں دیکھ کر لکھے گئے ہوں۔

آپ کی مجلس وعظ سے ہر مذہب و ملت کا شخص خوش ہو کر اٹھتا تھا۔ موافق و مخالف پر برابر اور یکساں اثر پڑتا تھا۔ معترض پہنچتے مگر سوال نہ بن پڑتا۔ تقریر میں ہی جواب مل جاتا۔ ایک مرتبہ عشرہ محرم میں وعظ فرما رہے تھے، حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ جب امام حسینؑ اور یزید کا مقابلہ تھا تو حق تعالیٰ کس طرف تھا۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ حق تعالیٰ میزان عدل پر تھا، آخر کار یزید کے ظلم و تشدد پر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر غالب آیا۔

ایک پادری دہلی میں مباحثہ کے لئے آیا۔ مسٹر منکاف ایجنٹ گورنر نے پادری سے کہا کہ شرط مقرر کرنا چاہئے۔ جو کوئی دونوں میں سے ہار جائے گا اس سے ہزار روپے لئے جائیں گے۔ اگر شاہ صاحب ہار جائیں گے تو میں دوں گا کیونکہ وہ فقیر ہیں۔ پادری نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ جب تمہارے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں، پھر اس نے پیغمبر کے نواسوں پر ظلم و ستم ہوتا ہوا کیونکر گوارا کیا اور پیغمبر نے خدا سے فریاد کیوں نہ کی، اگر پیغمبر خدا سے فریاد کرتے تو خدا ضرور آپ کی فریاد کو سنتا۔ آپ کا اپنے پیغمبر کو حبیب کہنا کیونکر صحیح ہے۔

شاہ صاحب نے فرمایا کہ پیغمبر نے جب خدا سے فریاد کی تو خدا نے جواب دیا کہ اس وقت ہم کو اپنے بیٹے عیسیٰ کا صلیب پر پڑھایا جانا یاد آیا ہوا ہے پیغمبر خاموش ہو گئے۔

پادری شاہ صاحب کا جواب سن کر شرمندہ ہوا۔ اور دو ہزار روپے بابت شرط ادا کئے۔ شاہ صاحب کی ایک خادمہ حالت نزع میں آیہ شریفہ فَاذْخُلِي فِي عِبَادِي وَاذْخُلِي جَنَّتِي پڑھنے لگی۔ حاضرین کو تعجب ہوا۔ اس سے اس آیت کے پڑھنے کا سبب پوچھا تو اس نے ہاتھ اٹھا کر بتایا کہ مجھ کو یہ دو آری پڑھاتے ہیں۔ شاہ صاحب کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو ان پر حملے والوں سے جو واقع میں فرشتے ہیں دریافت کرے کہ کس عمل کے باعث

خداوند تعالیٰ نے اس کو بہشت عطا فرمائی۔ چنانچہ بعد استغفار خادمہ نے جواب دیا کہ یہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ بازار سے روغن زرد گھی) خرید کر آیا تھا۔ تو نے اسے گرم کیا اس سے ایک روپیہ نکلا وہ روپیہ تو نے مالک گھی کو واپس کر دیا اور خود خرچ نہیں کیا۔ یہ دیانت اور امانت تیری خدا تعالیٰ کو پسند آئی اور اس کے عوض میں بہشت عطا فرمائی۔

ایک روز حضرت شاہ صاحب نے فرمایا کہ عمر شباب میں مجھ کو ساٹھ ستر ہزار اشعار عربی، فارسی اور ہندی کے یاد تھے اب بھی گیارہ ہزار یاد ہوں گے۔ پھر آپ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تصنیف کردہ رباعی پڑھی ہے

یا صاحب الجہاں ویاسید البشر من وجہک المنیر لقد نور القمر
لا یکن الشار کما کان حقہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

شاہ صاحب کی تصنیفات مبارکہ میں سب سے بہترین تفسیر عزیزی ہے، پہلی جلد سورہ فاتحہ سے پارہ دوم کے ربیع تک، دوسری پارہ تبارک الذی اور پارہ عم کی۔ بستان المحدثین (فارسی)، سرالشہادتین (عربی)، فتاویٰ عزیزی (فارسی)، عجائب نافعہ (فارسی)، عزیز الاقباس فی فضائل اخیار الناس، شرح میزان المنطق اور تحفہ اثنا عشریہ، یہ فرقہ روافض شیعہ کے بارے میں معرکہ الآراء اور گراں قدر تصنیف ہے۔

شاہ عبدالعزیز نے ماہ شوال ۱۲۳۹ھ میں نواسی سال کی عمر میں وفات پائی۔ جب بخاری شدت سے حالت نازک ہو گئی تو آپ نے اپنے رشتہ داروں کو بلایا اور حسب مراتب ان کو اپنا سامان تقسیم فرمایا پھر یہ آیت تلاوت کی،

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰی حَقَّهٗ وَ الْیَسٰکِیْنِ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ

پھر وصیت فرمائی اور آخر میں یہ آیت پڑھی، تَوَفِّیْ مُسْلِماً وَ الْحَقِّیْنَ بِالصَّالِحِیْنَ پچپن مرتبہ نماز جنازہ پڑھائی گئی۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ رَحْمَةً وَّاسِعَةً

علیم مومن خان مومن دہلوی نے بے مثال اور دردناک تاریخ وفات لکھی ہے

دست بے داواہل سے بے سزا ہو گئے
فقرو دین فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل

ہمارے ادارے کی شائع کردہ چند نادر دینی کتب

ترجمان السنہ
کاملے ۲ حصوں
ذخیرہ مبر ضروری تشریحات و مباحث -
تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی
اردو زبان میں ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع اور مستند

جواہر المحکم
کاملے ۳ حصوں
نقشہ قرآن و حدیث کے روشنی میں
تالیف: قطب العارفین مولانا بدر عالم صاحب مہاجر مدنی
اسلام میں حاکمیت کا تصور اور اسلامی معاشرت کا صحیح

صحبتہ با اولیاء
روز و آداب پر مشتمل نادر مجموعہ
ملفوظات: شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب کاندھلوی نور اللہ مرقدہ
اصلاح نفس، فکر آخرت، ایمان و یقین اور تصوف کے

نزہتہ المجالس
خیراً المجالس
ادرایمانے افروز نصیحتوں کا مجموعہ -
تالیف: علامہ حضرت مولانا عبد الرحمن صفوی شافعی
دلچسپ، حکمت، علمی و عزیز تصنیف، لطائف و ظرائف

مکتوبات صدی
حصہ اول، دوم کاملے
ایکے خط ضخیم کتابوں کا پتھر۔
تالیف: حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ میری
بیشے بہا مکتوبات: تصوف کے اسرار و رموز کا خزانہ ایک

نزہتہ البساتین
روقتی الریاضین
انقلاب پیدا کرنے والے کتاب۔
تالیف: امام ابی محمد عبداللہ یمنی یافعی
اولیاء اللہ کے مستند حالات و ملفوظات کا نایاب مجموعہ روح میں دینی

اشرف الموعوظ
حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے چند ایسے نایاب
موعظ جو اشرف الموعوظ سمجھے جاتے ہیں۔

دین رحمت
رہبر حجاج
تالیف: مولانا شاہ معین الدین احمد ندوی
اس میں اسلام کی عظمت اور عالم انسانیت پر اس کے احسان کو بیان کیا
منوفا: الحاج کریم الدین صاحب مدظلہ
حج و عمرہ اور زیارت مدینہ منورہ سے متعلق مفصل معلومات۔

غیبت کیا ہے؟
برہیلو کو جا کر کر کے اس کے ہلاکتے خیرے کا احساس دلاتی ہے۔
تالیف: حضرت مولانا عبدالحی صاحب فرنگی علی بکھنوی
غیبت کے موضوع پر واحد مستند کتاب جو اس گناہ کبیرہ کے

ناشر: ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی۔ ادب منزل پاکستان چوک کراچی